ٹائیٹل پیج بار اوّل

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

بفضلہٖ تعالےٰ

یہ رسائل اربعہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

۱ انجام آتھم

۲ خدائی فیصلہ ۔ ۳ دعوت قوم

۴ مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوکر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت فی جلد ؏

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِہِ الکَرِیمِ ط
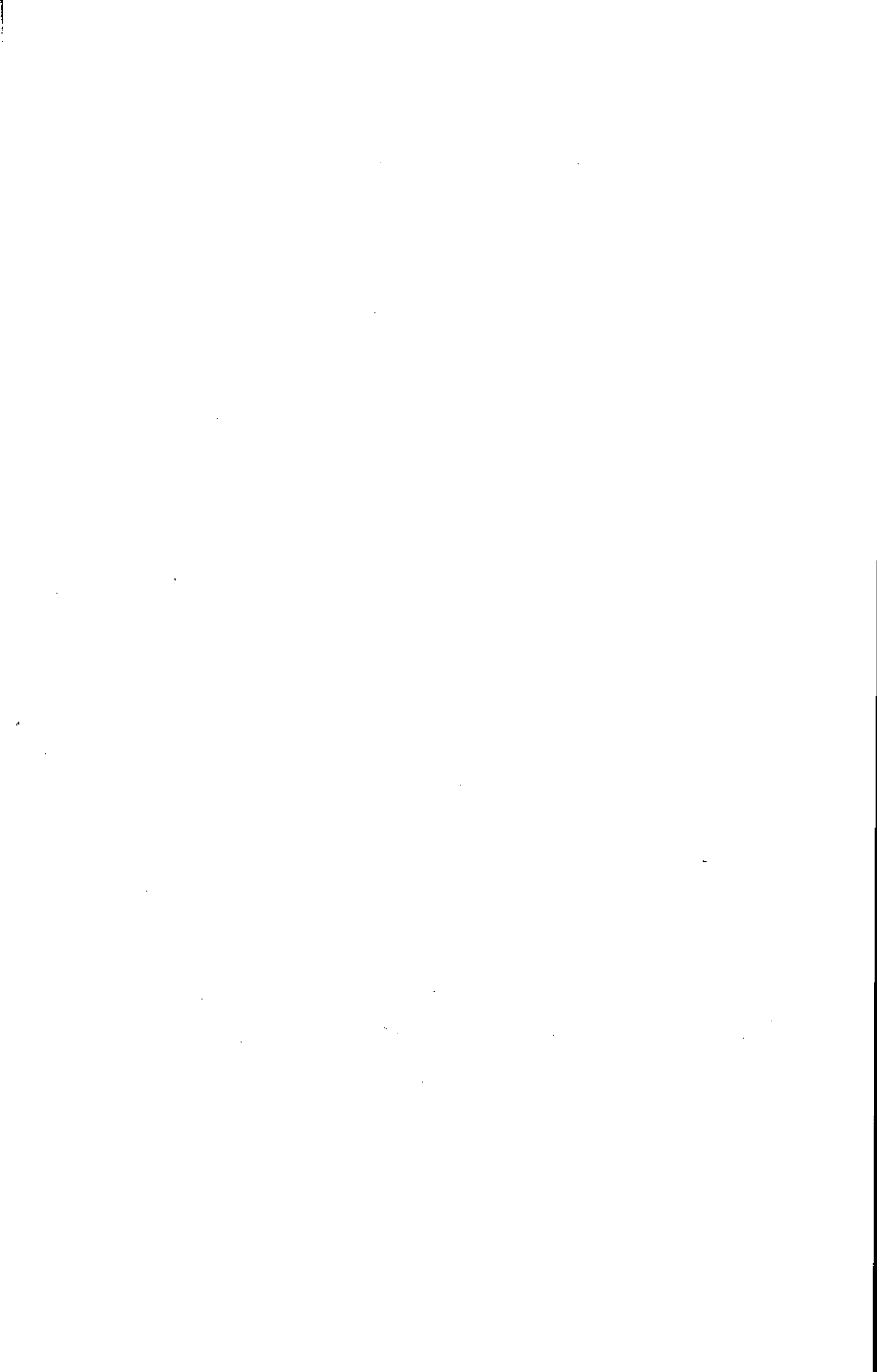
خدا کا مارا کبھی نہیں بچتا
خدا کی قسم سے انکار کرنے والا نیست و نابود کیا جائیگا

مفہوم یرمیاہ ۱۲/۱۲

چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ، ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہوگئے ہیں اسلئے ہم قرین مصلحت سمجھتے ہیں کہ پبلک کو وہ پیشگوئیاں دوبارہ یاد دلا دیں جن میں لکھا تھا کہ آتھم صاحب اگر قسم نہیں کھائیں گے تو اس انکار سے جو اُن کا اصل مدعا ہے یعنی باقیماندہ عمر سے ایک کافی حصہ پانا یہ ان کو ہرگز حاصل نہیں ہوگا بلکہ انکار کے بعد جو اُن کی بیباکی کی علامت ہے جلدی اس جہان سے اُٹھائے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ابھی ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء پر سات مہینے نہیں گزرے تھے کہ وہ اس جہان سے گزر گئے۔ اور وہ پیشگوئیاں جو کہ اُن کی اس **موت** پر دلالت کرتی ہیں اور پہلے اشتہارات میں درج ہیں یہ ہیں:

اول۔ ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب (یعنی موت) اس وقت تک تھما رہے جبتک کہ وہ (یعنی آتھم) بیباکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۴۔

دوم۔ وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس میں کسی قدر (آتھم صاحب کو) مہلت دی گئی ہے۔ (یعنی تھوڑی سی مہلت کے بعد پھر موت آئیگی) دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۶۔

سوم۔ اور یاد رہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم میں کامل عذاب (یعنی موت) کی بنیادی اینٹ رکھدی گئی ہے اور وہ عنقریب بعض تحریکات سے ظہور میں آجائے گی۔ خداتعالیٰ کے تمام کام اعتدال اور رحم سے ہیں۔ اور کینہ ور انسان کی طرح خواہ نخواہ جلد باز نہیں۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۱۰ ٭

چہارم۔ اس ہماری تحریر سے کوئی یہ خیال نکرے۔ کہ جو ہونا تھا وہ سب ہوچکا اور آگے کچھ نہیں۔ کیونکہ آیندہ کے لئے الہام میں یہ بشارتیں ہیں۔ وَنمزق الاعداء کل ممزق۔ ہم دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے یعنی اپنی حجت کامل طور پر ان پر پوری کردیں گے۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۱۵ ٭

پنجم۔ اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیویں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں۔ تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑیگا۔ جس نے حق کا اخفا کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہا اور وہ دن نزدیک ہیں دُور نہیں۔ یعنی اس کی موت کے دن۔ دیکھو اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ صفحہ ۱۱ ٭

ششم۔ مگر تاہم یہ کنارہ کشی آتھم کی (یعنی قسم سے انکار کرنا) بیسود ہے کیونکہ خداتعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ نادان پادریوں کی تمام یاوہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے۔ اگرچہ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلوتہی کر کے اپنے اس طریق سے صاف جتلایا کہ ضرور اس نے رجوع بحق کیا۔ اور تین حملوں کے طرز وقوع سے بھی جن کا وہ مدعی تھا کھُلے طور پر بتلادیا کہ وہ حملے انسانی حملے نہیں تھے۔ مگر پھر بھی آتھم اس جُرم سے بَری نہیں ہے کہ اس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا۔ دیکھو رسالہ ضیاء الحق مطبوعہ مئی ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۲

ایسا ہی ان رسائل اور اشتہارات کے اور مقامات میں بار بار لکھا گیا ہے کہ موت میں صرف مہلت

دی گئی ہے اور وہ بہر حال انکار پر جمے رہنے کی حالت میں آتھم صاحب کو پکڑ لے گی چنانچہ ہمارا آخری اشتہار جو آتھم صاحب کے قسم کھانے کے لئے دیا گیا اس کی تاریخ ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء ہے۔ اس کے بعد آتھم صاحب کا انکار کمال کو پہنچ گیا۔ کیونکہ انہوں نے باوجود اس قدر ہمارے اشتہارات کے کہ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا نکلا۔ یہانتک کہ سات اشتہار دیئے گئے مگر پھر بھی انہوں نے وہ گواہی جو اُن پر فرض تھی ادا نہیں کی اس لئے خدا تعالیٰ نے انکو اس پیشگوئی کے اثر سے خالی نہ چھوڑا چنانچہ سات اشتہار پر سات دفعہ انکار کرنے کے بعد آخر ساتویں اشتہار سے سات مہینے پیچھے* موت اُن پر وارد ہوگئی اور وہ ہاویہ کے عذاب سے پہلے بھی نجات یافتہ نہ تھے۔ اُسوقت سے جو اُن کو پیشگوئی سنائی گئی اس وقت تک کہ اُن کی جان نکل گئی غضب الٰہی کی آگ ہر وقت اُن کو جلا رہی تھی۔ اور ایک خوف اور بے آرامی اور بے چینی ان کے لاحق حال ہوگئی تھی۔ پس کچھ شک نہیں کہ وہ پیشگوئی کے وقت سے عذاب الٰہی میں پکڑے گئے جیسے کوئی سخت بیماری میں پکڑا جاتا ہے اور ان کا آرام اور خوشی سب جاتی رہی۔ سو الحمد للہ والمنۃ کہ جب آتھم صاحب نے اپنے رجوع الی الحق سے سات دفعہ انکار کیا۔ تو خدا نے اس دروغ گوئی کی سزا میں ان کو جلد لے لیا ۔

ناظرین یاد رکھیں کہ آخری پیغام جو آتھم صاحب کو قسم کھانے کے لئے پہنچایا گیا وہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کا تھا۔ اس میں یہ غیرت دلانیوالے الفاظ بھی تھے کہ اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں اور ذبح بھی کر ڈالیں۔ تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے۔ سو چونکہ آتھم نے سچی قسم سے مُنہ پھیرا اور نہ چاہا کہ حق ظاہر ہو سو جیسا کہ اس نے حق کو چھپایا۔

---

*حاشیہ۔ بلاشبہ آتھم کے دوستوں کو اس کی موت کا بہت ہی غم ہوا ہوگا۔ بلکہ ہم نے سُنا ہے کہ ایک عیسائی بھولے خاں نامی اس کی موت کے غم سے مر ہی گیا۔ اور اس کو آتھم کی ناگہانی موت نے ایسے درد سے پکڑا۔ کہ اس نے خود کہدیا کہ یقیناً اب میرا جینا مشکل ہے۔ چنانچہ دل پر سخت صدمہ پہنچنے کی وجہ سے وہ مر ہی گیا۔ اور پھر عیسائیوں نے اپنی قدیم عادت جھوٹ کی وجہ سے اس کی موت کو اس کی کرامت بنا لیا۔ بہتر ہو کہ اس قسم کی کرامت دوسرے شریر پادریوں سے بھی ظاہر ہو۔ تا خس کم جہاں پاک کی مثال صادق آوے۔ منہ ۔

خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اس کے وجود کو اس کے ہم مذہب لوگوں کی نظر سے چھپا لیا اور جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ تیس ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء تک ہماری طرف سے اس کو تبلیغ ہوتی رہی کہ شاید وہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سچی گواہی ادا کرے۔ پھر ہم نے تبلیغ کو چھوڑ دیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے انتظار میں لگے۔ سو آتھم صاحب ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء میں سے ابھی سات مہینے ختم نہ کئے تھے کہ قبر میں جا پڑے۔

یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں جس کو لوگ عبرت کی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ جن کے دل سیاہ اور آنکھیں اندھی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا تعالیٰ کے نشانوں کو چھپا دیں۔ چنانچہ پرچہ کشف الحقائق بمبئی یکم اگست ۱۸۹۶ء جو حسام الدین عیسائی کی طرف سے نکلتا ہے اس میں اسی پُرانی عادت جھوٹ کی نجاست خوری کی وجہ سے چند سطریں صفحہ ۱۰۸ پرچہ مذکور میں لکھی ہیں۔ جو مناسب سمجھ کر ذیل میں ان کا جواب دیا جاتا ہے۔

قولہٗ۔ ہم نے سُنا ہے کہ جنگ مقدس نہایت مفید اور عمدہ کتاب ہے۔ اس میں قادیانی صاحب کے ناجائز خیالات کی پردہ دری آتھم صاحب نے نہایت شائستگی سے کی ہے۔

اقول۔ بیشک اس قدر تو میں بھی قائل ہوں کہ جنگ مقدس کا واقعی نقشہ ان لوگوں کو بلاشبہ مفید ہے جو غور اور انصاف کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ لیکن جو مُردہ پرست ہیں۔ اور مُردہ پرستی کی عادت ان کی طبیعت کی جُزو ہو گئی ہے۔ ان کو مفید نہیں۔ کیونکہ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور کان رکھتے ہوئے نہیں سُنتے اور دل رکھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔

ظاہر ہے کہ جنگ مقدس کے مباحثہ میں عیسائیوں سے بڑا بھاری مطالبہ یہ تھا۔ کہ وہ ابن مریم کی خدائی کو عقل اور نقل کی رُو سے ثابت کریں۔ سو عقل تو دُور سے ایسے عقیدہ پر نفرین کرتی تھی۔ اس لئے انہوں نے عقل کا نام ہی نہ لیا۔ کیونکہ عقل اسلامی توحید تک ہی گواہی دیتی ہے اور اسی لئے تمام عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ اگر ایک گروہ ایسے کسی جزیرہ کا رہنے والا ہو جس کے پاس قرآن پہنچا ہو اور نہ انجیل اور نہ اسلامی توحید پہنچی ہو اور نہ نصرانیت کی

تثلیث اُن سے صرف اسلامی توحید کا مواخذہ ہوگا۔ جیسا کہ پادری فنڈل نے میزان الحق میں یہ صاف اقرار کیا ہے۔ پس لعنت ہے ایسے مذہب پر جس کے اصل الاصول کی سچائی پر عقل گواہی نہیں دیتی۔ اگر انسان کے کانشنس اور خداداد عقل میں تثلیث کی ضرورت فطرتاً مرکوز ہوتی تو ایسے لوگوں کو بھی ضرور تثلیث کا مواخذہ ہوتا۔ جن تک تثلیث کا مسئلہ نہیں پہنچا۔ حالانکہ عیسائی عقیدہ میں بالاتفاق یہ بات داخل ہے کہ جن لوگوں تک تثلیث کی تعلیم نہیں پہنچی اُن سے صرف توحید کا مواخذہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ توحید ہی وہ چیز ہے جس کے نقوش انسان کی فطرت میں مرکوز ہیں۔

باقی رہا یسُوع کی خدائی کو منقولات سے ثابت کرنا۔ سو جنگ مقدس میں آتھم **مقتول** ہرگز ثابت نہ کر سکا کہ یہی تعلیم جو انجیل کے حوالہ سے اب ظاہر کی جاتی ہے موسیٰ کی توریت میں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر باپ بیٹے روح القدس کی تعلیم جو دوسرے لفظوں میں تثلیث کہلاتی ہے۔ بنی اسرائیل کو دی جاتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ **وہ سب کے سب اس کو بھول جاتے** جس تعلیم کو موسیٰ نے چھ سات لاکھ یہود کے سامنے بیان کیا تھا اور بار بار اس کے حفظ رکھنے کیلئے تاکید کی تھی اور پھر حسب زعم عیسائیاں متواتر خدا کے تمام نبی یسُوع کے زمانہ تک اس تعلیم کو تازہ کرتے آئے ایسی تعلیم یہود کو کیونکر بھول سکتی تھی۔

کیا یہ بات ایک محقق کو تعجب میں نہیں ڈالتی کہ وہ تعلیم جو لاکھوں یہودیوں کو دی گئی تھی اور خدا کے نبیوں کی معرفت ہر صدی میں تازہ کی گئی تھی جو اصل مدار نجات تھی اس کو یہود کے تمام فرقوں نے بھلا دیا ہو حالانکہ یہود اپنی تالیفات میں صاف گواہی دیتے ہیں کہ ایسی تعلیم ہمیں کبھی نہیں ملی۔ اور ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ یہود اس بات میں ضرور سچے ہیں۔ کیونکہ اگر تنزل کے طور پر یہ بھی فرض کرلیں کہ صرف یسوع کے زمانہ تک یہود میں تثلیث کی تعلیم پر عمل تھا۔ تب بھی یہ فرض صریح باطل ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا عمل ہوتا تو ضرور اس کے آثار یہود کی منقولات اور تالیفات میں باقی رہ جاتے۔ اور غیر ممکن تھا کہ یہود یک دفعہ اس تعلیم سے رُوگردان ہو جاتے کہ جو تعامل کے طور پر برابر اُن میں چلی آئی

تھی۔ اور اگر کسی پیشگوئی میں یہود کو خبر دی جاتی کہ ایک خدا بھی عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے والا ہے تو پیشگوئی کے ایسے مفہوم سے جو نبیوں کی معرفت سبق کے طور پر ان کو ملا تھا ہرگز انکار نہ کرتے۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ یہ عذر پیش کرتے کہ ایک خدا ایک عورت کے پیٹ میں سے نکلنے والا تو ضرور ہے مگر وہ خدا ابن مریم نہیں ہے بلکہ وہ کسی دوسرے وقت میں آئیگا۔ حالانکہ ایسے عقیدہ پر یہود ہزار لعنت بھیجتے ہیں۔

پس میں پوچھتا ہوں کہ جنگ مقدس میں آتھم نے ان باتوں کا کیا جواب دیا ہے۔ کیا یہود کی گواہی سے ثابت کیا کہ نبیوں سے یہی تعلیم اُن کو ملی تھی۔ یا نبیوں کی معرفت جو پیشگوئیوں کے معنے ان کو سمجھائے گئے تھے وہ یہی معنی ہیں۔ سچ ہے کہ آتھم اور اس کے ہم مشربوں نے بائبل میں سے چند پیش گوئیاں پیش کی تھیں مگر وہ ہرگز ثابت نہ کر سکے کہ یہود جو وارث توریت کے ہیں۔ وہ یہی معنے کرتے ہیں۔ صرف تاویلات رکیکہ پیش کیں۔ مگر ظاہر ہے کہ صرف خود تراشیدہ تاویلات سے ایسا بڑا دعویٰ جو عقل اور نقل کے برخلاف ہے ثابت نہیں ہو سکتا۔

مثلاً یہ لکھنا کہ "عمانوایل نام رکھنا" یہ یسوع کے حق میں پیشگوئی ہے۔ حالانکہ یہود نے بڑی صفائی سے ثابت کر دیا ہے کہ یسوع کی پیدائش سے مدت پہلے یہ پیشگوئی ایک اور لڑکے کے حق میں پوری ہو چکی ہے۔

اور مثلاً یہ کہنا کہ الوہیم کا لفظ جو جمع ہے تثلیث پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ یہود نے کھلے کھلے طور پر ثابت کر دیا ہے کہ الوہیم کا لفظ توریت میں فرشتہ پر بھی بولا گیا ہے۔ اور اُن کے نبی پر بھی اور بادشاہ پر بھی۔ اور لفظ الوہیم سے صرف تین شخص ہی کیوں مراد لئے جاتے ہیں کیونکہ جمع کا صیغہ تین سے زیادہ سینکڑوں ہزاروں پر بھی تو دلالت کرتا ہے۔ سو ان بے ہودہ تاویلات سے بجز اپنی پردہ دری کرانے کے اور کیا آتھم کے لئے نتیجہ نکلا تھا۔ مگر عیسائی بھی عجیب قوم ہے۔ کہ اتنی ذلتیں اُٹھا کر پھر بھی شرمندہ نہیں ہوتی۔

قولہٗ۔ "قادیانی صاحب باضابطہ مباحثہ میں کامیاب نہ ہوئے تو انہوں نے آتھم صاحب کے مرنے

کی پیشگوئی کی۔ مگر وہ بھی وقت معینہ پر پوری نہ ہوئی ۔

اقول۔ مباحثہ کا نمونہ تو میں نے کسی قدر ابھی بتلا دیا۔ اور پھر بھی انکار کرتے رہنا ان لوگوں کا کام ہے جو جھوٹ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور رہا یہ کہ آتھم تاریخ مقررہ پر نہیں مرا بلکہ اس کے بعد مرا یہ عیسائیوں کی حماقت ہے جو ایسا سمجھتے ہیں۔ کیا پیشگوئی میں یہ شرط نہ تھی کہ آتھم اس حالت میں ہاویہ میں گرے گا۔ کہ جب رجوع الی الحق نہ کرے*۔ اب ذرا دل کو ٹھہرا کر اور آنکھوں کو کھول کر سوچو اور فکر کرو۔ کہ کیونکر آتھم نے اپنے اقوال سے اپنے افعال سے اپنی مضطربانہ حرکات سے اپنے مفتریانہ دعاوی سے اس بات کو ثابت کر دیا۔ کہ درحقیقت پیشگوئی کی عظمت نے اس کے دل پر اثر کیا اور درحقیقت وہ پیشگوئی کے زمانہ میں نہ معمولی طور پر بلکہ بہت ہی ڈرا اور وہ خوف

* **حاشیہ**۔ اس بات کے لئے بڑے زبردست دلائل ہمارے ہاتھ میں ہیں کہ آتھم کی یہ موت کوئی معمولی موت نہیں۔ آتھم کی عمر قریباً میرے برابر تھی۔ اور میں تو اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا ہوں اور دردِ سر کی بیماری مجھے مدت تیس سال سے ہے۔ مگر آتھم ایک پرورش یافتہ بیل کی طرح موٹا تھا اور دن رات شراب پینے اور عمدہ غذائیں کھانے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ سو اس کی موت درحقیقت انہیں پیشگوئیوں کا ظہور ہے کہ جو قطعی طور پر اس کے لئے کی گئی تھیں ۔

اور علاوہ پیشگوئیوں کے جن کا اپنے وقت پر پورا ہونا ضروری تھا۔ یہ بھی انوار الاسلام اور دیگر اشتہارات میں بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ قدیم سے سنت اللہ ہے کہ جو شخص خوف کی حالت میں رجوع کرکے اور پھر امن پا کر برگشتہ ہو جائے خدا اس کو تھوڑی مہلت دیکر پھر پکڑ لیتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ انا کاشفوا العذاب قلیلاً انکم عائدون[1]۔ یعنی ہم رجوع کے بعد کچھ تھوڑی مدت عذاب کو موقوف رکھیں گے اور پھر پکڑ لیں گے اور تھوڑی مدت اس لئے کہ پھر تم انکار کی طرف رجوع کرو گے۔ سو ایسا ہی ہوا۔

یہ بات مسلمانوں کو بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو ایک شخص کا انجام خدائے تعالیٰ کے علم میں کفر ہو مگر عادت اللہ قدیم سے یہی ہے کہ اس کی تضرع اور خوف کے وقت عذاب کو دوسرے وقت پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ وعید میں خدا کے ارادہ عذاب کا تخلف جائز ہے مگر بشارت میں جائز نہیں۔ جیسا کہ قوم یونس کی وعید میں نزول عذاب کی قطعی تاریخ بغیر کسی شرط کے بتلا کر پھر اس قوم کی تضرع پر وہ عذاب موقوف

[1] الدخان : ۱۶

کے تمثلات اُس کی آنکھوں کے سامنے بار بار آئے۔ جو قانون فطرت کی رُو سے ان لوگوں کو دکھائی دیا کرتے ہیں۔ جو حد سے زیادہ ڈرتے ہیں ٭

مثلاً امرتسر کے مقام میں اُس نے سانپ دیکھا کہ گویا وہ ہمارے اشارہ سے اس پر حملہ کرتا ہے اور لدھیانہ کے مقام میں نیزوں والے دیکھے جو اس کو مارنا چاہتے ہیں ٭

اور فیروزپور کے مقام میں بندوقوں والوں کو دیکھا کہ گویا اس کا کام تمام کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ حملے کسی انسان کی طرف سے ہوتے تو ضرور آتھم صاحب اس سانپ کو مار سکتے۔ اور اگر سانپ ہاتھ سے نکل گیا تھا تو اُن لوگوں میں سے کسی کو پکڑ سکتے جنہوں نے لدھیانہ میں اُن پر حملہ کیا تھا اور اگر اُن کو نہ پکڑ سکتے تو ان لوگوں میں سے تو ضرور کسی کو پکڑتے جنہوں نے مقام فیروزپور میں اُن کے داماد کی کوٹھی پر پہرہ والوں کے ہوتے ہوئے اُن پر حملہ کیا تھا۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ آتھم جیسے پیر جہاں دیدہ پر اس درجہ کی مذہبی دشمنی کی وجہ سے تین حملے ہوں۔ تو وہ نہ کسی اقدام قتل کرنے والے کو پکڑ سکے اور نہ اس مدت میں کسی عیسائی کو اس واقعہ کی خبر دے سکے اور نہ تھانہ میں رپورٹ لکھوا سکے اور نہ عدالت میں نالش کر سکے۔ اور

حاشیہ متعلقہ

رکھا گیا اور قرآن شریف اور توریت کے اتفاق سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرعون کے ایمان کے وعدہ پر خدا تعالےٰ بار بار عذاب کو اس سے ٹالتا رہا۔ حالانکہ جانتا تھا کہ فرعون کا خاتمہ کفر پر ہے۔ مگر اس بات کا بھید کیا ہے کہ وعید میں تخلف ارادہ عذاب کا کیوں اور کس وجہ سے بعض اوقات میں ہو جاتا ہے حالانکہ بظاہر تخلف وعید میں بھی رائحہ کذب ہے ٭

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کو سزا دینا دراصل خدا تعالےٰ کے ذاتی ارادہ میں داخل نہیں ہے اس کے صفاتی نام جو اصل الاصول تمام صفاتی ناموں کے ہیں چار ہیں اور چاروں جُود اور کرم پر مشتمل ہیں یعنی وہی نام جو سُورۂ فاتحہ کی پہلی تین آیتوں میں مذکور ہیں یعنی ربّ العٰلمین اور رحمان اور رحیم اور ملٰک یوم الدین یعنی مالک یوم جزا ٭

ان ہر چہار صفات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے سرسرنیکی کا ارادہ کیا گیا ہے یعنی پیدا کرنا پرورش کرنا جس کا نام ربوبیت ہے اور بے استحقاق آرام کے اسباب مہیا کرنا جس کا نام رحمانیت ہے۔ اور تقویٰ اور خداترسی اور ایمان پر انسان کے لئے وہ اسباب مہیا کرنا جو

ہمارا محکمہ بذریعہ عدالت لے سکے اور مُنہ پر مُہر لگ جائے۔ کیا تم انسان ہو یا حیوان ہو کہ اتنی موٹی بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ کہ جس آتھم پر جو اکسٹرا اسسٹنٹ بھی رہ چکا تھا ایسے ایسے سخت حملے ہوئے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ بقول تمہارے اس کو زہر دینے کا بھی ارادہ کیا گیا مگر اس نے عدالت کے ذریعہ سے **خونخوار** حریف کا کچھ بھی تدارک نہ کرایا۔ ایسے بدذات اور پلید طبع جنہوں نے زہر دینے کی تجویز کی اور ڈاکوؤں کی طرح تین مرتبہ اس پر سخت حملے کئے گئے ایسے خبیثوں کو چھوڑ نا روا تھا۔ خدا کی لعنت اُس شخص پر جس نے سانپ چھوڑا اور زہر دینے کی تجویز کی اور سوار اور پیادے بندوقوں اور تلواروں اور نیزوں کے ساتھ بمقام لدھیانہ اور فیروزپور آتھم کی کوٹھی پر بھیجے تا اس کو قتل کریں اور اگر یہ بات صحیح نہیں تو پھر اس شخص پر ہزار لعنت جس نے ایسا بے بنیاد افتراء کیا اور حق کو مخفی رکھنے کے لئے اور اپنے خوف کو چھپانے کے لئے یہ منصوبہ گھڑا ؛

اسی قسم کے افتراؤں سے جن کو ہم نے بچشم خود دیکھ لیا ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس عیسائی قوم میں سخت بدذات اور شریر پیدا ہوتے ہیں اور بھیڑوں کے لباس میں اپنے تئیں ظاہر کرتے ہیں اور اصل میں شریر بھیڑیئے ہوتے ہیں۔ اور ایسی بدذاتی سے بھرے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں اور افترا کرتے

بقیہ حاشیہ

آئندہ دُکھ اور مصیبت سے محفوظ رکھیں۔ جس کا نام **رحیمیّت** ہے۔ اور اعمال صالحہ کے بجالانے پر جو عبادت اور صوم اور صلوٰۃ اور بنی نوع کی ہمدردی اور صدقہ اور ایثار وغیرہ ہے۔ وہ مقام صالح عطا کرنا جو دائمی سرور اور راحت اور خوشحالی کا مقام ہے جس کا نام جزاءِ خیر از طرف مالک یوم الجزاء ہے۔ سو خدا نے ان ہر چہار صفات میں سے کسی صفت میں بھی انسان کے لئے بدی کا ارادہ نہیں کیا سراسر خیر اور بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن جو شخص اپنی بدکاریوں اور بے اعتدالیوں سے ان صفات کے پرتوہ کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کرے اور فطرت کو بدل ڈالے اس کے حق میں اسی کی شامت اعمال کی وجہ سے وہ صفات بجائے خیر کے شر کا حکم پیدا کر لیتے ہیں چنانچہ ربوبیت کا ارادہ فناء اور اعدام کے ارادہ کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے۔ اور رحمانیت کا ارادہ غضب اور سخط کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور رحیمیت کا ارادہ انتقام اور سخت گیری کے رنگ میں جوش مارتا ہے اور جزاءِ خیر کا ارادہ سزا اور تعذیب کی صورت میں اپنا ہولناک چہرہ دکھاتا ہے ؛

سو یہ تبدیلی خدا کی صفات میں انسان کی اپنی حالت کی تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

ہیں جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہوتی ✦

عیسائی اس بات کو مانیں یا نہ مانیں مگر منصف لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ آتھم کو ان بیہودہ افتراؤں کی کیوں ضرورت پیش آئی اور کیوں اور کس وجہ سے یہ باتیں اُس نے میعاد گذرنے کے بعد پیش کیں اور میعاد کے اندر میت کی طرح کیوں خاموش رہا۔ حالانکہ دشمن کی مجرمانہ حرکت کو اسی وقت شائع کرنا چاہیئے تھا جبکہ دشمن کی طرف سے ارتکاب جرم کا ہوا تھا ✦

اس افترا کا یہی سبب تھا کہ آتھم نے اپنی کمال سراسیمگی سے پیشگوئی کی میعاد میں دنیا پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے سخت خوف میں پڑ گیا اور اس کے دل کا آرام جاتا رہا۔ اکثر وہ روتا تھا۔ اور اس کے ڈرنے والے دل کا نقشہ اس کے چہرہ پر نمودار تھا اور مُردہ پرستی کا ایمان اس کو **قوت اور استقامت** نہیں بخش سکتا تھا بلکہ اس وقت سچائی کے خوف نے اس کے ایسے پلید خیالات کو اپنے پیروں کے نیچے کچل دیا تھا۔ سو جس خوف کا اس نے اپنی سخت بیقراری سے ثبوت دیدیا تھا میعاد گذرنے پر ضرور تھا کہ وہ اپنی قوم کے آگے اس کی کچھ تاویل کرتا اور اس کی کوئی وجہ بتلاتا۔ تا کسی کے ذہن کا اس طرف انتقال نہ ہو کہ وہ تمام خوف پیشگوئی کی وجہ سے تھا۔ سو اس نے تین حملوں اور زہر دینے کی تجویز کو بہانہ بنایا۔ تا سب لوگ بول اٹھیں کہ جبکہ آتھم بیچارہ پر اس قدر سخت حملے ہوئے تو وہ بیچارہ کیوں سراسیمہ اور بیقرار نہ رہتا ✦

اگر یہ بہانہ نہیں تھا اور واقعی طور پر ہم نے کوئی تعلیم یافتہ سانپ چھوڑا تھا۔ یا ہمارے سوار اور پیادے اُس کے قتل کرنے کے لئے اس کی کوٹھی پر آئے تھے یا اس کو زہر دینے کیلئے ہماری

حاشیہ در حاشیہ: غرض چونکہ سزا دینا یا سزا کا وعدہ کرنا خدا تعالیٰ کی ان صفات میں داخل نہیں جو ام الصفات ہیں کیونکہ دراصل اُس نے انسان کیلئے نیکی کا ارادہ کیا ہے اس لئے خدا کا وعید بھی جبتک انسان زندہ ہے اور اپنی تبدیلی کرنے پر قادر ہے۔ فیصلہ ناطقہ نہیں ہے لہٰذا اس کے برخلاف کرنا کذب یا عہد شکنی میں داخل نہیں۔ اور گو بظاہر کوئی وعید شروط سے خالی ہو مگر اس کے ساتھ پوشیدہ طور پر ارادہ الٰہی میں شروط ہوتی ہیں بجز ایسے الہام کے جس میں ظاہر کیا جائے کہ اس کے ساتھ شروط نہیں ہیں۔ پس ایسی صورت میں وہ قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے اور تقدیر مبرم قرار پا جاتا ہے یہ نکتہ معارف الٰہیہ میں سے نہایت قابل قدر اور جلیل الشان نکتہ ہے جو سورۂ فاتحہ میں مخفی رکھا گیا ہے۔ فتدبر۔ منہ؛

طرف سے کوئی اقدام ہوا تھا تو اس کو خدا نے خوب موقعہ دیا تھا کہ ہماری پیشگوئی کی قلعی کھولتا اور حملہ آوروں کو پکڑتا اور ان حملوں کے وقوع کا ثبوت دیتا۔ یا کم سے کم اثناء پیشگوئی میں کسی تھانہ میں رپورٹ لکھواتا یا کسی حاکم سے ذکر کرتا۔ یا اخباروں میں چھپوا دیتا۔ جس شخص نے اول جھوٹی پیشگوئی کر کے اس قدر اس کے دل کو دکھایا اور اس درجہ کا صدمہ پہنچایا۔ اور پھر زہر دینے کی فکر میں رہا۔ اور پھر تین حملے کئے تا اس کو نیست و نابود کرے اور اس کی موت کو اس کے مذہب کے بطلان پر دلیل لاوے۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسے ظالم کے ظلم پر ہرگز صبر نہ کیا جاتا۔ اگر اپنے لئے نہیں تو اپنے مذہب کی حمایت کے لئے ہی ایسے مفسد کا واجب تدارک کرنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ اخبار والوں نے بھی ہر طرف سے زور دیا کہ آتھم صاحب لوگوں پر احسان کریں گے۔ اگر ایسے مفسد کو عدالت کے ذریعہ سے سزا دائیں گے۔ مگر آتھم صاحب موت سے پہلے ہی مر گئے اور ہماری سچائی کے پوشیدہ ہاتھ نے انہیں ایسا دبایا۔ کہ گویا وہ زندہ ہی قبر میں داخل ہو گئے۔

دنیا تمام اندھی نہیں ہر یک منصف موچ سکتا ہے کہ جو ناحق کے الزاموں کے تیر انہوں نے میری طرف پھینکے تھے وہی تیر بوجہ عدم ثبوت اُن کو زخمی کر گئے۔ اور ان افتراؤں سے عقلمندوں نے سمجھ لیا کہ ضرور دال میں کالا ہے۔

غرض جبکہ وہ اس بار ثبوت سے سبکدوش نہ ہو سکے جس سے انہیں سبکدوش ہونا چاہیئے تھا۔ بلکہ قسم کھانے سے بھی محض حق پوشی کے طریق پر انکار کر گئے تو کیا اب بھی یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ ضرور انہوں نے پیشگوئی کی عظمت کا خوف دل میں ڈال کر اُس شرط سے فائدہ اُٹھایا تھا۔ جو الہامی عبارت میں درج تھی۔

قولہ۔ قادیانی صاحب کے پیرو پیشگوئی کے سبب سے اُن سے منحرف ہو گئے۔

اقول۔ میاں حسام الدین کی یہ دروغگوئی درحقیقت افسوس کی جگہ نہیں۔ کیونکہ جبکہ اُن کے بزرگ عیسائی ایک مُردہ کو خدا بنانے کے لئے کئی جھوٹی انجیلیں بنا کر چھوڑ گئے تو جھوٹ

بولنا اُن کی وراثت ہے ۔

یہ بھی یاد رہے کہ انحراف سے اُن کی مراد کسی ایک آدھ ناسمجھ کا انحراف ہے۔ تو آپ کے یسُوع صاحب پر سب سے پہلے یہ الزام ہے کیونکہ یہودا اسکریوطی یسُوع صاحب سے بڑے زور شور کے ساتھ منحرف ہوا تھا اور نہ صرف منحرف ہوا بلکہ نہایت بدظن ہو کر یہ چاہا کہ ایسا شخص ہلاک ہی ہو جائے تو بہتر ہے۔ تیس روپیہ لینے پر اسی وجہ سے راضی ہوا۔ کہ یہ رقم قلیل بھی اس کے وجود سے بدرجہا افضل ہے ۔

بات یہ ہے کہ یسُوع صاحب نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ میں داؤد کے تخت کو قائم کرنے آیا ہوں اور اس طرح پر یہود کو اپنی طرف کھینچنا چاہا تھا۔ کہ دیکھو میں تمہاری بادشاہی پھر دنیا میں دوبارہ قائم کرنے آیا ہوں اور رومی گورنمنٹ سے اب جلد تم آزاد ہوا چاہتے ہو۔ مگر وہ بات نہوئی بلکہ حضرت یسُوع صاحب نے نہایت درجہ کی ذلت دیکھی۔ مُنہ پر تھوکا گیا۔ اور آپ کے اس حصہ جسم پر کوڑے لگائے گئے جہاں مجرموں کو لگائے جاتے ہیں اور حوالات میں کیا گیا۔ پس یہود اور ایسا ہی اور بہت سے آدمیوں نے بخوبی سمجھ لیا۔ کہ اس شخص کی پیشگوئی صاف جھوٹی نکلی اور یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہے ۔

لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ رہنا پسند نہ کیا۔ اور ان کے دل پہلے ہی سے شکستہ ہو گئے تھے کیونکہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق یسُوع میں مسیح موعود ہونے کی علامتیں نہ پائی گئیں اور خاص کر یہ کہ اُن سے پہلے ایلیا آسمان سے نہ اُترا جس کا اُترنا ضروری تھا

اور پھر اس بات سے تو طبیعتیں نہایت بیزار ہو گئیں کہ داؤد کے تخت کے بحال کرنے کی پیشگوئی جو مسیح موعود کی علامت تھی اُن کے حق میں صادق نہ آئی۔ انہوں نے دعویٰ بھی کر دیا کہ میں پہلے نبیوں کی پیشگوئی کے مطابق داؤد کے تخت کو بحال کرنے آیا ہوں۔ بلکہ شوق ظاہر کیا کہ لوگ مجھ کو شہزادہ کہیں۔ مگر ان کی بدقسمتی سے داؤد کا تخت بحال نہ ہوا۔ اور وہ دعویٰ جھوٹا نکلا۔ اور درحقیقت یسوع صاحب کی یہ ایک فضولی تھی۔ اور یا ایک قسم کی چالاکی اور دام

اندازی کہ انہوں نے یہودیوں کو داؤد کے تخت کی امید دلائی تاکہ وہ لوگ اگر اور طرح نہیں۔ تو اسی طرح ان کے قبضہ میں آجائیں۔ مگر چاہیئے تھا کہ وہ ایسی لاف وگزاف سے اپنی زبان کو بچاتے اور اسی پہلی بات پر قائم رہتے کہ میری بادشاہت دنیا کی بادشاہت نہیں۔ مگر **نفسانی جذبات** کی وجہ سے صبر نہ کر سکے اور اپنے پہلے پہلو میں ناکامی دیکھ کر ایک اور چال اختیار کی۔ اور پھر جب باغی ہونے کے شبہ میں پکڑے گئے تو پھر اپنے تئیں بغاوت کے الزام سے بچانے کے لئے وہی پہلا پہلو اختیار کر لیا۔ **دعویٰ خدائی کا اور پھر یہ چال بازیاں۔ جائے تعجب ہے** ٭

اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے۔ جس نے **خدائی کا دعویٰ** کیا۔ اور پہلے نبیوں کو **چور** اور **بٹمار** کہا۔ اور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ **ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں** ٭

قولہٗ۔ ہر ایک شریف مسلمان کو اس بات کے سُننے سے نہایت رنج ہوگا کہ مسلمان مخالفین نے اُن کے یعنی آتھم صاحب کے مارنے کے لئے وحشیانہ حرکتیں کیں اُن کے گھر میں زندہ سانپ چھوڑے گئے اُن کو زہر کھلانے کی تجویز کی گئی ٭ ۔

اقول۔ میں پوچھتا ہوں کہ اب آتھم صاحب جو مر گئے کس زہر سے مارے گئے یا کس سانپ نے اُن کو ڈسا یا کس نے اُن پر بندوق فیر کی یا تلوار چلائی۔ اگر کہو کہ اب پیشگوئی کی میعاد کے بعد فوت ہوئے تو یہ صاف حماقت ہے کیونکہ پیشگوئی نے یہ قطعی فیصلہ نہیں دیا تھا کہ ضرور اس کی میعاد کے اندر ہی فوت ہوں گے۔ بلکہ پیشگوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی۔ کہ اگر وہ عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے اور اُن کے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اس حالت میں پیشگوئی کے اندر فوت ہوں گے ورنہ اُن کی موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔ ہاں کسی قدر ہاویہ کا بھی مزہ چکھ لیں گے

سو بلاشبہ پیشگوئی نے میعاد کے اندر اس ہاویہ کا مزا اُن کو چکھا دیا جس ہاویہ کی تکمیل رفتہ رفتہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو ہو گئی اور ضرور تھا کہ وہ پیشگوئی کی میعاد میں ہاویہ کے پورے اثر سے بچے رہتے۔ کیونکہ انہوں نے اسلامی پیشگوئی کا ڈر اپنے پر ایسا غالب کیا کہ ایک قسم کی موت اُن پر آگئی۔ وہ مُردوں کی طرح چُپ ہو گئے اور عیسائیت کے پلید عقائد کی حمایت میں جو پہلے تالیفات کرتے رہتے تھے اُن سے یکلخت دستکش ہو گئے اور خوف کے صدمات نے اُن کو سراسیمہ کر دیا۔ پس کیا ضرور نہ تھا۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے الہام کی شرط کے موافق موت کو دوسرے وقت پر ٹال دیتا۔ اور کیا اُن کی موت سے پہلے یہ پیشگوئی شائع نہیں کی گئی کہ **انکار قسم کے اصرار پر یہ پیشگوئی پُورے طور پر پُوری ہو جائیگی**۔ سو اب بیشک آتھم صاحب پیشگوئی کے مطابق مرے اور آخری انکار کے بعد صرف سات مہینے زندہ رہے ٭

سو یہ ہمارا حق ہے کہ ہم کہیں کہ ہر ایک شریف عیسائی کو اس بات کے سُننے سے نہایت رنج ہوگا کہ آتھم باطل اندیش نے پیشگوئی کی سچائی کو چھپانے کے لئے کیا کیا مکروہ اور نالائق افتراؤں سے کام لیا اور کس طرح دلیری کے ساتھ بے بنیاد جھوٹ کو پیش کیا۔ نالائق آتھم نے سراسر بے وجہ مجھے زہر خورانی کے اقدام کی تہمت دی۔ میرے پر یہ افترا باندھا کہ گویا میں نے اس کے قتل کرنے کے لئے اس کی کوٹھی میں سانپ چھوڑے تھے۔ اور گویا میں ایسا پُرانا خونی تھا کہ تین مرتبہ میں نے تین مختلف شہروں میں اس کے مارنے کے لئے اپنی جماعت کے جوانوں سے حملے کرائے اور کئی سوار اور پیادے معہ بندوقوں اور تلواروں اور نیزوں کے اس کی کوٹھی میں لدھیانہ اور فیروزپور میں میرے حکم سے گھس گئے۔ **خدا کی لعنت کا مارا بہت سا جھوٹ بول کر بھی آخر موت سے بچ نہ سکا**۔ شرطی پیشگوئی سے تو اس کی جان بوجہ ادائے شرط کے بچ گئی لیکن قطعی پیشگوئی نے آخر اس کو کھا لیا ٭

میں اپنے اشتہارات انوار الاسلام وغیرہ اور ضیاء الحق میں نہایت دلائل قاطعہ سے ثابت کر چکا ہوں کہ آتھم کا یہ نہایت گندہ جھوٹ ہے کہ اس نے ان حملوں کا میرے پر الزام لگایا اور ایک راستباز انسان کی طرح کبھی یہ ارادہ نہ کیا کہ اس الزام کو ثابت کرے۔ نہ نالش سے نہ بذریعہ پولس ثبوت

دینے سے اور نہ قسم کھانے سے اور نہ کسی خانگی طور سے۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی **منصف** کا کانشنس ہرگز یہ گواہی نہیں دے گا کہ درحقیقت واقعی طور پر یہ حملے ہوئے تھے۔ میں دشمنوں سے اس وقت امید نہیں رکھتا کہ وہ اپنے کانشنس سے مجھ کو اطلاع دیں مگر ایک **حق پسند** کیلئے یہ ثبوت تسلّی بخش ہے کہ آتھم نے ان چار الزاموں میں سے کسی الزام کو ثابت نہیں کیا بلکہ قسم کھانے سے بھی اعراض کیا جس سے بآسانی صفائی ہو سکتی تھی ۔

اور اس سوال کا جواب ہر یک منصف کا کانشنس دے سکتا ہے کہ ان بہتانوں کے لئے اس کو کونسی ضرورت پیش آئی تھی۔ کیا بجز اس کے اور بھی کوئی ضرورت عقل میں آسکتی ہے کہ اُس نے بہتانوں کے ساتھ اپنے اس خوف پر پردہ ڈالنا چاہا جو اس کی سراسیمگی کی وجہ سے ہر ایک شخص پر ظاہر ہو چکا تھا۔ کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ جس کی جان لینے کے لئے ہم نے سو کوس تک تعاقب کیا اور بار بار حملے کئے اُس کے مُنہ پر اخیر میعاد تک مُہر لگی رہی اور نہ صرف اس کے مُنہ پر **بلکہ ان سب کے منہ پر جنہوں نے ایسے حملہ آوروں کو دیکھا تھا**۔ نہ نالش کرنا نہ قسم کھانا نہ خانگی طور پر کوئی گواہ پیش کرنا کیا یہ وہ علامات ناطقہ نہیں ہیں جن سے اصل حقیقت کھلتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ صرف پیشگوئی کی شرط سے لوگوں کے خیالات ہٹانے کے لئے یہ حرکت مذبوحی تھی ۔

مگر تاہم اگر اب تک کسی عیسائی کو آتھم کے اس افترا پر شک ہو تو آسمانی شہادت سے رفع شک کرا لیوے۔ آتھم تو پیشگوئی کے مطابق فوت ہو گیا۔ **اب وہ اپنے تئیں اس کا قائم مقام ٹھہرا کر** آتھم کے مقدمہ میں قسم کھا لیوے۔ اس مضمون سے کہ آتھم پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا بلکہ اس پر یہ چار حملے ہوئے تھے۔ اگر یہ قسم کھانے والا بھی **ایک سال تک بچ گیا تو دیکھو میں اس وقت اقرار کرتا ہوں** کہ میں اپنے ہاتھ سے شائع کر دوں گا۔ کہ میری پیشگوئی غلط نکلی۔ **اس قسم کے ساتھ کوئی شرط نہ ہوگی**۔ یہ نہایت صاف فیصلہ ہو جائے گا۔ اور جو شخص خدا کے نزدیک باطل پر ہے اس کا بطلان کھل جائیگا ۔

اگر عیسائی لوگ سچے دل سے یقین رکھتے ہیں کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تو اس طریق امتحان سے

کونسی چیز اُن کو مانع ہے +

آتھم کا مقدمہ ایک ایسا صاف ہے کہ اگر بہیئت کذائی چیف کورٹ کے ججوں کے سامنے بھی پیش ہو تو اُن سے کچھ نہیں بن سکے گا بجز اس کے کہ ہمارے حق میں ڈگری دیں۔ کیا آتھم ان بہتانوں میں سے کسی ایک بہتان کو بھی ثابت کر سکا جو اس نے پیشگوئی کی میعاد کے بعد مجھ پر لگائے کیا یہ سفید جھوٹ نہیں کہ بقول اُس کے میں نے زہر خورانی کا اقدام کیا۔ جیسا کہ میاں حسام الدین عیسائی کشف الحقائق پرچہ اگست ۱۸۹۶ء میں مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ گویا میں نے زہر خورانی کی تجویز کی اور سانپ چھوڑے۔ شاید اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ آتھم کو ایک کراماتی عیسائی بناویں کیونکہ انجیلوں میں لکھا ہے کہ راستباز مسیحی کی یہ علامت ہے کہ سانپ اُس کو ڈس نہ سکے اور زہر اس میں اثر نہ کر سکے۔ سو گویا یہ دونوں کرامتیں آتھم سے ظہور میں آگئیں اب اس کے ولی ہونے میں کیا کسر رہ گئی۔ لیکن عقلمند خوب سمجھتے ہیں کہ یہ ساری باتیں اس خوف کے چھپانے کے لئے ہیں جس نے آتھم کو پیشگوئی سُننے کے بعد ہوش و حواس سے الگ کر دیا تھا +

اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو کوئی ثبوت پیش کرنا چاہیئے تھا کہ یہ خوف آتھم صاحب کا جس کا ان کو اقرار ہے اس سبب سے نہیں تھا جو پہلے موجود تھا وہی سبب جس سے طبعی طور پر متاثر ہونا ممکن بھی تھا۔ جس کی فریق ثانی کو بوجہ موجودگی شرط کے انتظار بھی تھی یعنی الہامی پیشگوئی۔ بلکہ یہ خوف اس وجہ سے ہوا۔ کہ فریق ثانی درحقیقت خون کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کیا آتھم صاحب نے کوئی ایسے قرائن ثابت شدہ پیش کئے۔ جن سے شبہ بھی گذر سکتا ہو کہ خونریزی کی نیت کی گئی تھی۔ پھر اگر یہ پہلو ڈرنے کا غیر ثابت اور غیر معقول تھا اور چار حملے جو بیان کئے گئے ان میں علاوہ عدم ثبوت کے بناوٹ کی بدبُو بھی ظاہر تھی تو ایک عادل جج کو ماننا پڑتا ہے کہ ڈرنے کی کوئی اَور وجہ ہوگی۔ پس وہ اَور وجہ بجز اس کے کیا تھی کہ آتھم صاحب عرصہ تیس برس سے میرے حال اور میرے چال چلن سے بخوبی واقف تھے اور ہمارے اس ضلع میں وہ مدت تک اسی علاقہ کی تحصیل میں ملازم بھی رہ چکے تھے۔ ان کو خوب معلوم تھا کہ یہ شخص کاذب نہیں اور نیز سچائی کی ذاتی خاصیت نے اسی وقت اُن کو ہراساں اور

ترساں کر دیا تھا۔ سو اسی لئے وہ ڈرے اور اُن کے ڈرنے نے اُن کو اس وقت تک مرنے سے محفوظ رکھا جبتک اُن سے بیباکی پر اصرار ظاہر ہوا۔ سو میعاد گذرنے کے بعد شیطان نے اُن کے دل میں شُبہات ڈالے کہ پیشگوئی کچھ چیز نہیں۔ بہرحال بچنا ہی تھا سو یہ شبہات بڑھتے گئے اور قوت پکڑ گئے یہانتک کہ وہ ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کے شائع ہونے تک پُورے منکر اور بیباک ہو چکے تھے۔ سو خدا نے اُن کو جیسا کہ پیشگوئی میں وعدہ تھا اور پہلے شائع ہو چکا تھا۔ بیباکی کے بعد اشتہار آخری سے سات مہینہ تک لے لیا۔ اور ابھی یہ ہمارے آخری اشتہار شائع ہو رہے تھے کہ ان کی موت کی خبر پہنچ گئی ؀

افسوس کہ عیسائیوں کی تمام دیانت آزمائی کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا۔ مگر کسی نے بھی ان میں سے سچ کی پرواہ نہ کی۔ یہانتک کہ **ایڈیٹر سول ملٹری** نے جس کو **آزادی اور راست گوئی کا دعویٰ تھا۔ اس مقام میں گندہ جھوٹ بولا۔** حسام الدین پر تو کچھ بھی افسوس نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ جو پادریانہ مشرب رکھتے ہیں۔ اکثر وہ جھوٹ کے پتلے اور نجاست خوری کے کیڑے ہیں۔ ان کو نہ فطرتی حیا ہے اور نہ خدا تعالےٰ کا خوف ؀

یہ کہنا غلط ہے کہ بباعث بیخبری یہ لوگ معذور ہیں کیونکہ ہم نے اس مقدمہ میں پانچہزار کے قریب اشتہار جاری کیا ہے اور کُھلے کُھلے دلائل کے ساتھ دکھلا دیا ہے کہ آتھم خدا اور خلقت کے نزدیک ملزم ہے * اور پیشگوئی اپنے دوؔ پہلوؤں میں سے ایک پہلو پر پوری ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر یہ لوگ

* **حاشیہ**۔ یہ کس کو خبر نہیں کہ آتھم صاحب نے پرچہ نور افشاں میں صاف اقرار چھپوایا۔ کہ میں اثناء ایام پیشگوئی میں ضرور خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ ڈرنے کی علامات اُن سے اس قدر صادر ہوئیں کہ جن کو چھپانا ممکن نہیں۔ کون عیسائی اس سے انکار کرے گا کہ آتھم صاحب ایام پیشگوئی میں روتے رہے۔ کس کے کانوں تک یہ خبر نہیں پہنچی کہ اس وقت بھی آتھم صاحب کے آنسو نہیں تھمے تھے جبکہ وہ اکراہ اور جبر کے طور پر پیشگوئی کے دنوں میں عیسائیوں کے جلسہ میں بلائے گئے پھر جب تھوڑے دنوں کے بعد آتھم صاحب کے ہوش و حواس قائم ہوئے اور قوم کے خناسوں کا اثر ان پر پڑا۔ اور دل سخت ہو گیا۔ تب اُن کو سمجھ آیا کہ یہ میں نے اچھا نہیں کیا کہ اسلامی پیشگوئی کے خیال سے اس قدر بیقراری ظاہر کی۔ تب زہر خورانی کے اقدام کا منصوبہ اور تین حملوں کا بہانہ بنایا گیا۔ کیونکہ جس قدر خوف

بے خبر ہیں دیکھو انوار الاسلام اور اشتہار ہزار روپیہ ۔ دو ہزار روپیہ ۔ تین ہزار روپیہ ۔ چار ہزار روپیہ اور رسالہ ضیاء الحق اور آخری اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء جس کے سات ماہ بعد آتھم اپنی بیباکی کی جزا کو پہنچ گیا ❊

میرا یہ خیال بھی ہے کہ آتھم زہر خورانی کے دعویٰ میں تو بالکل جھوٹا ہے لیکن باقی تین حملوں کے دعویٰ میں شاید ایک اصلیت بھی ہو اور وہ یہ ہے کہ شاید یونس کی قوم کی طرح ایسے پیرایوں میں فرشتے اس کو نظر آئے ہوں جن کا وہ خود خونی فرشتے نام رکھتا ہے اور پھر اس نے عمداً یا کسی قدر سہو کی آمیزش سے ان حملوں کو انسانی حملے خیال کر لیا ہو ۔ اور اصل واقعہ کو گڑبڑ کر دیا ہو ۔ یہ اس حالت میں ہے کہ کسی قدر اس کو بھلا مانس آدمی خیال کر لیا جائے لیکن یقیناً عیسائی لوگ اس تاویل پر راضی نہیں ہوں گے ۔ پس دوسرا احتمال صرف یہ ہے کہ اس نے عمداً ایک گندے اور ناپاک جھوٹ اور افترا سے کام لیا ۔ تا اس خوف کو چھپا دے جو اس کے مضطربانہ افعال سے ظاہر ہو چکا تھا ❊

غرض اگر اُس کے بیان پر اعتبار کیا جائے تو ان حملوں کو فرشتوں کے تمثلات مان لینا چاہیئے ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ سخت نالائق اور مکروہ جھُوٹ کو اس نے حق پوشی کے لئے استعمال کیا ہے ۔

اُن کی سراسیمگی اور بیقراری سے ظاہر ہو چکا تھا ۔ وہ چاہتا تھا کہ اگر اس کا سبب الہامی پیشگوئی نہیں ۔ تو ایسا سبب ضرور ہونا چاہیئے جو نہایت ہی قوی اور عظیم الشان ہو جس سے یقینی طور پر موت کا اندیشہ دل میں جم سکے ۔ سو جھوٹ کی بندشوں سے کام لے کر یہ خوف کے اسباب تراشے گئے ۔ مگر ان بہتانوں نے جو نہایت مکروہ طور پر غیر محل پر استعمال کیئے گئے آتھم صاحب کی اندرونی حالت بلکہ عیسائیت کے لب لباب کو اور بھی پبلک کے سامنے رکھ دیا اور اس نظیر نے ثابت کر دیا ۔ کہ اُن کی فطرت میں کس قدر قابل شرم خُبث بھرا ہوا ہے ۔ جو ایسے ظلم اور جھوٹ اور بناوٹ اور سراسر بے اصل بہتان باندھنے کا محرک ہوا ۔

مگر یہ چاروں بہتان آتھم صاحب کو ملزم کرتے تھے ۔ افسوس کہ آتھم صاحب کے ان بہتانوں سے عقلمندوں کے نزدیک اگر کچھ نتیجہ پیدا ہوا تو صرف یہی کہ یہ عیسائی لوگ جھوٹ بولنے میں سخت بیباک اور بے شرم ہیں ۔ کون نہیں سمجھ سکتا کہ ان جھوٹے اور بے ثبوت بہتانوں سے ان کا منہ کالا ہو گیا تھا ۔ اور اس کلنک کو دُور کرنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی ۔ کہ یا تو عدالت

اگرچہ حال کے فلاسفروں کی نظر میں یہ پہلا احتمال بہت قدر کے لائق نہیں ہے یعنی یہ کہ آتھم کو فرشتے نظر آئے ہوں مگر چونکہ خود اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تھے۔ کہ "میں خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا" اس لئے ہمیں مناسب ہے کہ اُس کے ان الفاظ کو بھی اس سچائی پر قیاس کریں کہ جو بعض اوقات بے اختیار مجرم کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے ◆

ایک محقق کی نظر میں یہ امر بہت مشکل ہے کہ اگر یہ تمام حملے انسان ہی کے حملے تھے تو ان مختلف حملوں میں کوئی دوسرا شخص کسی موقعہ پر بھی آتھم کا شریک رؤیت نہو سکا اور آتھم کی زبان پر بھی مُہر لگی رہی اور اس نے اس میعاد میں کوئی کارروائی ایسی نہ دکھلائی جیسا کہ ایک شخص خونیوں کے حملوں سے ڈرنے والا طبعی جوش سے دکھلاتا ہے بلکہ اس نے تو اپنا دامن قسم کھانے سے بھی پاک نہ کیا جس کے کھانے میں نہ صرف آسانی بلکہ نقد چار ہزار روپیہ ملتا تھا ◆

پس ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالنا عین انصاف ہے کہ کوئی ڈرانیوالا امر اس کو اس جرأت کرنے سے روکتا تھا کہ وہ نالش کرتا یا قسم کھاتا یا خانگی تحقیقات کرواتا۔ اگر ایک پاک نظر لے کر اس مقدمہ پر سلسلہ وار غور کرو تو تمہیں بہت جلد سمجھ آجائیگا کہ اوّل سے آخر تک تمام سلسلہ اس نتیجہ کو چاہتا ہے کہ آتھم کا وہ خوف جس کا اس کو اقرار ہے صرف پیشگوئی کی عظمت کی وجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے ◆

اور آتھم کے دروغگو ہونے پر وہ اختلاف اور تناقض بھی شاہد ہے جو اس کے دعویٰ عیسائیت اور اس قدر بزدلی سے مترشح ہو رہا ہے کیونکہ اس نے عیسائیت کا اقرار کر کے اسلام کے مقابل وہ خوف دکھلایا۔ کہ جبتک انسان کم سے کم تذبذب کی حالت میں نہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا اور نیز اس کی کلام میں یہ

حاشیہ: فوجداری میں نالش کر کے ان بہتانوں کو ثابت کراتے اور یا چند گواہوں کے پیش کرنے سے اُن کا ثبوت دیتے اور یا جلسہ عام میں قسم کھا لیتے۔ مگر آتھم صاحب نے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو اختیار نہیں کیا۔ پھر آتھم صاحب کے جھوٹا ہونے کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ ان الزاموں کو انہوں نے نہ ایام میعاد پیشگوئی میں بیان کیا اور نہ ان ایام کے گذرنے کے بعد ان چاروں حملوں کو یکدفعہ بیان کر دیا بلکہ جیسا کہ جھوٹ رفتہ رفتہ فکر اور سوچ کے ساتھ بنایا جاتا ہے ایسا ہی کیا۔ اب اے عزیزو آپ ہی سوچو کہ کیا وہ اس خوف کا اقرار کر کے جو الہامی شرط کا موید تھا اس خوف کے کوئی اور اسباب ثابت کر سکا اور کیا وہ اس بات کا کچھ ثبوت دے سکا کہ درحقیقت اس پر چار حملے ہوئے اور انہیں حملوں کی وجہ سے اس کا یہ

تناقض بھی ہے کہ کبھی وہ حملے کرنے والوں کا نام فرشتے رکھتا ہے جو گناہ سے پاک ہیں اور اُن کو ناپاک طبع انسان ٹھہراتا ہے جن کا کام ناحق کا خون کرنا ہے اور پھر طُرفہ یہ کہ ان میں وہ کسی کا نام نہیں بتلا سکا اور یہ بھی نہیں کہا کہ میں اُن کو شناخت کرسکتا ہوں اور وہ خوب جانتا تھا کہ ایسے بیہودہ اور بے اصل بہتان سے اس راقم کے مخالف کوئی قیاس نہیں نکل سکتا۔ اس لئے اُس نے اُن بہتانوں کو عام طور پر شائع بھی نہیں کیا۔ صرف نور افشاں میں ایک دجل آمیز تقریر میں چھپوا دیا ٭

اس سے یہ امر قابلِ لحاظ پیدا ہوتا ہے کہ یہ چھپوانا صرف عیسائیوں کی دلجوئی کی وجہ سے تھا جس کو اس نے بار بار بیان کرنا بھی نہیں چاہا ٭

قاعدہ فطرت کے مطابق یہ بات عادات میں داخل ہے کہ انسان حریف کی تکذیب کے لئے اصل واقعات کو چھپاتا ہے۔ یہ ایک معمولی بات ہے اور گو اس پر بہت کچھ منحصر نہیں۔ مگر بے ثبوت عذروں کے پیش ہونے کے بعد اس فطرتی امر کا محفوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ آتھم کے تمام حالات میں اس خیال کے پیدا کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے کہ وہ بجز اقدام قتل کے حملوں کے صرف پیشگوئی کی عظمت سے ڈر نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ ایسا خیال ان حملوں کی صحت اور آتھم کی طرز استقامت کے ثبوت پر موقوف تھا جس کا ثبوت نہ آتھم پیش کرسکا اور نہ اس کا کوئی اَور حامی۔ اور ظاہر ہے کہ اگر اس بیان میں کچھ بھی سچائی ہوتی تو آتھم کو طریقہ فطرت فی الفور سکھلاتا کہ آئندہ حملوں کے روکنے کے لئے جن میں ابھی ایک برس پڑا تھا۔ کوئی قانونی کارروائی کرے ہیؔ۔ کیا یہ عذر قابلِ اطمینان یا عدالت کو تشفی بخش ہے۔ کہ ہر ایک حملہ کے وقت اس کی

٭ **حاشیہ**۔ نادان بٹالوی محمد حسین اپنے پرچہ اشاعت السنّہ میں ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے۔ کہ جس حالت میں آتھم نے تم پر جھوٹا الزام لگایا تھا کہ میرے قتل کرنے کے لئے کئی حملے میرے پر کئے گئے تو چاہیئے تھا کہ تم اس پر نالش فوجداری کرتے اور اگر الزام فی الواقعہ جھوٹا تھا تو اس کو سزا دلاتے ٭

مگر افسوس کہ بٹالوی نے اس اعتراض میں بھی شیطان ملعون کی طرح دانستہ لوگوں کو دھوکا دینا چاہا۔ اعتراض کے وقت اس کو خوب معلوم تھا کہ پیشگوئی کے الفاظ میں بار بار یہ ذکر ہے کہ آتھم انکار کی حالت میں بے سزا نہیں چھوڑا جائے گا اور خدا اس کو اصرار انکار کے بعد جلد پکڑے گا۔ اور ہلاک کرے گا۔ پس جس حالت میں آسمانی عدالت سے ہمیں یقین دلایا گیا تھا۔ کہ عنقریب آتھم آسمانی وارنٹ سے گرفتار کیا جائیگا اور اپنے جرم بے باکی اور انکار پر ماخوذ ہو کر جلد سزائے موت سے سزایاب ہوگا۔ تو پھر

رحیمانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ سے آئندہ زندگی کا امن اُٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ پھر بھی آتھم صاحب نے درگذر اور عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور کسی نے اس کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے۔ اور اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو عیسائیوں کا عین مطلب ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آتھم کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک مدعا علیہ کے ایسے بیان پر کر سکتے ہیں جس کا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہو اگر اس نے اُن حملوں کا واقعی طور پر معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بدقسمت تھا کہ باوجودیکہ اس کی کوٹھی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سوار یا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا۔ اور نہ بیان کر سکا۔ یہانتک کہ پیشگوئی کی میعاد گزر گئی گویا جس طرح فری میسن کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

حاشیہ

ہمیں کونسی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگردان کرتے۔ ہم تو اس وقت سے ہی آتھم کو مرا ہوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بٹالوی اور اس کے ہمخیال آتھم مذکور کو زندہ سمجھتے تھے۔ لیکن یہ فرض آتھم کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا جو نہایت ہولناک لفظوں میں بیان کی گئی تھی اور ضرور اس نے پیچھے سے اپنے خوف کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنا لیا۔ عدالت میں نالش کر کے ان حملوں کا ثبوت دیتا اور مجرموں کو واقعی سزا دلاتا۔ کیونکہ اُس کے بے ثبوت دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔ لیکن وہ ظالم مفتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چہ جائیکہ نالش کرتا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ کسی طرح نالش سے یا قسم سے یا خانگی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کر دیتا۔ کیا وہ چار حملے یعنی ارادہ زہرخورانی اور سانپ چھوڑنا اور لودیانہ اور فیروزپور میں جو بقول آتھم قتل کے لئے حملے ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا آتھم کی گردن پر تھا۔

اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔

اسی طرح آتھم کو بھی اس راز کے افشا میں اپنی جان کا اندیشہ تھا۔ کیا کوئی سچا اس پر راضی ہو سکتا ہے کہ اس کے ایسے دعاوی جو اس کی سچائی کا مدار ہیں اندھیرے میں چھوڑے جائیں اور کوئی بھی سچائی کی چمک اُن میں نظر نہ آوے ❊ سچا مدعی اپنے کسی پہلو کو قابل اعتراض چھوڑنا نہیں چاہتا اور پوری صفائی کے لئے تیار ہوتا ہے مگر حسام الدین صاحب مجھے بتلاویں کہ کس بات میں آتھم نے پوری صفائی دکھلائی کیا اس نے حملوں کے وقت کسی تھانہ یا عدالت میں رپورٹ کی۔ اور اگر یہ نہیں تو کیا زبانی ہی کسی حاکم سے یہ ذکر کیا۔ یا کسی دوست کو اس راز سے اطلاع دی۔ کیا اس نے سزا دلانے کے لئے کسی نالش یا مچلکہ کے لئے کوئی کوشش کی یا خانگی طور پر کوئی ثبوت دیا۔ یا اُس نے قسم سے اس الزام کو اپنے پر سے

❊ دیکھو آج جیسا کہ خدا نے پیش از وقت وہ الہام کیا تھا جو انوار الاسلام صفحہ ۲ میں درج کیا ہے صفائی سے پورا ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔ اِطَّلَعَ اللّٰہُ علیٰ ھَمِّہٖ وغَمِّہٖ۔ وَلن تجد لِسُنَّت اللّٰہ تبدِیلًا۔ وَلا تعجبُوا ولا تحزنُوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ وَبعزّتی وجلالی۔ انّک اَنت الاعلیٰ ونمزّق الاعداء کل ممزّق۔ وَمکرُ اولٰئک ھو یبُوْر۔ اِنّا نکشف السِّر عن ساقہٖ۔ یَوْمئِذٍ یفرح المؤمنُون۔ ثلّۃٌ من الاولین وثلّۃٌ من الاٰخِرِین۔ وَھٰذہٖ تذکرۃٌ فمن شاء اتّخذ اِلیٰ ربّہٖ سَبِیْلًا۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۲

اور پھر اسی انوار الاسلام صفحہ ۲ میں اس الہام کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس کے (یعنی آتھم کے) ہم و غم پر اطلاع پائی اور اس کو مہلت دی۔ جب تک کہ وہ بیباکی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے۔ اور خدا تعالےٰ کے احسان کو بھلا دے۔ یہ معنی فقرہ مذکورہ کے تفہیم الٰہی سے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ خدا تعالےٰ کی یہی سُنّت ہے۔ اور تو ربّانی سُنّتوں میں تغیر و تبدل نہیں پائے گا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الٰہی کو مشتعل کریں اور اگر دل کے کسی گوشہ میں کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو۔ اور غلبہ تمہیں کو ہے۔ اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہے۔ یہ اس عاجز کو خطاب ہے اور

ٹالنا چاہا مگر ہم نے قسم کو قبول نکیا۔ کیا یہ روا ہے کہ بے دلیل کسی کو ایسے سنگین جرائم کا ملزم ٹھہرایا جائے۔ اور اس کی روش اور چال چلن پر ناحق دھبہ لگایا جاوے ✦

برائے خدا ذرا سوچو کہ کسی بھلے مانس پر بے ثبوت تہمتیں لگا کر پھر کسی طور سے ان تہمتوں کا ثبوت نہ دینا کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے **یا بدمعاشوں کا !!!**

عیسائیوں نے آتھم کے ان بہتانوں کا بار بار ذکر تو کیا مگر یہ نہیں دکھلایا کہ ان کے نزدیک اس کا ثبوت کیا ہے۔ کیا وہ لوگ جو ان واقعات سے ذاتی واقفیت کا اقرار رکھتے ہیں کسی **غار میں** زندہ موجود ہیں یا وہ بھی آتھم کے ساتھ ہی مر گئے ؟ ✦

کیا عیسائی دیانت یہی تھی جواب ظاہر ہو گئی۔ اگر کامل ثبوت موجود نہیں تو مختصر اور ناکافی

پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کریں گے یعنی ان کو ذلت پہنچیگی اور ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتحیاب ہو نہ دشمن۔ اور خدا تعالےٰ بس نہیں کرے گا اور نہ باز آئے گا جبتک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کر دیوے۔ یعنی جو مکر بنایا گیا اور مجسم کیا گیا اس کو توڑ ڈالے گا اور اس کو مُردہ کر کے پھینک دیگا اور اس کی لاش لوگوں کو دکھا دے گا۔ اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید اس کی پنڈلیوں سے ننگا کر کے دکھاویں گے۔ یعنی حقیقت کو کھول دیں گے اور فتح کے دلائل بیّنہ ظاہر کر دیں گے اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔ پہلے مومن بھی پچھلے مومن بھی۔ دیکھو انوارالاسلام صفحہ ۲۔

اب دیکھو آج اس الہام کے موافق کیسے صفائی سے اس پیشگوئی کی حقیقت کھل گئی۔ کیا آج وہ سب مر گئے یا نہیں جنہوں نے امرتسر میں آتھم کو گاڑی میں بٹھا کر بازاروں میں پھرایا تھا۔ کیا آج ثابت ہو گیا یا نہیں کہ **اُن کی وہ ساری خوشیاں جھوٹی تھیں**۔ اس پیشگوئی میں خدائے رحیم نے صاف وعدہ فرمایا تھا کہ گو آتھم نے الہامی پیشگوئی کی وجہ سے بہت غم و ہم اپنے دل پر ڈال کر خدا کی سُنّت قدیمہ سے فائدہ اُٹھایا اور اس کی موت میں تاخیر ہو گئی۔ مگر بیباکی کے وقت پھر خدا اس کو پکڑے گا اور ہلاک کرے گا ✦

سو اب یہ پیشگوئی دُہرے طور پر دونوں پہلوؤں پر پوری ہو گئی۔ اوّل آتھم کے ہم و غم کی وجہ سے اس طرح پر پوری ہوئی کہ موافق الہامی شرط کے اس کی موت میں تاخیر ڈال دی گئی پھر آتھم کی بے باکی اور سخت انکار کی حالت میں اس طرح پر پوری ہوئی کہ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق

ثبوت ہی پیش کریں تا افترا اور بہتان کا کلنک کسی قدر تو ہلکا ہو جائے اور اگر کچھ بھی ثبوت نہیں۔ تو کیا یہ معقول قیاس نہیں کہ یہ سب کچھ صرف ایک ہی بات کے واسطے بنایا گیا۔ تا اس خوف کی دھار کو جو اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے زور سے بہہ رہی تھی خواہ نخواہ دوسری طرف پھیر دیا جائے ۔

اب اس امر کو کون ہے کہ ثابت شدہ تسلیم نکرے کہ آتھم نے اس حد تک رجوع الی الحق ضرور کیا جو ایک خائف اور ترساں اور ہراساں کی نسبت خیال کر سکتے ہیں۔ میں اس واقعہ کو قبول کرتا ہوں کہ جیسا کہ وہ پیشگوئی سے پہلے عیسائی تھا ایسا ہی پیشگوئی کی میعاد گذرنے کے بعد اس نے اپنی عیسائیت کو ظاہر کیا لیکن کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اس نے پیشگوئی کے ایام میں کبھی تحریراً یا تقریراً عیسائیت کے اصول کی تائید کر کے اپنا سرگرم عیسائی ہونا ظاہر کیا جیسا کہ پہلے اس کا شیوہ اور طریق تھا۔ بلکہ سچ تو یہ بات ہے کہ وہ ان تمام دنوں میں عیسائیت کا چولہ اُتار کر حقیقی خدا کے آگے تضرع میں رہا جیسا کہ مختلف شہادتیں اس کے ثبوت میں اب تک گذر رہی ہیں۔ پھر فرعون کی طرح خطرناک ایام کے گزرنے کے بعد دن بدن سخت دل ہوتا گیا۔ یہانتک کہ ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کے وقت میں پورے طور پر وہ کفر کے گڑھے میں گر گیا اور بلعم کی طرح دنیا سے محبت کر کے ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء میں اُن رُوحوں میں جا ملا جو دوزخ کی تاریک آگ میں جل رہی ہیں ۔

سُنو اے عزیزو!! آتھم کے بیان پر کیونکر راستی کی امید ہو سکتی ہے جو محض بے ثبوت اور جس میں بناوٹ اور رجذبات کی دُور سے بُو آ رہی ہے اور جو نہ بادی النظر میں اور نہ عمیق نگاہ میں درست ٹھہر سکتا ہے۔ اور نہ صرف بے دلیل بلکہ فطرتی طور پر حق کو چھپانے کے لئے یہی عام طریقہ حیلہ سازوں کا ہے۔ جو بات قرینِ قیاس نہیں کیا وہ ایسی بات کے مقابل پر کچھ وزن رکھتی ہے۔

حاشیہ در حاشیہ: اس پر موت نازل کر دی۔ سو اس مبارک پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اپنی صفات جمالی اور جلالی دونو دکھلا دیں اور ناسمجھ عیسائیوں اور نالائق مولویوں کو ذلت پر ذلت نصیب ہوئی۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور مردہ پرست پادری اور نفاق زدہ یہودی سیرت مولوی سخت ذلیل ہو گئے۔ مگر کیا وہ اب بھی سچائی کی طرف واپس آئیں گے۔ ہرگز نہیں ۔
قلوبٌ ملعونةٌ فمن یردّ من لعنه الله۔ فتدبّر ان کنت من الصّالحین ۔ منه ۔

جو ہر ایک سچائی سے بھرا ہوا کانشنس بآسانی اس کو قبول کر سکتا ہے۔ زہر خورانی کے اقدام اور تین حملوں کا منصوبہ ایک ایسی مکروہ بناوٹ ہے کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ کسی شریف عیسائی کے دل نے بھی اس کو قبول کیا ہو۔ یا ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اس کی طرف خیال آسکتا ہو ✦

لیکن ہر ایک محقق اور پاک دل کو اس امر میں شک کرنے کے لئے کوئی وجہ دکھائی نہیں دیگی کہ وہ خوف جس کا آتھم کو اقرار ہے بجز پیشگوئی کی عظمت کے اور کوئی صحیح مصداق اس کا موجود نہیں اگر آتھم نے ان جھوٹے بہتانوں کو بیان نہ کیا ہوتا۔ اور یہ عذر کرتا کہ وہ اس سے ڈرا کہ کوئی خود غرض اس کو ضرر نہ پہنچاوے تو شاید کوئی سادہ طبع اس کو قبول کر لیتا اور کم سے کم یہ سمجھ لیتا کہ آتھم کا یہ فیصلہ ایک ایسا فیصلہ ہے جس نے لوگوں پر حق کو مشتبہ کر دیا لیکن ایسے سادہ طور سے بیان کرنا ایسے مفتری کیلئے کب ممکن تھا کہ جو درحقیقت پیشگوئی سے ڈر کر اپنی مجرمانہ حالت کی تحریک سے ناجائز بہانوں کے سوچ میں پڑا اور اس نے سچائی سے آگے قدم رکھ کر جھوٹ اور بہتان سے کام لینا چاہا جس سے وہ باز پرس اور طلب ثبوت کے لائق ہوا ✦

یہ کہنا بیجا ہے کہ پیشگوئی سے ڈرنے کا بار ثبوت آتھم پر نہیں تھا۔ کیونکہ جبکہ اس نے ڈرنے کا اقرار کر کے بلکہ خوف کو اپنی حرکات سے ظاہر کر کے پھر وجوہ خوف کے ایسے بیہودہ اور جعلی بیان دیئے جو سراسر بہتان اور بے دلیل تھے۔ تو بلاشبہ یہ بوجھ اسی کی گردن پر تھا کہ وہ اس کو ثابت کرتا۔ اور اس کو چاہیئے تھا کہ اس افترا کے الزام سے بری ہونے کے لئے کہ جو طریقہ مستقیمہ انصاف سے اس کی نسبت عاید ہوتا تھا۔ اپنی صفائی کے گواہ پیش کرتا۔ نالش اور قسم سے اس کا گریز کرنا صریح حقیقت کو چھپانے کے لئے تھا۔ جبکہ اس کو اور اُس کے رشتہ داروں اور دوستوں کو ہماری طرف سے اس قدر دکھ اور صدمہ پہنچ چکا تھا جس سے زیادہ دنیا میں پہنچنا غیر ممکن ہے۔ تو ایسا مظلوم کس طرح خاموش رہ سکتا تھا۔ ہم نے یہ سزا اپنے لئے خود بخود تجویز کر لی تھی۔ کہ وہ قسم کھا کر چار ہزار روپیہ نقد ہم سے لے لے۔ سو اس نے نہ چاہا۔ کہ قسم کھانے کی طرف متوجہ ہو۔ اب منصفین کے سوچنے کا یہ بڑا بھاری موقعہ ✱ ہے کہ کیوں اُس نے ایسے پہلو سے

✱ **حاشیہ** پرچہ شحنہ ہند میرٹھ یکم ستمبر ۱۸۹۶ء کے پہلے صفحہ میں ہی ایک نامہ نگار صاحب نے اس عاجز کی پیشگوئی آتھم وغیرہ کی نسبت کچھ نکتہ چینی کر کے اخیر پر اپنا نام انصاف طلب لکھا ہے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔ کہ کوئی

اجتناب کیا جس سے اس کے دعوے کے تمام نقص اور عیوب پبلک کی نگاہ میں کالعدم ہو سکتے تھے۔ اور پورے طور پر اس کی صفائی ہو سکتی تھی۔ اس کا فرض تھا کہ وہ جس طرح ہو سکتا اُن الزاموں سے اپنے تئیں بری کر کے دکھلاتا کہ جو اس پر وارد ہو چکے تھے۔ نالش سے یا خانگی تحقیقات پیش کرنے سے یا قسم سے یا کسی اور طریق سے لیکن وہ اپنے تئیں اس داغ الزام سے بری نہ کر سکا یہانتک کہ قبر میں داخل ہو گیا۔ سو اس کے کذب پر ایک تو یہی ثبوت تھا کہ اس نے اپنی بریت ظاہر کرنے سے باوجود بہت وسیع موقعہ ملنے کے عمداً پہلو تہی کیا لیکن علاوہ اسکے ایک دوسری حجت ثبوت کی اس کے کذب پر یہ پیدا ہوئی جو وہ اس دوسری پیشگوئی کے اثر سے جس کا ہم صدر اشتہار میں ذکر کر چکے ہیں اپنی زندگی کو بچا نہ سکا۔ اور یہی بیباکی اور قسم کھانے سے انکار جس کے نتیجہ بد کی نسبت بار بار پیشگوئی کیگئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ اس کے اصرار کے زمانہ کے بعد عذاب

حاشیہ در حاشیہ

شخص انصاف طلب یا انصاف کا خواہاں ہو لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اکثر لوگ حق پسند اور انصاف طلب کہلا کر پھر جلدی سے انصاف کا خون کر دیتے ہیں اور قبل اس کے جو کسی بات کی تہ تک پہنچیں۔ اور کسی اصل حقیقت کو دریافت کریں رائے ظاہر کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسی رائے جو صرف سرسری اور سطحی خیال سے پیدا ہوئی ہے کیونکر غلطی سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ ناچار وہ اپنی شتاب کاریوں کیوجہ سے قابل شرم غلطیوں میں پڑتے ہیں اور پھر اپنی غلطی کی پچ میں ایسا تعصب پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا ممکن ہے کہ اس سے رجوع کر سکیں۔ اگرچہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائے۔ بہر حال صاحب انصاف طلب کی خدمت میں ان کے بعض کلمات کا جواب دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

قولہٗ ۔ "میرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین نے پرلے درجہ کی افراط اور تفریط کی ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں اس کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہنچانا بھی نہیں"۔

اقول ۔ صاحب انصاف طلب کے بیان میں یعنی ان کے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسند بن کر نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ اور پھر دوسری طرف اسی مُنہ سے میری نسبت یہ رائے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان

موت اس پر وارد ہوگا۔ اس کے جلد مرنے کا موجب ہوگئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں وہ ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کے بعد جو ہمارا آخری اشتہار بطور اتمام حجت تھا پورے سات مہینے بھی زندہ نہ رہ سکا۔ پس کیا یہ خدا کا فضل نہیں ہے کہ اس نے آتھم کے اصرار انکار پر موت کی سزا سے اس کا تمام جھوٹ اور افترا ایک لخت ظاہر کر دیا ۔

اب بیان کرو کہ کونسا قانونی سُقم ہماری اس تقریر میں ہے اور آتھم کو ملزم قرار دینے کے لئے کس ثبوت کی کسر رہ گئی ہے۔ بلاشبہ اُسی کی عملی حالت نے اس پر فرد قرار داد جرم لگا دی جس پر وہ ایک بھی صفائی کا گواہ پیش نہ کر سکا۔ اب عیسائیوں کو اس کی ناحق کی حمایت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم نے بہت صفائی سے بار بار اس بات پر زور دیا کہ آتھم اس بیان میں بالکل جھوٹا ہے کہ اس کے قتل کے

حاشیہ در حاشیہ نمبر ٤

ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں ۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے۔ اُن کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ اُن الہامات میں جو لفظ مُرْسَلْ یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے* وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ کوئی پُرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسیّدنا انّی نبیّ او رَسُول علیٰ وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القراٰن و احکام الشریعۃ الغرّاء فھو کافرٌ کذّابٌ۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بیدین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا

*نوٹ۔ ایسے لفظ نہ اب بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤ گے منہ

لئے ہماری طرف سے ناجائز حملے ہوئے۔ ہم نے اس کو اپنے پہلے اشتہاروں میں بہت غیرت دلائی۔ اور غیرت دینے والے الفاظ استعمال کئے۔ مگر کچھ ایسا دھڑکا اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ کہ وہ سر نہ اُٹھا سکا۔ پھر ہم نے نہایت الحاح اور انکسار کے ساتھ یسُوع کی عزت اور مرتبہ کو یاد دلا کر قسم دی اور جہاں تک الفاظ ہمیں مل سکے۔ ہم نے اس بات پر زور دیا کہ وہ اس بہتان کو جو ہم پر لگاتا ہے ثابت کرے یا قسم کھاوے۔ لیکن وہ ان بدبخت جھوٹوں کی طرح چُپ رہا۔ جن کا کانشنس ہر وقت اُن کو ملامت کرتا ہے کہ تم خدا کی لعنت کے نیچے کارروائی کر رہے ہو۔ یقیناً اس کو یہ خوف کھا گیا کہ تحقیق کرانے کے وقت اس کے جھوٹے منصوبہ کے تمام پر د بال گر جائیں گے۔ اور قسم کھانے کی حالت میں خدا کا قہر اس پر نازل ہوگا۔ سو اس نے نہ نالش کی اور نہ قسم کھائی۔

حاشیہ در حاشیہ

کلمہ بنائے گا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دیگا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے ٭

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنیوالے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

قولہٗ۔ حضرت اقدس میرزا صاحب نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اپنی بیش بہا اور لاثانی کتاب **شہادۃ القرآن** میں درج فرمایا ہے (یعنی آتھم اور احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی موت کی پیشگوئی اور لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش خبری) اب ناظرین خود بخود سمجھ لیں گے۔ کہ وہ سچا دعویٰ ہے یا دروغ بے فروغ ٭

اقول۔ میں کہتا ہوں کہ لیکھرام کی پیشگوئی کی میعاد تو ابھی بہت باقی ہے سو اس کا ذکر پیش از وقت ہے ہاں آتھم اور احمد بیگ اور داماد احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس کی میعاد گزر چکی ہے درحقیقت یہ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک آتھم کی موت کی نسبت دوسری احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت کی نسبت سو آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶؁ء کو بروز دوشنبہ فوت ہوگیا۔ اور ایک آنکھیں رکھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ کہ پیشگوئی

بلکہ اُس نے امور واقعہ کی طرف نظر کر کے یہ امر صاف دیکھا کہ ان دونوں کارروائیوں میں سے کوئی کارروائی بھی اس کیلئے مبارک نہیں ہوگی اور انجام بد ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا اپنے تئیں عیسائی کہلانا اس کی عملی حالت سے اخیر دم تک متناقض رہا۔ اس کے رفیق پادری اور ڈاکٹر کلارک سر پیٹ پیٹ کر تھک گئے مگر اس نے نہ چاہا کہ ان دعاوی کو عدالت کے ذریعہ سے ثابت کراوے کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ ایسے بڑے بہتان پیشتر اس کے کہ وہ صحیح سمجھے جاویں طبعی طور پر پختہ ثبوت کے واسطے تقاضا پیدا کرتے ہیں اور درحالت عدم ثبوت عدالتیں فریق ثانی کو انتقامی استغاثہ کی اجازت دیتی ہیں ✦

سو سوچنا چاہیئے کہ وہ کس قدر اپنے اس بہتان اور جھوٹ سے ہراساں اور ترساں تھا کہ باوجود یکہ اُس کے داماد بڑی بڑی حکومت کے عہدوں پر معزز تھے۔ اور اس کے عیسائی دوست گورنمنٹ میں

حاشیہ

کے مطابق اس کی موت ہوئی۔ اور اس پیشگوئی میں دو پہلو تھے۔ سو اپنے دونوں پہلوؤں کے رُو سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ہم کسی متعصب بے حیا کا مُنہ بند تو نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہم سے پہلے کوئی نبی یا رسول بند کر سکا۔ لیکن ایک متقی کے لئے اس پیشگوئی کی صداقت سمجھنے میں کچھ بھی مشکلات نہیں چنانچہ ہم اسی رسالہ اور پہلے رسائل میں بھی بہت کچھ بیان کر چکے ہیں ✦

باقی رہی احمد بیگ کی موت اور اس کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی سو احمد بیگ تو پیشگوئی کی میعاد کے اندر فوت ہوگیا جس سے ہمارے کسی مخالف کو انکار نہیں۔ گویا پیشگوئی کی دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ رہا داماد اُس کا۔ سو وہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثہ سے اس قدر خوف سے بھر گیا تھا کہ گویا قبل از موت مرگیا۔ اور اس بات کو کون نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جب ایک ہی پیشگوئی دو شخص کی موت کی خبر دیوے اور ایک ان میں سے مرجائے۔ تو دوسرے پر اس موت کا طبعًا و فطرتًا اثر پڑ جاتا ہے۔ سو اس جگہ ایسا ہی ہوا لہٰذا سنت اللہ کے موافق جس کا ذکر ہم بار بار لکھ چکے ہیں اس وعید کی میعاد میں تخلف ہوگیا ✦

ہم اپنے پہلے اشتہاروں میں اُن بعض خطوط کا ذکر کر چکے ہیں جو ان لوگوں کی طرف سے ہمیں پہنچے جن میں توبہ اور خوف و رجوع کا اقرار تھا۔ پھر اگر یہ امر قرآن اور توریت کی رُو سے صحیح نہیں ہے۔ کہ وعید کی پیشگوئی کی میعاد کا تخلف جائز ہے تو ہر ایک معترض کا اعتراض بجا اور درست ہے لیکن اگر قرآن اور توریت کی رُو سے یہی امر متواتر ثابت ہوتا ہے کہ وعید کی میعاد توبہ اور خوف سے ٹل سکتی ہے تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ کوئی شخص مسلمان کہلا کر یا عیسائی کہلا کر پھر ایسی بات پر اعتراض کرے۔ جو قرآن شریف اور پہلی آسمانی کتابوں سے ثابت ہے۔ اس صورت میں ایسا شخص ہم پر اعتراض نہیں کرتا بلکہ ایسے خلاق

اوّل درجہ کی رسائی رکھتے تھے۔ پھر بھی اس کا دل اس بات پر مطمئن نہ ہو سکا کہ وہ ایسی نالش کے بعد پھر بچکر اپنے گھر میں آجائیگا۔ اگر رویت کی شہادتوں سے یہ ثابت کرنا آتھم کو میسّر آسکتا کہ درحقیقت یہ ناجائز حملے ہوئے تو کم سے کم وہ اخباروں کے ذریعہ سے اس ثبوت کو پبلک پر ظاہر کرتا۔ کیونکہ اس کامیابی کے اندر عیسائیوں کا بڑا مدعا بھرا ہوا تھا۔ وجہ یہ کہ اس کا عام نتیجہ یہ تھا کہ ہمارا کاذب اور مفتری ہونا ہر ایک پر کھُل جاتا اور کم سے کم یہ کہ ہمارے چال چلن کی نسبت ہر ایک کو قوی شبہ پیدا ہو جاتا اور صفحات تاریخ میں ہمیشہ یہ واقعہ قابلِ ذکر سمجھا جاتا۔ اس امر میں کس کا اطمینان ہو سکتا ہے کہ آتھم نے ان بہتانوں کو پیش کر کے اور پھر ثبوت دینے سے رُوگرداں ہو کر بے ایمانی اور دروغگوئی کی راہ کو اختیار نہیں کیا ✦

حاشیہ

کا خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں پر اعتراض ہے ہمارے اشتہار چہارم کو پڑھو جس کے ساتھ چار ہزار روپیہ کا انعام ہے تا معلوم ہو کہ کیونکر خدا تعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی۔ جیساکہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درّمنثور میں احادیث صحیحہ کی رُو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔ دیکھو اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ صفحہ ۱۲۔ اور یونہ یعنی یونس نبی کی کتاب میں جو بائیبل میں موجود ہے۔ باب ۳ آیت ۴ میں لکھا ہے۔ " اور یونہ شہر میں یعنی نینوہ میں داخل ہونے لگا اور ایک دن کی راہ جا کے مُنادی کی اور کہا چالیس اَور دن ہوں گے تب نینوہ برباد کیا جائے گا۔ تب نینوہ کے باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چھوٹے بڑے تک ٹاٹ پہنا اور خدا نے ان کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی بُری راہ سے باز آئے۔ تب خدا اس بدی سے کہ اُس نے کہی تھی پچھتا کے باز آیا اور اُس نے ان سے وہ بدی نکی۔ باب ۴۔ پر یونہ اس سے ناخوش ہوا اور نہایت رنجیدہ ہوگیا۔ ۲۔ اور اس نے خداوند کے آگے دعا مانگی۔ ۳۔ اب اے خداوند میں تیری منّت کرتا ہوں کہ میری جان کو مجھ سے لے لے۔ کیونکہ میرا مرنا میرے جینے سے بہتر ہے۔" اور درّمنثور میں ابن عباس سے یہ روایت ہے۔ اوحی اللّٰہ الی یونس انّی مرسل علیھم العذاب فی یوم کذا وکذا۔ فعجّوا الی اللّٰہ وانابوا افاقالھم اللّٰہ واخّر عنھم العذاب۔ فقال یونس لا ارجع الیھم کذّابا ومضیٰ علیٰ وجھہ۔ یعنی خدا نے یونس پر یہ وحی نازل کی کہ فلاں تاریخ میں عذاب نازل کرونگا۔ سو ان لوگوں نے خدا کی طرف تضرع کی اور رجوع کیا سو خدا نے ان کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت پر عذاب ڈال دیا تب یونس کہنے لگا

اگر اب بھی عیسائی باز نہ آویں تو بہتر ہے کہ ہم اور اُن کے چند سرگروہ مباہلہ کے طور پر میدان میں آکر خدا کے انصاف سے فتویٰ لے لیں۔ جھوٹے پر بغیر تعیین کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں۔ نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری وایٹ بریخت شملہ جانے سے کچھ عرصہ پہلے چند اپنے عیسائیوں کے ساتھ قادیان میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ آتھم نہیں مرا۔ میں نے کہا کہ اُس نے اسلامی پیشگوئی سے ڈر کر پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اُٹھایا۔ اور خود اقرار کیا کہ میں ڈرتا رہا اور ان حملوں کا ثبوت نہ دے سکا جو ڈرنے کی وجہ ٹھہرائی۔ وایٹ نے کہا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ میں نے کہا کہ بیشک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔ اگر آتھم جھوٹا ہے یا میں تو خدا اس کا فیصلہ کر دیگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس لعنت کا اثر آتھم پر وارد ہوگیا۔

تتمہ حاشیہ

کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤں گا اور دوسری راہ لی۔ دیکھو تفسیر درمنثور تحت تفسیر آیت مغاضبا۔ اور دیکھو صفحہ ۱۴ اشتہار چہارم انعامی چار ہزار روپیہ ۰

ہم اس جگہ حضرت احمد حسن صاحب کو ہی منصف ٹھہراتے ہیں کہ کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا کا یہ الہام جھوٹا نکلا اور نعوذ باللہ یونس کذاب تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا علم اکثر لوگوں سے جاتا رہا ہے اور بظاہر اہلحدیث بھی کہلاتے ہیں۔ مگر حدیثوں کے مغز سے ناواقف ہیں۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں۔ کہ انہی قصوں کے لحاظ سے اہل سنت کا یہ عام عقیدہ ہے کہ وعید کی میعاد کی تاخیر کسی سبب توبہ یا خوف کی وجہ سے جائز ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر اور ان احادیث کو پڑھ کر پھر اُس پیشگوئی کی تکذیب کی جائے جو یونس کی پیشگوئی سے ہم شکل ہے اور ایسے امور میں اس عاجز کو کاذب ٹھہرایا جائے جن میں دوسرے انبیاء بھی شریک ہیں ۰

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے۔ اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے یہانتک کہ بائبل کی بعض پیشگوئیوں میں دنوں کے سال بنائے گئے ہیں۔ جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ ذرا شرم کرنی چاہیئے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور وہ پیشگوئی کے اوّل نمبر پر تھا تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جاوے۔ کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جُزء ہے۔ جس حالت میں خدا اور رسول

اور چار و ناچار جان کندن کا سخت عذاب اُٹھا کر دائمی عذاب کے زندان میں جا پڑا۔ پادری وایٹ بریخت کو اگر خدا کا خوف ہے تو اب سمجھ سکتا ہے کہ ہم دونوں یعنی آتھم اور اس راقم میں سے کون لعنتی تھا۔
اب اس قصہ کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ پادری وایٹ بریخت نے بھی چاہا تھا۔ کہ جھوٹے پر لعنت ہو سو چونکہ آتھم جھوٹا تھا اس لئے اس پر لعنت پڑ گئی۔ سو اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آتھم کے معاملہ میں کسی پادری صاحب یا کسی اور عیسائی کو شک ہے اور خیال کرتا ہو کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو لازم ہے کہ **مجھ سے مباہلہ کرے**۔
اور لعنت کا مفہوم اپنے مخالفوں کے لئے خود یسوع نے بھی استعمال کیا ہے کیونکہ واویلا یہودیوں پر یسوع کے کلام میں آیا ہے اور واویلا اور لعنت ایک ہی چیز ہے اور یسوع نے مخالفوں کے

حاشیہ در حاشیہ

اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشگوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو۔ تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ تو پھر اجماعی عقیدہ سے **محض میری عداوت کے لئے** منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ ورنہ اے نادانو! صادقوں کو جھوٹا مت ٹھہراؤ کہ روسیاہی کے ساتھ مروگے ٭میری عداوت سے اسلام سے باہر مت جاؤ کیا تم نہیں سمجھتے کہ اس ضمن میں قرآن شریف اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسری الہامی کتابوں کی تکذیب لازم آتی ہے یقیناً مجھ کو کسی کی عداوت سے اللہ اور رسول اور دوسرے نبیوں کی کتابوں سے روگردان ہونا لعنتیوں کا کام ہے نہ نیک دل مسلمانوں کا۔ منشا ظاہر کنا آتھم کی پیشگوئی اور اس پیشگوئی میں تین شخصوں کی موت کی خبر دی گئی تھی۔ سو ان میں سے دو تو فوت ہو چکے صرف ایک باقی ہے سو اس ایک کا انتظار کرو۔ اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جبتک کہ وہ گھڑی آجاوے کہ اس کو بیباک کر دیوے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بیباک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو اور اس پیشگوئی میں عربی الہام کے الفاظ یہ ہیں۔ کذبوا بایٰتنا وکانوا بھا یستھزءون فسیکفیکھم اللہ و یردھا الیک۔ لا تبدیل لکلمات اللہ۔ ان ربک فعال لما یرید۔ اگر کوئی اسی بات میں خوش ہے کہ مجھ سے ٹھٹھا کرے تو میں اس میں بھی ناخوش نہیں کیونکہ صادقوں اور راستبازوں کے ساتھ مجھ سے پہلے بھی ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ پھر بہت جلد ٹھٹھا کرنے والے نابود ہو گئے اور کوئی نہ بتلا سکا کہ کہاں گئے۔ وانّی باعین اللہ ھو یرانی ومن یکذّبنی واعلم منہ انہ لا یضیعنی ولا یخزینی فویل للّذین کفّرونی ولعنونی وسبّونی وشتمونی وکذّبوا کلماتی ولم یحیطوا بھا علماً فالموت کان خیراً لھم من ھٰذا لو کانوا یعلمون۔ منہ

عذاب کی پیشگوئی بھی کی ہے اس صورت میں وہ طریق جو عیسائیوں کے مُرشد اور گُرو نے استعمال کیا ہے اس پر اعتراض کرنا سخت ناسعادتمندی ہے ماسوا اس کے اگر اس لعنت کے لفظ کو استعمال کرنا نہیں چاہتے تو سزا یا عقوبت کے لفظ کو استعمال کریں اور اگر ایک سال تک ایسا آدمی جو مباہلہ کے میدان میں آوے آسمانی عقوبت سے سزا یاب نہ ہو جاوے تو میں لکھ دوں گا کہ بیشک میری پیشگوئی غلط نکلی اور اگر کوئی مقابل پر نہ آیا تو تمام ناظرین سمجھ لیں کہ عیسائی بوجہ ناحق پر ہونے کے بھاگ گئے

یہ بھی مناسب دیکھتا ہوں کہ چونکہ عیسائیوں کا مذہبی عناد بہت بڑھ گیا ہے اس لئے نہایت ضروری ہے کہ روز کا جھگڑا طے کرنے کے لئے ساتھ ہی اسلام اور عیسائیت کا مباہلہ بھی میرے ساتھ کرلیں۔ اگر عیسائی لعنت کے لفظ سے متنفر ہیں تو اس لفظ کو جانے دیں بلکہ دونو فریق یہ دعا کریں کہ یا الٰہ العالمین اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تثلیث کی تعلیم سراسر جھوٹی اور شیطانی طریق ہے اور مریم کا بیٹا ہرگز خدا نہیں تھا بلکہ ایک انسان تھا اور نبی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر اور رسول اور خاتم الانبیاء تھے اور قرآن خدا کا پاک کلام ہے جو ہر ایک غلطی اور ضلالت سے پاک ہے اور عیسائی اس تعلیم کو پیش کرتے ہیں کہ مریم کا بیٹا یسوع درحقیقت خدا تھا وہی تھا جس نے زمین و آسمان پیدا کیا اُسی کے خون سے دنیا کی نجات ہوگئی۔ اور خدا تین اقنوم ہیں باپ بیٹا روح القدس اور یسوع تینوں کا مجموعہ کامل خدا ہے اب اے قادر ان دونوں گروہ میں اس طرح فیصلہ کر کہ جو ہم دو فریق میں سے جو اسوقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں جو فریق جھوٹے اعتقاد کا پابند ہے اس کو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے چند آدمی کا مرنا بہتر ہے

غرض ہر ایک فریق ہم میں سے اور عیسائیوں میں سے دُعا کرے اس طرح پر کہ اوّل ایک فریق یہ دعا کرے اور دوسرا فریق آمین کہے اور پھر دوسرا فریق دعا کرے اور پہلا فریق آمین کہے اور پھر ایک سال تک خدا کے حکم کے منتظر رہیں اور میں اسوقت اقرار صالح شرعی کرتا ہوں کہ ان دونوں مباہلوں میں دو ہزار روپیہ ان عیسائیوں کے لئے جمع کرادونگا جو میرے مقابل پر مباہلہ کے میدان میں آوینگے یہ کام نہایت ضروری ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ زندہ اور قادر خدا ہمارے ساتھ ہے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہے

اب اس مباہلہ سے یہ بڑا فائدہ ہوگا کہ پبلک کو معلوم ہو جائیگا کہ کس قوم کے ساتھ خدا ہے اور اگر عیسائی قبول نہ کریں تو لعنت کا ذخیرہ ان کیلئے آسمان پر جمع ہوگا اور لوگ سمجھ جائینگے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ہمارے مخاطب ڈاکٹر کلارک پادری عماد الدین حسام الدین ایڈیٹر کشف الحقائق۔ منشی صفدر علی بھنڈارہ۔ پادری فتح مسیح اور ہر ایک ایسا شخص جو پادری اور معاند اسلام ہو درخواست کرے۔ یہ طریق فیصلہ بہتر ہے تا دُنیا روز کے جھگڑوں سے نجات پاوے۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ۔

المشتہر میرزا غلام احمد از قادیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کا فیصلہ

پادریوں کے لئے

پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادری صاحبوں کے لئے

ایک احسن طریق فیصلہ

عیسائی صاحبوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو لوگ تثلیث کا عقیدہ اور یسوع کا کفارہ نہیں مانتے۔ وہ ہمیشہ کے جہنم میں ڈالے جائیں گے اور وہ اعتقاد جو خدا تعالےٰ نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے مسلمانوں کو سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ بجز توحید کے نجات نہیں یہی توحید ہے جس کی رو سے تمام دنیا سے مواخذہ ہوگا خواہ قرآن ان کو نہ پہنچا ہو کیونکہ یہ انسان کے دل میں فطرتی نقش ہے کہ اس کا خالق اور مالک اکیلا خدا ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس توحید میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو زبردستی منوانی پڑے کیونکہ انسانی دل کی بناوٹ کے ساتھ ہی اس کے نقوش انسان کے دل میں منقش کئے جاتے ہیں۔ مگر جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے غیر محدود خدا کو تین اقنوم میں یا چار اقنوم میں محدود کرنا اور پھر ہر ایک اقنوم کو کامل بھی سمجھنا اور ترکیب کا محتاج بھی اور پھر خدا پر یہ روا رکھنا کہ وہ ابتدا میں کلمہ تھا پھر وہی کلمہ جو خدا تھا مریم کے پیٹ میں پڑا اور اس کے خون سے مجسم ہوا اور معمولی راہ سے پیدا ہوا اور سارے دکھ خسرہ چیچک دانتوں کی تکلیف جو انسان کو ہوتی ہیں سب اٹھائی۔ آخر کو جوان ہو کر پکڑا گیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔ یہ نہایت گندہ شرک ہے جس میں انسان کو خدا ٹھہرایا گیا ہے خدا اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کے پیٹ میں پڑے اور مجسم ہو اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو۔ انسانی فطرت اس کو قبول نہیں کرسکتی کہ خدا پر ایسے دکھ کی مار اور یہ مصیبتیں پڑیں اور وہ جو تمام عظمتوں کا مالک اور تمام عزتوں کا سرچشمہ ہے اپنے لئے یہ تمام ذلتیں رکھے۔ عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ خدا کی اس رسوائی کا یہ پہلا ہی موقعہ ہے اور اس سے پہلے اس قسم کی ذلتیں خدا نے کبھی نہیں اٹھائیں۔ کبھی یہ امر وقوع میں نہیں آیا کہ خدا بھی انسان کی طرح کسی عورت کے رحم میں نطفہ میں مخلوط ہو کر قرار پکڑ گیا ہو جیسے کہ لوگوں نے خدا کا نام سنا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ بھی انسان کی طرح کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کا عیسائیوں کو خود اقرار ہے اور اس بات کا بھی اقرار ہے کہ گو پہلے یہ تین اقنوم تین جسم علیحدہ علیحدہ نہیں رکھتے تھے مگر اس خلص زمانہ سے جس کو اب ۱۸۹۶ برس جاتا ہے تینوں اقنوم کیلئے تین علیحدہ علیحدہ جسم مقرر ہوگئے باپ کی وہ شکل ہے جو آدم کی کیونکہ

اس نے آدم کو اپنی شکل پر بنایا۔ دیکھو توریت پیدائش باب[۱] آیت[۲۷] اور بیٹا یسوع کی شکل پر مجسم ہوا دیکھو یوحنا باب[۱] آیت[۱۴] اور روح القدس کبوتر کی شکل پر متشکل ہوا دیکھو متی باب[۳] آیت[۱۶]۔ اب جس نے عیسائیوں کے ان تینوں مجسم خداؤں کا درشن کرنا ہو اور ان کی جسمانی تثلیث کا نقشہ دیکھنا منظور ہو تو کچھ ضرور نہیں کہ ان کی طرف التجا لے جائے بلکہ جیسا کہ ہم نے کتاب ست بچن میں سکھ صاحبوں کے مخفی چولہ کی تمام گرو کے چیلوں کی زیارت کرا دی ہے اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں اور ان کے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھا دیتے ہیں چاہیئے کہ اس کے آگے جھکیں اور سیس نوادیں اور وہ یہ ہے جس کو ہم نے عیسائیوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔

عیسائیوں کا مثلث خدا اور اس کے تین ممبران کمیٹی جو اقنوم کہلاتے ہیں

بیٹا

باپ

روح القدس

یہ تینوں مجسم خدا عیسائیوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے مجسم اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں۔ اور پھر بھی یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے لیکن اگر کوئی بتلا سکتا ہے تو ہمیں بتلا دے کہ باوجود اس دائمی تجسم اور تغیر کے یہ تینوں ایک کیونکر ہیں۔ بھلا ہمیں کوئی ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین اور پادری ٹھاکرداس کو باوجود ان کے علیحدہ علیحدہ جسم کے ایک کرکے تو دکھلا دے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر تینوں کو کوٹ کر بھی بعض کا گوشت بعض کے ساتھ ملا دیا جاوے پھر بھی جن کو خدا نے تین بنایا تھا ہرگز ایک نہیں ہو سکیں گے۔ پھر جبکہ اس فانی جسم کے حیوان باوجود امکان تحلیل اور تفرق جسم کے ایک نہیں ہو سکتے پھر ایسے تین مجسم جن میں بموجب عقیدہ عیسائیاں تحلیل اور تفریق جائز نہیں کیونکر ایک ہو سکتے ہیں ٭

یہ کہنا بیجا نہیں ہوگا کہ عیسائیوں کے یہ تین خدا بطور تین ممبر کمیٹی کے ہیں اور بزعم ان کے تینوں کی اتفاق رائے سے ہر ایک حکم نافذ ہوتا ہے یا کثرت رائے پر فیصلہ ہو جاتا ہے گویا خدا کا کارخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے اور گویا ان کے گاڈ صاحب کو بھی **شخصی سلطنت کی لیاقت نہیں**۔ تمام مدار کونسل پر ہے۔

غرض عیسائیوں کا یہ مرکب خدا ہے جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ پادری صاحبان ایسے خدا والے مذہب پر تو ناز کرتے ہیں۔ لیکن اسلام جیسے مذہب کی جو ایسی خلاف عقل باتوں سے پاک ہے توہین اور تحقیر کر رہے ہیں اور دن رات یہی شغل ہے کہ اپنے دجالی فریبوں سے خدا کے پاک اور صادق نبی کو کاذب ٹھہرا دیں اور بُری بُری تصویروں میں اس نورانی شکل کو دکھلا دیں۔ بعض پلید فطرت پادریوں نے اپنی تالیفات میں اس طرح ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچ کر دکھلائی ہے کہ گویا وہ ایک ایسا شخص ہے جس کی خونی صورت ہے اور غصہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے اور ایک تلوار ہاتھ میں ہے اور بعض غریب عیسائیوں وغیرہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو کچھ انصاف اور ایمان میں سے حصہ ہوتا تو اس تصویر سے پہلے موسیٰ کی تصویر کھینچ کر دکھلاتے اور اس طرح کھینچتے۔ کہ گویا ایک نہایت سخت دل اور بیرحم انسان ہاتھ میں تلوار لے کر شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور ایسا ہی یشوع بن نون کی تصویر پیش کرتے اور اس تصویر میں یہ دکھلاتے۔ کہ گویا اس نے لاکھوں بیگناہ بچوں کو ان کی ماؤں کے سمیت ٹکڑے ٹکڑے کرکے میدان میں پھینک دیا ہے

اور چونکہ ان کے عقیدہ کے موافق یسوع خدا ہے اور یہ ساری بیرحمی کی کاروائیاں اس کے حکم سے ہوئی ہیں اور وہ مجسم خدا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا۔ تو اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ سب سے پہلے اس کی تصویر کھینچ کر اس کے ہاتھ میں کم سے کم تین تلواریں دی جاتیں پہلی وہ تلوار جو اس نے موسیٰ کو دی اور بے گناہ شیر خوار بچوں کو قتل کروایا۔ دوسری وہ تلوار جو یشوع بن نون کو دی۔ تیسری وہ تلوار جو داؤد کو دی۔ افسوس! کہ اس حق پوشش قوم نے بڑے بڑے ظلموں پر کمر باندھ رکھی ہے۔

اگر تلوار کے ذریعہ سے خدا کا عذاب نازل ہونا خدا کی صفات کے مخالف ہے۔ تو کیوں نہ یہ اعتراض اوّل موسیٰ سے ہی شروع کیا جائے جس نے قوموں کو قتل کرکے خون کی نہریں بہا دیں۔ اور کسی کی توبہ کو بھی قبول نہ کیا۔ قرآنی جنگوں نے تو توبہ کا دروازہ کھلا رکھا۔ جو عین قانون قدرت اور خدا کے رحم کے موافق ہے کیونکہ اب بھی جب خدا تعالےٰ طاعون اور ہیضہ وغیرہ سے اپنا عذاب دُنیا پر نازل کرتا ہے تو ساتھ ہی طبیبوں کو ایسی ایسی بُوٹیاں اور تدبیروں کا بھی علم دے دیتا ہے جس سے اس آتش وبا کا انسداد ہو سکے سو یہ موسیٰ کے طریق جنگ پر اعتراض ہے کہ اُس میں قانون قدرت کے موافق کوئی طریق بچاؤ قائم نہیں کیا گیا۔ ہاں بعض بعض جگہ قائم بھی کیا گیا ہے۔ مگر کلی طور پر نہیں الغرض جبکہ یہ سنّت اللہ یعنی تلوار سے ظالم منکروں کو ہلاک کرنا قدیم سے چلی آتی ہے تو قرآن شریف پر کیوں خصوصیت کے ساتھ اعتراض کیا جاتا ہے کیا موسیٰ کے زمانہ میں خدا کوئی اور تھا اور اسلام میں کوئی اور ہو گیا یا خدا کو اُس وقت لڑائیاں پیاری لگتی تھیں اور اب بُری دکھائی دیتی ہیں +

اور یہ بھی فرق یاد رہے کہ اسلام نے صرف ان لوگوں کے مقابل پر تلوار اُٹھانا حکم فرمایا ہے۔ کہ جو اوّل آپ تلوار اُٹھائیں اور انھیں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جو اوّل آپ قتل کریں۔ یہ حکم ہرگز نہیں دیا کہ تم ایک کافر بادشاہ کے تحت میں ہو کر اور اس کے عدل اور انصاف سے فائدہ اُٹھا کر پھر اسی پر باغیانہ حملہ کرو۔ قرآن کے رُو سے یہ بدمعاشوں کا طریق ہے نہ نیکوں کا۔ لیکن توریت نے یہ فرق کسی جگہ کھول کر بیان نہیں فرمایا اس سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف اپنے جلالی اور جمالی احکام میں اس خط مستقیم عدل اور انصاف اور رحم اور احسان پر چلتا ہے جس کی نظیر دنیا میں کسی کتاب میں موجود نہیں مگر اندھے دشمن

پھر بھی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ اُن کی فطرت روشنی سے عداوت اور ظلمت سے محبت رکھتی ہے ۔

اب اس اشتہار کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ ہم نے بڑے لمبے تجربہ سے آزما لیا ہے۔ کہ یہ لوگ بار بار ملزم اور لاجواب ہو کر پھر بھی نیش زنی سے باز نہیں آتے اور اُس شخص کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ "میں نیک نہیں" اور جس نے شرابخواری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقعہ دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگا دے۔ اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔ سو ایسے شخص کو تو انہوں نے خدا بنا لیا مگر خدا کے مقدس نبیوں کو جن کی زندگی محض خدا کے لئے تھی اور جو تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھا گئے بُرا کہنا اور گالیاں دینا شروع کر دیا چنانچہ اب تک یہ لوگ باز نہیں آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں نہایت ناپاک اور رنجیدہ کتابیں نکالتے ہیں اور نہایت بُری تصویروں میں اُس پاک وجود کو دکھلاتے ہیں ۔

اب ایسے کذابوں سے زبانی مباحثات سے کیونکر فیصلہ ہو۔ ہم جھوٹے کو دندان شکن جواب سے ملزم تو کر سکتے ہیں مگر اس کا منہ کیونکر بند کریں اس کی پلید زبان پر کونسی تھیلی چڑھا دیں؟ اس کے گالیاں دینے والے مُنہ پر کونسا قفل لگا دیں؟ کیا کریں؟ کیا کوئی اس سے بیخبر ہے کہ نالائق عماد الدین نے اُس پاک ذات نبی کی نسبت کیا کیا گندے الفاظ استعمال کئے۔ جس سے تمام مسلمانوں کے کلیجے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ نور افشاں پرچہ لدھیانہ میں کیسے کیسے ہفتہ وار محض افترا کی بنیاد پر توہین اسلام کے کلمات لکھے جا رہے ہیں۔ ریواڑی والے پادری نے کس قدر مسلمانوں کا دل جلایا۔ اور ہمارے سیدو مولیٰ کو ڈاکو اور رہزن قرار دیا۔ غرض کہاں تک لکھیں۔ ان ظالم پادریوں نے لاکھوں گالیاں ہمارے نبی کریمؐ کو دے کر ہمارے دلوں کو زخمی کر دیا۔

لیکن ہم ظالم ہوں گے۔ اگر ساتھ ہی یہ بھی گواہی نہ دیں کہ ان کارروائیوں میں گورنمنٹ پر کوئی الزام نہیں۔ بلاشبہ گورنمنٹ ہریک قوم کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے۔ مذہبی مناظرات

کی آزادی جیسا کہ پادریوں کو حاصل ہے ویسا ہی ہمیں بھی ہے اگر ہم گورنمنٹ کے انصاف پر یقین نہ رکھتے تو ممکن نہ تھا کہ ان اپنی شکایتوں کا اظہار بھی کر سکتے۔ لیکن ہم گورنمنٹ کو یہ تکلیف دینا ہی نہیں چاہتے کہ وہ مذہبی مباحثات کی آزادی کو بالکل بند کر دے۔ ہاں ہمارا مدعا یہ ہے کہ ان شرائط کی پابندی سے کسی قدر اس آزادی کو محدود کر دیا جائے۔ جس کی نسبت ہم ایک علیحدہ اشتہار شائع کر چکے ہیں لیکن گورنمنٹ اپنی مہمات ملکیہ میں مصروف ہے۔ اس کو اس فیصلہ کے لئے تو فرصت نہیں کہ توحید اور تین مجسّم خداؤں کے عقیدہ کے بارے میں کچھ اپنی رائے لکھے اور وہ کاروائی کرے جیسا کہ تیسری صدی کے بعد کانسٹنٹائن فرسٹ قسطنطنیہ کے بادشاہ نے اڑھائی سو بشپ کو جمع کر کے اپنے اجلاس میں موحد عیسائیوں اور تین اقنوم کے قائل عیسائیوں کا باہم مباحثہ کرایا تھا۔ اور آخر کار فرقہ موحدین کو ڈگری دی تھی اور خود ان کا مذہب بھی قبول کر لیا تھا۔ ایسا ہی یہ گورنمنٹ عالیہ بھی کرے * لیکن یہ گورنمنٹ ایسے تنازعات میں پڑنا نہیں چاہتی۔ پس یہ روز افزوں جھگڑے کیونکر فیصلہ پاویں۔ مباحثات کے نیک نتیجہ سے تو نومیدی ہو چکی بلکہ جیسے جیسے مباحثات بڑھتے جاتے ہیں

* **حاشیہ**۔ عیسائیوں میں تثلیث کا مسئلہ تیسری صدی کے بعد ایجاد ہوا ہے۔ جیسا کہ ڈریپر بھی اپنی کتاب میں بڑے بڑے علماء کے حوالہ سے لکھتا ہے موجد اس مسئلہ کا بشپ اتھاناسی اس الگزنڈریچ تھا جو صدی سوم کے بعد ہوا ہے۔ جب اس نے یہ مسئلہ شائع کرنا چاہا۔ تو اسی وقت بشپ ایری اس اس کا منکر کھڑا ہو گیا۔ اور یہاں تک اس مباحثہ میں عوام اور خواص کا مجمع ہوا کہ روم کے بادشاہ تک خبر پہنچ گئی۔ اتفاقاً اس کو مباحثات سے دلچسپی تھی۔ اس نے چاہا کہ اس اختلاف کو اپنے حضور میں ہی فریقین کے علماء سے رفع کرا دے۔ چنانچہ اس کے اجلاس میں بڑی سرگرمی سے یہ مباحثات ہوئے اور نہایت لطف کے ساتھ کونسل کی کرسیاں بچھیں اور مناظرہ کرنے والے دو سو پچاس نامی پادری تھے۔ آخر موحدین کا فرقہ جو یسوع کو محض انسان اور رسول جانتا تھا۔ غالب آیا۔ اسی دن بادشاہ نے یونی ٹیرین کا مذہب اختیار کیا اور چھ بادشاہ اس کے بعد موحد رہے۔ چنانچہ جس قیصر کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا۔ جس کا ذکر صحیح بخاری میں پہلے صفحہ میں ہی موجود ہے۔ وہ بھی موحد ہی تھا۔ اُس نے قرآن کے اس مضمون پر اطلاع پا کر کہ مسیح صرف انسان ہے تصدیق کی۔

ویسے ہی کینے بھی ساتھ ترقی پکڑتے جاتے ہیں۔ سو اس نومیدی کے وقت میں میرے نزدیک ایک نہایت سہل و آسان طریق فیصلہ ہے۔ اگر پادری صاحبان قبول کریں اور وہ یہ ہے کہ اس بحث کا جو حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے خدا تعالےٰ سے فیصلہ کرایا جائے ٭

اوّل مجھے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ایسا خدائی فیصلہ کرانے کے لئے سب سے زیادہ مجھے جوش ہے اور میری دلی مراد ہے کہ اس طریق سے یہ روز کا جھگڑا انفصال پا جائے۔ اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی **کُل املاک** منقولہ و غیر منقولہ جو **دس ہزار** روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہونگی عیسائیوں کو دے دوں گا۔ اور بطور پیشگی **تین ہزار** روپیہ تک ان کے پاس جمع بھی کرا سکتا ہوں۔ اس قدر مال کا میرے ہاتھ سے نکل جانا میرے لئے کافی سزا ہوگی۔ علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے دستخطی اشتہار سے شائع کر دوں گا کہ عیسائی فتحیاب ہوئے اور میں مغلوب ہوا اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اس اشتہار میں کوئی بھی شرط نہ ہوگی لفظاً نہ معناً۔

اور ربّانی فیصلہ کے لئے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجہ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں٭ میدان مقابلہ کے لئے جو تراضی طرفین سے مقرر کیا جائے طیار ہوں۔ پھر بعد اس کے ہم دونوں معہ اپنی اپنی جماعتوں کے میدان مقررہ میں حاضر ہو جائیں اور خدا تعالےٰ سے دُعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے جو شخص درحقیقت خدا تعالےٰ کی نظر میں کاذب اور مورد غضب ہے۔ خدا تعالےٰ ایک سال میں اس کاذب پر وہ قہر نازل کرے جو اپنی غیرت کے رُو سے ہمیشہ کاذب اور مکذّب قوموں پر کیا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس نے فرعون پر کیا۔ نمرود پر کیا۔ اور نوحؑ کی قوم پر کیا۔ اور یہود پر کیا۔ حضرات پادری صاحبان یہ بات یاد رکھیں کہ اس باہمی دُعا میں کسی خاص فریق پر نہ لعنت ہے نہ بد دُعا ہے۔ بلکہ اُس جھوٹے کو سزا دلانے کی غرض سے ہے جو اپنے جھوٹ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ایک جہان کے زندہ ہونے کے لئے ایک کا مرنا بہتر

بقیہ حاشیہ۔ جیسا کہ نجاشی نے بھی جو عیسائی بادشاہ تھا۔ قسم کھا کر کہا کہ یسوع کا رتبہ اس سے ذرہ زیادہ نہیں جو قرآن نے اس کی نسبت لکھا ہے۔ مگر نجاشی اس کے بعد کھلا کھلا مسلمان ہو گیا۔ منہ

٭ **نوٹ**۔ ان صاحبوں میں سے کوئی منتخب ہونا چاہئے۔ اوّل ڈاکٹر مارٹن کلارک۔ دوسرے پادری عماد الدین پھر پادری ٹھاکر داس۔ یا حسام الدین بمبئی یا صفدر علی بھنڈارہ یا طامس ہاول یا فتح مسیح بشرط منظوری دیگران ۰

ہے۔ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں۔ کہ جھوٹوں پر یسُوع نے بھی بددعائیں کی ہیں ۔ چنانچہ یسوع متی باب ۲۳ میں یہود کے علماء کو مخاطب کر کے کہتا ہے ۔ " اے سانپو اور سانپ کے بچو تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بھاگو گے ۔ ۳۶ ۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں ۔ کہ یہ سب کچھ اس زمانہ کے لوگوں پر آوے گا یعنی عذاب اور باب ۲۳ آیت ۱۳ میں یسُوع بار بار جھوٹوں مکاروں کی تباہی چاہتا ہے اور ویل کا لفظ استعمال کرتا ہے جو ہمیشہ بددعا کے لئے آتا ہے۔ غرض ایسا جھوٹا جو جھوٹ کو کسی طرح چھوڑنا نہ چاہے ۔ اس کا وجود تمام فتنوں سے زیادہ فتنہ ہے اور فتنہ کو ہریک طرح سے فرو کرنا راستبازوں کا فرض ہے ۔ پس جس حالت میں عیسائی نہایت غلو سے کہتے ہیں کہ دین اسلام انسان کا افترا ہے اور اہل اسلام دلی یقین رکھتے ہیں کہ عیسائی درحقیقت انسان پرست ہیں ۔ تو کیا لازم نہیں ہے کہ جس طرح ہوسکے یہ بات فیصلہ پا جائے ۔

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسٰی پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں ۔ اور مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا ۔ مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی ۔ یوں تو آپ لوگ تمام دنیا کے مذہبوں پر حملہ کر رہے ہیں ۔ مگر کبھی اپنے اس مثلث خدا کی نسبت بھی کبھی غور کی ۔ کبھی یہ خیال آیا ۔ کہ وہ جو تمام عظمتوں کا مالک ہے اس پر انسان کی طرح کیونکر دُکھ کی مار پڑ گئی ۔ کبھی یہ بھی سوچا کہ خالق نے اپنی ہی مخلوق سے کیونکر مار کھالی کیا یہ سمجھ آسکتا ہے کہ بندے ناچیز اپنے خدا کو کوڑے ماریں اس کے مُنہ پر تھُوکیں اس کو پکڑیں ۔ اس کو سُولی دیں اور وہ مقابلہ سے عاجز رہ جائے ۔ بلکہ خدا کہلا کر پھر اس پر موت بھی آجائے ۔ کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ تین مجسم خدا ہوں ایک وہ مجسم جس کی شکل پر آدم ہوا ۔ دوسرا یسُوع ۔ تیسرا کبوتر* اور تینوں میں سے ایک بچہ والا اور دو لاولد ۔ کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ خدا شیطان کے

* نوٹ ۔ عیسائی صاحبان کبوتروں کو شوق سے کھاتے ہیں ۔ حالانکہ کبوتر اُن کا دیوتا ہے ۔ اُن سے ہندو اچھے رہے کہ اپنے دیوتا بیل کو نہیں کھاتے ۔

پیچھے پیچھے چلے اور شیطان اس سے سجدہ چاہے اور اس کو دنیا کی طمع دے۔ کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ وہ شخص جس کی ہڈیوں میں خدا گھسا ہوا تھا۔ ساری رات رو رو کر دعا کرتا رہا اور پھر بھی استجابت دعا سے محروم اور بے نصیب ہی رہا۔ کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ خدائی کے ثبوت کے لئے یہود کی کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہود اس عقیدہ پر ہزار لعنت بھیجتے ہیں اور سخت انکاری ہیں اور کوئی اُن میں ایسا فرقہ نہیں جو تثلیث کا قائل ہوا اگر یہود کو موسیٰ سے آخری نبیوں تک یہی تعلیم دی جاتی تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ لاکھوں آدمی جو بہت سے فرقوں میں منقسم تھے اس تعلیم کو سب کے سب بھول جاتے۔ کیا یہ بات سوچنے کے لائق نہیں کہ عیسائیوں میں قدیم سے ایک فرقہ موحد بھی ہے جو قرآن شریف کے وقت میں بھی موجود تھا۔ اور وہ فرقہ بڑے زور سے اس بات کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ تثلیث کا گندہ مسئلہ صرف تیسری صدی کے بعد نکلا ہے اور اب بھی اُس فرقہ کے لاکھوں انسان یورپ اور امریکہ میں موجود ہیں۔ اور ہزار ہا کتابیں ان کی شائع ہو رہی ہیں۔ پس جبکہ اس قدر ملزم ہو کر پھر بھی پادری صاحبان اپنی بدزبانیوں سے باز نہیں آتے۔ تو کیا اس وقت خدا کے فیصلہ کی حاجت نہیں؟ ضرور حاجت ہے۔ تا جو جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے۔ جو گروہ جھوٹا ہوگا۔ اب بلاشبہ بھاگ جائے گا۔ اور جھوٹے بہانوں سے کام لے گا ؛

سوا اے پادری صاحبان دیکھو کہ میں اس کام کے لئے کھڑا ہوں۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلہ سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جائے تو آؤ۔ تا ہم ایک میدان میں دعاؤں کے ساتھ جنگ کریں تا جھوٹے کی پردہ دری ہو۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور بے شک وہ قادر موجود ہے اور وہ ہمیشہ صادقوں کی حمایت کرتا ہے۔ سو ہم دونوں میں سے جو صادق ہوگا خدا ضرور اس کی حمایت کرے گا۔ یہ بات یاد رکھو کہ جو شخص خدا کی نظر میں ذلیل ہے وہ اس جنگ کے بعد ذلت دیکھے گا۔ اور جو اس کی نظر میں عزیز ہے وہ عزت پائے گا

آتھم کے مقدمہ میں دیکھ چکے ہو کہ باوجود اُس کے بہت سے منصوبوں کے پھر آخر حق ظاہر ہوگیا۔ کیا تمہارے دل قبول نہیں کر گئے۔ کہ آتھم کا قسم سے انکار کرنا اور نالش سے انکار کرنا اور حملوں کا ثبوت دینے سے انکار کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ اس نے ضرور الہامی شرط کے موافق حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ باوجود اس کے کہ ملامتی اشتہاروں کی بہت ہی اُس کو مار پڑی مگر وہ الزام سے اپنے تئیں بری نہ کر سکا جو اس کے اقرار خوف اور بے ثبوت ہونے عذر حملوں سے اس پر وارد ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس موت نے اُس کو آپکڑا جس سے وہ ڈرتا رہا۔ اور ضرور تھا کہ وہ انکار کے بعد جلد مرتا۔ کیونکہ خدا تعالٰے کی پاک پیش گوئیوں کے رُو سے بھی سزا اس کے لئے ٹھہر چکی تھی۔ سو اُس خدا سے خوف کرو۔ جس نے آتھم کو بڑی سرگردانیوں کے گرداب میں ڈال کر آخر اپنے وعید کے موافق ہلاک کر دیا۔ خدا کی کُھلی کُھلی پیشگوئیوں سے منہ پھیرنا یہ بدطینتوں کا کام ہے۔ نہ نیک لوگوں کا۔ اور جھوٹ کے مُردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا۔ یہ کتّوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔ میاں حسام الدین عیسائی لکھتے ہیں کہ آتھم چار دن تک بیہوش رہا۔ مگر وہ اس کا سر نہیں بیان کر سکے کہ کیوں چار دن تک بیہوش رہا۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ یہ چار دن کی سخت جان کندن کے اُن چار افتراؤں کی اسی دُنیا میں اس کو سزا دی گئی۔ جو اُس نے زہر خورانی کے اقدام کا افترا کیا۔ سانپ چھوڑنے کا افترا کیا۔ لدھیانہ اور فیروزپور کے حملہ کا افترا کیا اور عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے اصل وجہ خوف کو چھپایا۔ سو عیسائیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی شرم کی جگہ نہیں کہ آتھم ان کے مذہب کے جھوٹا ہونے پر گواہی دے گیا۔ اب اگر آتھم کی گواہی پر اعتبار نہیں تو اُس نئے طریق سے دوبارہ حجت اللہ کو پورا کرا لینا چاہیئے۔ اور اس نئے طریق میں کوئی شرط بھی نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دُعا کرنے کے بعد جس کے ساتھ فریقین کی طرف سے آمین بھی ہوگی۔ میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالٰے کی فوق العادت عذاب سے بچ گیا۔ تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں تاوان مذکورہ بالا ادا کرونگا۔

اور میں حضرات پادری صاحبان کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دُعا اُن کے

مذہب اور اعتقاد سے ہرگز منافی نہیں اور حضرت یسوع صاحب نے باب ۲۳ آیت ۱۳ متی میں خود اس طریق کو استعمال کیا ہے اور ویل کے لفظ سے فقیہوں اور فریسیوں پر بددعا کی ہے اب اگر عیسائی صاحبان کوئی اور لفظ استعمال کرنے سے تامل کریں تو ویل کے لفظ کو ہی استعمال کرنا تو خود اُن پر واجب ہے کیونکہ اُن کے مُرشد اور ہادی نے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ ویل کے معنی سختی اور لعنت اور ہلاکت کے ہیں۔ سو ہم دونوں اس طرح پر دعا کریں گے کہ اے خدائے قادر اس وقت ہم بالمقابل دو فریق کھڑے ہیں ایک فریق یسوع بن مریم کو خدا کہتا اور نبی اسلام کو سچا نبی نہیں جانتا اور دوسرا فریق عیسٰے ابن مریم کو رسول مانتا اور محض بندہ اس کو یقین رکھتا اور پیغمبر اسلام کو درحقیقت سچا اور یہود اور نصاریٰ میں فیصلہ کرنے والا جانتا ہے۔ سو اِن دونوں فریق میں سے جو فریق تیری نظر میں جھوٹا ہے اُس کو ایک سال کے اندر ہلاک کر اور اپنا ویل اس پر نازل کر۔ اور چاہیئے کہ ایک فریق جب دعا کرے تو دوسرا آمین کہے اور جب وہ فریق دعا کرے تو یہ فریق آمین کہے ۔

اور میری دلی مراد ہے کہ اس مقابلہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو منتخب کیا جائے کیونکہ وہ موٹا اور جوان عمر اور اوّل درجہ کا تندرست اور پھر ڈاکٹر ہے۔ اپنی عمر درازی کا تمام بندوبست کریگا یقیناً ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب ضرور ہماری اس درخواست کو قبول کرلیں گے کیونکہ انہیں یسوع ابن مریم کے خدا بنانے کا بہت شوق ہے۔ اور سخت نامردی ہوگی کہ اب وہ اس وقت بھاگ جائیں اور اگر وہ بھاگ جائیں تو پادری عمادالدین صاحب اس مقابلہ کے لائق ہیں جنہوں نے ابن مریم کو خدا بنانے کے لئے ہر ایک انسانی چالاکی کو استعمال کیا اور آفتاب پر تھوکا ہے۔ اور اگر وہ بھی اس خوف سے بھاگ گئے کہ خدا کا ویل ضرور انہیں کھا جائے گا تو حسام الدین یا صفدر علی یا ٹھاکر داس یا طامس ہاول اور بالآخر فتح مسیح اس میدان میں آوے۔ **یا کوئی اور پادری صاحب** نکلیں اور اگر اس رسالہ کے شائع ہونے کے بعد دو ماہ تک کوئی بھی نہ نکلا اور صرف شیطانی عذر بہانہ سے کام لیا تو پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادریوں کے جھوٹے ہونے پر مُہر لگ جائیگی اور پھر خدا اپنے طور سے جھوٹ کی بیخکنی کریگا یاد رکھو کہ ضرور کریگا۔ کیونکہ وقت آگیا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ **میرزا غلام احمد**

از قادیان ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (رسالہ دعوتِ قوم) نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار مباہلہ

بغرض دعوت ان مسلمان مولویوں کے جو اس عاجز کو کافر اور کذاب اور مفتری اور دجّال اور جہنمی قرار دیتے ہیں

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ [1]

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنیوالوں سے بہتر ہے

چونکہ علماء پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر و تکذیب حد سے زیادہ گزر گیا ہے اور نہ فقط علماء بلکہ فقراء اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کے کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اور ایسا ہی ان مولویوں کے اغواء سے ہزار ہا ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ وہ ہمیں نصاریٰ اور یہود اور ہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس تمام فتنہ تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے۔ مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر مسلمانوں میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا۔ بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتویٰ کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس پر ایمان لے آئے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادتمند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعویٰ نبوت کرتے ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سیّد المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے یا ملائک سے انکاری یا حشر و نشر وغیرہ اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں۔ یا صوم و صلوٰۃ وغیرہ ارکان اسلام کو نظر استخفاف سے دیکھتے یا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ گواہ ہے کہ ہم ان سب باتوں کے قائل ہیں۔ اور ان عقائد اور ان اعمال کے منکر کو ملعون اور خسر الدنیا والآخرہ یقین رکھتے ہیں۔

اگر ہمیں ہمارے دعویٰ کے موافق قبول کرنے کے لئے یہی مایہ النزاع ہے تو ہم بلند آواز سے بار بار سُناتے ہیں کہ ہمارے یہی عقائد ہیں۔ جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے جس کے

[1] الاعراف : ۹۰

لئے یہ اشتہار مباہلہ لکھا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرما کر اس صدی چہار دہم کا مجدد قرار دیا ہے اور ہر یک مجدّد کا بلحاظ حالت موجودہ زمانہ کے ایک خاص کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ سو اس سنّت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت کے توڑنے کے لئے مامور ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو کچھ عیسائی پادریوں نے کفارہ اور تثلیث کے باطل مسائل کو دنیا میں پھیلایا ہے اور خدائے واحد لاشریک کی کسرِ شان کی ہے۔ یہ تمام فتنہ سچے دلائل اور روشن براہین اور پاک نشانوں کے ذریعہ سے فرو کیا جائے۔ اس بات کی کس کو خبر نہیں کہ دنیا میں اس زمانہ میں ایک ہی فتنہ ہے جو کمال کو پہنچ گیا ہے اور الٰہی تعلیم کا سخت مخالف ہے یعنی کفارہ اور تثلیث کی تعلیم جس کو صلیبی فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کفّارہ اور تثلیث کے تمام اغراض صلیب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے دیکھا کہ یہ فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اور یہ زمانہ اس فتنہ کے تموّج اور طوفان کا زمانہ ہے۔ پس خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چاہا کہ اس صلیبی فتنہ کو پارہ پارہ کرے۔ اور اس نے ابتدا سے اپنے نبی مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خبر دی تھی کہ جس شخص کی ہمت اور دُعا اور قوتِ بیان اور تاثیرِ کلام اور انفاسِ کافر کُش سے یہ فتنہ فرو ہوگا۔ اسی کا نام اس وقت عیسٰے اور مسیح موعود ہوگا ٭

اگرچہ وہ پیشگوئیاں بہت سے نازک اور لطیف استعارات سے بھری پڑی ہیں۔ مگر اُن میں جو نہایت واضح اور کھُلا کھُلا اور موٹا نشان مسیح موعود کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ وہ **کسرِ صلیب ہے** یعنی صلیب کو توڑنا۔ یہ لفظ ہر عقلمند کے لئے بڑی غور کے لائق ہے اور یہ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ مسیح موعود عیسائیت کے موجزن فتنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا نہ کسی اور زمانہ میں۔ کیونکہ صلیب پر سارا مدار نجات کا رکھنا کسی اور دجّال کا کام نہیں ہے۔ یہی گروہ ہے جو صلیبی کفّارہ پر زور دے رہا ہے اور اس کو فروغ دینے کے لئے ہر ایک دجل کو کام میں لا رہا ہے ٭

دجال بہت گزرے ہیں۔ اور شاید آگے بھی ہوں۔ مگر وہ دجّال اکبر جن کا دجل خدا کے نزدیک ایسا مکروہ ہے۔ کہ قریب ہے جو اس سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ یہی گروہ مُشتِ خاک کو خدا بنانے والا ہے۔ خدا نے یہودیوں اور مُشرکوں اور دوسری قوموں کے

طرح طرح کے دجل قرآن شریف میں بیان فرمائے مگر یہ عظمت کسی کے دجل کو نہیں دی کہ اس دجل سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتے ہیں پس جس گروہ کو خدا نے اپنے پاک کلام میں دجّال اکبر ٹھہرایا ہے ہمیں نہیں چاہیئے کہ اس کے سوا کسی اور کا نام دجّال اکبر رکھیں۔ نہایت ظلم ہوگا کہ اس کو چھوڑ کر کوئی اور دجّال اکبر تلاش کیا جائے ✦

یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی اور بھی دجّال ہے جو ان سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنی پاک کلام میں سب سے بڑا یہی دجّال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کی کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجّال ٹھہرایا جائے۔ اگر کسی ایسے دجّال کا کسی وقت وجود ہو سکتا تو خدا تعالےٰ جس کا علم ماضی اور حال اور مستقبل پر محیط ہے۔ اسی کا نام دجّال اکبر رکھتا نہ ان کا نام۔ پھر یہ نشان دجّال اکبر کا جو حدیث بخاری کے صریح اس اشارہ سے نکلتا ہے کہ یَکسِرُ الصَّلِیب صاف بتلا رہا ہے کہ اس دجّال اکبر کی شان میں سے یہ ہوگا کہ وہ مسیح کو خدا ٹھہرائے گا اور مدار نجات صلیب پر رکھے گا ✦

یہ بات عارفوں کے لئے نہایت خوشی کا موجب ہے کہ اس جگہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا تظاہر ہو گیا ہے جس سے تمام حقیقت اس متنازعہ فیہ مسئلہ کی کھل گئی۔ کیونکہ قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجّال اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور اُن کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اس کے ہاتھ پر کسر صلیب ہوگا۔ اور وہ دجّال اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسر صلیب اور قتل دجّال اکبر ہے اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنیا کا ہو جائے وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجّال اکبر نہیں ہے اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے وہ قرآن کا مکذب ہے ✦

اور نیز جبکہ لغت کی رُو سے بھی دجّال ایک گروہ کا نام ہے جو اپنے دجل سے زمین کو پلید کرتا ہے۔ اور حدیث کی رُو سے نشان دجّال اکبر کا حمایت صلیب ٹھہرا تو باوجود اس کھلی کھلی تحقیق

کے وہ شخص نہایت درجہ کور باطن ہے کہ جو اب بھی حال کے پادریوں کو دجّال اکبر نہیں سمجھتا ٭

ایک اور بات ہے جس سے ہمارے نادان مولوی اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس بات کے خود قائل ہیں کہ دجّال معہود کا بجز حرمین کے تمام زمین پر تسلّط ہو جائے گا۔ سو اگر دجّال سے مراد کوئی اور رکھا جائے تو یہ حدیث قرآن کی صریح پیشگوئی سے مخالف ہو جائے گی۔ کیونکہ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ قیامت تک زمین پر غلبہ اور تسلّط دو قوموں میں سے ایک قوم کا ہوتا رہے گا۔ یا اہلِ اسلام کا یا نصاریٰ کا۔ پس قرآن کے رُو سے ایسے دجّال کو جو اپنی خدائی کا دعویٰ لے کر آئے گا۔ زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہیں اور قرآن اُس کے وجود کو روکتا ہے ہاں استعارہ کے طور پر نصاریٰ کا دعویٰ خدائی ثابت ہے کیونکہ چاہتے ہیں کہ کلوں کے زور سے تمام زمین و آسمان کو اپنے قابو میں کر لیں یہانتک کہ مینہ برسانے کی قدرت بھی حاصل ہو جائے۔ پس اس طرح پر وہ خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں ٭

غرض یہ وہ امُور ہیں جن کو حال کے مولوی نہیں سمجھتے اور اہلِ اسلام میں انہوں نے بڑا بھاری فتنہ اور تفرقہ ڈال رکھا ہے اور نہایت بیہودہ اور رکیک تاویلات سے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے مُنہ پھیر رہے ہیں۔ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اہلحدیث ہیں مگر اب تو انہوں نے قرآن کو بھی چھوڑا۔ اور حدیث کو بھی۔ سو جبکہ میں نے دیکھا کہ قرآن شریف اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن کے دلوں میں عظمت نہیں اور جلیل الشان اکابر ائمہ کی شہادت بھی جیسا کہ امام بخاری اور ابن حزم اور امام مالک کی شہادت جو حضرت عیسیٰؑ کے فوت ہو جانے کی نسبت بار بار لکھی گئی ہے۔ اُن کے نزدیک کچھ چیز نہیں سو مجھ کو اس پہلو سے بکلّی نومیدی ہوئی کہ وہ منقولی بحث و مباحثہ کے ذریعہ سے ہدایت پاسکیں٭ پس خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ میں دوسرا پہلو اختیار کروں جو اصل بنیاد میرے دعویٰ کی ہے۔ یعنی اپنے سچے ملہم ہونے کا ثبوت کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر وہ لوگ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا ملہم سمجھتے اور میرے الہامات کو میرا ہی افترا یا شیطانی وساوس خیال نکرتے تو اس قدر سب اور شتم اور ہنسی اور ٹھٹھا اور تکفیر اور بدتہذیب کے ساتھ پیش نہ آتے بلکہ اپنے بہت سے ظنوں

٭حاشیہ منقولی بحث مباحثہ کی کتابیں جو میری طرف سے چھپی ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے جو درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ آنا اُن کا بطور بروز مراد ہے نہ بطور حقیقت وہ یہ ہیں۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام ازالہ اوہام۔ اتمام الحجۃ۔ تحفہ بغداد۔ حمامۃ البشریٰ۔ نُور الحق دو حصے۔ کرامات الصادقین۔ سرّ الخلافہ۔ آئینہ کمالات اسلام

فاسدہ کا حسن ظن کے غلبہ سے آپ فیصلہ کر لیتے کیونکہ کسی کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے یقین کے لئے وہ مشکلات ہرگز پیش نہیں آتیں کہ جو اس حالت میں پیش آتی ہیں کہ انسان کے دل پر اس کے کاذب ہونے کا خیال غالب ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری سچائی کے سمجھنے کے لئے بہت سے قرائن واضح ان کو عطا کئے تھے۔ میرا دعویٰ صدی کے سر پر تھا۔ میرے دعوے کے وقت میں خسوف کسوف ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ میرے دعویٰ الہام پر پورے بیس برس گزر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔ میری پیشگوئی کے مطابق خدا نے آتھم کو کچھ مہلت بھی دی اور پھر مار بھی دیا۔ مجھ کو خدا نے بہت سے معارف اور حقائق بخشے اور اس قدر میری کلام کو معرفت کے پاک اسرار سے بھر دیا کہ جبتک انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے پورا تائید یافتہ نہ ہو۔ اس کو یہ نعمت نہیں دی جاتی۔ لیکن مخالف مولویوں نے ان باتوں میں سے کسی بات پر غور نہیں کی۔

سو اب چونکہ تکذیب اور تکفیر اُن کی انتہا تک پہنچ گئی اس لئے وقت آگیا کہ خدائے قادر اور علیم اور خبیر کے ہاتھ سے جھوٹے اور سچے میں فرق کیا جائے۔ ہمارے مخالف مولوی اس بات کو جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں ایسے شخص سے کس قدر بیزاری ظاہر کی ہے جو خدا تعالےٰ پر افترا باندھے یہاں تک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر وہ بعض قول میرے پر افترا کرتا تو میں فی الفور پکڑ لیتا اور رگِ جان کاٹ دیتا۔ غرض خدا تعالیٰ پر افتراء کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں الہام مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوا ہے حالانکہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ ایک ایسا سخت گناہ ہے کہ اس کی سزا میں صرف جہنم کی ہی وعید نہیں بلکہ قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے اور خدائے قادر و غیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے۔ اگر ان مولویوں کا دل تقویٰ کے رنگ سے کچھ بھی رنگین ہوتا اور خدا تعالیٰ کی عادتوں اور سنتوں سے ایک ذرہ بھی واقف ہوتے۔ تو ان کو معلوم ہوتا کہ ایک مفتری کا اس قدر دراز عرصہ تک افترا میں مشغول رہنا بلکہ روز بروز اس میں ترقی کرنا اور خدا تعالیٰ کا اس کے افترا پر اس کو نہ پکڑنا بلکہ لوگوں میں اس کو عزت دینا دلوں میں اس کی قبولیت ڈالنا اور اس کی زبان کو چشمہ حقائق و معارف بنانا ایک ایسا امر ہے کہ جب سے خدا تعالےٰ نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے اس کی نظیر ہرگز نہیں پائی جاتی۔ افسوس کہ کیوں یہ منافق مولوی خدا تعالیٰ کے احکام

اور مواعید کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ کیا اُن کے پاس حدیث یا قرآن شریف سے کوئی نظیر موجود ہے کہ ایسے خبیث طبع مفتری کو خدا تعالیٰ نہ پکڑے جو اس پر افترا پر افترا باندھے اور جھوٹے الہام بنا کر اپنے تئیں خدا کا نہایت ہی پیارا ظاہر کرے اور محض اپنے دل سے شیطانی باتیں تراش کر اس کو عمداً خدا کی وحی قرار دیوے اور کہے کہ خدا کا حکم ہے کہ لوگ میری پیروی کریں اور کہے۔ کہ خدا مجھے اپنے الہام میں فرماتا ہے کہ تو اس زمانہ میں تمام مومنوں کا سردار ہے حالانکہ اس کو کبھی الہام نہ ہوا ہو اور نہ کبھی خدا نے اس کو مومنوں کا سردار ٹھہرایا ہو اور کہے کہ مجھے خدا مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو ہی مسیح موعود ہے جس کو میں کسرِ صلیب کیلئے بھیجتا ہوں۔ حالانکہ خدا نے کوئی ایسا حکم اس کو نہیں دیا۔ اور نہ اس کا نام عیسیٰ رکھا اور کہے کہ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ مجھ سے تو ایسا ہے جیسا کہ میری توحید۔ تیرا مقام قرب مجھ سے وہ ہے جس سے لوگ بیخبر ہیں۔ حالانکہ خدا اس کو مفتری جانتا ہے۔ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور مردودوں اور مخذولوں کے ساتھ اس کا حصہ قرار دیتا ہے۔ پھر کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب اور بیباک مفتری کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک کہ اس افترا پر بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر جائے۔

کون اس کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے مُلہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے۔ اس قدر عرصہ تک بس جھوٹے کو چھوڑ دے جس کی نظیر دُنیا کے صفحہ میں مل ہی نہیں سکتی۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا[1]۔ یعنی اس سے زیادہ تر ظالم اور کون ہے جو خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ بیشک مفتری خدا تعالیٰ کی لعنت کے نیچے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والا جلد مارا جاتا ہے۔

سو ایک تقویٰ شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا۔ بلکہ میرے ظاہر اور باطن اور میرے جسم اور میری رُوح پر وہ احسان کئے جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعوےٰ کیا۔ اور اب میں بوڑھا ہو گیا۔ اور ابتداء دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر گیا۔ بہت سے میرے دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے فوت ہو گئے اور مجھے اس نے عمر دراز بخشی اور ہر یک مشکل میں میرا متکفل اور متولی رہا۔ پس کیا اُن لوگوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے

[1] الانعام: ۲۲

ہیں۔ اب بھی اگر مولوی صاحبان مجھے مفتری سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ایک اور فیصلہ ہے۔ اور وہ یہ کہ میں ان الہامات کو ہاتھ میں لے کر جن کو میں شائع کر چکا ہوں۔ مولوی صاحبان سے مباہلہ کروں ؎ اس طرح پر کہ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر بیان کروں کہ میں درحقیقت اس کے شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور درحقیقت اُس نے مجھے چہاردہم صدی کے سر پر بھیجا ہے کہ تا میں اس فتنہ کو فرو کروں کہ جو اسلام کے مخالف سب سے زیادہ فتنہ ہے اور اسی نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ اور کسر صلیب کے لئے مجھے مامور کیا ہے لیکن نہ کسی جسمانی حربہ سے بلکہ آسمانی حربہ سے اور یہ سب اس کا کلام ہے اور وہ خاص الہامات اس کے جو اس وقت مَیں مخالف مولویوں کو سناؤں گا ان میں سے بطور نمونہ چند الہامات اس جگہ لکھتا ہوں ان میں سے بعض الہامات بیس برس کے عرصہ سے ہیں جو مختلف ترتیبوں اور کمی بیشی کے ساتھ بار بار القا ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں :-

یَا عِیْسٰی الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَّا

اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تو میری جناب میں وہ مرتبہ رکھتا ہے جس کا

یَعْلَمُھَا الْخَلْق ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ

لوگوں کو علم نہیں تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاس ۔ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ

سو وقت آگیا کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جائے اور مدد دیا جائے۔ وہ خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور

بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۔ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ

دین حق کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ خدا کی پیشگوئیوں کو کوئی بدل نہیں

اللّٰہ ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْن ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ

سکتا۔ کہہ میں مامور ہوں اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔ وہ رحمٰن ہے جس نے قرآن سکھلایا تا کہ تو

قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاءُ ھُمْ وَ لِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْن ۔ اِنَّا کَفَیْنَاکَ

اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ ہم تیرے لئے ٹھٹھا کرنے

الْمُسْتَھْزِئِیْنَ ۔ قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْن

والوں کے لئے کافی ہیں۔ کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاتے ہو

قُل عِندی شہادۃ مِّن اللہ فہل انتم مُسلِمُون ۔ اِنّ مَعِیَ رَبِّی
کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرتے ہو میرے ساتھ میرا خدا ہے وہ عنقریب
سَیَھدِین ۔ قُل اِن کُنتم تحِبّونَ اللہَ فاتّبِعُونی یُحبِبکم اللہ ۔ ھَل
مجھے کامیابی کی راہ دکھائیگا ۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے ہو تا خدا بھی تم سے محبت کرے ۔
اُنَبِّئکُم علیٰ مَن تنزّل الشیاطین تنزل علیٰ کل اَفّاکٍ اثیم ۔ یُرِیدُونَ
کیا میں بتلاؤں کہ کن پر شیطان اُترا کرتے ہیں ۔ ہر ایک جھوٹے مفتری پر اُترتے ہیں ۔ ارادہ کرتے ہیں
اَن یُطفِئُوا نورَ اللہِ بِاَفواھِھِم وَاللہ مُتِمّ نُورِہٖ ولو کرِہَ الکافِرُونَ
کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو کامل کریگا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں
سَنلقی فی قلوبھم الرُّعبَ ۔ اِذا جاءَ نَصرُ اللہِ وَالفتح وانتھی امر الزّمانِ
عنقریب ہم ان کے دلوں پر رُعب ڈال دینگے جب خدا کی مدد اور فتح آئیگی اور زمانہ کا امر ہماری طرف رجوع کریگا کیا
الینا الیس ھٰذا بالحق ۔ اِنّی معک ۔ کُن مَعِیَ اَینما کُنتَ ۔ کُن مَعَ
جائیگا کہ کیا یہ سچ نہ تھا میں تیرے ساتھ ہوں میرے ساتھ ہو جہاں تو ہووے خدا کے ساتھ ہو
اللہ حیث ما کنتَ ۔ کنتم خیرَ امّۃٍ اُخرِجَت لِلنّاس ۔ اِنّکَ بِاَعیُنِنا
جہاں تو ہووے تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے نفع کے لئے نکالے گئے تو ہماری آنکھوں کے
یرفعُ اللہ ذِکرک ۔ وَیتمّ نعمتہ علیک فی الدنیا والاٰخرۃ ۔ یا احمد یتم
سامنے ہے خدا تیرے ذکر کو بلند کریگا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا ۔ اے احمد تیرا نام پورا
اِسمک ولا یتم اِسمی ۔ اِنّی رافعُکَ اِلَیّ ۔ اَلقیتُ علیکَ محبّۃً مِّنّی
ہوجائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو میں تجھے اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں ۔ میں نے اپنی محبت کو تجھ پر ڈال دیا ۔
شَانُکَ عجِیبٌ وَ اَجرُکَ قریبٌ ۔ الارض والسّماءُ مَعَکَ کما ھُو معِیْ*
تیری شان عجیب ہے ۔ تیرا اجر قریب ہے ۔ زمین و آسمان تیرے ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے
اَنتَ وَجِیہٌ فی حَضرَتی ۔ اِختَرتُکَ لِنفسِی ۔ اَنتَ وَجِیہٌ فی الدّنیا
تو میری جناب میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ۔ تو دنیا اور میری جناب میں وجیہ ہے
*حاشیہ ۔ ھُوَ کا ضمیر واحد باعتبار واحد فی الذہن یعنی مخلوق ہے اور ایسا محاورہ قرآن شریف میں بہت ہے ۔ منہ

وَحَضْرَتِیْ سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی۔ زَادَ مَجْدَکَ۔ یَنْقَطِعُ آبَاءُکَ

پاک ہے وہ خدا جو بہت برکتوں والا اور بہت بلند ہے تیری بزرگی کو اس نے زیادہ کیا۔ اب تیرے باپ دادے

وَیُبْدَءُ مِنْکَ۔ نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ وَاُحْیِیْتَ بِالصِّدْقِ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ

کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور خدا تجھ سے شروع کریگا۔ تو رعب کے ساتھ مدد دیا گیا۔ اور صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا اے صدّیق

نُصِرْتَ۔ وَقَالُوْا لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ۔ آثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَلَوْ کُنَّا

تو مدد دیا گیا۔ اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ خدا نے تجھے ہم پر اختیار کر لیا اگرچہ ہم کراہت کرتے

کَارِھِیْنَ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ

تھے اے ہمارے خدا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے آج تم پر اے رجوع کرنیوالو کچھ سرزنش نہیں

یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ وَمَا کَانَ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ

خدا تمہیں بخش دیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے اور خدا ایسا نہیں کہ تجھے یونہی چھوڑ دے جبتک

الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ

پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھلاوے اور خدا اپنے امر پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے

لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ ھٰذَا الَّذِیْ

جب خدا کی مدد اور فتح آئی اور اس کا کلمہ پورا ہوا کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جس میں

کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ سَوَّیْتُہٗ

تم جلدی کرتے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں تو میں نے آدم کو پیدا کیا میں نے اس کو

وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ وَیُحْیِی الدِّیْنَ۔ وَلَوْ کَانَ

برابر کیا اور اپنی روح اس میں پھونکی شریعت کو قائم کریگا اور دین کو زندہ کریگا اور اگر ایمان

الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا

ثریا سے معلق ہوتا۔ تب بھی اسے پا لیتا پاک ہے جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا

خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

آدم کو پیدا کیا اور اس کو عزت دی خدا کا فرستادہ نبیوں کے حُلّہ میں وہ لوگ جو کافر ہوگئے اور خدا کی

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَدَّ عَلَیْھِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ۔ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ

راہ سے روکنے لگے۔ ایک فارسی الاصل آدمی نے ان کے خیالات کو رد کیا خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے

كتابُ الوَليّ ذو الفقارِ عليّ - يكاد زيتهُ يضِئُ ولو لم تمسَسه نارٌ

اس ولی کی کتاب ایسی ہے جیسے علی کی ذوالفقار- اس کا تیل یونہی چمکنے کو ہے۔ اگرچہ آگ چھو بھی نہ جائے۔

خُذوا التّوحيدَ التّوحيدَ يا ابناءَ الفارِس۔ انا انزلناهُ قريبًا

توحید کو پکڑو توحید پکڑو اے فارس کے بیٹو ہم نے اس کو قادیان کے قریب

مِنَ القادیان وَبالحقّ انزلناه وَبالحقّ نزل وَكانَ أمرُ اللهِ مفعُولًا۔

اُتارا ہے اور حق کے ساتھ اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کیساتھ اُترا ہے اور جو خدا نے ٹھہرا رکھا تھا

أم يقولون نحن جميعٌ مُنتصِر۔ سَيُهزمُ الجَمعُ ويولّون الدُّبُر۔

وہ ہونا ہی تھا۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت انتقام لینے والی ہیں۔ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ دکھلائینگے۔

یا عَبدی لاتخف انّی اسمع واریٰ۔ الم تر انّا ناتی الارضَ ننقصُها

اے میرے بندے مت خوف کر میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو کم کرتے

مِن اطرافها۔ اَلَم تَر اَنّ اللهَ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔ صلّ

چلے آتے ہیں اس کی طرفوں سے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ محمدؐ اور اس کی

علیٰ محمّدٍ وآلِ محمّدٍ سیّدِ ولدِ آدمَ وخاتمِ النّبیین۔ انک علیٰ صراطٍ

آل پر درود بھیج وہ بنی آدم کا سردار اور خاتم الانبیاء ہے۔ تو صراط مستقیم پر ہے

مستقیم۔ فاصدع بما تؤمر وَاعرِض عن الجاھلین۔ وَقالوا لولا

پس جو کچھ حکم ہوتا ہے کھول کر بیان کر اور جاہلوں سے کنارہ کر اور کہتے ہیں کہ دو

نُزّلَ علیٰ رجلٍ من قریتین عظیم۔ وَقالوا انّیٰ لکَ هٰذا ان هٰذا

شہروں میں سے ایک بڑے آدمی کو خدا نے کیوں مامور نہ کیا۔ اور کہتے ہیں کہ تجھے کہاں یہ رتبہ یہ تو

لمکرٌ مکرتموهُ فی المدینة۔ وَاعانهُ علیه قومٌ آخرونَ۔ ینظرونَ

مکر ہے کہ مل جل کر بنایا گیا ہے اور کئی لوگوں نے اس مکر میں اس شخص کی مدد کی ہے تجھے دیکھتے

الیک وھم لایُبصرون۔ اعلموا انّ اللهَ یحیِی الارضَ بعد موتها

ہیں اور تو انہیں نظر نہیں آتا۔ اے لوگو جان لو کہ زمین مر گئی تھی اور خدا پھر اسے نئے سرے زندہ

ومن کان لِلّٰه کان اللهُ لَهٗ۔ اِنّ اللهَ مع الّذین اتّقوا وَالّذینَ

کرتا ہے اور جو خدا کا ہو خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں

هم محسنون۔ قالوا ان ھٰذا الا اختلاق۔ قل ان افتریتہٗ فعلیّ اجرامٌ شدید۔ انک الیوم
اور ان کے ساتھ ہے جو نیکو کار ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ تمام افترا ہے کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو یہ سخت گناہ میری گردن پر ہے
لدینا مکین امین۔ وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین۔ وانک
آج تو ہمارے نزدیک بارتبہ اور امین ہے۔ اور تیرے پر دین اور دنیا میں میری رحمت ہے۔ اور تو
من المنصورین۔ یحمدک اللہ من عرشہ۔ یحمدک اللہ ویمشی
مدد دیا گیا ہے۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے خدا تیری تعریف کرتا ہے۔ اور تیری
الیک۔ الا ان نصر اللہ قریب۔ کمثلک دُرٌّ لا یضاع۔ بشریٰ لک
طرف چلا آتا ہے۔ خبردار خدا کی مدد قریب ہے۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ تجھے
یا احمدی۔ انت مرادی ومعی۔ انی ناصرک۔ انی حافظک
خوشخبری ہو اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا مددگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں
انی جاعلک للناس اماما۔ اکان للناس عجبا۔ قل ھو اللہ
میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا کیا لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہہ وہ خدا عجیب ہے
عجیبٌ یجتبی من یشاء من عبادہ۔ لا یسئل عما یفعل وھم
جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چن لیتا ہے۔ وہ اپنے کاموں میں پوچھا نہیں جاتا
یسئلون۔ وتلک الایام نداولھا بین الناس۔ وقالوا ان ھٰذا
اور دوسرے پوچھے جاتے ہیں۔ اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو
الا اختلاق۔ اذا نصر اللہ المؤمن جعل لہ الحاسدین فی الارض
ضرور افترا ہے۔ خدا جب مومن کو مدد دیتا ہے تو زمین پر اس کے کئی حاسد بنا دیتا ہے
قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ لا تخاط اسرار الاولیاء
کہہ خدا ہے جس نے یہ الہام کیا پھر ان کو چھوڑ دے تا اپنی کج فکریوں میں بازی کریں۔ اولیاء کے اسرار پر
تلطف بالناس وترحم علیھم۔ انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ۔ واصبر
کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور اُن پر رحم کر۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور ان کی
علیٰ ما یقولون۔ وذرنی والمکذبین اولی النعمۃ۔ انت من مائنا
باتوں پر صبر کر اور منعم مکذبوں کی سزا مجھ پر چھوڑ دے تو ہمارے پانی میں سے ہے

وَهُم مِن فشل۔ وَ اِذا قیل لَهم اٰمِنوا کما اٰمن النّاسُ قالوا انؤمِن

اور وہ لوگ فشل سے۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اچھے آدمی ایمان لائے۔ تو جواب میں

کَمَا اٰمَنَ السّفھاءُ الاَ اِنّھم ھُم السّفھاءُ ولٰکِن لّا یعلمون۔ قل

کہتے ہیں کہ کیا اس طرح ایمان لائیں جیسا کہ سفیہ اور بیوقوف ایمان لائے۔ خوب یاد رکھو کہ درحقیقت بیوقوف

اِن کنتم تحِبّونَ اللہ فاتبعُونی یُحببکمُ اللہ۔ قیل ارجعُوا اِلی اللہِ

اور سفیہ یہی لوگ ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ہم کیسی غلطی پر ہیں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو

فلا ترجعون۔ وَقیل استحوذوا فلا تستحوذون۔ الحمدُ للہ الّذی

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ کہا گیا کہ تم رجوع کرو سو تم نے رجوع نہ کیا اور کہا گیا کہ تم اپنے

جَعَلکَ المسیح ابنَ مَریَمَ۔ الفتنۃ ھٰھُنا فاصبر کما صبر اولوا العزم

وساوس پر غالب آجاؤ سو تم غالب نہ آئے سب تعریف خدا کو ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ اس جگہ فتنہ ہے سو

تبّت یدا ابی لَھَبٍ وتبّ ما کان لہٗ اَنْ یدخل فیھا اِلّا خائفاً۔ وَ

اولوا العزم لوگوں کی طرح صبر کر۔ ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہئے تھا کہ وہ اس

مَا اَصَابکَ فَمِنَ اللہ۔ اَلَا اِنّھا فتنۃ من اللہ لیحبّ حُبّاً جمّاً۔

فتنہ میں دخل دیتا یعنی اس کا بانی ہوتا مگر ڈرتے ہوئے۔ اور تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچیگی مگر اسی قدر جو خدا نے مقرر کی۔ یہ فتنہ

حُبّاً مِّن اللہ العَزِیزِ الاکرم۔ عَطَاءً غیرَ مجذوذ۔ وقت الابتلاء

خدا کی طرف سے ہو تا وہ تجھ سے بہت ہی پیار کرے یہ خدا کا پیار کرنا ہے جو غالب اور بزرگ ہے اور یہ پیار وہ عطا ہے جو کبھی

✚حاشیہ۔ یہ جو فرمایا کہ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل سے۔ اس جگہ پانی سے مراد ایمان کا پانی استقامت کا پانی تقویٰ کا پانی وفا کا پانی صدق کا پانی حب اللہ کا پانی ہے جو خدا سے ملتا ہے اور فشل بزدلی کو کہتے ہیں جو شیطان سے آتی ہے۔ اور ہریک بے ایمانی اور بدکاری کی جڑ بزدلی اور نامردی ہے جب قوت استقامت باقی نہیں رہتی تو انسان گناہ کی طرف جھک جاتا ہے۔ غرض فشل شیطان کی طرف سے ہے اور عقائد صالحہ اور اعمال طیبہ کا پانی خدا تعالے کی طرف سے۔ جب بچہ پیٹ میں پڑتا ہے تو اس وقت اگر بچہ سعید ہے اور نیک ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر روح القدس کا سایہ ہوتا ہے اور اگر بچہ شقی ہے اور بد ہونیوالا ہے تو اس نطفہ پر شیطان کا سایہ ہوتا ہے اور شیطان اس میں شراکت رکھتا ہے اور بطور استعارہ وہ شیطان کی ذریت کہلاتی ہے اور جو خدا

ووقت الاصطفاء ۔ ولا یرد وقت العذاب عن القوم المجرمین۔

منقطع نہیں ہوگی۔ ابتلاء کا وقت ہے اور اصطفاء کا وقت ہے اور عذاب کا وقت مجرموں کے سر پر سے کبھی نہیں ٹل

وَلَا تھنوا ولا تحزنوا وَانتم الاعلونَ ان کنتم مؤمنین۔ وعسیٰ اَنْ

سکتا۔ اور اے اس مامور کی جماعت سست مت ہو جانا اور غم میں نہ پڑ جانا اور بالآخر غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر

تحبّوا شیئًا وھو شرٌّ لکم وعسیٰ اَنْ تکرھوا شیئًا وھوَ خیرٌ لکُم واللّٰہ

ثابت رہو گے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک چیز کو تم چاہو اور وہ دراصل تمہارے لئے اچھی نہ ہو اور ایک چیز سے نفرت کرو

یَعلم وَانتم لا تعلمون۔ کنتُ کنزًا مخفیًا فاَحْبَبتُ اَن اُعرفَ۔ انّ

اور وہ دراصل تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا سو میں نے چاہا۔ کہ

السّمٰوات والارض کانتا رتقًا ففتقنٰھُمَا ۔ وإن یتّخِذ ونکَ

شناخت کیا جاؤں۔ زمین و آسمان بندھے ہوئے تھے سو ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ اور تجھے انہوں نے ایک ہنسی کی

اِلّا ھزوًا ۔ اَھٰذا الّذی بعث اللّٰہ ۔ قل انما اَنا بشرٌ مِثلکُم

جگہ بنا رکھا ہے۔ کیا یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ کہہ میں ایک آدمی ہوں تم جیسا مجھے خدا سے

یوحیٰ الیّ انما الٰھُکُمْ الٰہ واحد والخیر کلہ فی القراٰن ۔ وَلقد

الہام ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام بھلائی قرآن میں ہے اور میں اس سے پہلے

لبثت فیکم عمرًا مِّن قبلہ افلا تعقلون ۔ وقالوا ان ھٰذا الّا افتراء

ایک مدت سے تم میں ہی رہتا تھا کیا تمہیں میرے حالات معلوم نہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ باتیں افترا ہیں

حاشیہ در حاشیہ:

کے ہیں وہ خدا کے کہلاتے ہیں جن کو پہلی کتابوں میں بطور استعارہ ابناء اللہ کہا گیا ہے۔ چنانچہ یہ لفظ آدم اور یعقوب وغیرہ بہت سے نبیوں پر استعمال ہوا ہے اور انجیل میں مسیح ابن مریم پر بھی استعمال پایا ہے اور کسی کی اس میں کچھ خصوصیت نہیں صرف بلحاظ مذکورہ بالا استعمال پاتا رہا ہے چنانچہ مسیح ابن مریم کی نسبت احادیث سے جو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے مَس سے وہ اور اس کی ماں پاک ہے تو یہ لفظ اسی اظہار کی غرض سے ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی ناجائز پیدائش نہیں جیسا کہ یہودیوں کا خیال ہے تا نطفہ پر شیطان کا سایہ مانا جائے۔ بلکہ بلاشبہ برخلاف زعم یہودیوں کے وہ حلال زادہ تھا۔ اور مریم بدکار عورت نہیں تھی۔ اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ شیطان کا سایہ جس کو مس اور اشتراک بھی کہتے ہیں جس کے لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ذریت شیطان ہے یا بائبل کے محاورہ کے رُو سے نخاس کا بچہ ہے یعنی سانپ کا

قل انّ ھُدی اللّٰہ ھُو الھدیٰ۔ الا انّ حزبَ اللّٰہِ ھم الغالبون۔

کہہ حقیقی ہدایت جس میں غلطی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے۔ اور خبردار رہو کہ خدا کا گروہ ہی آخر کار غالب ہوتا ہے

انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللّٰہ ما تقدّم من ذنبک وما

ہم نے تجھے کھُلی کھُلی فتح دی ہے تا تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے جائیں

تاخّرَ۔ الیسَ اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ فبرّاہ اللّٰہ مِمّا قالوا وکانَ عند

کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے۔ سو خدا نے ان کے الزاموں سے اس کو بری کیا۔ اور وہ خدا

اللّٰہ وَجیھاً۔ وَاللّٰہ موھن کید الکاذبین۔ ولنجعلہٗ اٰیۃً

کے نزدیک وجیہ ہے اور خدا کافروں کے مکر کو سست کر دے گا اور ہم اس کو لوگوں کے لئے

لِلنّاس ورحمۃً مِّنّا وکان اَمراً مقضیّاً۔ قول الحق الّذی فیہ

نشان بنائینگے اور رحمت کا نمونہ ہوگا اور یہی مقدر تھا یہ وہ سچا قول ہے جس میں لوگ شک

تمترون۔ یا اَحْمَدُ فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک۔ انّا اعطینٰک

کرتے ہیں اے احمد رحمت تیرے لبوں پر جاری ہو رہی ہے ہم نے تجھے بہت سے حقائق

الکوثر۔ فصل لربّک وانحر۔ انّ شانئک ھو الابتر۔* یاتی قمر

اور معارف اور برکات بخشے ہیں اور ذریت نیک عطا کی ہے سو خدا کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تیرا بدگو بے خیر ہے

الانبیاء وَ اَمْرُکَ یَتَاَتّٰی یوم یجیئُ الحقّ ویکشف الصّدق۔

یعنی خدا اسے بےنشان کر دیگا اور وہ نامراد مریگا نبیوں کا چاند آئیگا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائیگا۔ اس دن حق آئیگا اور سچ

*حاشیہ نمبر ۲۔ یہ الہام کہ ان شانئک ھو الابتر۔ اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا کہ جب ایک شخص نو مسلم سعد اللہ نام نے ایک نظم گالیوں سے بھری ہوئی اس عاجز کی طرف بھیجی تھی اور اس میں اس عاجز کی نسبت اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی خبیث طینت فاسد القلب نہ ہو۔ ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا۔

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲: جو شیطان ہے شرارت اس صورت میں کسی نطفہ پر پڑتا ہے جبکہ نطفہ ڈالنے والا یا وہ جس کے رحم میں نطفہ ٹھہرا۔ نہایت بری حالت میں ہوں اور گناہ اور سخت دلی کی تاریکی ان پر ایسی محیط ہو کہ کوئی گوشہ خالی نہ ہو اور فطرتی نور بالکل محجوب ہو اور ایسی صورت میں بچے نہایت خبیث پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کے سایہ کے نیچے ان کا خاکہ بنتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر چوروں اور رنڈیوں کے بچے چور رنڈا ہی نکلتے ہیں اور راستبازوں کے راستباز۔ فتامّل۔ منہ

وَيَخسر الخاسرُونَ ۔ اَقِمِ الصّلوٰة لِذِكرِی ۔ اَنتَ مَعِی وَ اَنَا

کھولا جائیگا اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران ظاہر ہو جائیگا۔ میری یاد میں نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے

مَعَكَ ۔ سِرّكَ سِرّی ۔ وضعنا عنكَ وزركَ الّذی انقض

ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی

ظَهرَكَ ۔ وَرَفَعنَالكَ ذِكرَكَ ۔ يخوّفونكَ من دونه

اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا تجھے خدا کے سوا اَوروں سے ڈراتے ہیں۔

اَئِمّة الكفر۔ لَاتخف اِنّكَ اَنت الاَعلٰی ۔ غرستُ لكَ بيدی

یہ کفر کے پیشوا ہیں مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے

رحمتی وَقُدرتی ۔ لن يجعل الله لِلكافرين علی المؤمنينَ سبيلاً

درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو

ينصركَ الله فی مواطن۔ كتبَ الله لاغلبنّ انا ورُسُلی ۔ لامبدّل

خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دیگا۔ خدا کا یہ قدیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہینگے۔ اس کے کلموں کو

لكلماته ۔ اَللّٰه الّذی جَعَلَكَ المسِيحَ ابْنَ مَريَمَ ۔ قل هٰذا فضل ربّی وَ

کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ کہہ یہ خدا کا فضل ہے۔ اور میں

اِنّی اُجرّدُ نفسی من ضروب الخطاب ۔ يا عيسٰی اِنّی متوفّيكَ ورافعكَ

تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ اے عیسٰی میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف

اِلیّ وجاعِلُ الّذين اتبعوكَ فوق الّذين كفروا اِلٰی يومِ القيامةِ ۔

اٹھاؤں گا اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔

اگرچہ ایسے لفظوں اور ایسی گالیوں میں جو دجال شیطان کذاب کافر اکفر مکار کے نام سے ہیں اور دوسرے مولوی بھی اس کے ساتھ شریک ہیں بلکہ باطل پرست بطالوی جو محمد حسین کہلاتا ہے شریک غالب اور اعدی الاعداء ہے لیکن اس ہندوزادہ کی خباثت فطرتی اس لئے سب سے بڑھ کر ہے کہ باوجود محض جاہل ہونے کے یہ شعر بھی اردو میں کہتا ہے اور شعروں میں گالیاں نکالتا ہے اور نہایت بدگوئی سے افترا بھی کرتا ہے اور بہتان کے طور پر ایسی دشنام دہی کرتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے شاعر بے ایمان گالیاں نکالا کرتے تھے۔ سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ ان شانئك هو الابتر۔ سو اگر اس ہندوزادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔ منہ

نظر اللہ الیک معطراً۔ وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال

خدا نے تیرے پر خوشبودار نظر کی اور لوگوں نے دلوں میں کہا کہ اے خدا کیا تو ایسے مفسد کو اپنا خلیفہ بنائے گا

انی اعلم ما لا تعلمون۔ وقالوا کتاب ممتلیٔ من الکفر و

خدا نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری ہوئی

الکذب۔ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم و

ہے ان کو کہدے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے

انفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ہوں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں

سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفردنا بذالک

ابراہیم یعنی اس عاجز پر سلام ہم نے اس سے دلی دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے

یاداؤد عامل بالناس رفقاً واحساناً۔ تموت وانا راض منک

کیا۔ اے داؤد لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر تو اس حالت میں مریگا۔ کہ میں تجھ سے

واللہ یعصمک من الناس۔ کذبوا بایاتی وکانوا بھا یستھزءُون۔

راضی ہونگا۔ اور خدا تجھ کو لوگوں کے شر سے بچائیگا۔ انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا

فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک ❦ امر من لدنا انا کنا فاعلین۔

سو خدا ان کیلئے تجھے کفایت کریگا۔ اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائیگا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنیوالے ہیں۔

زوجنکھا۔ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔ لا تبدیل

بعد واپسی کے ہم نے نکاح کردیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے

❦ **حاشیہ**۔ شیخ محمد حسین بٹالوی کا یہ اعتراض ہے کہ الہام کا یہ فقرہ کہ یردھا الیک خلاف محاورہ ہے۔ کیونکہ ردّ کا لفظ اس صورت میں آتا ہے کہ ایک چیز اپنے پاس ہو۔ پھر چلی جائے اور پھر واپس آوے۔ لیکن افسوس کہ اس کو باعث کمی واقفیت علم زبان کے معلوم نہیں کہ یہ لفظ ادنے تعلق کے ساتھ بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ اس کی کلام عرب میں ہزارہا مثالیں ہیں جن کے لکھنے کا اس مقام میں موقعہ نہیں چونکہ اس جگہ قرابت قریبہ تھی اور نزدیک کے رشتہ کے تعلقات نے اپنے پاس کے حکم میں اس کو کیا ہوا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ایسا لفظ استعمال کیا جو ان چیزوں کیلئے مستعمل ہوتا ہے جو اپنے پاس سے چلی جائیں اور پھر واپس آویں۔ ہاں اس جگہ یہ نہایت لطیف اشارہ تھا۔ کہ خدا نے یردھا کا لفظ استعمال کیا۔ تا معلوم ہو کہ اول اس کا اپنے پاس سے بے تعلق لوگوں میں چلے جانا ضروری ہے پھر واپس آنا تقدیر میں ہے فقط۔ منہ ❦

لکلمات اللّٰہ ان ربک فعّال لّما یرید۔ انا رادّوھا الیک ۔ یوم

کلمے بدلا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے

تُبدّل الارض غیر الارض ۔ اذا نُفخ فی الصّور فلا انساب بینھم

ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔ اس دن زمین دوسری زمین سے بدلائی جائیگی۔ جب صور میں پھونکا

انما یؤخرھم الیٰ اجل مسمّٰی اجل قریب۔ یاتی قمر الانبیاء وامرک

گیا تو کوئی رشتہ ان میں باقی نہیں رہیگا۔ خدا ان کو ایک مقررہ وقت مہلت دے رہا ہے جو نزدیک وقت ہے

یتأتّی۔ ھٰذا یومٌ عصیب۔ توجہتُ لفصل الخطاب۔ انا رادّوھا

نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام حاصل ہو جائیگا۔ یہ سخت دن ہے۔ آج میں فیصلہ کرنے کیلئے متوجہ ہوا ہم

الیک ۔ اِن استجارتک فاجرھا ۔ ولا تخف سنعیدھا سیرتھا

اس کو تیری طرف واپس لائیں گے اگر تیری طرف پناہ ڈھونڈے۔ تو پناہ دیدے۔ اور مت خوف کر ہم اس کی پہلی خصلت

الاولیٰ ۔ اِنا فتحنا لک فتحاً مبیناً ۔ یا نوح اسرر رؤیاک ۔ وقالوا

پھر اس میں ڈال دینگے۔ ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح دی۔ اے نوح اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ۔ اور کہا لوگوں نے کہ

متیٰ ھٰذا الوعد۔ قل اِن وعد اللّٰہ حق ۔ انت معی وانا معک

یہ وعدہ کب ہوگا۔ کہہ خدا کا وعدہ سچا ہے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ

ولا یعلمون الا المسترشدون۔ لا تیئس من رّوح اللّٰہ ۔ انظر الیٰ

ہوں۔ اور اس حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہی جو رشد رکھتے ہیں۔ خدا کے فضل سے نومید مت ہو۔ یوسف

یوسف واقبالہ ۔ اطلع اللّٰہ علیٰ ھمّہ وغمّہ ۔ ولن تجد لسنت اللّٰہ

کو دیکھ اور اس کے اقبال کو۔ خدا اس کے یعنی آتھم کے غم پر مطلع ہوا۔ اس لئے اس نے عذاب میں تاخیر کی۔ یہ خدا

تبدیلا ۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون اِن کنتم مومنین

کی سنت ہے۔ اور تو خدا کی سنت میں تبدیلی نہیں پائیگا۔ اور تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور تم ہی غالب ہو

وبعزتی وجلالی انک انت الاعلیٰ ۔ ونمزق الاعداء کل ممزق

اگر تم ایمان پر ثابت قدم رہے اور مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ غلبہ تجھ ہی کو ہے۔ اور ہم دشمنوں کو ٹکڑے

ومکر اولٰئک ھو یبور ۔ انا نکشف السّر عن ساقہ ۔ یومئذٍ

ٹکڑے کر دیں گے اور ان کا مکر ہلاک ہو جائیگا۔ اور ہم حقیقت کو اس کی پنڈلی سے کھول دینگے۔ اس دن مومن خوش ہونگے

یفرح المومنون۔ ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین۔ وھذا تذکرۃ
اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے اور یہ تذکرہ ہے پس
فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ ان النصاری حوّلوا الامر۔ سنردّھا
جو چاہے خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلت اور شکست
علی النصاری۔ لینبذن فی الحطمۃ ۔ انا نبشرک بغلام حلیم
کو نصاریٰ پر واپس پھینکدیں گے۔ اور آتھم نابود کرنیوالی آگ میں ڈال دیا جاویگا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی
مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ اسمہ
خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا ۔ نام اس کا عمانوایل ہے
عمانوایل۔ یولد لک الولد۔ ویدنی منک الفضل۔ ان نوری قریب
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے لڑکا دیا جائیگا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے
قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق۔ عجل جسد لہ خوار۔ فلہ نصب و عذاب
کہہ میں شر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ بچھا گوسالہ بے جان ہیولی گویعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں

(فارسی و اردو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کردیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نکیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ تو ہر یک مسلمان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

شخص کی فرمانبرداری کا جوا اپنی گردن پر لیلے ۔ جس کی دشمنی میں خدا کی لعنت اور محبت میں خدا کی محبت ہے لیکن اگر یہ تعریفیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور یہ تمام کلمات جو الہام کے دعویٰ پر پیش کئے گئے ہیں خدائے قادر و قدوس کا الہام نہیں ہیں بلکہ ایک دجّال کذاب نے چالاکی کی راہ سے ان کو آپ بنالیا ہے اور بندگان خدا کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کے الہام ہیں ۔ تو درحقیقت وہ جو نہایت بے باکی سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے خدا تعالیٰ کی گرجنے والی صاعقہ کے نیچے کھڑا ہے ۔ اور اس کے مشتعل غضب کا نشانہ ہے اور کوئی اس کو اس قہار اور غیور کے ہاتھ سے چھڑا نہیں سکتا۔

کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ ایسا کذاب اور دجّال اور مفتری جو برابر بیس برس کے عرصہ سے خدا تعالےٰ پر جھوٹ باندھ رہا ہے اب تک کسی ذلت کی مار سے ہلاک نہوا ۔ اور کیا یہ بات سمجھ نہیں آسکتی ۔ کہ جس سلسلہ کا تمام مدار ایک مفتری کے افتراء پر تھا وہ اتنی مدت تک کسی طرح چل نہیں سکتا تھا۔* توریت اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں ۔ کہ خدا پر افترا کرنے والا جلد تباہ ہوجاتا ہے

* نوٹ اگر کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ دنیا میں صدہا جھوٹے مذہب ہیں جو ہزاروں برسوں سے چلے آتے ہیں ۔ حالانکہ ابتدا ان کی کسی کی افتراء سے ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ افتراء سے مراد ہمارے کلام میں وہ افتراء ہے کہ کوئی شخص عمدًا اپنی طرف سے بعض کلمات تراش کر یا ایک کتاب بنا کر پھر یہ دعویٰ کرے کہ یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اس نے مجھے الہام کیا ہے اور ان باتوں کے بارے میں میرے پر اس کی وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سو ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افترا کبھی کسی زمانہ میں چل نہیں سکا ۔ اور خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے کہ خدا تعالےٰ پر افترا کرنیوالے جلد ہلاک کئے گئے ہیں ۔ اور ہم لکھ چکے ہیں کہ توریت بھی یہی گواہی دیتی ہے اور انجیل بھی اور فرقان مجید بھی ہاں جس قدر دنیا میں جھوٹے مذہب نظر آتے ہیں جیسے ہندوؤں اور پارسیوں کا مذہب ۔ ان کی نسبت یہ خیال نہیں کرنا چاہئیے ۔ کہ وہ کسی جھوٹے پیغمبر کا سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اصل حقیقت ان میں یہ ہے کہ خود لوگ غلطیوں میں پڑتے پڑتے ایسے عقائد کے پابند ہوگئے ہیں ۔ دنیا میں تم کوئی ایسی کتاب دکھا نہیں سکتے جس میں صاف اور بے تناقض لفظوں میں کھلا کھلا یہ دعویٰ ہو کہ یہ خدا کی کتاب ہے حالانکہ اصل میں وہ خدا کی کتاب نہ ہو ۔ بلکہ کسی مفتری کا افترا ہو اور ایک قوم اس کو عزت کے ساتھ مانتی

کوئی نام لینے والا اُس کا باقی نہیں رہتا اور انجیل میں بھی لکھا ہے۔ کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہے تو جلد باطل ہو جائیگا۔ لیکن اگر خدا کا ہے تو ایسا نہ ہو کہ تم مقابلہ کر کے مجرم ٹھہرو۔ اللہ جلشانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان یك كاذبًا فعلیه كذبه وان یك صادقًا یصبكم بعض الذی یعدكم إن الله لا یهدی من هو مسرف كذاب[1] یعنی اگر یہ جھوٹا ہے تو اُس کا جھوٹ اس پر پڑے گا۔ اور اگر یہ سچا ہے تو تم اس کی ان بعض پیشگوئیوں سے بچ نہیں سکتے جو تمہاری نسبت وہ وعدہ کرے خدا ایسے شخص کو فتح اور کامیابی کی راہ نہیں دکھلاتا جو فضول گو اور کذاب ہو۔

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے۔ اور شائد اس وقت تک چار ہزار پانچہزار سے زیادہ نہ ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جبتک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچادے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا۔ اور تعجب انگیز ترقیات دیگا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا۔ اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔

اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں۔ تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیّت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بددعا کروں۔ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا۔ مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا۔ آخر اس کے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا۔ مگر میں نے اس کے حق میں کوئی بددُعا نہیں کی۔ لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دکھ دیا گیا۔ مجھے کافر ٹھہرایا گیا۔ مجھے دجّال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے

بقیہ حاشیہ

چلی آئی ہو۔ ہاں ممکن ہے کہ خدا کی کتاب کے الٹے معنی کئے گئے ہوں جس حالتیں انسانی گورنمنٹ ایسے شخص کو نہایت غیرتمندی کے ساتھ پکڑتی ہے کہ جھوٹے طور پر ملازم سرکاری ہونے کا دعوے کرے تو خدا جو اپنے جلال اور ملکوت کے لئے غیرت رکھتا ہے کیوں جھوٹے مدعی کو نہ پکڑے۔ منہ

[1] المؤمن : ۲۹

کذاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں ان کے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں ان کی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی کہ گویا آپ کو کچھ بھی شک میرے کفر میں نہیں۔ ہر یک نے مجھے گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر یک وقت مجھ کو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیا ایک ذرہ تمام دنیا کا مقابلہ کرے گا۔ کیا ایک دروغگو کی ناپاک روح یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں ؁

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے۔ کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے۔ بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے۔ اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی ؁

سو اب اٹھو اور مباہلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ **اول نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ** پر۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا اور خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینکدے۔ اب میرے بنا دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسری بناء کی تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کر لو ؁

اور یوں ہوگا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لے کر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا۔ اور دعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں نے ان کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے۔ یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر۔ جب تک کہ موت آ جائے۔

تامیری ذلّت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے خدائے علیم وخبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں تیرے ہی الہام ہیں۔ اور تیرے منہ کی باتیں ہیں۔ تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں۔ ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے۔ اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا۔ اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔ اور جب میں یہ دُعا کر چکوں تو دونوں فریق کہیں۔ کہ آمین۔ ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر یک شخص جو مباہلہ کے لئے حاضر ہو جناب الٰہی میں یہ دُعا کرے کہ اے خدائے علیم وخبیر ہم اس شخص کو جس کا نام غلام احمد ہے درحقیقت کذّاب اور مفتری اور کافر جانتے ہیں پس اگر یہ شخص درحقیقت کذّاب اور مفتری اور کافر اور بیدین ہے اور اس کے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے۔ تو اس امّت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اس کو کافر اور کذّاب سمجھتے ہیں۔ دُکھ اور ذلّت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔ اور جب یہ دُعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کذّاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اُس کو اختیار ہوگا کہ اپنے دعائے مباہلہ میں صرف کذّاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جس پر اس کو یقین دلی ہے ۔

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جس میں جاں بری کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں گے۔ اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں گا۔ اور میں ابھی لکھ دیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الٰہی یقین کرنا چاہئیے۔ اور پھر اس کے بعد میں دجّال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ناراض نہیں

اور اس لائق ہوں گا کہ ہمیشہ کے لئے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھوں گا۔ اور میری پیروی کرنے والا یا مجھے اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہوگا۔ پس اس صورت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہوگا۔ جیسا کہ بد ذات کاذبوں کا انجام ہوتا ہے۔

لیکن اگر خدا نے ایک سال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچا لیا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہو گئے اور ہر یک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اور میری بد دُعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اُٹھ جائے گا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بد دُعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہونگا۔ اور اس کی عصمت اور عزت کا دامن پکڑونگا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کر کے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچا دے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک اُن بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ اور اگر میں مرگیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائے گا۔

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم **دس** آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی اور مراد ہے۔ کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔

گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین۔ مجھے افسوس سے یہ بھی لکھنا پڑا کہ آجتک اِن ظالم مولویوں نے اس صاف اور سیدھے فیصلہ کی طرف رُخ ہی نہیں کیا۔ تا اگر میں ان کے خیال میں کاذب تھا تو احکم الحاکمین کے حکم سے اپنی سزا کو پہنچ جاتا۔ ہاں بعض اُن کے اپنی بدگوہری کی

وجہ سے گورنمنٹ انگریزی میں جھوٹی شکائتیں میری نسبت لکھتے رہے اور اپنی عداوت باطنی کو چھپا کر مخبروں کے لباس میں نیش زنی کرتے رہے اور کر رہے ہیں جیسا کہ شیخ بٹالوی عَلَیہِ مَا یستحقہ اگر ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی جناب سے رَدّ شدہ نہ ہوتے تو مجھے دُکھ دینے کے لئے مخلوق کی طرف التجا نہ لے جاتے. یہ نادان نہیں جانتے کہ کوئی بات زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک کہ آسمان پر نہ ہو جائے اور گورنمنٹ انگریزی میں یہ کوشش کرنا کہ گویا میں مخفی طور پر گورنمنٹ کا بدخواہ ہوں یہ نہایت سفلہ پن کی عداوت ہے۔ یہ گورنمنٹ خدا کی گنہ گار ہوگی اگر میرے جیسے خیر خواہ اور سچے وفادار کو بدخواہ اور باغی تصور کرے۔ میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتدا سے آجتک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں نے ہزارہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیئے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے اور میں نے ایسی کتابوں کو نہ صرف برٹش انڈیا میں پھیلایا ہے بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض للّٰہی نیت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کرے یا مجھے انعام دے کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔

تعجب ہے کہ یہ گورنمنٹ میری کتابوں کو کیوں نہیں دیکھتی اور کیوں ایسی ظالمانہ تحریروں سے ایسے مفسدوں کو منع نہیں کرتی۔ ان ظالم مولویوں کو میں کس سے مثال دُوں۔ یہ ان یہودیوں سے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو ناحق دُکھ دینا شروع کیا اور جب کچھ پیش نہ گئی تو گورنمنٹ روم میں مخبری کی۔ کہ یہ شخص باغی ہے۔ سو میں بار بار اس گورنمنٹ عادلہ کو یاد دلاتا ہوں کہ میری مثال مسیح کی مثال ہے میں اس دنیا کی حکومت اور ریاست کو نہیں چاہتا اور بغاوت کو سخت بدذاتی سمجھتا ہوں میں کسی **خونی مسیح** کے آنے کا قائل نہیں اور نہ **خونی مہدی** کا منتظر۔ صلحکاری سے حق کو پھیلانا میرا مقصد ہے۔ اور میں تمام ان باتوں سے بیزار ہوں جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جوش دلانے والے منصوبے ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ بیدار طبعی سے میری حالت کو جانچے اور گورنمنٹ روم کی شتابکاری سے عبرت پکڑے اور خود غرض مولویوں یا دوسرے لوگوں کی باتوں کو سند نہ سمجھ لیوے کہ میرے اندر کھوٹ نہیں اور میرے لبوں پر نفاق نہیں۔

اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کی طرف رجوع دے کر ان مولویصاحبوں کا نام ذیل میں درج

کرتا ہوں جن کو میں نے مباہلہ کے لئے بلایا ہے اور میں پھر ان سب کو اللہ جلشانہٗ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کرکے جلد میدان مباہلہ میں آویں۔ اور اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے ۔

اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی۔ اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں۔ مگر مفتری اور کذاب اور دجّال نام رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفر یا مکذب ہیں اور درحقیقت ہر یک شخص جو باخدا اور صوفی کہلاتا ہے اور اس عاجز کی طرف رجوع کرنے سے کراہت رکھتا ہے وہ مکذبین میں داخل ہے۔ کیونکہ اگر مکذب نہ ہوتا تو ایسے شخص کے ظہور کے وقت جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی۔ کہ اس کی مدد کرو اور اس کو میرا اسلام پہنچاؤ اور اس کے مخلصین میں داخل ہو جاؤ تو ضرور اس کی جماعت میں داخل ہو جاتا۔ اور صاف باطن فقراء کے لئے یہ موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر اور ہر یک کدورت سے الگ ہو کر اور کمال تضرع اور ابتہال سے اس پاک جناب میں توجہ کرکے اس راز سربستہ کا اسی کے کشف اور الہام سے انکشاف چاہیں۔ اور جب خدا کے فضل سے انہیں معلوم کرایا جائے تو پھر جیسا کہ ان کی اتقاء کی شان کے لائق ہے محبت اور اخلاص اور کامل رجوع سے ثواب آخرت حاصل کریں اور سچائی کی گواہی کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ مولویان خشک بہت سے حجابوں میں ہیں کیونکہ ان کے اندر کوئی سماوی روشنی نہیں لیکن جو لوگ حضرت احدیت سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں اور تزکیہ نفس سے انانیت کی تاریکیوں سے الگ ہو گئے ہیں۔ وہ خدا کے فضل سے قریب ہیں۔ اگرچہ بہت تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ مگر یہ امت مرحومہ ان سے خالی نہیں۔

وہ لوگ جو مباہلہ کے لئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں:-

مولوی نذیر حسین دہلوی	شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ	مولوی عبد الحمید دہلوی مہتمم
مطبع انصاری	مولوی رشید احمد گنگوہی	مولوی عبد الحق دہلوی مؤلف تفسیر حقانی
مولوی عبد العزیز لدھیانوی	مولوی محمد لدھیانوی	مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ

سعداللہ نومسلم مدرس لدھیانہ
مولوی احمداللہ امرتسری
مولوی ثناءاللہ امرتسری

مولوی غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری
مولوی عبدالجبار غزنوی
مولوی عبدالواحد غزنوی

مولوی عبدالحق غزنوی
محمد علی بوپڑی واعظ
مولوی غلام دستگیر قصور ضلع لاہور

مولوی عبداللہ ٹونکی
مولوی اصغر علی لاہور
حافظ عبدالمنان وزیرآباد
مولوی محمد بشیر

بھوپالی
شیخ حسین عرب یمانی
مولوی محمد ابراہیم آرہ
مولوی محمد حسن مولف تفسیر امروہہ

مولوی احتشام الدین مرادآباد
مولوی محمد اسحٰق اجرادری
مولوی عین القضاۃ صاحب

لکھنو فرنگی محل
مولوی محمد فاروق کانپور
مولوی عبدالوہاب کانپور
مولوی

سعیدالدین کانپور رامپوری
مولوی حافظ محمد رمضان پشوری
مولوی دلدار علی الور مسجد دائرہ

مولوی محمد رحیم اللہ مدرس مدرسہ اکبرآباد
مولوی ابوالانوار نواب محمد رستم علیخاں چشتی
مولوی ابوالموید

امروہی مالک رسالہ مظہرالاسلام اجمیر
مولوی محمد حسین کوٹکہ والا دہلی
مولوی احمد حسن صاحب

شوکت مالک اخبار شحنہ ہند میرٹھ
مولوی نذیر حسین ولد امیر علی انبیٹھہ ضلع سہارنپور

مولوی احمد علی صاحب سہارنپور
مولوی عبدالعزیز دینانگر ضلع گورداسپور
قاضی

عبدالاحد خانپور ضلع راولپنڈی
مولوی احمد برامپور ضلع سہارنپور محلہ محل
مولوی

محمد شفیع رامپور ضلع سہارنپور
مولوی فقیراللہ مدرس مدرسہ نصرت الاسلام واقعہ لال مسجد بنگلور

مولوی محمد امین صاحب بنگلور
مولوی قاضی حاجی شاہ عبدالقدوس صاحب پیش امام جامع مسجد بنگلور

مولوی عبدالغفار صاحب فرزند قاضی شاہ عبدالقدوس صاحب بنگلور
مولوی محمد ابراہیم صاحب ویلوری

حال مقیم بنگلور
مولوی عبدالقادر صاحب پیارم پیٹی ساکن پیارم پیٹ علاقہ بنگلور
مولوی

محمد عباس صاحب ساکن وانمباڑی علاقہ بنگلور
مولوی گل حسن شاہ صاحب میرٹھ
مولوی

امیر علی شاہ صاحب اجمیر
مولوی احمد حسن صاحب کنجپوری حال دہلی خاص جامع مسجد

مولوی محمد عمر صاحب دہلی فراشخانہ | مولوی مستعان شاہ صاحب سانبھر علاقہ جے پور

مولوی حفیظ الدین صاحب دوجانہ ضلع رہتک | مولوی فضل کریم صاحب نیازی غازیپور زمینا

مولوی حاجی عابد حسین صاحب دیوبند

اور سجادہ نشینوں کے نام یہ ہیں

غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین نیاز احمد صاحب بریلی | میاں الٰہ بخش صاحب

سجادہ نشین سلیمان صاحب تونسوی سنگھڑی | سجادہ نشین صاحب شیخ نور احمد صاحب مہارانوالہ

میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور | التفات احمد شاہ صاحب سجادہ نشین ردولے

مستان شاہ صاحب کابلی | محمد قاسم صاحب سجادہ نشین شاہ معین الدین شاہ خاموش حیدرآباد دکن

محمد حسین صاحب گدی نشین شیخ عبد القدوس صاحب گنگوہی | گدی نشین اوچہ شاہ جلال الدین صاحب بخاری

ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ ضلع گورداسپور | صادق علی شاہ صاحب گدی نشین ترچھیر ضلع گورداسپور

سید صوفی جان صاحب مراد آبادی صابری چشتی | مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ضلع راولپنڈی

مولوی قاضی سلطان محمود صاحب آئی اعوان والہ پنجاب | حیدر شاہ صاحب جلال پور کنکیاں والہ

توکل شاہ صاحب انبالہ | مولوی عبد اللہ صاحب ٹلونڈی والہ | محمد امین صاحب

چکوتری علاقہ گجرات پنجاب | مولوی عبد الغنی صاحب جانشین قاضی اسمٰعیل صاحب مرحوم منگلور | مولوی

ولی النبی شاہ صاحب نقشبند رامپور دار الریاست | حاجی وارث علی شاہ صاحب مقام دیوا ضلع لکھنؤ

میر امداد علی شاہ صاحب سجادہ نشین شاہ ابو العلا نقشبند | سید حسین شاہ صاحب مودودی دہلی

عبد اللطیف شاہ صاحب خلف حاجی نجم الدین شاہ صاحب چشتی جودھپور | قطب علی شاہ صاحب دیوگڈھ

علاقہ اودے پور میواڑ | میرزا بادل شاہ صاحب بدایونی | مولوی عبد الوہاب صاحب

جانشین عبد الرزاق صاحب لکھنؤ فرنگی محل | علی حسین صاحب کچھوچھا ضلع فقیر آباد

شیخ غلام محی الدین صوفی وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور | حافظ صابر علی صاحب

رامپور ضلع سہارنپور | امیر حسن صاحب خلف پیر عبداللہ صاحب دہلی | منور شاہ

صاحب فاضل پور ضلع گوڑگانواں قریب دہلی | محمد معصوم شاہ صاحب نبیرہ شاہ ابوسعید

صاحب رامپور دارالریاست | بدرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ

شاہ اشرف صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ | مظہر علی شاہ صاحب

سجادہ نشین لوادا ضلع پٹنہ | لطافت حسین شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا

نثار علی شاہ صاحب الور دارالریاست | وزیرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین

مخدوم صاحب الور | مولوی اسلام الدین شاہ صاحب نہم ضلع رہتک

غلام حسین خان شاہ صاحب ٹھانوی ضلع حصار | سید اصغر علی شاہ صاحب

نیازی اکبرآباد | واجد علی شاہ صاحب فیروزآباد ضلع اکبرآباد | سید احمد شاہ

صاحب ہردوئی ضلع لکھنؤ | مقصود علی شاہ صاحب شاہجہان پور

مولوی نظام الدین چشتی صابری جھجر | مولوی محمد کامل شاہ اعظم گڈھ ضلع خاص

محمود شاہ صاحب سجادہ نشین بہار ضلع خاص

ان تمام حضرات کی خدمت میں یہ رسالہ پیکٹ کر کے بھیجا جاتا ہے لیکن اگر اتفاقاً کسی صاحب

کو نہ پہنچا ہو تو وہ اطلاع دیں تا کہ دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائے

راقم میرزا غلام احمد از قادیان

المکتوب الی علماء الهند ومشائخ هذه البلاد وغیرها من البلاد الاسلامیه

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی منّ علینا بارسال الرسل والکتب وجعل الانبیاء لخیام

همه ثنا خدائے راست که بفرستادن پیغمبران وکتاب ها برما منت نهاد ـ وانبیاء را برائے خیمه ہائے توحید

التوحید کالطنب وقفّی علی آثارهم بالاولیاء لیکونوا کالاوتاد للسبب ـ والصلوٰة

ہمچو طنابے گردانید که خیمه را بداں استوار میکنند وپس انبیاء اولیاء را آورد ـ تا ایشاں ہمچو میخها باشند برائے

والسلام علی خیر الرسل ونخبة النخب محمّد خاتم النبیّین وشفیع المذنبین

رسن انبیاء ـ ودرود وسلام بر بهترین پیغمبران وبرگزیده گزیدگان محمد که خاتم الانبیاء وشفیع المذنبین است و

وافضل الاولین والآخرین وآله الطاهرین المطهّرین واصحابه الذین هم

بزرگتر ست از همه آنانکه گذشتند واز همه آنانکه بیایند ـ وبرآل او که طاهر ومطهّر اند وبراصحاب او که نشان حق

آیات الحق وحجة الله علی العٰلمین ـ وعلیٰ کل عبد من عباده الصّٰلحین

وحجت الله اند بر جهانیاں ـ وبر هر بندهٔ از بندگان نیکوکار او ـ

امّا بعد ـ فهذا مکتوب کتبته الی الذین انعم الله علیهم بانواع

امّا بعد ـ پس ایں نامه ایست که سوئے کسانے بنوشته ام که خدا تعالیٰ بانواع کرامت

الکرامة وهذّبهم بالعلم الکامل والمعرفة التّامة وکشف علیهم سُبُل

ایشانرا مخصوص گردانید وبعلم کامل ومعرفت تامه پاکیزگیها بخشید ـ وراه ہائے برگزیدگی وقربت بر

الاصطفاء والقربة وحبّب الیهم طرق الانکسار والغربة من العلماء العٰملین

ایشاں کشود وانکسار وغربت مرغوب طبیعت ایشاں گردانید آنانکه علماء راسخین اند

الراسخین ـ المتوغّلین ـ والفقراء المنقطعین المتبتلین ـ الذین جذبهم

ودر علم مهارتے تام میدارند وعلم ایشاں بعمل مقرون ست ونیز آنانکه از دنیا بجانب حق بریده شده اند

الله الیٰ ملکوته واذاقهم حظ لاهوته ورزقهم خشیة عظمته وسقاهم

وخدا تعالیٰ سوئے ملکوت خود ایشانرا کشیده است وحظے از لاهوت خود ایشانرا چشانیده ـ وخوف عظمت خود

كاس محبته فلا ترهقهم ذلة الزلة ولا نكال المَعصِيَة وَهُم مِنَ المحفوظين

مقسوم ایشاں کرد و جامہائے محبت خود نوشانیده پس نمے گیرد ایشانرا ذلت لغزش و نہ وبال معصیت و

وانّما نخاطبهم لجلالة شانِهم وَصَفاء وجدانِهم وَسعةِ ظروفِهم وحلاوة

درحفاظت حق میباشند۔ و ماکہ ایشانرا مخاطب کردیم سبب آں بزرگی شان ایشان ست وصفائی وجدان ایشان

تطوفهم لعلهم يؤيّدون من الله وَيُلهمون۔ ولعلهم يفقهون مالا يفقه الآخرون

ونیز ازینکہ ایشاں تنگ ظرف نیستند و انگور ایمان ایشاں حلاوتے دارد۔ تا باشد کہ ایشانرا خدا تائید کند و ایشاں

وَيَعلمُونَ مَا لَمْ يَعلمه المحجوبون ولعلهم يتدبرون بالفراسة الايمانية ۔ وَيتفكرون

دربارہ ما از خدا الہام یابند و تا باشد کہ ایشاں آں حقائق را بفہمند کہ دیگراں نفہمیدہ اند و آں امور را بدانند کہ محجوباں ندانستہ

بالتقاة الرّوحانية ويقومون للهِ شاهِدين ۔لِيكونوا حجة اللهِ عَلى الظّٰلِمين

اند و تا بفراست ایمانی خود تدبر کنند۔ و تا با پرہیزگاری روحانی خود فکرے بکار برند و برائے گواہی حق بخیزند۔ تا کہ بر جفا

المعتدين۔ ولينقطع معاذير المعتذرين الافاكين۔ وليضمحل كل قول

پیشگاں و از حد گزشتگان حجۃ اللہ باشند و تا کہ ہمہ عذر ہائے عذر کنندگان از دروغگویاں مردود و منقطع شوند

يقال من بعد موتى ولتستبينَ سَبيل المجرمين۔ وَانا ندعوا الله ان يؤيدهم

و تا کہ ہر سخنے کہ پس از مردن من گفتہ شود آں ہمہ ہیچ و متلاشی گردد و راہ مجرماں ہویدا گردد۔ و ما دعای کنیم کہ خدا خود

وَيلهمهم وَيحفظهم وَيَعصِمهم ويعطيهم حظ الصّالحين۔

اوشانرا تائید کند و خود در دل ایشاں القا کند و خود نگہبان شان باشد و از لغزشہا دور دارد و آنچہ صلحا را میدہد اوشانرا دہد

وَلما كان المقصد ان يتبيّن الحق الذى جئنا بهِ لِكل تقى وَسَعيد مِن

و ہرگاہ کہ مقصود ایں بود کہ بر ہر پرہیزگارے و نیک نہادے آں امر حق ہویدا گردد کہ ما آوردیم گو آں

قريب وّبعيد۔ القى فى رُوعى ان اكتب هٰذا المكتوب فى العربية والترجمة

مرد از سرزمین قریب باشد یا از بعید لہذا در دلم انداختہ شد کہ ایں مکتوب را در زبان عربی بنویسیم و ترجمہ آں

بالفارسية وارعى النواظر فى النواضر الاصلية واوسع التبليغ بالالسن

فارسی کنم و نظارگیاں را در چراگاہ اصلی سیر کنانم و بزبان ہائے اسلامیان تبلیغ را وسیع کنم

الاسلامية ليكونَ بلاغًا تامًا للطالبين۔ فاعلموا يا معشر الكرام وجمع

تا برائے طالبان ایں تبلیغ بمرتبہ کمال رسد ۔ پس بدانید اے گروہ بزرگان وجماعتہائے صاحبان

اولی الابصار والافهام انّ الله قد بعثنی مجددًا علیٰ راس هٰذه المائة

بصیرت وفہم کہ خدائے عزوجل مرا بر سر ایں صدی مجدد مبعوث فرمودہ است و بندہ را برائے مصلحت عامہ

واختص عبدًا لمصالح العامة واعطانی علومًا ومعارف تجب لاصلاح

خاص گردانیدہ است ۔ و مرا آں علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح ایں امت از واجبات

هٰذه الامة ووهب لی من لدنه علمًا حيًّا لاتمام الحجة علی الكفرة الفجرة ۔ و

اند ۔ و مرا علم زندہ بخشید تا کہ بر کافراں و فاسقاں حجت تمام شود ۔ و مرا ثمرہ تازہ و

اَعْطانی ثمرًا غضًّا طريًّا لتغذية جياع الملة ۔ وكاسًا دهاقًا لعُطاشی

تر عنایت کرد تا گرسنگان ملت را غذا دادہ شود ۔ و جامہائے پر بخشید تا تشنگان ہدایت و

الهداية والمعرفة وجَعَلنی امامًا لكل من يريد صلاح نفسه ويحبّ

معرفت را نوشانیدہ شود ۔ و مرا برائے ہر آں شخصے کہ صلاحیت نفس خود میجوید و رضائے رب خود مے خواہد

رضاء ربه وجعلنی من المكلمين الملهمين ۔ واكمل علیّ نعمه واتم تفضله

امام گردانید و مرا از آناں گردانید کہ بشرف مکالمہ الہیہ مشرف میباشند ۔ و بر من نعمتہائے خود کامل کرد و تفضلات

وسمّانی المسيح ابن مريم بالفضل والرحمة ۔ وقدّر بينی وبينه تشابه الفطرة

خود باتمام رسانید و نام من از فضل خود مسیح ابن مریم نہاد ۔ و در من و مسیح ابن مریم تشابہ فطرت مقدر

كالجوهرين من المادة الواحدة ووهب لی علومًا مقدسة نقية ومعارف

کرد ۔ چنانچہ دو جوہر از یک مادہ می باشند و مرا علوم مقدس و مصفا بخشید و معارف صاف و روشن

صافية جلية وعلّمنی ما لم يعلم غيری من المعاصرين ۔ وصبّ فی

عطا کرد و مرا چیزہا بیاموخت کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من از آں ہا بیخبر اند ۔ و در دل من معارفے

قلبی ما لم يحيطوا بها علما ۔ ونورًا لم يمسّه احد منهم وجعلنی من

ریخت کہ علم آں از ایشاں احدے را نیست و در دل من نورے ریخت کہ ہیچ کس از ایشاں بداں آشنائی ندارد

المنعمین۔ وَمِنْ اَجلّ اٰلائہ انّہ استودعنی سِرّہٗ الذی یکشف للاولیاء

و در انعام یابندگاں مرا داخل کرد۔ و از بزرگترین نعمتہائے او کہ بر من انداخت آں رازیست کہ در دل من امانت

والرّوحَ الذی لَا یُنفخ اِلّا فی اَھْل الاصطفاء واعطانی کلما یُعطی لِاھل

نہاد آں رازے کہ بر اولیاء مکشوف میگردد و روحے کہ دمیدہ نمی شود مگر در برگزیدگان او۔ و مرا تمام آں چیزہا

الموالاۃ والولاء و صافانی ووافانی وشرحَ صَدْری وَاتمّ بدری وَاخبرنی

داد کہ اہل محبت را میدہند و با من محبت خالص کرد و نزدم آمد و سینہ من کشاد و بدر من کامل کرد و از امور

بالسّرِ ماھو مزمعٌ علیہ فی سابق علمہٖ وَصَبّغنی بصبغۃ حُبّہٖ وَھَدانی

پوشیدہ علم ازلی خود مرا خبر داد۔ و برنگ محبت خود مرا رنگین کرد۔ و طریق اسلام پسندیدہ

طُرقَ اسلامہٖ وسلمہٖ واخرجنی مِنَ المحجوبین وَمن اٰلائہ انّہ وَفّقنی لِفعل

خود مرا نمود۔ و از محجوبین مرا بیروں آورد۔ و از نعمتہائے او یکے ایں ست کہ مرا برائے کارہائے

الخیرات وَھَدانی الی الصّٰلحٰت الطیّبٰت وَاَجرٰی لطائف قلبی

نیکو توفیق داد۔ و بسوئے اعمال پاک و صالح راہ نمود۔ و لطیفہ ہائے دل من با حسن طریق جاری کرد

فَاَحْسَنَ اجرائہا وزکّی ینابیعَہا وماءھا واتمّ نورھا وصفائہا وَطَھّرَ

و چشمہ ہا و آب آں لطائف را پاک کرد و نور و صفاء آنہا را باتمام رسانید و مجری و

مجاریھا وَفناءھا وبدّل ارضی غیرالارض وجَعَلنی من المطھرین۔

صحن آنہا را پاک گردانید و زمین مرا بر زمینے دیگر تبدل کرد۔ و مرا از پاک شدگان گردانید۔

ومن اٰلائہ انّہ وَھَبَ لی حُبّ وَجھہٖ حُبًّا جَمًّا وَصِدقًا اکمل وَاتمّ وسئلتہ

و از جملہ نعمتہائے او اینکہ مرا محبت روئے خود بسیار در بسیار بخشید و صدق اکمل و اتم عنایت کرد۔ و

ان یھب لی حبًّا لَا یزید علیہ اَحَدٌ من بعدی فاعلم منہ انہ استجاب

من از و خواستہ بودم کہ مرا محبتے بخشد کہ ہیچکس بعد از من بر اں زیادت تواند کرد پس من با علام او میدانم

دعوتی واعطانی مُنیتی واَحَاطنی فضلًا ورُحمًا۔ فالحمد للہ اَحسن المُحسنین

کہ او دعائے من قبول کرد و از روئے من مراد او و فضل و رحمت را بر من محیط کرد پس ہمہ ستائش اور است کہ

الحمد لله الذی اذھب عنّی الحزن واعطانی مالم یُعط احدٌ من العٰلمین

از ہر محسن نیکوتراست ہمہ تعریفہا خدائے راکہ اندوہ من دور کرد ومرا چیزہا داد کہ از جہانیان احدے را مثل

وما قلتُ ھٰذا من عند نفسی بل قُلتُ ما قال علی السمٰوٰت ربّی وما کان

آں نداد۔ واین کلمہ از طرف خود نگفتم بلکہ ہماں گفتم کہ بر آسمانہا خداوند من گفت۔ ومرانمے سزد

لی اَنْ اتکبّر وارفع نفسی انّ اللّٰہ لایُحِبُّ المستکبرین بل ھٰذا الھام من حضرۃ

کہ تکبّر کنم ونفس خود را بلند بردارم کہ خدا متکبراں را دوست نمی دارد۔ بلکہ ایں الہام از حضرت

العزۃ واراد من العٰلمین ماھو فی زماننا مِن الکائنات الموجودۃ فی الارضین

عزت است واز عالمین مخلوقے را مراد داشت کہ دریں زمانہ بر زمین موجود ست۔

ومِنْ آلائِہٖ انہ علّمنی القراٰن ورزقنی منہ معارف تجاوز الحدّ والحُسبان

واز نعمتہائے او یکے ایں است کہ او مرا قرآن بیاموخت وآں معارف قرآنیہ نصیبۂ من کرد کہ آں را حدّ وشمار

لاذکّر الغافلین المنھمکین فی ھُمُوم الدنیا الدنیّۃ۔ وانذر قومًا ما اُنذِرَ اٰباءُھم

نیست۔ تاکہ من غافلاں را یاد دہانم اناآنکہ در ہموم دنیائے دوں مستغرق اند وتاکہ من آنانرا بترسانم کہ آباءِ

فی الایام السّابقۃ ولاقیم الحجۃ علی المجرمین۔

ایشاں را ہیچ کس پیش از من نترسانیدہ است وتاکہ من حجت را بر مجرمان قائم کنم۔

ومِنْ آلائِہٖ انّہٗ خاطبنی وقال انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی

واز جملہ نعمتہائے او یکے اینست کہ او مرا مخاطب کرد وگفت کہ تو در بارگاہ من وجیہ ہستی ترا برائے خود پسندیدم

وقال اَنْتَ مِنی بمنزِلۃ لایعلمہ الخلق۔ وقالَ انت مِنّی بمنزلۃ توحیدی

وتو از من بمقامے ہستی کہ مخلوق را بعلم آں راہ نیست۔ وگفت تو از من بداں قربتے رسیدی کہ ہمچو توحید من

وتفریدی۔ وقال یا احمدی انت مرادی ومعی۔ یحمدک اللّٰہ مِن عرشہٖ

وتفرید من گردیدی۔ وگفت اے احمد من تو مراد من وبامن۔ خدا از عرش خود ثنائے تو میگوید

وقال انت عیسی الذی لایُضاع وقتہ۔ کمثلک درٌّ لایضاع جری اللّٰہ

وگفت تو آں عیسیٰ ہستی کہ وقت او ضائع نہ خواہد شد وہمچو تو لولوئے برباد شدنی نیست۔ فرستادۂ خدا

فی حلل الانبیاء وقال قل انی امرت وانا اوّل المومنین۔ وقال اصنع الفلك

درحلہ انبیاء۔ وگفت بگو کہ من ماموروم ومن از ہمہ مومناں دراوّل مرتبہ ام۔ وگفت کشتی را در بردے

باَعْینِنا وَوَحْیِنا انّ الذین یبایعُونَكَ انما یبایعونَ اللّٰہ ید اللّٰہ

چشمان من طیارکن۔ آنانکہ تو بیعت می کنند بخدا بیعت می کنند۔ و دستِ خدا

فوق ایدیھم۔ وقال وَمَا ارسلْناكَ اِلاّ رحمةً لِلعَالَمین۔

بردست ایشاں است۔ وگفت ترا ازبہر ہمیں غرض فرستادم کہ برتمام جہانیاں رحمت کنیم۔

وَمنْ آلائہٖ انہ لما رای القسّیسین غالین فی الفساد ورایٰ انہم علوا فی البلاد

واز جملہ نعمتہائے او یکے اینست کہ چوں پادریان را دید کہ در فساد خود غلو مے کنند و دید کہ اوشاں را در ملک ہا

اَرْسلنی عند طوفان فتنھم وتراکم دجنھم وقال انك الیوم لدینا مکین امین

تسلط پیدا کردہ اند مرا در وقت طوفان فتنہ ایشاں فرستاد و در زمان تہ بتہ بودن تاریکی ایشاں مامور کرد

فجئتُ مِن حضرة العزة وَعتبة الوَحدة عند شیوع الفتن والبدعات

وگفت بہ تحقیق تو نزد من مردے امین و بامرتبہ ہستی۔ پس من از حضرت عزت و آستانۂ وحدت آمدم و وقتے آمدم

ظهور المفاسد وَالسّیّاٰت وضعف المومنین المسلمین۔ وقد جرت

کہ فتنہ ہا و بدعات در ملک شائع بودند و فساد ہا و بدی ہا غلبہ مے نمودند و مومناں و مسلماناں در حالت

عادة اللّٰہ الرحیم وسنة المولی الکریم انہ یبعث مجددًا علیٰ راس

ضعف بودند۔ و عادت خداوند رحیم و سنت مولائے کریم بریں رفتہ است کہ او بر ہر صدی مجددے برپا میکند

کُلّ مائةٍ فکیف اذا کان معھا طباق ظلمةٍ وطوفان ضلالةٍ الیس اللّٰہ

پس چگونہ در چنیں زمانہ برپا نکند کہ چوں سرِ صدی باشد و نیز با او ظلمتہا تہ بتہ باشد و طوفانے از ضلالت

ارحم الراحمین۔ وترون الناس کیف سقطوا فی ھُوّة النصاریٰ

موجود باشد آیا خدا ارحم الرحمین نیست و مردم را مے بینید کہ چگونہ در مغاک نصاری افتادہ اند

وکیف تمایلوا علیھم کالسّکاریٰ وَخرَجُوا مِنْ دین اللّٰہ المتین۔ اسمعتم

و چگونہ ہمچو مستاں بر ایشاں نگونسار شدہ اند و از دین متین رخت خود بیروں کشیدہ اند۔ آیا شنیدہ آید کہ کسے

مَنْ جَاءَکُم مِن دونی لاصلاح ھٰذہ الآفات او تظنون انہ نسی ھٰذہ الامۃ
بجز من از طرف خدا تعالیٰ برائے اصلاح ایں آفات آمد یا گمان می کنید کہ خدا تعالیٰ در وقت ہجوم ایں صدمات

عند تلك الصدمات مالکم لا تتفکرون وتنظرون ثم لا تنظرون ۔ او
امت را فراموش کرد چہ پیش آمد شما را کہ فکر نمی کنید و بینید و باز نمی بینید ۔ چہ بر شما غمہائے دیگر

غلبت علیکم ھموم اخری فلا تتوجھون ۔ کلا انّ اللہ لا یخلف
غالب شدند کہ توجہ نمی کنید ایں چنیں گمان مکنید کہ خدا خلاف وعدہ خود

وعدہ ولا یخزی عبدہٗ فتفکروا ان کنتم متفکرین ۔
بکند و بندۂ خود را رسوا کند پس فکر کنید اگر فکر کنندگان ہستند ۔

ایھا الکرام انّ الفتن اشتدت والارض فسدت والمفاسد کثرت ۔ و
اے بزرگان فتنہ ہا سخت شدند و زمین فاسد شد و مفاسد بسیار شدند و بر زمین گروہ نصرانی

علا فی الارض حزب المتنصّرین ۔ وقیل لھم مرارًا لا تجعلوا میتًا الٰھًا
شدگان غلبہ یافت ۔ و بارہا ایشاں را گفتہ شد کہ مردہ را خدائے آمرزگار مسازید

غفارًا واتقوا اللہ محاسبًا قھارًا ۔ فما خافوا اللہ واصرّوا علی کفرھم
واز خدائے قہار بترسید کہ محاسبہ در دست اوست پس نترسیدند و بر کفر خود تشدد ورزیدند

متشددین ۔ ھنالك اقتضت احدیتہ وقضت غیرتہ ان یکسر
پس کار چوں بدیں حد رسید احدیت خدا و غیرت او تقاضا کرد کہ صلیب اوشاں

صلیبھم ویبطل اکاذیبھم ویوھن کید الخائنین ۔
را بشکند و دروغہائے اوشاں را باطل کند و مکر خیانت پیشگاں را سست گرداند ۔

فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلك الی قوم مفسدین ۔ وانی جاعلك
پس مرا ہمکلام خود کرد و ندا در داد کہ من بسوئے قومے مفسد ترا مے فرستم ۔ و ترا برائے مردم امام

للناس امامًا ۔ وانی مستخلفك اکرامًا کما جرت سُنّتی فی الاولین ۔ وخاطبنی
می گردانم ۔ و ترا بہ خلافت خود اعزاز می دہم ہمچناں کہ در پیشینیاں سنت من بودہ است ۔ و مرا مخاطب

وقال انك انت منّی المسیح ابن مریم - وأُرسلت لیتم ما وعد من قبل ربک

کرد وگفت کہ تو از من از ارادہ من مسیح ابن مریم ہستی و فرستادہ شدی تا آن وعدہ با تمام رسد کہ رب

الاکرم - انّ وعدہٗ کان مفعولاً وھو اصدق الصّادقین - واخبرنی انّ عیسیٰ

بزرگ تو در ایام پیشین کردہ است کہ وعدہ رب تو شدنی بود واو از ہمہ راست گویاں راست گوتر است ۔

نبی اللہ قد مات ورُفع من ھٰذہ الدّنیا ولقی الاموات وما کان من الراجعین

و مرا خبر داد کہ عیسیٰ نبی اللہ وفات یافتہ است، واز یں دنیا برداشتہ شدہ و بآناں پیوست کہ فوت شدہ اند

بل قضی اللہ علیہ الموت وامسکہ وواناہ الاجل وادرکہ فما کان لہ انْ ینزل

و باز در دُنیا نخواہد آمد بلکہ خدا بروحکم موت نافذ کرد واز باز آمدن نگہ داشت وآمد او را اجل مقدّر پس نماند

الابروزًا کالسابقین - وقال سُبحانہ انک انت ھُوَ فی حلل البروز - وھٰذا ھُوَ

بجائے او ایں گنجائش کہ باز در دنیا آید مگر بطور بروز چنانچہ پیشیان آمدند وگفت مرا او سبحانہ کہ توئی مسیح

الوعد الحق الذی کان کالسرّ المرموز - فاصدع بما تومر ولا تخف السنۃ الجاھلین

در پیرایہ بروز - وایں ہماں وعدہ حقہ است کہ بطور راز واشارہ گفتہ شدہ بود پس ہر فرمانے کہ ترا میرسد بلا پردہ

وکذالک جرت سنۃ اللہ فی المتقدمین - فلما اخبرت عن ھٰذا توحی قامت

بخلوق برسا واز زبانہائے جاہلان غم مدار کہ ہمچنیں سنت خدا در پیشینیاں رفتہ است پس ہرگاہ کہ من پیغام بقوم

علماءھم للعنی ولومی وکفّرونی قبل ان یحیطوا قولی ویزنوا حولی وقالوا

رسانیدم علماء ایشاں بر لعنت وملامت برخاستند - وپیش ازاں کہ بر گفتہ من احاطہ کنند وطاقت مرا

دجّال ومن المرتدین - وسلّطوا علیّ اوقحھم وادحھم وحرّقوا علیّ ارمھم کالسّباع

وزن کنند تکفیر من کردند وگفتند دجّالے ست مرتد وبر من آں فاسقے را مسلّط کردند کہ از ہمہ در بیحیائی و زشت روئے

والتنین فتکادلی شرّھم وتضوّرتُ - وغلوا وصبرتُ واستباحوا اعراضنا

سبقت میداشت وبر من ہمچو درندگان واژدہا دندان خود بسا ئیدند پس شرارت ایشاں مرا گراں آمد و پریشان

ودماءنا وکانوا فیہ من المفرطین - وقال کبیرھم الذی افتی واغوی الناس

خاطر شدم وغلو کردند وصبر نمودم وعزتہائے ما را مباح پنداشتند واز افراط کنندگان بودند - و

والغزی ان ھٰولاء کفرۃ فجرۃ فلا یسلم علیھم احدٌ ولا یتبع جنازتھم ولا یُدفنوا

بزرگ ایشاں کہ فتوئے کفر داد و مردماں را اغوا کرد و چوں سگاں بر من تیز کرد - و گفت کہ ایں مردم کافر و فاجر اند

فی مقابر المسلمین - فلما رایتھم کالعمین المحجوبین ورایت انھم جاوزوا الحدّ

پس نمی باید کہ مسلمانے ایشاں را السلام علیکم بگوید یا با جنازہ ایشاں رود و باید کہ ایشاں را در گورستان مسلماناں

وآذوا الصّادقین الّفت لھم کتباً مفحمۃ ورسائل نافعۃ للطّالبین - فما کان

دفن کردن نہ دہند - پس چوں دیدم کہ ایں مردم نابینا و محجوب ہستند و دیدم کہ اوشاں از حد در گذشتند و صادقاں را

لھم ان یستفیدوا اویقبلوھا وما کانوا متدبرین - وقاموا للردّ فلم یقدروا

ایذا می رسانند برائے ایشاں کتابہائے چند نوشتم و رسائل تالیف کردم کہ طالباں را مفید باشند مگر ایشاں چناں نبودند

علیہ وصالوا للاھانۃ فردّھا اللہ علیھم فجلسوا متندمین وعاندوا کل العناد

کہ ازاں کتابہا مستفید شوند یا آنہا را قبول کنند و ہمہ غرض ایں بود کہ تدبیرے کردند و خواستند کہ ایں کتابہا را رد

وافسدوا کل الفساد وحسبوا انھم من المصلحین. وان غلوّھم الآن کما

نمودند پس مجال رد نیافتند و باز بدیں غرض حملہ ہا کردند کہ عزت ما را برباد دہند لیکن خداوند قادر آں حملہ ہائے ایشاں

کان وما لھم عندی الا المداراۃ والادراء والصبر والدعاء وانا نصبر الی ان

ہم بر ایشاں انداخت پس بسیار فسادی نشستند و تمامتر عناد و تمامتر فساد بجا آوردند و گمان کردند کہ ما مصلح ہستیم و کینہ اوشاں

یحکم اللہ بینی وبینھم وھو خیر الحاکمین - وما کان عندھم عذرٌ الا

تا ایندم ہم چناں ست کہ بود و برائے ایشاں نزد من بجز مدارات و اگاہانیدن و صبر و دعا چیزے دیگر نیست و ما صبر خواہیم کرد تا وقتیکہ خدا

قطعتہ وما شك الا قلعتہ وما کانت دعوتی الا بنصوص الآثار وکتاب

در ما و در ایشاں فیصلہ کند و او بہترین فیصلہ کنندگان ست - در ہیچ عذرے نزد ایشاں نماند کہ آنرا نبریدم و نہ شکے کہ قلع و قمع آں نکردم - و دعوت

مبین - ولیسوا سواء من العلماء والفقراء فمنھم الذین یخافون حضرۃ

من آمرے بود کہ بر نصوص قرآنیہ و حدیثیہ بنا میداشت - و علماء و فقراء ہم یکساں نیستند بعض از ایشاں قومی ہستند کہ از حضرت

الکبریاء ولا یقفون ما لیس لھم بہ علم ویخشون یوم الجزاء -

رب العزۃ مے ترسند و بر چیزے اصرار نمی کنند کہ براں علم یقینی ندارند و از روز جزا مے ترسند -

ویفوّضونَ الامرالی اللّٰہ ذی الجلال والعلاء ویقولون مالنا ان نتکلم فی ھٰذا

وامر را بہ خدائے عزوجل سپرد میکنند۔ ومیگویند کہ ما را نشاید کہ دریں گفتگو کنیم ۔ وما را علم عواقب

وما اوتینا علم عواقب الاشیاء انا نخاف اَنْ نکون من الظّٰلمین ۔ اولٰئک

اشیاء ندادہ اند ۔ ما مے ترسیم کہ از ظالماں نشویم ۔ ایں آں گروہ است

الذین اتقوا ربھم فسیھدیھم اللہ انہ لایضیع الخاشعین۔ واما الّذین لا

کہ از خدائے خود مے ترسد پس قریب است کہ خدا ایشاں را ہدایت دہد چراکہ او بندگان فروتن را ضائع نمی کند

یخشون اللّٰہ ولا یترکون سبل الاھواء ویخلدونَ الی خبیثات الدنیا و

مگر آنانکہ از خدا نمی ترسند وراہ ہائے حرص وہوا را ترک نمی کنند وسوئے پلیدی ہائے دنیا میل میدارند وبرائے

لاتبالی قلوبھم عالم القدس والبقاء ولایرون مایخرج من افواھھم من کلمات

عالم قدس وبقا در دل شاں ہیچ پروائے نماندہ۔ ونمے بینند کہ چگونہ کلمات تکبر وناز از دہن شاں بیروں مے آید

الکبر والخیلاء ۔ ولایعیشونَ عیشۃ الاتقیاء ویجعلون الدنیا اکبر ھمتھم

وچوں پرہیزگاراں زندگی نمے کنند۔ ودنیا را بزرگتر مقصود قرار دادہ اند

والبخل اعظم مقاصدھم ویمشون فی الارض مشی المرح والاعتداء

وبخل از اعظم مقاصد ایشاں است وبر زمین میروند ہمچو رفتن تکبر وتجاوز کردن ۔

فاولٰئک الذین نسوا ایّام اللّٰہ ومواعیدہ ۔ ویئسوا من یوم الصّادقین

پس ایں مردم کسانے اند کہ روزہائے خدا را ووعدہ ہائے او را فراموش کردہ اند۔ واز روز صادقین نومید شدند۔

واختاروا سبیل المفسدین ۔ لایزھدونَ فی الدنیا ویموتون للفانیات

وراہ مفسداں گرفتند ۔ وبر کمی دنیا قناعت نمے کنند وبرائے چیزہائے فانی مے میرند۔

ولا یتحلون بحلی العفۃ والتقاۃ وحسن الخلق وزرانۃ الحصاۃ ولایدخلون

وبزیور عفت وپرہیزگاری آراستہ نمے شوند۔ وبحسن خلق ودرستی عقل خود را نمی آرایند۔ ودر کارہا بدل

الامور بالقلب المزؤد۔ ویجترؤن علی محارم اللّٰہ والحدود۔ فلمّا

ترساں داخل نمے شوند ۔ وبر محرمات وحدود خدا دلیری مے نمایند ۔ پس چونکہ

زاغوا ازاغ الله قلوبهم وختم علیٰ آذانهم فصاروا من المحرومین۔ واذا

کج شدند لهذا خدا دل ایشاں را کج کرد۔ و بر گوشهائے ایشاں مُهر نهاد و پس از محروماں شدند۔ و چوں

قیل لهم امنوا بما ظهر من وعد الله۔ قالوا این ظهر وعد الله۔ وما نزل

ایشانرا گفته شود که با آنچه ظاهر شد از وعده خدا ایمان آرید میگویند کجا ظاهر شد وعده خدا و تا هنوز ابن مریم

ابن مریم وما رائینا احدًا من النازلین۔ بل انا نحن من المنتظرین۔ وهم یقرؤن

نازل نشد و نه ما کسے را فرود آینده دیدم۔ بلکه ما از منتظراں هستیم۔ و ایشاں کتاب الله

کتاب الله ثم ینسون ما قرؤا ولا یتدبرون کلم الله بل ینبذونها وراء

را میخوانند و باز همه خوانده را فراموش می کنند و در کلمات الٰهیه تدبر نمی کنند بلکه آنرا پس پشت خود می اندازند

ظهورهم وما کانوا ممعنین۔ والعجیب کل العجب انهم یقولون انا آمنا

و بنظر تامل نمے نگرند۔ و اعجب العجائب ایں امر است که ایشاں میگویند که ما بآیات الٰهی

بآیات الله ثم لا یومنون۔ ویقولون انا نتبع صحف الله ثم لا یتبعون۔ الا یقرؤن

ایمان آوردیم و باز ایمان نمی آرند۔ و میگویند که صحف الٰهی را پیروی میکنیم و باز پیروی نمی کنند۔ آیا نمی خوانند

فی الکتاب الاجلیٰ ما قال الله فی عیسیٰ اذ قال یا عیسیٰ انی متوفیك۔ وقال فلما

در قرآن شریف که چه گفت خدا درباره عیسیٰ هرگاه که گفت که اے عیسیٰ من ترا وفات دهنده ام۔ و گفت عیسیٰ هرگاه

توفیتنی۔ وما قال انی محییك۔ فمن این علم حیاة المسیح بعد موته

که مرا وفات دادی۔ و ایں نگفت که اے عیسیٰ من ترا زنده کننده ام پس از کجا حیات مسیح دانسته شد

الصریح۔ یومنون بانه لحق الاموات ثم یقولون ما مات۔ تلك کلم متهافتة

بعد ازاں که مرد۔ ایمان می آرند که عیسیٰ بگذشتگان پیوست و باز میگویند که عیسیٰ نمرده است۔ ایں کلمات از یکدگر

متناقضة۔ لا ینطق بها الا الذی ضلت حواسه وغرب عقله وقیاسه

نقیض و متناقض افتاده اند۔ ایچنیں کسے گوید که حواس او بجا نباشد و عقل و قیاس او قائم نماند۔ و طریق

وترك طریق المهتدین۔ یا اسفا علیهم انهم اتفقوا علی الضلالة جمیعًا و

هدایت یافتگان ترک کند۔ بر ایشاں افسوس که ایں مردم همگناں طریق ضلالت اختیار نمودند و در کلام

خلطوا فی الکلام تخلیطاً شنیعاً۔ فکیف نقبل قولہم الذی یخالف القرآن

آمیزشے بد کردند۔ پس ما چگونہ چنیں سخنے را قبول کنیم کہ مخالف قرآن افتادہ است۔ و

وکیف نسلّم وَہْمَہُمُ الذی لایشفی الجنان۔ انقبل خرافاتہم التی لیست

چگونہ آں وہم ایشاں را مسلّم داریم کہ دل را تشفی نمی دہد۔ آیا چہ قبول کنیم۔ آں خرافات

معہا حجۃ قاطعۃ ولا دلائل مقنعۃ واضحۃ۔ ایصدر مثل ذٰلک من

ایشاں کہ با آنہا حجتے قاطعہ نیست و نہ دلائل واضح تسکین دہند۔ آیا چنیں حرکتے ازاں کس صادر

رجل یخاف الرحمٰن ویتقی الضلالۃ والخسران الیس من بعد ہذا الدنیا

میتواند شد کہ از عقوبت خدا می ترسد و از مواضع گمراہی و زیان کاری خود را نگہ میدارد آیا چہ بعد از گزشتن

یوم الدّین۔ وہل ترون یا معشر الاشراف اَنْ نقبل امانیّہم ونعدل عن

ایں دنیا روز جزا نیست۔ و اے معشر بزرگان آیا مناسب می بینید کہ ما آرزوہائے ایشانرا قبول کنیم و از

خطۃ الانصاف او نتبع غرورہم وجہلہم وخدعہم بعد ما ارانا اللہ صراطاً

جائے انصاف درگزریم یا ما غرور و جہل و مکر ایشانرا پیروی کنیم بعد ازانکہ خدا ما را راہ راست نمود و از طریق

مستقیماً ورزقنا نہجاً قویماً وعلّمنا سُبُل العارفین۔ وکم من امورٍ اُخفیت

مستقیم روزی داد و راہ عارفاں تعلیم کرد۔ وبسیارے از حقائق چنیں ہستند کہ بر

علی النّاس حقائقہا وسترت حکمہا ودقائقہا ثم کشفت علٰی رجال آخرین

عامہ مردم پوشیدہ داشتہ شدند۔ و بر ایشاں حکمتہائے امور و باریکی آنہا مستور بماند۔ باز آں باریکی ہا بر مردم

خفایاہا وفہّمہم اللہ اضلاعہا وزوایاہا انہ یظہر علٰی غیبہٖ من یشاء و

دیگر مکشوف شدند و خدا ایشانرا از تمام اضلاع و گوشہ ہائے آں چیزہا اطلاع داد چرا کہ خدا ہر کرا خواہد بر

یفتح عین من یشاء ویجعل من یّشاء من الغافلین۔

امور غیبیہ خود مطلع مے فرماید و ہر کرا میخواہد چشم بینا می بخشد و ہر کرا میخواہد از غافلاں میدارد۔

الیس اللہ بقادر علٰی اَن یجتبی مثلی بعنایتہٖ ویعطی درایۃً من درایتہٖ

آیا خدا بریں قادر نیست کہ ہمچو منے را بعنایت خود سوئے خود کشد و از علم خود علمے بخشد۔

ولِلّٰه اسرارٌ فی انبائہٖ وحِکمٌ تحت قضائہٖ۔ وان فی اقوالہ حِکمٌ روحانیۃ

وخدا را در اخبار خود رازہا ست و در حکم ہائے خود حکمتہا ست۔ و در کلمات او آنچناں حکمتہائے روحانیہ است

تضل عندھا عقول الفلاسفۃ۔ ولا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا الّا الذی طھّرہ

کہ در آنجا عقول فلاسفہ را خود گم می کنند۔ و بر غیب خود ہیچ کس را آگہی نہ بخشد بجز کسے کہ بدست خود

بید القدرۃ۔ اءنتم تحیطون اسرارہ او تجادلونہ معترضین۔ وکم من

او را پاک کردہ باشد۔ آیا شما بر راز او احاطہ دارید یا بطور معترضاں بدو پیکار میکنید۔ و بسیار نیکوکاراں

الصّلحاء رغبوا فی ان ینظروا من انتم تنظرون۔ ویجدوا ما انتم تجدون

بودند کہ رغبت کردند کہ ببینند آنچہ شما مے بینید مگر ندیدند و رغبت کردند کہ بیابند آنچہ شما یافتہ اید مگر نیافتند

فلم یتفق حتّٰی مضوا بسبیلھم وماتوا متاسّفین۔ ثم جاء اللّٰہ بکم و

تا آنکہ براہ خود از دنیا برفتند و در حالت افسوس بمردند۔ باز خدا شما را آورد و بجائے شاں

واقامکم مقامھم فادرکتم وقتًا ما ادرکوہ وآنستم عبدًا ما آنسوہ فاشکروا

شما را قائم کرد پس شما آں وقت را یافتید کہ ایشاں نیافتند و آں بندہ را دیدید کہ ایشاں ندیدند پس آں

اللّٰہ الرحمٰن۔ الذی منّ علیکم واسبغ الاحسان۔ وخذوا نعم اللّٰہ ولا تعرضوا

خدا را شکر کنید کہ بر شما احسان کرد و احسان خود بر شما تمام کرد۔ پس بگیرید نعمت ہائے خدا را و

عن قبولھا۔ ولا تردوا نعمۃ اللّٰہ بعد نزولھا ولا تکونوا اوّل المعرضین۔ و

کنارہ مکنید۔ و منت خدا را رد نکنید بعد ازاں کہ بر شما فرود آورد و اولین اعراض کنندگاں نباشید

اتقوا یا معشر الکرام سخط اللّٰہ العزیز العلّام۔ ولا تعاندوا ولا تستعملوا

و اے معشر بزرگاں از غضب خدائے بزرگ و دانائے راز بپرہیزید۔ و معاند حق نباشید و دروغ و

البھت وسوء التمیز کالعوام وقوموا للّٰہ شاھدین۔ وانظروا ایّدکم

بے تمیزی را ہمچو عوام استعمال نکنید و برائے خدا بحیثیت شاہداں برخیزید۔ و بہ بینید ایدکم اللّٰہ

اللّٰہ نظرًا شافیا وامعنوا معانًا کافیًا بالفراسۃ الایمانیۃ والرؤیۃ الروحانیۃ

بہ نگاہ شافی و با معان کافی از روئے فراست ایمانی و رویت روحانی چرا کہ اولیاء اللہ از ہر جہت

فان اولیاء الله یُعصمون من کل زیغ ومیل - ولا یشوب معینهم غُثاء

ومیل نگه داشته مے شوند وآب رواں ایشاں را خس وخاشاک سیل نے آمیزد -

سیل وتحفظهم عین الله من طرق الضالین - اترون دلیلاً یامعشر

وچشم خدا ایشاں را از راه ہائے گمراہاں نگه میدارد - اے گروه صالحاں چه شما در دست

الصلحاء فی ایدی الاعداء لنقبلهٗ منهم من غیر الاباء ونقاد لهم فیه

مخالفاں دلیلے مے بینید تا بغیر انکارے آں دلیل را قبول کنیم وہمچو خادماں فرمانبردار

کالخدماء التابعین - فانا لا نعاند الحق اذا تجلّی - ولا نردّه من حیث اتیٰ

شویم - چراکه ما با راستی چوں ظاہر شود عناد نداریم - وآنرا رد بکنیم از ہر جا که بیاید

ونعلم ان الحکمة ضالة من تزکّی فناخذها ولا نابی - ونعوذ بالله ان

ومیدانیم که حکمت مائے گم شده از ملک پاک اندرونان ست پس میگیریم وانکار نمی کنیم وپناه بخدا

نکون من الجاهلین -

میبریم ازینکه از جاہلاں باشیم -

وقد علمتم یا معشر الاعزة ان مالك الذی کان احد من الائمة الاجلة کان

واے معشر عزیزاں شمارا معلوم است که مالک رضی الله عنه باآں ہمه جلالت شاں که در آئمه میداشت بموت

یعتقد بموت عیسیٰ - وکذالك ابن حزم المشهود علیه بالعلم والتقویٰ

عیسیٰ علیه السلام قائل بود - وہمچنیں ابن حزم رضی الله عنه باہمه علم وتقویٰ که برآں شہادتہائے علماء ربانی ست

وکذالك کثیر من الصّٰلحین - فما کنتُ بدعًا فی هٰذا وما کنت من المتفردین -

میگفت که عیسیٰ علیه السلام وفات یافته است - وہمچنیں بسیارے از صالحین بریں مذہب گزشته اند - پس من

وما جئتُ فی غیر وقتٍ - الا تعرفون وقت المجددین - الا ترون ان السّماء للرجع

اوّل آں شخص نیستم که ایں بدعتے برآورده باشد ودراں تفردے دارد - ومن بے وقت نامدم - آیا وقت مجدداں را

تهیئت - والارض لجعلت - وکانتا رتقا فالارض فتقت - ثم السماء فتحت - و

نمی دانید - آیا نمی بینید که آسماں برائے باریدن طیار شده است وزمین برائے قبول آں استعداد پیدا کرده وچشم ہائے زمین

الكلمة تمت ـ فقوموا وانظروا ان كنتم ناظرين ـ وما كان الله ان يخلف وعده

هر دو بسته بودند ـ پس زمین شگافته شد و آسمان کشاده شد ـ و وعده حق با تمام رسید ـ پس برخیزید و ببینید اگر

وانه اصدق الصادقين ـ ولله دقائق فى اسراره واستعارات فى اخباره ـ

شما بینا هستید ـ و خدا چنان نیست که خلاف وعده خود کند چراکه او از همه راست گویان راستگو تر است ـ و خدا را

ءانتم تحيطونها او تنكرون كالمستعجبين ـ وكم من افعال الله سترت

در رازهای خود باریکی هاست و در اخبار خود استعارات دارد ـ آیا چه شما احاطه آن کرده اید یا از رد تعجب

حقائقها وشوّه وجهها واخفى حدائقها ودقّقت لطائفها ودقائقها ـ حتى

انکار می کنید و بسیاری از کارهای خدا تعالیٰ است که حقائق آن پنهان داشته شد و روی شان زشت کرده شد و باغهای شان پوشیده

ضلت عندها عقول العاقلين ـ وعجز عن ادراكها فكر المتفكرين ـ وانتم

داشته شد و لطائف آن بسیار باریک کرده شد بحدیکه عقل عاقلان در آنجا گم شد ـ و از دریافت آن فکر پژوهندگان

تعلمون ان شان اقوال الله ليس متنزلا من شان افعال الله ـ بل هما من

فرو ماند ـ و شما میدانید که شان اقوال الٰہی از شان افعال الٰہی کمتر نیست ـ بلکه آن هر دو از چشمهٔ

منبع واحد واحدهما للآخر كشاهد ـ فتلك من الوصايا النافعة للطالبين

واحد بیرون می آیند و یک دیگر را بطور گواه هستند ـ پس این ذکرے که ما کردیم برائے جویندگان وصایا

ان ينظروا الى افعال الله متاملين ـ ثم يقيسوا الاقوال على الافعال متدبرين

نافع است ـ و بر ایشان لازم است که در افعال الٰہی بچشم تامل نظر کنند ـ باز اقوال را بر افعال قیاس کنند ـ

فان امعان النظر فى النظائر من اقوى مجالب العلوم واشد وطئا

چراکه نظائر را بامعان نظر دیدن چیزے ست که بدان ترقیات علم متصور ست ـ و نیز این طریق برائے فرو کوفتن آن

للاوهام التى تعصف كالسموم ـ فلاجل ذالك رأينا ان نكتب ههنا بعض

وہم ها که همچو باد سموم می وزند اثرے قوی دارد ـ پس از همین وجه مناسب دیدیم که درینجا بعض آن افعال ربوبیت

افعال الربوبية ـ الذى تحيرت فيها عقول الفلاسفة فاضاع اكثرهم الصراط

بنویسیم که در آن عقول فلاسفه را حیرتے پیش آمده است ـ پس اکثرے از ایشان گمراه شدند

وماكانوا مهتدين۔ فمنها ما يوجد تفاوق المدارج في افعال الرب الكريم والمولى

وچناں افتادند کہ ہدایت نصیب شد پس ایں کارہائے خدا تعالیٰ کہ موجب ضلالت ایشاں شدند یکے از انہا تفاوت

الرءوف الرحيم لانه خلق مخلوقه على تفاوة المراتب فجعل قوما مورد المراحم

مدارج است۔ چراکہ خدا تعالیٰ مخلوق خود را بر تفاوت مراتب پیدا کرد۔ وقومے را در دنیا مورد رحم وقومے

والاخرين محل المعاتب وما جعلهم في شانهم متحدين۔ مثلاً انكم ترون

دیگر را محل غضب گردانید۔ وہمہ دنیا را بر حالے واحد نداشت۔ مثلاً شما مے بینید کہ زنے

امرأة تموت بعلها ويتركها حاملة ضعيفة فترى حولها نكبة ومصيبة

حبلی باشد کہ شوہر او بر سرش نمی ماند ومی میرد واو را حاملہ ضعیفہ میگذارد۔ وچناں بیکس مے افتد کہ کسے آرزوہائے

لا يوحم احد وحامها ولا يحصل لها الطرفة عين مرامها ولا تجد طمراً للارتداء

بارداری او برائے او مہیا نمی کند۔ وہیچ مقصد او او را میسر نمی گردد۔ وچادر کہنہ نمی یابد کہ تا بداں سر خود بپوشد

ولا تمراً للاغتذاء بل لا يحصل لها جوب تستر بها صدرها فتقصد عاشبة و

ونہ یک دانہ خرما کہ خوراک کند۔ بلکہ بجائے پوشیدن سینہ خود سینہ بند نمے یابد۔ واز زمین گیاہ ناک دستہ گیاہے

تجعل كمجول جدرها۔ تكنب يداها من الرحى۔ والمخدمة تجرح من شوك الفلا

میگیرد وبداں سینہ خود را می پوشد۔ واز آسیا گردانیدن ہر دو دست او متورم میشوند۔ واز خارہائے بیابان

وتعيش كاماء الظالمين۔ ثم تخدج وتلد صبيا نغاشا مقموعاً اعمى ناقص الخلقة

جائے خلخال او مجروح میگردد بازیک بچہ ناقص می آورد کہ کوتاہ قد ونابینا وناقص الخلقت می باشد

بعد شدة المخاض وضيق النفس والكربة۔ فيرى الصبي من ساعة تولده

واین ہم بعد شدت درد تنگی نفس سخت بیقراری بظہور می آید۔ وآں پسر کہ زائیدہ است از وقت تولد

انواع المحن والصعوبة۔ لا يحصل خُرسة لامه النفساء ليزيد لبنها ويكفي

خود محنت ہائے انواع واقسام مے بیند۔ ومادرش را غذائے زچگان میسر نمی گردد تا شیر زیادہ گردد وبرائے

للاغتذاء فيمص ثديها ثم يترك قبل الحساء۔ ولما بلغ اشده وبلغ الحلم

خوراک بچہ کافی باشد۔ پس پستانش را می مکد وپیشتر زانکہ شکمش سیر شود باز می ایستد۔ وچوں بلوغ را میرسد

التام واکمل الایام - یدخل فی الغلمان والخدام ویستخدمہ شکس زعرور من

دیواں می گردد و روزہائے خورد سالی را باتمام میرساند در نوکراں و چاکراں داخل کردہ میشود - وشخصے

اللئام - او یوخذ قبل البلوغ ویباع کالانعام - ثم یحمل متاعب الخدمۃ

نہایت بدخو شریر النفس او را خدمتگار خود میگرداند - یا قبل از بلوغ ہمچو چارپایاں فروختہ میشود - باز تکالیف

مع شوائب الوحدۃ - وقد یُلجأ ھصفر الیدالی کافر ممّاد لطلب سداد فیاتیہ

خدمت را باکدورتہائے تنہائی می بردارد - وگاہے تہیدستی او بسوئے کافرے سرکش میکشد تا قوت خود حاصل

کسجّاد - ولوکان ابا فرعون وشدّاد - فیدخل فی خدمۃ کالعبید من العون

کند - پس ہمچو سجدہ کنندگان پیش او می آید - اگرچہ او پدر فرعون و شداد باشد - پس ہمچو غلامان در خادمان او

المبید - درہما یسبّہ مولاہ ویضربہ - او یدیر علیہ عصاہ فیجنبہ - ویواخذہ

داخل میشود - وایں ہمہ باعث درویشے کہ ہلاک کنندہ می باشد پیش می آید - وبسیار اوقات آقائے او

علی انہ لم غاب لطرفۃ عین اوفرّ - وھو اذ ذاک صبیّ ابلہ لایعلم الخیر

او را میزند - وعصائے خود بار بار بر و فرومی آرد - بحدیکہ استخوانہائے پہلوی او را می شکند - واو را سخت میگیرد کہ

ولا الشر - ویقال مثلا اخت فی التفیۃ - فان لم یحسن الفعل فیلطمون

چرا یکدم از پیش او غائب شد و بگریخت - حالانکہ او دراں زمانہ طفلی سادہ لوح است کہ نیک و بد را نمی شناسد

اویتھرّون علی الخطیّۃ - ولا یرضون بان یاکل - واکلہ یُغضب المحفل

و او را مثلاً میگویند کہ زیر دیگدان اُپلہ نہہ - وچوں ایں کار را نیکو نکند پس بر روئے او طمانچہ مے زنند یا از یں خطا

ولواکل ادنی الطعام وطھفل - ویفتّشون النطف - ولا یوجد من عطف فیلقی

بعصا او را مجروح مے کنند و راضی نمے شوند کہ چیزے بخورد و خوردن او مردمان محفل را در غضب مے آرد

من کل جھۃ الترح والبرح ولا تلقی الفرح - نقد یُغضوب علی سحق الابازیر علی المداک

اگرچہ ادنی طعام بخورد - واگرچہ بر ارزان ہمیشہ کفایت کند - و نخواہد کہ مدت العمر بجز نان ارزاں چیزے دیگر خورد

وقد یلطم علی مکث فی الاستتاک - یؤتونہ ماخلف من کدادۃ المطعومات

و ہر دم در عیب گیری او مشغول میباشند - وکسے نمی باشد کہ برو مہربانی کند پس از ہر سو غم و

وبلغ الی الالیهات اویترکونه جائعًا کالصائمین ۔ یشرب من بالوعةٍ

تکلیف را مے یابد۔ وروئے شادی نمے بیند ۔ وگاہے او را بر سائیدن مصالحہ طعام میزنند چوں برسنگ خوب

یجتنبها الدواب ۔ ویاکل من متابسات یانف منها الکلاب ۔ اذا اجدب

نساید۔ وگاہے او را ازیں سبب زدوکوب میکنند کہ ازاربند را درازار بتوقفے انداختہ است ۔ واو را طعامے

الملك فهو اول الاغراض ۔ واذا نزل وباءٌ فهو مورد الامراض ۔ واذا

می دہند کہ در دیگہا چسپاں میماند سوختہ ومتعفن شدہ وفاسد گشتہ ۔ وہمچنیں فاسد شدہ گوشت او را بخوردن

یُداء الاطفال فهو کعصفٍ ماکول ۔ واذا ابدؤا فهو بقی کمخدول ۔ لایقدر

میدہند ۔ یا او را ہمچو روزہ دار تہی شکم میگذارند ۔ وازاں جائے دست وروشستن آب مینوشد کہ چارپایاں نیز ہم ازاں

علی اکل العضاض ۔ واذا جُرِحَ ۔ فلا یظهر اریکة الجُرح ۔ ولا یظهر لحم

پرہیز میکنند ۔ وآں اشیاء متعفنہ میخورد کہ سگاں ہم ازاں نفرت میدارند ۔ چوں در ملک قحط می اُفتد

صحیح بعد القرح ۔ وقد یومر لکسح الکناسة ۔ اولغسل الکاسة ۔ فیُضرب

پس او اوّل نشانہ قحط میگردد ۔ وچوں وبا فرو می آید پس او اوّل شخصے باشد کہ مورد امراض می شود ۔

علی خطاءٍ قلیل من الخباثة ۔ وقد یجعل حمولة لاحمال ۔ فلا تبکی علیه

وچوں طفلاں بمرض چیچک مبتلا شوند پس او از چیچک ہمچو گیاہے میگردد کہ از خوردن باز ماندہ وپامال شدہ باشد

عین بدمع همال بل یحمل مرارًا اثقالا یجری دمه کالعائف ۔ ویعدونه

وچوں طفلاں بعد از سقوط دنداں بار دوم دندان برآورند او ہمچو ناکامے میماند ونتواند کہ چیزہا خورد

علی ارض دمثةٍ کالمهر تحت الرایف ۔ وقد یجعل کالوجناء ویرکب علیه

کہ از دندان تواند خورد ۔ وچوں اتفاقًا مجروح شود پس زخم او پُر نمے شود بعد از زخم گوشتے تندرست بیروں

وقد یجهد للخدمة واللیل یتصبصب اویجثم امام عینیه ۔ وقد یومر

نمی آید ۔ وگاہے او را برائے صاف کردن خس وخاشاک یا برائے شوئیدن پیالہ میفرمایند ۔ پس بخطائے اندک

لشق الحطب حتی تمجل یداه ۔ وتتخاذل رجلاه ۔ ثم یؤتی الخبز قفارًا

میزنند ۔ وگاہے او را اسپ باربرداری مے کنند ۔ پس ہیچ چشمے بر وے نمے گریند وہیچ اشکے رواں نمے گردد

فتبكي عيناه. ياكل جبيزاً وينفر خفيزاً - وقد يُضرب ضرباً شديداً. فلا يجنأ

بارہا بر سرش می نهند پس ہمچو زن حائض خون او رواں میگردد - و او را بر زمینے کہ پا در و فرو رود مے دوانند، ہمچو

عليه احد - بل يجفا قد غضبهم فيه وسونه بغضهم - وهو يشكو كثيراً فما ينجع قوله

کرہ اسپ کہ زیر چابک سوار مے باشد - وگاہے ہمچو ناقہ بر او سوار میشوند - وگاہے شب در خدمت میدارند - پس

في قلب - بل يُقد شداته دعابة ويخسئون ككلب - ويطير نفسه شعاعاً من

شب را ویا نصف آں از چشماں او میگذرد - وگاہے برائے شگافتن ہیزم مامور میشود تا آنکہ دستہائے او متورم

كل طبع صلب - لا يحبه شقيق ولا الاخيافي - ويظنون انه ثالثة الاثافي

میشوند - و پائے ہا سُست می افتند - باز نانے خشک پیش او می آمند - پس ہر دو چشم او میگریند - وگاہے بضرب

اذا اصا فارجلا فما احبّ - واذا زرع فما احبّ - وان احبّ فما البّ - او بُردت

شدید او را میزنند پس ہیچکس بر وی نمی افتد تا او را از زدو کوب نگہدارد - بلکہ کلک غضب ایشاں بجوش می آید پس بقہر آں بیچارہ

ارضه او اجبأ زرعه ثم بالجوع تبّ - و اذا تخبّش مالاً من الاموال فيهيج

را زیر پا میکوبند - و او بسیار شکایتها میکند لیکن در ہیچ دلے سخنش نے گیرد بلکہ کنج دہن امرا باستہزا می شگافند - و ہمچو

عليها زوبعة الزوال ثم ياخذه نوجة الحسرة ودجم انبال - واذا شكى فحماده

سنگ او را از پیش میرانند پس از طبیعت ہائے سخت جوس او بختی شوہمنہ اور آں برادر دوست دارد کہ از مادر و پدر برادر او باشد

ان يضحك عليه ويعزى الى الجهل والجاهلين

ونہ آں برادرے کہ صرف از طرف مادر برادر او گردید - و گماں می کنند کہ او مرد بد امت - چوں یکے محبتے کند پس او محبت

وانفد عمره غرباً حتى اشتعل راسه شيباً - واذا تزوّج فزوجَ بمجالعة مفسدة

پیش نمی آید - و چوں کشتے بکارد درکشت او دانہ نمی افتد - و اگر دانہ افتاد پس از مغز خالی میماند - یا بر زمین او ژالہ

ناشزة - كريه المنظر مسنون الوجه ونافرة - فينفد عمره في نائبات الدهر و محت

بار دیا کشت خود را بحالت خامی میفروشد باز بگرسنگی بمیرد - و چوں ازیں سود از اں سودا ماے فراہم می آرد پس بر آں مال گرد باد ہستی

انياب النكد - وربما يريد ان ينتهر لقلة ذات اليد - ويرى نفسه في

برمی خیزد - باز او را گرد باد حسرت میگیرد و درد دل می آزارد - و چوں شکوہ کند پس آخری نتیجہ شکوہ ایں می باشد کہ مردم بر وی می خندیدند

فلاة عوراءَ - لا شجرة فيها ولا غذاء - وكذالك يعيش انما غمرات في آلآمٍ

بجاہلیت منسوب کردہ میشود - و خرج کرد عمر خود را در حالت بیزنی تا آنکہ سر او سفید شد از پیری - و چوں زن کرد پس بزنے

دیم من كل عامٍ - فتارة يرمد وتارة يطحل او يوخذ في زكامٍ - وقد يعتريه مرض

عقدش بستہ شد کہ بیحیا و فساد انگیز و نافرمان بود - و با ایں ہمہ بدشکل دراز رو و نفرت کنندہ - پس ایں شخص عمر خود را

فيمتد مداه حتى تعرقه مداه - وبالآخر ينزع عنه ثوب المحيا - ويسلم

در حوادث زمانہ و زیر دنداں رنج میگزارد - و بسا اوقات ارادہ میکند کہ بوجہ تنگدستی خود را کشد - و خویشتن را در بیابانے

الى ابي يحيٰى -

مے بیند کہ نہ آب ست دراں و نہ درخت و نہ غذا - و ہمچنیں بحالت مصیبت کشی در دردہائے خود میگزارد - و ہر سالے بیمار میشود

فالآن فكر ثم فكر ثم تذكر سنن الله في العٰلمين - اليست في افعال الله معضلاتٌ

چنیں گاہے چشم او درد میکند - و گاہے عارضہ طحال میگردد و وقتے در زکام مبتلا میشود - و گاہے چناں مرضے لاحقش میگردد

لا تُدرٰى - واسرارٌ لا تحصٰى - فقس ايها المسكين اقوال الله على افعاله - ولا

کہ طول می انجامد تا آنکہ از کاردہائے آں استخوانش می برآید - و انجام کار جامہ حیات از و میکشد و بسوئے مرگ او را می سپارد

تعجب لمعضلاتِ انباء الله وعضاله - ولا تعجل في امر مجدِدٍ وصدق مقالهٖ

پس اکنوں فکر کن باز فکر کن و باز یاد کن سنتہائے خدا را در جہانیاں - آیا چہ در کارہائے خدا چناں پیچیدہ امور نیستند کہ از

ولا تقل اني ما رأيتُ علاماتٍ اُخبرتُ عنها - وما شهدت اماراتٍ بلغني

فہم بالاتر ہستند - و آیا چناں رازہا نیست کہ شمار کردہ نمی شوند - پس اے مسکین اقوال خدا را بر افعال خدا قیاس

انباءها - فان الله قد اتم كلماته كلها - واظهر علاماته جميعها - ولكن عُمّيت

کن و از پیچیدگیہائے پیشگوئی خدا تعجب مکن و بر دقیقہ ہائے او شگفت مدار - و در امر مجدد و صدق مقال او شتاب مکن

عليك حقيقة اقوال الله - كما عميت عليك حقيقة افعال الله -

مگو و ایں مگو کہ من آں نشانہا ندیدم کہ از آنہا آگاہی دادہ بودند و نہ آں آثار دشاہد کردم کہ مرا رسیدند چرا کہ

وكم من انباءٍ تكسىٰ وجودها بالاستعارات ولطائف الايماء - وتنكّر

خدائے عزوجل ہمہ سخنہائے خود را بانجام رسانید و ہمہ نشانہائے خود را بظہور آورد - مگر بر تو حقیقت اقوال الہی پوشیدہ

اشخاصها عند اتمام الوعد والایفاء - ویدقّ معانیها من حضرة الکبریاء - بما

ماند چنانکه حقیقت افعال الٰہی پوشیدہ ماند - و بسیار از پیشگوئیہا ہستند کہ وجود آنہا باستعارات و لطائف اشارات

یراد انواع الابتلاء - الاتری الی رؤیا الناس - کیف تتراٰی فی انواع اللباس

متلبس کردہ میشود - وقت ظہور آنہا قالب آنہا را ہیچو مردم ناشناختہ ظاہر کردہ میشود - و معانی آنہا را

وکیف یخفی مفہومہا فلا یتجلی حقیقتہا الا علی الاکیاس - الذین یُعلّمون العلم

از حضرت کبریا سبحانہ باریک کردہ میشود - چراکہ خدا تعالیٰ در آنہا امتحان بندگان خود ارادہ میفرماید - آیا بسوئے

من ربہم ولا ینطقون بالقیاس - فاین تذہب من سنن ربّ العالمین

آن خوابہا نگہ نمی کنی کہ مردم می بینند - کہ چگونہ در انواع و اقسام لباس ظاہر میشوند و چگونہ مفہوم آنہا از نگاہ عوام مخفی

واذا قیل لک فی الرّؤیا ان ابنک المیّت سیعود و یرجع الیک - فلا

میماند - و صرف بر دانایان منکشف میشود - یعنی آن دانایان کہ از جانب خدا تعالیٰ علم می یابند - و صرف

تحملہا قط علی الحقیقۃ انت ومن لدیک - ولا تمدّ الی قبرہ عینیک - ولا

از روئے قیاس لب نمی کشایند - پس از سنتہائے خدا تعالیٰ کجا میروی - و ہرگاہ کہ ترا در خواب گفتہ شود کہ آن پسر تو کہ

تحفر لحدہ طمعًا فی حیاتہ - ولا تجادل الناس فی رجوعہ بعد مماتہ - بل

مردہ بود بازمی آید و عنقریب باز بسوئے تو واپس خواہد آمد - پس آن خواب را ہرگز بر حقیقت حمل نمی کنی و

تؤوّل الرّؤیا و تقول انّ ابنًا مثلہ یولد لی فکانہ ہو یئول - فانّی تقلب فی

چشمان خود سوئے گور پسر خود دراز نمی کنی و قبر او را بدین امید نمی کنی کہ پسر تو ازان زندہ بیرون خواہد آمد و با مردم

امر عیسٰی - تلک اذًا قسمۃ ضیزیٰ - وکل من اللّٰہ الاعلیٰ - فلا تجعل کالذین

دربارہ باز آمدن او بعد از مُردن جنگ نمی کنی - بلکہ خواب خود را تاویل میکنی و میگوئی کہ مراد از زندہ شدن پسر آن ست کہ خدا

ہلکوا من قبلک وضلّوا واضلّوا لمثلک -

پسر دیگر مانند او مرا خواہد داد پس گویا ہمان خواہد آمد - پس دربارہ عیسٰی علیہ السلام چہ گردشے بر عقل تو می آید کہ آنجا این اصول

وقد علمت انّ القوم جہدوا جُہدہم لیضیّعوا امر ی ویفرّقوا تفریقًا - فلو کان

از دست میدہی کہ آنچہ در غیر عیسٰی تاویل کنی در عیسٰی روا نہ داری - این قسمت مبنی بر انصاف نیست حالانکہ ہر دو امر از خدا تعالیٰ است پس مثل

من عند غیر اللّٰہ لمزّقوہ تمزیقا۔ ولیجعلونا کالمعدومین الفانین۔ انہم مکروا کلّ

کسانیکہ شمارا ہلاک کنند از تو ہلاک شدند و گمراہ شدند۔ و امثال ترا گمراہ کردند۔ و تو میدانی کہ قوم ما چہ کوششہا

مکر وہیجوا عشائر۔ وتربصوا علینا الدوائر۔ فدیسوا تحت دوائر السوء مخذولین

کردند کہ تا کار مرا برباد کنند۔ و جماعت مرا متفرق سازند پس این کار اگر بجز خدا از طرف دیگرے بودے ہر آئینہ طاقت می یافتند

واعظم اللّٰہ شاننا۔ واعلیٰ برھاننا۔ وسوّد وجوہ الحاسدین۔ وقال فرعونہم

کہ این ہمہ سلسلہ را پارہ پارہ کنند و ما را بزاویہ عدم رسانند ایشان از ہر گونہ فکرہا کردند و قبائل را انگیختند و انتظار کردند

ذرونی اقتل موسیٰ۔ انی انا الذی رفعہ۔ وانی انا الذی سیحطّہ۔ ویلقیہ

کہ برما گردشہا بیایند پس خود زیر گردشہائے رنج کوفتہ شدند۔ و خدا شان ما را بزرگ کرد و برہان ما را بلند نمود و روئے حاسدان

فی جبّ المہانین۔ وقال ربّی انّی مہین من اراد اہانتک۔ ومعین من اراد

سیاہ گردانید۔ و آنکہ فرعون ایشان ست او گفت کہ بگذارید مرا تا موسیٰ را قتل کنم منم آن مردے کہ او را بلند کردہ بود و منم

اعانتک۔ فاذاقہ ربّی طعم نخوتہ الکبریٰ۔ وجعل مکانتہ ہی السفلیٰ۔ انّ

آن مردے کہ باز او را در چاہ ذلت خواہم انداخت۔ و خدائے من گفت کہ من آنکس را ذلیل خواہم کرد کہ ارادہ ذلت تو کند۔ من آنکس را

اللّٰہ لا یحبّ المستکبرین۔ وتری الناس کیف یردون الینا۔ وکیف یمنّ ربّنا

مدد خواہم داد کہ ارادہ امداد تو کند پس خدائے من او را ذائقہ تکبر او چشانید۔ و جائے او را در مقام پائین نہاد۔ چراکہ او متکبران

علینا۔ وکیف یأتی اللّٰہ ارضہ ینقصہا من اطرافہا۔ وکیف یأتینا خیار الناس

را دوست نمی دارد۔ و می بینی کہ چگونہ مردم بسوئے ما واپس کردہ می شوند۔ و چگونہ خدائے ما برما احسان می کند۔ و چگونہ

من اقطارہا واکنافہا۔ ذالک من فضل اللّٰہ۔ لیری الناس ان اعداءنا

خدا سوئے زمین توجہ نمود و ابتدا از اطراف آن کردہ۔ و چگونہ مردمان نیک از اطراف زمین سوئے ما می آیند۔ و این ہمہ

کانوا کاذبین۔ انّہ یعزّ من یشاء۔ ویرفع من یشاء۔ لا رادّ لفضلہ۔ الا ان

از فضل خدا تعالیٰ ہست۔ تا بر مردمان ظاہر کند کہ دشمنان ما دروغگو بودند۔ او ہر کرا خواہد عزت میدہد۔ و ہر کرا خواہد

الحق علا۔ وتعسًا للقوم الکائدین المزاحمین۔

بلندی بخشد۔ ہیچکس نیست کہ فضل او را رد تواند کرد۔ خبردار باش کہ حق غالب شد۔ و آنان ہلاک شدند کہ بما مزاحمت و انواع مکر

وانظر الی آثار سنن اللّٰہ فی افعالہ - اتفہم معضلاتہا او تحیط حِکَم کمالہ -
استعمال کردند - وآں نشانہائے سنت خدا کہ درکارہائے او مشہود اند ملاحظہ کن - آیا پیچیدگیہا آنرا مے فہمی یا بر
فمالک لا تہتدی من طرز افعالہ - الیٰ طرز اقوالہ - وتختار سُبُل الغاوین
حکمتہائے آنہا احاطہ توانی کرد - پس چہ پیش آمد ترا کہ از طرز افعال خدا طرز اقوال خدا را یقین نمی کنی وراہ گمراہاں
اما تریٰ ان عبداً قد یبتلی بالنائبات - ولا یُدری من ظاہر سمتہ انہ من
اختیار میکنی - آیا نمی بینی کہ گاہے بندہ در حوادث مبتلا مے شود - واز ظاہر روش او معلوم نمی شود
الفاسقین والفاسقات - فالآفات تنزّل علیہ کالعوائر - او کالسہم
کہ او از بدکاراں ست - پس آفتہا ہمچو ملخ بر و نازل می شوند - یا مانند تیرے کہ انداز ندہ آں
الحائر ویتیہ کالمستہام الحائر - وکان فی وقتٍ یملک المال لنفیس والآن
معلوم نیست ودر وقتے مالے نفیس را مالک بود - واکنوں از
یعدّ من عصبۃ مفالیس حتّٰی یبدو بادی اللبانۃ بالی الکسوۃ - وکان
گروہ مفلساں شمار مے شود - تا آنکہ بیداہت آشکارا مے شود کہ حاجتمند ست کہنہ جامہ - و پیش
یقول انا اکثر مالاً وولدا - واعطیت التنعم وَالمَلَد - وکان یقول انّی مِن
زیں میگفت کہ من بکثرت مال واولاد میدارم - ومرا نعمتہا و اقبال تاباں دادہ اند - و میگفت کہ من از
الصّالحین - وجیش وشیحان وفاتک وامین - وکان یدّعی انّ لہ دخل
مردماں نیکو ہستم - مستقل ارادہ بیدار طبع و امینم - و دعویٰ میکرد کہ مرا در حدیث و قرآن کریم
عظیم فی الحدیث والقرآن - وانہ جمع فی نفسہ انواع العرفان - فاتی امر اللّٰہ
دخلے عظیم ست - و انواع معرفت در نفس خود جمع میدارم - پس قضا و قدر
وقضاءہ - ونزل علیہ بلاءہ - فذہب بسمعہ وابصارہ - وختم علی قلبہ
خدا و بلاء او نازل شد - وگوش وچشمان اورا ربود ، وبردل او مہر نہاد
وجعلہ اوّل الجاہلین -
و اورا صدر نشین جاہلاں کرد -

فاشتهر بحمق فاضح وجهل واضح - واُخرج من الجنة التی کان فیها کالمکرمین

پس او بحمق رسوا کنندہ وجہالتے مشہور شد کہ دراں ہیچ خفائے نیست - وازاں بہشت بیروں کردہ شد کہ ہمچو

فصارت له السفاهة والذلة - والجهل والنکبة - کالمواریث المعیّنة

عزت یابندگان دراں داخل بود - پس بے خردی و ذلت وجہالت و بدبختی مثل مال موروثی او را شد کہ

والحصص المفروضة المسلّمة - وسقط من سماء العروج کالملعونین

بحصہ کشی در حصہ او آمد پس از آسمان بلندی ہمچو ملعوناں فرو افتاد -

ویعلم الناس ان مصیبته جلّت - ونوائبه عظمت - ثم یمرّون

ومردم میدانند کہ مصیبت او بزرگ است - وحادثہ او بزرگ است - باز استہزاء

به مستهزئین - وهو یدبّر ولا یقدر علی ان یفرّ من قدر الله ذی الجلال

مے کنند و او تدبیرے کند و باز تقدیر الٰہی نتواند گریخت .

ولو فرّ علی الحقة الآطال - وربما یتبصّر کالجذع ویقدم کالقارح - فیجیٔ

اگرچہ براسپاں باریک کمر بگریزد - وبسا اوقات ہمچو اسپ دو سالہ زیرکیہا می نمایدم ہمچو اسپ چہاں کامل العمر

قدر الله ویطرحه کالصبیّ فی البارح - فیرتعد کل وقت کالیراع - ویتحرک

پیشقدمی مے کند پس تقدیر خدا مے آید و او را درہوائے گرم ہمچو طفلے می اندازد - پس ہر وقت ہمچو بزدلے میلرزد

کالیراع - ویفکر ازید من القدر اللازم - ثم لا ینجو من الهمّ الهاذم ویبقی

وہمچو سبزہ گیاہے حرکت می کند - و زیادہ از قدر لازم فکر می کند - باز از غم پارہ پارہ کنندہ نجات نمی یابد - وہمچو

کالخائبین - ثم یبدو له ان یقطع المسافة النائیة لیعالج الآلام

نومیداں میماند - باز در دلش مے افتد کہ سفر دور دراز کند - تا تکالیف قضاء و قدر را علاج

القضائیة ویکون من الفائزین .

تواند کرد - و از مراد یاباں گردد .

فیقال مثلاً انّ امیر کابل - یربّی العلماء ویشابه الوابل - فیفرح فرحًا

پس مثلاً او را سگویند کہ امیر کابل پرورش علماء می کند - وہمچو باراں بزرگ ست پس ایں شخص بشنیدن

شديداً كالسكران - ويقصد كابل مع بعض الاخوان - ليوطنوا منه جناب

این سخن همچو مستان شادان و فرحان میگردد - و با چند رفیقان خود قصد کابل میکند - تا که او را در بلند مرتبه جا دهند

ويمطر دراهم كسحاب - وهو يجعل ابنه الذي هو سرّه رفيق عادته - خوفاً

و همچو ابر روپیه ها بباراند - و او پسر خود را که راز طبیعت اوست رفیق آمادگی خود میکند - ازین اندیشه

من ارتداده - ولم تزل تعالى عينه السّرى - وتحاصى الكرى - فيصل

که پس از رفتن او مرتد نشود - و همیشه چشم او شب روی را می بیند - و خواب را ترک میکند - پس بمشقت نفس

كابل بشق النفس وجهد المهجة - بعد مكابدة انواع الصعوبة - ويلقى بعض

و کوشش جان تا بشهر کابل میرسد - و بعد برداشتن مصیبت هائے گوناگون دراں شهر می آید - و به بعض

العملة - ويصافي بالنفاق والمداهنة - ويخفى مذهبه خوفاً من الحرمان

عمله امیر ملاقات میکند - و از روئے نفاق و مداهنه دوستی ظاهر می نماید - و مذهب ترک تقلید خود را از اندیشه

او الهوان من ايدي عبد الرحمن -

محرومی از انعام مخفی میدارد - یا ازین اندیشه که امیر عبد الرحمن او را در شکنجه ذلت بکشد -

وكذالك تسوّل له النفس من عسر المعيشة فيسجد تواضعاً لكل ذوي

و همچنین نفس او بباعث تنگی معیشت این کارها برائے او می آراید - پس برنیت تواضع هر توانگرے را

الثروة - ويخرّ امام اركان الحكومة وحينئذٍ يصدق فيه ما قيل في

سجده میکند - و پیش هر رکن حکومت بزمین مے افتد - و درین وقت برو آں مثال صادق

اهل التزوير - بئس الفقير على باب الامير - فالحاصل انه يصدع

مے آید که بدترین فقراء آں هست که بر در امیر باشد - پس حاصل کلام این ست

عملة الامير بالمحبّة - ويتبجّح بالصّحبة - ويزجي اقدامه الى قصر الامير غربة

که او با عمله امیر بمحبت می آمیزد - و در صحبت شاں کشاده دلی ظاهر میکند - و پاهائے خود را تا محل امیر می ساید

فلا يقول له احدٌ اركب مطيّةً - او تسلّم عطيّة - ويسئل الحافًا كالشحاذين

تا اظهار غربت کند - پس ہیچکس نے گوید کہ سوار شو یا چیزے از عطیہ بگیر - و ہمچو گدایان باصرار سوال مے کند

وينكّر شخصه ويلفّع وجهه - لئلا يوخذ كالمجرمين - ويكون لهم الموع من

خویشتن را بہیئت ناشناسان ظاہر میکند و روئے خود می پوشد تاکہ ہمچو مجرمان گرفتار نگردد - و ایشان را از کفش ایشان

حذائهم وافنٰى فيهم من غذائهم - ويسلّم عليهم تحية الخادمين - ثمّ

زیادہ تر فرمانبردار میشود - و از غذائے ایشان زیادہ تر در ایشان فنا میگردد - و بر ایشان بران طور سلام میکند

يقودونه الى حضرة الامير - ويذهبون به كالاسير - فيخرّ امامه كالساجدين

کہ خدمتگاران و چاکران می کنند - باز او را بسوئے درگاہ امیر میکشند - و ہمچو اسیرے می برند پس پیش او مثل

ويثني عليه قائلًا يا ايها الامير الاكرم - والسّلطان الاعظم - مسّني و

سجدہ کنندگان می افتد - و برو بدین طرز ثنا میگوید - کہ اے امیر بزرگتر و پادشاہ کلان تر - مرا و عیال مرا

اهلي ضرّ - وبعمرك انّ عيشي مرّ - وجئتك من ديار بعيدة - بمصائب

فقر و فاقہ رسیدہ است - و قسم بزندگانی تو کہ زندگی من تلخ است - و از ملک دور دراز بجد محنت رسیدم

شديدة - فتصدّق عليّ ان الله يجزي المتصدّقين -

و درین سفر مصیبتہا کشیدم - پس بر من صدقہ کن کہ خدا صدقہ کنندگان را دوست مے دارد -

ويخاطبه الامير بلسانٍ ذلق - ولا يريه رائحة من ملق - ويقول اجلس ويتكلم

پس امیر او را بزبان تند مخاطب میکند - و بوئے از نرمی او را نمی نماید - و میگوید بنشین و بصورت

به غضبان - فيظن المسكين انّ اجله قد حان - فهنالك لا يبقى ايمانه

غضبناک با او مکالمہ میکند - پس این مسکین گمان می کند کہ وقت مُردن او در رسید - پس درین وقت ایمان او

بالالطاف الرحمانية - ويكاد يخرج بوله من الهيبة السلطانية - وكذالك يخزي

بر الطاف رحمانیہ نمی ماند - و نزدیک میگردد کہ پیشاب او از ہیبت سلطانیہ بیرون آید - و ہمچنین

الله عبدة المخلوقين۔ ثم يخرج من بيت الامير۔ ويستيقن الامير۔ انه احد

خدا بندہ پرستان را ذلیل میکند باز آں شخص از خانہ امیر بیروں کردہ میشود۔ وامیر را یقین میشود کہ او

من اهل التزوير۔ فلا يؤوى اليه كرجال متقين۔ واما ذالك المغرور الجهول۔

یکے از دروغ آرایاں ست۔ پس ہمچو پرہیزگاراں نزد او جائے یابد۔ مگر آں مغرور و نادان

والسفية المخذول۔ فيظن ان العطايا العظام ستسلم اليه۔ ويكرمه

و ابلہ و گمنام۔ گمان مے کند کہ عنقریب عطیہ ہائے بزرگ سپرد او خواہد کرد۔ وامیر اعزاز او

الامير ويكون له مكانة لديه۔ اويدخل فى المقربين۔ فبينما هو فى نسج

خواہد کرد۔ و اورا نزد او مرتبہ خواہد بود۔ و اورا در مقربان خود داخل خواہد کرد۔ پس او ہنوز در بافتن

هذه التخيلات۔ وتغيير اللباس كالصائد والصائدات۔ يطلع بعض

ہمیں خیالہا مے باشد۔ و ہمچو شکاریاں در تبدیل لباس مشغولیہا دارد ۔ کہ بعض دانایاں بر کینہ

المتوسمين على شقاقه۔ ويخبرون عن فطرته وطريق نفاقه۔ فيفاجئه داء

مخفی او مطلع میشوند۔ واز فطرت و طریق نفاق او خبر مے یابند۔ پس اورا بیماری خوف ناگاہ

الاشفاق۔ ولا يسرى الوسن الى الاماق۔ ويظن انه من المقتولين۔ ويوجس

مے گیرد وخواب از چشماں او مے رود ۔ وگمان میکند کہ عنقریب از کشتگان ست ۔ و در

فى نفسه خيفة على خيفة۔ بما يرى رعب الامير وطريق عقوبته۔ فتكاد تزهق

دل خود خوف بر خوف مے کند۔ چراکہ بچشم خود رعب امیر و طریق سزائے اورا مے بیند۔ پس نزدیک

نفسه ويسقط كجيفة۔ اويغمى عليه كالمفسدين الخائفين۔ فيفر ويرتحل

است کہ جان او بیروں آید و مثل مُردارے بیفتد۔ یا اورا مانند مفسداں ترسندہ غشی افتد پس میگریزد و با

بالمدلجين المجدين۔ ويحسب حياته صلة من امير المسلمين۔ لويعطى له

شب روندگان سرگرم کوچ میکند۔ و زندگی خود را انعامے از امیرے انگارد۔ یا اندکے از انعام

قليل انعامه - فلا يقلّ به شئ من اصرامه ولا تفيده سجداته ولا جهد املحامه -

ادمی یابد پس بداں اندک چیزے از درویشئے او کم نمی شود - وا ورا سجدہ او فائدہ نمی دہد و نہ کوشش

بل يعرف انه ليس اهل الكرامه فلا يظلمه الامير النحرير - بل هو يظلم نفسه فلا ينفعه

برپا استادن او مفید افتد - بلکہ ایں ثابت میشود کہ او برائے اکرام امیر اہلیتے ندارد - پس امیر دانا ہیچ ظلمے

البحر ولا الغدير - فيقصد داره مخذولا وملوما ومريضا محموما - ويظهر انه رجع

بروے نمی کند بلکہ او خود ظالم نفس خود می باشد - پس او را نہ دریا نفع بخشد نہ غدیر سود مند آید - پس تنہا نہ خود اقصد

فائزا مقبولا مع انه ردّ في الحافرة - ورجع بالكرة الخاسرة - ولكن يستر امره

مے کند بحالت گمنامی و ملامت زدگی و بیماری - و ظاہر میکند کہ او در حالت کامیابی واپس آمدہ است - باوجودیکہ

خوفا من اللاعنين - وكذالك ينفد عمره كالمصابين -

او ہمچناں کہ رفتہ بود تہیدست می آید - مگر خوف لعنت کنندگان امر خود را می پوشد - ہمچنیں عمر خود را در مصیبتہا

ثم يرجع من تلك البلدان - ويصبر مليا من الزمان - وبعد برهة يقصد

میگذراند - باز ازیں دیارہا مے گردد - ولختے از زمانہ صبر مے کند و پس از مدتے قصد ملاقات

اناسا آخرين - فلا يرى وجه خير من جناب - ويتردد من باب الى باب - و

مردمان آخر میکند - لیکن از ہیچ درگاہے روے نیکی نے بیند واز درے سوئے درے میرود - وہمچو

يخسأ ككلاب - وتترامى به مرامي الافلاس - الى فلوات الهوان والانتكاس

سگاں راندہ میشود - و افلاس و تہیدستی او را سوئے بیابانہائے ذلت و سرنگونی مے اندازد -

ويجلاء من ارض الى ارض - ويكابد محن السفر لعرض حتى يصير ابن كل

و از زمینے سوئے زمینے جلا وطن میکند - و برائے متاعے محنتہائے سفر میکشد تا آنکہ ہر خاک را ہمچو پسرے

تربة - واخا كل غربة - يقطع كل واد - ويشهد كل ناد - ثم يرجع بجرد

میگردد - و ہر غربت را ہمچو برادر میشود - ہر بیابانے را قطع مے نماید - و ہر مجلسے را حاضر میشود - باز بہ تن برہنہ و روئے

ووجه كرمادٍ - ومرض جلاد كالخائبين - لا يرىٰ يومًا مسليا عن الاشجان

ہمچو خاکستر - ومرض مہلک واپس مے آید - آں روزے را نبیند کہ از غمہا دور کنندہ باشد

ولا قومًا مواسين كالاعوان - ولا ياتيه الحمام - لينقطع الآلام - فيلعن بخته

وآں قومے را نمی بیند کہ معاون وغمخوار باشند - واو را مرگ نیز نیاید تا ہمہ دردہا منقطع شوند - پس ہمچو زیاں کاراں

كالملعونين وكذالك يعيش بشنشنة الشحاذين في السائلين الحافًا والمعترين

بر طالع خود لعنت میفرستد - وہمچنیں بسیرت گدایاں مے زید - وہمچو آں سائلاں ومحتاجاں کہ در پئے شدہ

ياكله الافلاس - ويدوسه الانتكاس حتى يذهب عقله ويختل الحواس و

چیزے میگیرند عمر بسر میکند - تہیدستی او را میکشد - ونگونساری او را بپا میکوبد - تا بجائے کہ عقل او خلل پذیرد و

يريد ان ينبط فيغيض - ويسعى ان يصعد فيتصدى له الحضيض - و

حواس او مختل می گردند - وارادہ میکند کہ از جائے آب بروں آید - پس آں آب فرو میرود - وکوشش میکند کہ بالاتر رود

ولا يزال يسمع لعن القوم - ويوخزونه باسنّة اللوم - وربما يضربونه على

پس نشیب پیش می آید - وہمیشہ لعنت قوم میشنود - ونیزہ ہائے درد می سپوزند - وبسا اوقات بر لغزشے

هفوته - مغاضبين على ما يخرج من فوهته - ويضبّون عليه بادنى العثار -

او را میزنند بوجہ سخنے کہ از دہن او بیروں آمدہ باشد وبادنی لغزش بسیار ملامت مے کشد -

وكادوا ان يقتلوه بالسيف البتّار - ولا يعدون من اللذع والقذع - ولا

ونزدیک گردد کہ با تیغ براں او را قتل کنند - واز سوختن دل ودشنام دادن باز نمی مانند - وبوئے

يذيقونه رائحة كرم الطبع - بل ربما يضربونه بالنعال - او العصىّ والحبال

بخشش طبع نمی چشانند بلکہ بسا اوقات او را بکفش میزنند - یا بچوب ہا ورسن ہا او را می کوبند

حتى يجد ما يجد الحائر الوحيد - ويرىٰ كلما كان عنه يحيد - ويقول يا ليتنى

تا آنکہ آں می یابد کہ حیرت زدہ تنہا مے یابد - وآں ہمہ بلاہا می بیند کہ از انہا کنارہ می کرد - ومی گوید کہ کاش

مِنْ قبل هذا وما مسّني الخزي المبيد۔ فيضطر الآن يختار البَيْن المطوّح

من قبل ازیں مردمے و مرا رسوائی ہلاک کنندہ مس نمی کرد۔ و بیقرار میشود برائے اینکہ پسند کند جدائی دور اندازندہ را

والسّير المبرح كالمصابين فيمشي راجلاً ويركض عاجلاً۔ يختمد الليل۔

و سیر اندوہگین کنندہ را ہمچو مصیبت زدگان۔ پس میرود حالانکہ پیادہ است۔ و بجلدی پا می جنباند۔ در می آید

ويلج السيل۔ وربما يتراى له شبح مراد۔ او يدعوه احد باظهار وداد۔

شب را و داخل میشود سیل را۔ و بسا اوقات ظاہر میشود او را قالب مراد۔ یا او را کسے باظہار محبت سوئے خود میخواند

فيفرح ويعدي اليه نضو عتاد۔ بنآدوا استيساد۔ وينضي عرياضه

پس خوش میشود و می دواند سوئے او شتر لاغر آمادگی را و می دود بر رنج کشیدن و دلیری نمودن۔ بزودی و نرم روی

بوقد وذميل۔ واجازة ميل بعد ميل۔ فبالآخر يلقى الخُسران و

و بقطع میل بعد از میل   و بانجام کار زیان کاری و محرومی را

الحرمان۔ ويظهر ان الداعي قد مانٌ۔ ويتحقق ان سفره ابتلاء ومحلّ

می بیند۔ و ظاہر میشود کہ آنکہ او را خواندہ بود دروغ گفتہ است۔ و ثابت میشود کہ سفر او او را ابتلائے

الاستهزاء۔ والامل باطل وخيالٌ كتخيلات نزول الماء۔ والمآل خسران

پیش آمد۔ و امیدے کہ داشت باطل است و خیال کامیابی ہمچو خیالات نزول الماء ست۔ و انجام زیان

مع شماتة الاعداء۔ وبالاخر تشيبه النوائب۔ ويحضره الاجل الغائب

مال معہ بدگوئی و استہزاء دشمنان ست۔ و بالآخر حوادث او را پیر می کنند۔ و موت حاضر میشود۔

فيموت وهو هم۔ وعليه هدم۔ فلا يبكي باكٍ عند رفع جنازته۔ ولا

پس در حالتے میرد کہ او پیر است و بر او جامہ کہنہ است۔ پس ہیچ گریندہ بر وقت برداشتن جنازہ او نمی گرید

تذرف عين على فرقته۔ ويرتد ابناءه بعد موته من الدين۔ ويتنصّرون

و ہیچ چشمے بر و اشک نمی بارد۔ و پسران او بعد موت او مرتد میشوند   و نصرانی میشوند

ويلحقون بالشياطين ۔ ويملك شركاءه داره الخربة ۔ ولا يهدون اليه الا

وباشیاطین مے آمیزند ۔ وشریکان مالک خانہ خراب او میشوند ۔ وبجز لعنت ہیچ ہدیہ سوئے

اللعنة ۔ فيقطع اسمه من الدنيا ويكون مآل امره خسران الدنيا والدين ۔ و

اونمی فرستند پس نام او از دنیا بریده میشود ۔ و انجام کار زیان دنیا و دین می باشد ۔ ونیز

سواد الوجه في الدارين ۔ والبعد من رب العٰلمين ۔

سیاہی رو بہر دو جہان در حصہ او می آید ۔ و از خدا دُور کرده مے شود ۔

ورجل آخر وُلد في بيت الشرف والكمال ۔ والعزة والاقبال ۔

ومردے دیگر ست کہ در خانہ شرف وکمال پیدا شد ۔ ودر حریم عزت و اقبال وجود یافت

ما مسّ ابويه الافلاس ۔ وما عَلِمَ ما الباس ۔ وخرّجه الاكياس ۔ و

پدر و مادر او را گاہے افلاس نزدیک نیامده ۔ وندانست کہ سختی چہ باشد ۔ ودانشمندان او را ادب آموختہ

يهتز الخدام عند حركة شفتيه ۔ ويثبون لتحصل ما احب لديه

وبر وقت لب جنبانیدن چاکران او مے دوند ۔ وبرائے تحصیل مراد او مے دوند ۔

وترٰى جفره منبطاً ۔ وقفره معشوشبا ۔ ومن كل فعل يترع كيسه ۔ و

وبہ بینی کہ چاه او منبع آب وزمین او بکثرت گیاه می دارد ۔ و از ہر کارے کیسۂ او پُر میشود ۔ و

تميس خند ليسه ۔ ويعيش حميداً ۔ ويحسبه الناس سعيداً

شتر ناقہ او بناز می رود ۔ وزندگی مے گذراند درحالیکہ تعریف کرده میشود ۔ ومردم او را سعید

ومن الصالحين ۔

می پندارند ۔ و از صالحان می انگارند ۔

بل ربما تجد رجلاً فاسقاً قويم الشاط جموم النشاط ۔ يميس في حلل المراح

بلکہ بسا اوقات مردے فاسقے را خواہی یافت کہ مضبوط وکثیر النشاط می باشد ۔ در لباس خوشی می خرامد

ولا یخطی سہمہ من غرض الافراح - یسقد له علی لحم غریض علی السفود - ویشوی

ونیز او از نشانهٔ خوشی خطا نمی کند - از گوشت نرم برائے او بر سیخ کباب طیار مے کنند - و چوزہ ہائے مرغ

له الفراریج مع الرغیف المثرود - وهو یابز کابوز الظباء - وقد یجد کنزا فی الجهراء

بہمراہ کلچہ در شوربا شکستہ بریان میکنند - و او ہمچو آہو ہائے جہد - وگاہے گنجے در بیابانے مے یابد

ویصید اناسا کالدواب - باراءة ملامح السراب - ومع ذالك لا یری الباساء

و مردم را ہمچو چار پایاں شکار میکند - و درخش سراب مینماید - و باوجود این ہیچ تنگی و تکلیف را

والجوبة - ولا یکابد العصوبة - ویعطی حظا کثیرا من رویة غید وسماع

نمی بیند و سختی را نے دارد واز زنان نرم و سرود گویان بہرہ بسیار دادہ می شود

اغارید - واموال وبنین - واملاك وارضین - وغلمان وخادمین مع

ونیز او را مال و پسران و املاک و زمین ہا میسر می آیند - و غلاماں و نوکراں مہیا شند باوجودیکہ

انه یسارع فی السیئات - ولا یتوب من الممنوعات - ولا یاخذ فی کسب المهنات

او در بدی ہا مے دود واز ممنوعات توبہ نمی کند - و درین فکر نمی باشد کہ بدی ہا را

بالحسنات - وتلافی الهفوات قبل الوفات - بل یجترء علی المنهیات - ویجاوز

بہ نیکی ہا دور کند - و قبل از وقت لغزشہائے خود را تدارک نماید - بلکہ بر ممنوعات دلیری می کند - واز حدود

حدود الله کالغالین - ولا یتقی بل یتبرء من ملاقاة التقات - ولقاء

خدا تعالیٰ ہمچو غلو کنندگان تجاوز میکند - و پرہیزگاری اختیار نمی کند - بلکہ از ملاقات پرہیزگاراں بیزار می باشد

الثقات - ومداناة اهل الدیانات - بل یرغب فی معاناة القینات

واز قرب اہل دیانت نفرت می کند - بلکہ در آمیزش زنان سرود گویان رغبت می نماید

ومعاناة الفاسقات - ولا یسمع نصح الاجانب ولا الاقارب - بل یابر

در رائے دیدن زناں بدکار خواہش میکند - نصیحت نزدیکاں و بیگانگاں نمی شنود - بلکہ نصیحت کنندگاں

الناصحین کالعقارب - ولا یلتفت الی وصایا الحق - بل یصول علیهم کالحیۃ†

راهچو کژدم ها نیش مے زند - و سوئے وصیتهائے نصیحت التفات نمی دارد - بلکه همچو مارے بر ایشاں حمله مے کند

ولا ینثنی منشوره الی الطی بل یزید کل یوم فی اثم مبین - ویرکب کل فرس

و باز نمی گردد نامه پراگنده او سوئے پیچیدن - بلکه هر روز در گناه ترقی مے کند - و سوار میشود بر اسپانے که

اوظفة القوائم هیکل - ویسبق کل الدّ ذی نخنق ویشابه العندل

دست و پائے شاں سبک اند و طویل و عریض اند - و از هر خصومت کننده شدید العداوت قدمش پیشتر مے باشد

وینفد ایام العمر کخلیع الرسن مدید الوسن - یباعد داره عن دار اهل الصلاح

و در بدن شتر بزرگ سر را مشابه میماند - و ایام عمر خود را همچو رها کرده رسن شهوات و درازی خواب بیگزراند - و خانه خود را از خانه

ویثافن باهل الفسق والطلاح - لا یحل مسجدًا - بل یطلب عسجدًا - ویمیل

اهل صلاح دور میگرداند - و با اهل فسق و بدبختی مے نشیند - و هیچ مسجدے را اندر نیاید - بلکه زر می طلبد - و سوئے

† حاشیه - قال البراهمة ان التفاوت من اعمال النشأة السابقة - واعلم انهم

بعض براهمه می گویند که تفاوت مراتب مخلوقات باعث اعمال پیدائش سابقه است - و بداں که ایں قومے

قوم یعتقدون بالتناسخ نظرًا علی تفاوت مراتب المخلوقات - ویقولون ان

هست که اعتقاد تناسخ دارند - بدیں خیال که تفاوت مراتب مخلوقات را بجز ایں وجهے نیست - و میگویند

انواع الحیوانات قد حدثت من انواع الحسنات والسیّات - واصروا علی هذا وجاوزه

که انواع جانداراں از انواع نیکی ها و بدی ها پیدا شده اند و بریں اصرار مے کنند و اتفاق میدانند

موعبین - وانت تعلم انّ هذه الاوهام ما ظهرت من منبع بصیرة - ولا من لجّة

که همچنیں ست - و تو میدانی که ایں اوهام محض اند - و از چشمه بصیرت ظاهر نشده اند - و نه از دریائے معرفت صحیح

معرفة صحیحة - وما قامت علیها حجة من حجج قاطعة - بل تشبثوا بها عند عمه

بیروں آمده اند - و هیچ حجتے بر آں ها قائم نشده است - بلکه ایں مردم در وقت حیرت و

الیٰ ناجودٍ باطئةٍ مملوّة من صهباءَ محمرّةٍ ۔ فی حلقة ملتحمة ۔ ونظارة مزدحمة

پیالہ ہائے شراب می خمد ۔ ومیخواہد کہ پیالہ ہائے از شرابے مُرخ او را دادہ باشند ۔ وشراب را در رفیقان یک جہت

یتخذُ دنیاہ صنمًا ففیہ یرغب ۔ وبہا یکلف وعلیہا یکلب ۔ وفیہا یتنافس فی

دوداتبوہ مرد ماں می نوشد ۔ دنیائے خود را بتے میگیرد ۔ پس دراں رغبت میکند وبدو حریص می باشد وبرو آمدہ میماند

کل حین ۔ ولا یتزوّد من العقبیٰ والدّین ۔ یذھب عمرہ فی اکتناز الذھب ۔ ویطلع

ہر وقت برو تحسر میکند ۔ وہیچ توشہ از عقبیٰ ودین نمی گیرد ۔ ہمہ عمر او در فراہم آوردن زر میرود ۔ وآرزومندی

الشحّ علی قلبہ کذاتِ اللھب ۔ ومن کل طرفٍ یعطف علیہ القلوب ۔ ویسنیٰ

دنیا بر دل او ہمچو آتش افروختہ مشتعل میباشد ۔ واز ہر طرف دلہا برو مہربانی میکنند ۔ ومطلب او برائے

لہ المطلوب ۔ ولا تعطّل قدورٌ ولا جعالھا ۔ ولا ینصاع ایامہ ولا اقبالھا ۔ ویذبّ

او آسان کردہ میشود ودیگہائے او معطل کردہ نمی شوند ونہ دستمالہائے آں دیگہا بیکار میماند وروزہائے او از دے

وحیرةٍ ۔ وعدم الوصول الی حقیقة اصلیة ۔ ولغوب الفکر وقلة درایة ۔ وما

وسرگردانی ۔ ومحرومی از حقیقت اصلیہ ۔ ونیز بباعث فرو ماندن فکر وکمی درایت بدیں اوہام

استطاعوا ان یقیموا دلیلا علیہا ۔ بل انت ستعلم ان الدلائل قامت علی ما خالفہا کما لا یخفی

پنجہ زدند ۔ وطاقت نداشتند کہ براں دلیلے قائم کنند ۔ بلکہ تو عنقریب خواہی دانست کہ دلائل بر مخالف وہم شاں

علی المستبصرین ۔ وکان علیہم ان یثبتوا ان الروح الذی انتقل من الدنیا بالیقین ۔

قائم شدہ اند ۔ وایں بار ثبوت بر گردن شاں بود کہ ثابت کنند کہ روحیکہ ازیں جہان رفتہ بود ۔ کدام

رجع الیہا ثانیا ۔ ورآہ حزب من الشاھدین فما اتوا بالشھداء کالصّادقین ۔

گواہاں ہستند کہ روبروئے شاں باز آمد ۔ پس ہیچ گواہے پیش نکردند ۔

وکفاک من وجوہ بطلان ھٰذہ العقیدة الفاسدة ۔ انہا یخالف نظام الرحمانیة

وترا بر بطلان ایں عقیدہ ایں دلیل کافی ست کہ ایں عقیدہ با نظام الہیہ مخالف افتادہ اند ۔

بحاله - ویبارك له زلاله - لایری یوم الحرمان فی النعماء - ولا ینحو بختہ نحو

نمی گریزند ونہ اقبال آں روز ہا - وز نبور ہائے او دفع کردہ میشوند - ودر آب شیریں او برکت داشتہ می آید - در

الانکفاء - مع انه ینفد عمره فی الفحشاء - لاتسقط علیه صاعقة - ولا تلدغه

نعمتہائے خود روز محرومی نمی بیند - ونہ طالع او سوئے برگشتگی قصد میکند - باوجودیکہ او عمر خود در بدکاریہا میگزراند - نہ بروئے صاعقہ

حیّة - ولا یُمحی اسمه مِنَ الارضین - بل یکثر اولاده - ویجمع حوله احفاده -

می افتد - ونہ او را مارے میگزد - ونام او از زمین محو کردہ نمی شود بلکہ اولاد او بسیار مے شود - در

یملك الصّدر فی کل نادٍ محشود - ومحفل مشهود - ویحسب من بدُور

ہر مجلسے کہ مجمعے دارد صدر نشین مے گردد - ودر ہر مجلسے کہ در و اکابر حاضر می آیند امیر ایشاں او

المحافل - ورؤس الاسافل - ویقوم خدمه عند راسه حتّٰی یهبّ من نُعاسه

می باشد - واو را ماہ تمام محافل ورأس ورئیس تمام مردمان می دانند - وخدمتگاراں بر سر او ایستادہ مے باشند

الالهیة ویجعل الله الکامل القادر الخالق کالضعفاء المعطلین - وانت تعلم انه

واین عقیدہ خدائے کامل را ہمچو کمزوراں وبیکاراں میگرداند وتو میدانی کہ خدا تعالیٰ

خلق کثیرا من الآلاء والنعماء للانسان - وما کان وجود الانسان ولا وجود اعماله

بسیارے از نعمتہا برائے انسان پیدا کردہ است ودر وقت پیدا کردن آں نعمتہا از انسان واعمال او نام

فی تلك الآوان - کما انه خلق الارض والسماء - والشمس والقمر وکلما شاء - فی الافلاك

ونشانے نبود - چنانچہ او تعالیٰ زمین وآسمان وشمس وقمر وہر چہ خواست در آسمان و زمین پیدا

والارضین - لینتفع بها الناس باذن رب العٰلمین - ولا شك ان وجود الانسان ووجود

کرد - تاکہ تمام مرد از آنہا فائدہ بردارند وہیچ شک نیست کہ وجود انسان و وجود اعمال

اعماله بعد وجود هٰذه المخلوقات - کما ترٰی ان وجودنا مسبوقة لوجود الارض

او پس از وجود ایں مخلوقات است - چنانچہ می بینی کہ وجود ما برائے وجود زمین وآسمان مسبوق

ویاکل ویشرب حتّٰی یکون بطنه کالقُبّة - ویشرب الحَلَبَ ملاء العلبة - و

تا او تحتیکه از خواب خود بیدار شود - و می نوشد و می خورد تا آنکه شکم او همچو گنبدے میشود - و شیر چندان می نوشد که ظرف

لایاخذنا توخم ولا یکون من المبطونین - ویرکب علی کلّ مطیة وطیئة - ویکون

کلان شیر را خالی میکند - گر طعام او در معدهٔ فاسد نمی شود - و نه او را درد شکم می گیرد - بر چنان اسپے سوار میشود که

له تنعمه کعطیة - ویشغفه الاملاک والغلمان - ولا یدری ما الایمان - لا یغادر

نمی جنبانند او را - و تنعم او او را مثل عطیه می باشد - و محبت ملک ها و غلامان در دل او می نشیند و نمی داند که ایمان

صغیرة ولا کبیرة - ولا یُثنی علیه خلقاً وسیرة - ومع ذالک یکون مرجع الخواص

چه باشد - نمی گزارد صغیره را و نه کبیره را - و کسے تعریف خلق و سیرت او نمی کند - و با وجود این همه خرابی ها او مرجع

والعوام - ویصافونه بالحب التام حتّٰی یکون قبره بعد موته معتمر

خواص و عوام می باشد - و بکمال محبت او را دوست میگیرند تا آنکه قبر او بعد از مردن او زیارت گاه زائران

والسماوات - والعناصر التی علیها مدار الحیاة - والانکار جهل وسفاهة - ومن

افتاده است - و همچنان در مرتبه وجود بعد از عناصر است - چراکه این همه چیزها مدار حیات انسان اند - و ازین

قبیل المکابرات - فالرحیم الذی خلق لنا قبل وجودنا کثیرا من النعماء کیف یظن

واقعه انکار کردن از قبیل جهالت و کم عقلی و مکابره است - پس آں مهربان که قبل از پیدائش ما چندین

انه بدّل قانونه بعد تلک الآلاء - وفوضنا الی اعمالنا کبخیل وضنین - ثم

نعمتها پیدا کرده چساں گمان کرده آید که او بعد عطائے این نعمتها قانون خود را تبدیل کرده همچو بخیلے ما را با عما

الذین انغمسوا فی هٰذه التوهمات - وظنّوا ان هٰذا العالم یدور علی محور التناسخات

ل گذاشت - باز آنانکه درین توهمات غرق شده اند - و گمان کرده اند که این جهان بر محور تناسخها گردش میکند

یقولون انه لیس احدٌ خالق اصل المخلوقات - بل کل رُوح قدیم وواجب

این مردم میگویند که اصل مخلوقات را کسے پیدا نکرده است - بلکه هر روح بمثل خدا تعالیٰ واجب الوجود

تتمیه حاشیه نمبر ۱

الزائرین - وتتعهدها صباح ومساء زمر المعتقدین -

مے گردد - و ہر صبح و شام معتقداں بر مزار او تعہد مے روند -

وما قام دلیل علی کون هذا الانسان - وحور الرجال الذین سمعت

و ہیچ دلیلے بر اقبال ایں شخص قائم نشدہ است کہ چرا ایچنیں نعمت و عزت حاصل کردہ و نہ

ذکرهم فی سابق البیان - ولا یدری کیف وقع قوم فی ید النخاسین -

دلیلے بر ادبار آں کسانے تا حال بدست آمدہ کہ ذکر مصیبت شاں بیش زیں شنیدی - و ہیچ معلوم

دخلوا فی المنعمین -

نمی گردد کہ چرا قومے در دست بردہ فروشاں افتادند - و چرا قومے دیگر در منعماں داخل کردہ شدند -

فهذه اسرار لا تبلغ الانظار منتهاها - ولا تدری الافکار مغناها - فاذا

پس ایں رازہا ہستند کہ دیدہ ہا تا انتہائے آں نتواند رسید - و ہیچ نگرے مرکز اقامت آنہا را نمے داند -

مثل الله وکذالک اجزاء المرکبات - وهذا هو الامر الذی لزمهم من انکارهم

است - و ہمچنیں مادہ اجسام واجب الوجود است - و ایں ہماں امر است کہ بوجہ انکار صانع موجودات

المصنوعات - فانهم لما انکروا بوجود الباری الصناع - اضطروا الی ان یقروا بقدم

اوشاں را لازم آمد - چرا کہ اوشاں ہر گاہ کہ از وجود صانع عالم انکار کردند برائے تراشیدن ایں عقیدہ

الاشیاء - فجعلوا کل شیء واجب الوجود مضطرین - وظنوا ان صانع العالم

مضطر شدند - کہ عالم قدیم ست پس ہمہ حالت اضطرار ہر چیز را واجب الوجود قرار دادند - و گمان کردند کہ صانع عالم

احد منهم فی الوجوب والقدم کالمتشارکین - فهذا دلیل آخر علی ابطال اوهامهم

ہمچو شریکاں یکے از ایشاں ست - پس ایں دلیل دیگر بر ابطال عقیدہ ایشاں ست

ورد کلامهم عند المحققین - فان الله الذی هو قیوم الاشیاء وبه بقاء الارض

چرا کہ اللہ آں ذاتے کہ قیوم اشیاء ست و با و بقائے زمین و آسمان

ابطال عقیدہ

وجدت ھٰذہٖ المعضلات فی افعال اللّٰہ ۔ فکیف لا یوجد مثلھا فی اقوال اللّٰہ

پس ہرگاہ کہ ایں عقیدہ ہائے لاینحل در کارہائے خداتعالیٰ موجود اند ۔ پس چرا در گفتارہائے او نظائر نباشند

مالك لا تقیس اقوال الحکیم علیٰ افعال الحکیم ۔ مع انھما کالمرایا المتقابلة

ترا چہ پیش آمد کہ اقوال حکیم را بر افعال حکیم قیاس نمی کنی ۔ باوصف اینکہ آں ہر دو مثل آئینہ ہائے

وکالتوأمین فی المشاکلة ۔ فلا بد فیھما من وجود المناسبة ۔ وتحقق المشابھة

متقابلہ ہستند ۔ ومثل دو بچۂ توام در مشابہت ہستند ۔ پس وجود مناسبت در آں ہر دو ضروری ست

فلا تجاوز الحد الذی یسبّی الامر المعضل ۔ ولا ترد الامر الصحیح الذی

وتحقق مشابہت از واجبات است ۔ پس ازاں حدے بیروں مشو کہ آں مشکل را آسان میکنند ۔ و

یجب ان یُقبل ۔ ولا تکن من المتعصّبین ۔

آں امر صحیح را رد مکن کہ قابلِ قبول است ۔ واز متعصّباں مشو ۔

والسماء ۔ کیف یمکن ان یکون احد من الموجودات ۔ ویساویھم فی الوجوب وقدم

بادلیست ۔ چگونہ ممکن است کہ یکے از موجودات باشد ودر وجوب وقدامت باایشاں برابر

الذات ۔ ولو کان الباریٔ احدا منھم وعلیٰ درجة المساوات ۔ فکیف تکون ربوبیته

باشد ۔ اگر خداتعالیٰ یکے از مخلوقات بودے وبہمہ ممکنات درجہ مساوات داشتے ۔ پس چگونہ ممکن بود کہ ربوبیت

محیطة علی الارواح واجساد الکائنات ۔ بل ھو اذ ذاك یکون کالاخوان للآخرین ۔ لا مبدء

او بر جمیع ارواح واجساد احاطہ کردے ۔ بلکہ دریں وقت دیگراں را ہمچو برادران بودے ۔ نہ کہ مبدء

الفیض ورب العٰلمین ۔ وشتّان بین ھٰذہ الحالات وبین قیوم السمٰوٰت و

فیض ورب العالمین ۔ وبنگر چہ نسبت است ایں حالات را باذات قیوم السمٰوات والارض

الارضین ثم حینئذٍ لا تبقی دلالة شیٔ علی وجودہ ۔ وکیف الدلالة اذ لم یخلق

باز ایں فساد لازم می آید کہ دریں صورت بر وجود باری ہیچ دلیلے قائم نمی تواند شد ۔ وچگونہ دلیل قائم

یاعباداللّٰہ اسمعوا ثم فکروا ثم اقبلوا ان کنتم طالبین۔ قد مات نبی اللّٰہ عیسٰے۔ و

اے بندگان خدا بشنوید باز فکر کنید باز قبول کنید اگر جویندگان ہستید۔ دریں شک نیست کہ نبی اللہ عیسیٰ وفات یا

اخبرنا عن موتہ خیر الخلق وسیّد الورٰی ثم شہد علٰی موتہ کثیر من اھل العلم والنھٰی

وما را از موت او بہترین مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم خبر داد۔ باز بر موت او بسیارے از عالمان و عاقلاں گواہی دادند

کما شہد شاھد عند وفات نبیّنا المصطفٰی۔ اعنی خلیفۃ اللّٰہ الصّدیق الاتقٰی

چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ خلیفۃ اللہ و صدیق و اتقیٰ بود

وکذالک ذھب الیہ کثیر من الاکابر والائمۃ۔ وما جاء لفظ رجوع

وہمچنیں بسیارے از اکابر و اماماں بسوئے موت مسیح رفتہ اند۔ و لفظ رجوع مسیح در پیشگوئی آنحضرت

شیئًا بل تباعد عن حدودہ۔ ولا یفتی القلب السلیم والعقل القویم ان یبقی وجود

شود چرا کہ او چیزے پیدا نکرد۔ بلکہ از مخلوقات دور ماندہ۔ و دل سلیم و عقل درست فتویٰ نمی دہد کہ وجود

الباری بغیر دلیل وبرھانٍ مبین۔ ثم لما سلّموا ان انواع المخلوقات نتیجۃ ضروریۃ

باری از دلیل خالی باشد۔ باز ایں مردم چوں تسلیم کردند کہ انواع مخلوقات اقسام نیکی ہا و

لانواع الحسنات والسیّات لزمھم ان یقرّوا بان اقسام الحیوانات لا یجاوز اقسام الحسنۃ

بدی ہا را بطور نتیجہ ضروریہ است۔ ایشاں را لازم آمد کہ ایں ہم اقرار کنند کہ اقسام جانوراں از اقسام نیکی و بدی

والسیئۃ۔ وھٰذا باطل بالبداھۃ والمشاھدۃ الحسّیۃ فلا شک ان ھٰذہ

متجاوز نیستند۔ و ایں خیال بہ بداہت باطل و از مشاہدات حسیہ دروغش ظاہر است پس ہیچ شک نیست

الاوھام قد نُحتت من تلفیقات انسانیۃ۔ وتجویزات اضطراریۃ۔ فانھم اذلم

کہ ایں خیالات از منصوبہ ہائے انسانی اند۔ و از قبیل تجویزات اضطراریہ است۔ چرا کہ ایشاں چوں

یھتدوا الی الحق۔ القوا الآراء رجمًا بالغیب کالعامھین۔ وما کانوا مھتدین+

حق را نیافتند۔ رجمًا بالغیب رائے ہا ظاہر کردند۔ و چوں سرگشتگاں سخنہا گفتند۔

+ نوٹ۔ اعجبنی عقل البراھمۃ انھم جمعوا التناقض فی العقیدۃ۔ ویعتقدون وجوب العذاب علٰی سیّئات سابق الزمان۔

مرا عقل براہمہ در تعجب انداخت۔ ایشاں تناقض را در عقیدہ خود جمع میکنند۔ اعتقاد میدارند کہ عذاب بوجہ گناہاں ماسبق ضروری ست۔ باز

المسیح فی نبأ خیر البریة - بل لفظ النزول الی ہذہ الامة - وشتان

صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ است بلکہ لفظ نزول مسیح آمدہ است و در لفظ رجوع و

ما بین الرجوع وبین النزول عند اہل المعرفة - فاتقوا اللہ یا معشر المومنین -

لفظ نزول فرقے ست بسیار کہ اہل معرفت میدانند پس اے گروہ مومناں از خدا بترسید -

واقبلوا الحق یا حزب الصالحین -

و اے صالحاں حق را قبول کنید -

واعلموا ان قرب اللہ لیس ارثًا مقبوضًا لاحد - بل تداول ہذہ الایام من

و بدانید کہ قرب خدا ورثہ کسے نیست بلکہ ایں ایام از خدا تعالےٰ دست بدست

ثم من المعلوم ان الامر لو کان کذالک من رب الکائنات - لوجب ان یکون قلة

باز ایں امر معلوم ست کہ اگر تناسخ درست ست پس می باید کہ قلت مردم وکثرت

الناس وکثرتہم تابعًا لتغیر عدد الحیوانات - وہذا باطل بالبداہة وکذب بحت

ایشاں تابع قلت وکثرت حیوانات باشد - یعنی چوں حیوانات بسیار شوند ایشاں کم شوند - وچوں حیوانات کم

عند نظر التجربة - لانا نشاہد غیر مرة فی ایام البسرات کثیرا من الاذبة والحشرات

شوند ایشاں بسیار شوند - وایں امر بداہت باطل ودروغ محض است - چراکہ ما در ایام برشکال بارہا مشاہدہ

والہوام والدیدان والضفادع وانواع الحیوانات - ونعلم انہا اضعاف مضاعفة من

میکنیم کہ بسیارے از جانوراں خورد وگزندہ وکرمہا وغوکہا ودیگر اقسام حیوانات می برآیند - ومیدانیم کہ آنہا

عدد نوع الانسان - بل لا یوجد الناس عشر عشیرہا عند الحسبان - فلو کانت ہذہ

از عدد نوع انسان چند در چند زیادہ است - بلکہ انسان بقدر عشر عشیر آنہا ہم نیست پس اگر ایں جانداراں

الحیوانات ارواح الآدمیین فلزم ان لا یبقی فی الخریف نفس واحدة منہم فی

ارواح آدمیاں بودندے پس لازم می آید کہ در ایام برشکال ہیچ فردے از نوع انسان در زمین موجود

امر ربّ صمد یلقی الروح علیٰ من یشاء ۔ وکذالک تقتضی العظمۃ والکبریاء

مے گردند ۔ بر ہر کہ میخواہد کلام خود مے اندازد ۔ وہمچنیں عظمت وکبریاء او تقاضا کردہ است

اانتم تجادلونہ علیٰ ما فعل او تقومون محاربین ۔ ففکروا بفکر لا یشوبہ زیغ

آیا شما باوے جنگ خواہید کرد کہ چرا چنیں کرد یا برائے محاربہ او خواہید ایستاد ۔ پس چناں فکر کنید کہ دراں شائبہ کجی

ولا میل ۔ طہّروا قلوبکم من کل تعصب و لا یذہبکم سیل ۔ اروا تقوٰیکم تقوٰیکم

ومیل نباشد ۔ دلہائے خود را صاف کنید چناں مباد کہ سیل تعصّب شمارا ببرد ۔ پرہیزگاری خود بنمائید پرہیزگاری

یا ابناء المتقین ۔ واعلموا ان اللّٰہ قد اقامنی وبعثنی وکلّمنی ۔ فاتقوا ان تحاربوا

خود بنمائید اے فرزندان پرہیزگاراں ۔ و بدانید کہ مرا خدا قائم کردہ است ومرا مبعوث کردہ ومرا ہمکلام شد پس بترسید

الارضین ۔ ولکنا لا نریٰ ہناک نقصانًا فی عدد نوع الانسان ۔ مع کثرۃ تکوّن

نماندے ۔ مگر ما دراں وقت ہیچ نقصانے در شمار نوع انسان نمی یابیم ۔ باوجودیکہ حشرات

حشرات الارض والدیدان ۔ بل نراہم کل یوم متزائدین ۔ واما قولہم انہا

الارض وکرمہا بکثرت در زمین متولد میشوند ۔ بلکہ روز بروز آنہا را زیادہ مے یابیم ۔ لیکن ایں قول اوشاں کہ

ارواح تتنزل من معمورۃ السمٰوات ۔ فہٰذہ تکلفات واہیۃ ومن قبیل

کرم وغیرہ کہ در ایام برشکال پیدا می شوند آں جانہا ہستند کہ از معمورۂ آسمان فرود می آیند پس ایں تکلفات واہیہ ہستند

الخرافات ۔ نُحتت عند فقدان الدلائل وورود الاعتراضات ۔ وما اریٰ

واز قبیل خرافات ۔ کہ بوجہ نہ پیدا شدن دلائل وورود اعتراضات ساختہ شدہ اند ۔ وما ہیچ دلیلے نمی بینیم

دلائل اقیمت علیٰ تلک الخیالات ۔ بل ہی کلمات غیر معقولۃ تخرج من افواہہم

کہ بریں خیالات قائم کردہ باشند ۔ بلکہ ایں کلمات غیر معقول اند کہ بے ثبوت از دہان شاں مے

من غیر الاثبات ۔ کمثل غریق یتشبث بالحشائش خوفًا من الممات ۔

برآیند ۔ ہمچو غریقے کہ بخس وگیاہ پنجہ میزند بدیں خوف کہ مبادا بمیرد ۔

اللّٰہ متعمّدین۔ لا نُلْتُ فی یومی ھٰذا الا فلکی۔ وان یدی ھٰذا فوق کل یدٍ

ازیں کہ دیدہ دانستہ بمقابلہ خدا بجنگ بیروں آئید۔ امروز بجز کشتی من ہیچ کشتی نیست وایں دست من بر تمام

تبتغی مرضات ربّی۔ فلا تنبذوا الحق بعد ظہورہ۔ ولا تجعلوا انفسکم من

آں دستہا واقع است کہ رضاء رب من میخواہند۔ پس راستی را بعد ظہور آں از دست میفگنید۔ وخود را مورد سوال

المسئولین۔ وبعزۃ ربی وجلالہ لست بکافر ولا معتد من اقوالہ ولا مرتد ولا

الٰہی مگردانید۔ ومرا قسم عزت خدا وقسم بزرگی او کہ من نہ کافرم ونہ از کلام او بیروں روندۂ ام ونہ مرتدم ونہ

من الملحدین۔ بل جاءکم الحق فلا تعرضوا عن الحق کارھین۔ وقد تقویٰ مذھبنا

ملحدم بلکہ شما حق رسید۔ پس بکراہت ازاں اعراض مکنید۔ ومذہب ما بشہادتہائے احادیث

ولو کان فی السمٰوٰت ونجومھا وشموسھا واقمارھا اناس ساکنین مطمئنین

و اگر در آسمان ہا وستارہ ہا وآفتاب وماہتاب مردمان آباد بودندے

لکان معھم کثیر من الحیوانات والحشرات التی انتقلت ارواحھا من اجسا

ہر آئینہ لازم بود کہ باآں مردم دیگر ازاں جانوراں ہم بودندے کہ بطور تناسخ صورت آں جانوراں

الآدمیین۔ ولکان ذالک النظام اکمل واتم کنظام الارضین غیر محتاج

قبول کردہ اند۔ و ہر آئینہ آں نظام ہمچو نظام زمین ہا کامل بودے۔ و بہ دیگر معمورہ

الی معمورۃ الاخرین۔ فبای ضرورۃ تلجاء الارواح حینئذ الی النزول۔

محتاج نبودے۔ پس دریں ہنگام کدام ضرورۃ ارواح را پیش آمدہ بود۔ تا بر زمین نازل شوند

وکیف یستقیم ھٰذا التاویل عند العقول۔ الیس فی حماۃ ھٰذہ

وچگونہ ایں تاویل نزد عقول صحیح مے تواند شد۔ آیا از پابندان ایں عقیدہ ہیچکس

العقیدۃ رجل من المستبصرین۔

بصیرتے ندارد۔

بتظاہر الاحادیث والفرقان۔ ثم بشہادۃ الائمۃ واہل العرفان۔ ثم بالعقل

وفرقان قوت یافتہ است بازقوت آں بشہادت ائمہ واہل عرفان دوچند شد۔ بازعقل اوراکہ

الذی ہو مدار التکالیف الشرعیۃ۔ ثم بالالہام المتواتر الیقینی من حضرۃ العزۃ

مدار تکالیف شرعیہ است قوت داد۔ باز از الہامات متواترہ یقینیہ قوت یافت

فکیف نرجع الی الظن بعد الیقین۔ بل نحن اوینا الی الرکن الشدید۔ واعتصمنا

پس چگونہ از یقین بسوئے ظن رجوع کنیم بلکہ ما بسوئے رکن شدید رجوع کردیم در رسن خدا تعالیٰ

بحبل اللہ المجید۔ وما جئنا بمحدثات کالمبتدعین

پنجہ زدیم۔ وہیچ بدعتے ہمچو بدعتیاں نیاوردیم۔

ثم لما جرت العادۃ ان کل حشرۃ تتکون فی تلک الایام۔ وکذالک وقعت

باز چوں عادت ہمچنیں رفتہ است کہ ہر قسم جانور خورد دریں موسم پیدا می شود۔ وہمچنیں نظام

فی قانون اللہ صورۃ النظام۔ ولا تبلغ الی ہذہ الکثرۃ۔ فی غیر

قانون الٰہی واقع شدہ وبجز ایں روز با ایں کثرت جانوراں نمے باشد۔

تلک الایام المعدودۃ۔ فلو کان سبب ہذا انتقال ارواح الناس الی

پس اگر سبب آں ایں باشد کہ در موسم برشکال ارواح آدمیاں در

الحشرات فی ایام البسرات۔ لکان ہذا الامر من معضلات غیر منحلۃ

حشرات منتقل مے شوند۔ ہر آئینہ ایں محل از مشکلات لاینحل خواہد بود۔

عند التحقیقات۔ بل من امور بدیہی البطلان والمحالات۔ ومورد کثیر

بلکہ ازاں امور خواہد بود کہ بدیہی البطلان ومحال اند۔ وبسیارے از

من الاعتراضات۔ عند کل ذی رای متین۔

اعتراض ہا براں وارد خواہند شد۔

حاشیہ: [illegible]

وقد علمتم ان المسیح الموعودَ یکسر الصلیب المعضود - فهذا هو الزمان

وشما دانسته آید که مسیح موعود صلیب نصاری را که حمایت آں کرده می شود خواهد شکست. پس این ہماں ہماں زماں ست

ان کنتم موقنین - اما ترون کیف یُعلی الصّلیب - وکیف تُفشی فی شانه الاکاذیب

اگر شما یقین کنندگان ہستید - آیا نمی بینید که چگونه شان صلیب بلند کرده شد - وچگونه خبرہائے دروغ در شان آں

والی ایّ حدٍّ بلغ الامر - وکثر الخنزیر والخمر - ودیس الاسلام تحت اقدام

منتشر میشوند مے بینید که ایں امر نوبت بکجا رسیده است - وخنزیر وخمر بسیار شد - واسلام زیر قدم مفسداں و

المغوین المفسدین - الیس فی احادیث خیر الکائنات - وافضل الرسل ونُخبة المخلوقات

اغوا کنندگان پامال گشت - آیا ایں امر در احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم که افضل الرسل وبرگزیده مخلوقات ست

اتظن ان بنی آدم یذنبون فی تلک الایام اکثر من ایام اُخرٰی - فیموتون و

آیا گمان مے کنی که مردماں دریں روزہا آں قدر گناه می کنند که در روزہائے دیگر نمی کنند - پس می میرند و

ینقلبون الی الحشرات جزاءً من ربّهم الاعلیٰ -

ارواح شاں در حشرات برائے سزا دادن داخل کرده مے شوند -

فانظر اهذا امر یقبله قلبک بالثلج التام - او یشهد علیه قانون اللّٰه

پس غور کن آیا ایں امرے ست که دل تو آنرا به تسلّی تام قبول میکند - یا قانون خدا ونظام خدا بر گواہی

وصورة النظام - ثم إنا نشاهد ان کثیرا من الحشرات والدیدان الصغار

مے دہد بازمے بینیم که بسیارے از جانورہائے خورد وکرم ہائے خورد

تخرج من اقصی طبقات الارض عند حفر الآبار - بل توجد فی میاهها

وقت کندیدن چاه ہا از طبقہائے زیر زمین مے برآیند - که دُور تر از سطح زمین می باشند در چاہ ہائے نو

دیدان دقیقة کالصبئان - لا یخفی عند الامتحان - او تتراءی بالآلات

کنده ایچنیں کرماں وجانوراں ہمچو بیضه سپش یافته می شوند که پوشیده نمی مانند یا بخورد بینہا مشہود می شوند

ان المسیح الموعود لا یجیٔ الا عند غلبة الصلیب وفتنها المواجة فی الجهات۔

یافتہ نمی شود کہ ضروری ست کہ مسیح موعود در ہماں وقت آید کہ وقت غلبہ صلیب باشد و فتنہ ہائے صلیب ہر طرف در تموج

فهذا هو الاصل المحکم لمعرفة وقت المسیح ومن اعظم العلامات۔ فان کنتم

باشند۔ پس برائے شناخت وقت مسیح ایں اصل محکم است و از بزرگتر علامت ہا ست۔ پس اگر شما ایں

تظنون ان المسیح ما جاء علی راس هٰذه المائة۔ وفتن النصاری لم تبلغ الی

گمان میکنند کہ مسیح موعود بر سر ایں صدی نیامدہ ست وفتنہ ہائے نصاریٰ تا ہنوز بدرجہ کمال

غایتها المقصودة۔ فلزمکم ان تعتقدوا بامتداد هٰذه الفتن الی راس المائة الثانیة۔ او

نرسیدہ اند۔ پس ایں امر شمارا لازم می آید کہ اعتقاد کنید کہ ایں فتنہ ہا تا سر صدی دوم طول خواہند کشید۔ یا

تحدید البصر بالیقین۔ فالان ما رایك اتزعم ان الارواح تنزلت اولا علی

پس اکنوں رائے تو چیست۔ آیا گمان تو ایں ست کہ اول روحہا بر سطح

سطح الارض من العلی ثم خسفت بلغت الی منتهی طبقات الثری۔ فاتق الله یا

زمین نازل شدند باز در زمیں فرو شدند تا آنکہ تا آخری طبقات زمیں رسیدند پس اے مسکین از خدا بترس

مسکین۔ وان قلت فما بال الناقصین الذین ماتوا علی حالة النقصان۔ وانتقلوا

اگر بگوئی کہ حال آں ناقصاں چیست کہ در حالت نقصان بمردند وازیں دنیا

من هٰذه الدنیا مع اثقال العصیان۔ فانهم ما یردون الی الدنیا لیتدارکوا ما فات۔ فکیف

بابارہائے عصیان درگذشتند چراکہ او سوئے دنیا باز نیایند تا تدارک ما فات کنند۔ پس

یکملون ویجدون النجاة۔ او یدخلون فی الجنة غیر مکملین۔ او یترکون الی

چگونہ تکمیل ایشاں میگردد و چگونہ نجات می یابند۔ آیا ایں ست کہ در جنت در حالت نقصان داخل کردہ میشوند

الابد معذبین۔ فاسمع انا نعتقد بان جهنم مکملة للناقصین۔ ومنبهة للغافلین

یا ہمیشہ در عذاب خواہند ماند پس بشنو کہ اعتقاد ما ایں ست کہ دوزخ ناقصان را بکمال میرساند و غافلان را متنبہ

علی رأس مائة اخرٰی من المئین الآتیة البعیدۃ - فلوکان عمر فتن النصارٰی الٰی

شور و شغب ایں فتنہ ہا تا صدی ہائے دیگر خواہد ماند۔ پس اگر ہمیں راست ست کہ عمر فتنہ ہائے نصارٰی تا

ھذہ الازمنة الطویلة - فما بال الاسلام الٰی تلک المدة یا معشر المتفرسین -

زمانہ ہائے دور دراز ست پس تا ایں مدت حال اسلام چہ خواہد شد۔

وموقظة للنائمین - وسمّٰھا الله ام الداخلین - بما تربّھم کالامھات للبنین

مے کند۔ و آنانکہ در خوابند ایشاں را بیدار میگرداند۔ و خدا تعالیٰ نام او مادر داخل شوندگان داشتہ است کہ ہمچو مادر پرورش میکند

ونعتقد ان کل بصر یکون یومئذٍ حدیدا بعد برھة من الزمان - ویکون کل

و اعتقاد میداریم کہ دراں روز ہر چشمے تیز بین خواہد بود و ایں تیزی بعد از زمانہ دراز پیدا خواہد شد۔ پس بعد

شقی سعیدًا بعد حقب من الدوران - ولا یلبثون الا احقابا فی النیران - الا

روزگارے دراز ہر بدبختے نیک بخت خواہد شد۔ و توقف شاں در جہنم صرف مدتے دراز خواہد بود

ماشاء الله من طول الزمان - فانا ما اعطینا علم تحدیدہ بتصریح البیان -

مگر تحدید آں زمانہ در حد علم ما نیست

فھو زمان ابدی نسبةً الٰی ضعف الانسان - ومحدود نظرًا علٰی منن المنان -

پس آں زمانہ بہ نسبت ضعف انسان ابدی ست۔ و چوں نظر بر احسان ہائے الٰہی کنیم

ولا یترکون کالاعمٰی الی الابد علٰی وجه الحقیقة ویکون مآل امرھم

پس آں زمانہ محدود است و زمانہ نابینائی را از روئے حقیقت ابدیت و دوام نیست و انجام کار ایشاں

رحم الله والرشد ومعرفة الحضرة الاحدیة بعد ما کانوا قومًا عمین ونعتقد

رحمت الٰہی و رشد و معرفت حضرت احدیت خواہد بود بعد زانکہ قومے نابینا بودند وما اعتقاد

ان خلود العذاب - لیس کخلود ذات الله رب الارباب - بل لکل عذاب انتھاءٌ

میداریم کہ دوام عذاب دوزخیاں ہمچو دوام ذات باری نیست۔ بلکہ ہر عذاب را انجامے ست

ارضیتم ان تتزاید فتن الدجالین القسیسین و تمتد الی ماٰتین او مئین۔
آیا بدیں امر راضی شدہ آید کہ فتنہ ہائے پادریاں تا دو صد سال یا چند صد ہائے دیگر در زیادت باشند۔ چراکہ
فان غلبتہم ضروری الی ایام ظہور المسیح۔ کما جاء بالبیان الصریح فی انباء خیر المرسلین
غلبہ پادریان تا ایام ظہور مسیح ضروری ست۔ وہمچنیں در احادیث حضرت خیر الرسل آمدہ است۔

وبعد کل لعن رحم وایواء۔ وان اللّٰہ ارحم الراحمین۔ ومع ذالک لیسوا سواء
وبعد ہر لعنت رحمت وجا دادن ست۔ وخدا از ہمہ رحمت کنندگان در رحمت افزوں تر و پیش قدم ست
فی مدارج النجاۃ۔ بل اللّٰہ فضّل بعضہم علی بعض فی الدرجات والمثوبات
وباوجود ایں امر مدارج نجات یکساں نیستند بلکہ خدا تعالیٰ بعض را بر بعض در درجہ ہا و پاداش ہا بزرگی داد
ومایرد علی فعلہ شیءٌ من الایرادات۔ انہ مالک الملک فاعطی بعض عبادہ
و ہیچ اعتراضے بر کار او نمی تواند شد۔ چراکہ او مالک الملک است بعض را در کمالات
اعلی المراتب فی الکمالات۔ وبعضہم دون ذالک من التفضلات۔ لیثبت
اعلیٰ مراتب بخشید۔ و بعض را از آنہا کم داشت تا ثابت کند کہ
انہ ہو المالک یفعل مایشاء۔ لیس فیہ اصلًا حق من حقوق المخلوقین
او مالک الملک است ہرچہ میخواہد میکند۔ دراں حق تلفی احدے نیست
ولما کان وجود اللّٰہ تعالیٰ علۃ لکل علۃ۔ ومبدءً لکل سکون و حرکۃ۔ وہو
و ہرگاہ کہ وجود خدا علت ہر علت و مبداء ہر حرکت و سکون است۔ و او بر ہر
قائم علی کل نفس فلیس من الصواب ان یعزی اخلاد العذاب۔ الی ہذا
جانے قائم و متصرف و قا درست پس ایں قرب بصواب نیست کہ ہمیشہ معذب داشتن بسوئے او منسوب
الجناب۔ وکان العبد مختارًا من جمیع الجہات۔ بل کان تحت قضاء اللّٰہ
کردہ شود۔ و بندہ از جمیع جہات مختار نیست۔ بلکہ تحت قضاء و قدر خدا تعالیٰ ست

فماتامرون فی هٰذه القضیة - اترضون بان یمهّلهم الله لاغواء الناس الیٰ تلك

پس دریں مقدمہ رائے شما چیست - آیا بدیں راضی ہستید کہ خدا تعالیٰ ایشاں را برائے اغوائے مردم تا بدیں مدت

المدیٰ الطویلة - ویجاح الاسلام من اصوله المبارکة - ولا یبقی احد علی وجه الارض

مدیدہ مہلت دہد - و اصول مبارکہ اسلام از بیخ برکندہ شوند - ہیچکس از مسلماناں بروئے زمین نماند -

خالق المخلوقات - وقیوم الکائنات - وکان کل قوته مفطورة من یدٖ ومن ارادته

کہ خالق وقیوم ست وہر قوت بندہ پیدا کردہ دست خدا تعالیٰ ست واز

فله دخل عظیم فی شقاوته وسعادته - فکیف یترك عبدا ضعیفا فی عذاب

ارادہ اوست - و او را در شقاوت وسعادت بندہ دخلے عظیم ست - پس چگونہ ممکن ست کہ بندہ ضعیف را

الخلود - مع انه یعلم انه خالق الشقی والمسعود - والعبد یفعل فعالا ولکنه اول

در عذاب دائمی فروگزارد - باوجودیکہ میداند کہ پیدا کنندہ ہر شقی و سعید خود اوست - و بندہ کارہا مے کند

الفاعلین - وکل عبد صُنع یدٖ وهو صانع العالمین - انه رحیم وجواد وکریم - سبقت

لیکن او اول کسے ست کہ کار کرد و ہر بندہ صنعت دست اوست و او صانع ہمہ جہانیاں ست - و او

رحمته غضبه - ورفقه شصبه - ولا یساویه احد من الراحمین - فلا یفنی کل الافناء

رحیم ست وجواد ست وکریم ست - غضب او بر رحمت او پیش قدمی ہا کرد - ونرمی او از سختی او در گزشت - وہیچکس در

ویرحم فی آخر الامر وانتهاء البلاء - ولا یدوس کل الدوس بالایذاء کالمتشددین

رحمت برابری او نتواند کرد - ونمی خواہد کہ مخلوق را بہمہ وجوہ معدوم کند و در آخر امر رحمت میفرماید وکلی پامالی کو بد

بل یبسط فی آخر الایام یدٖ رافة ویاخذ حزمة من النارین - فانظر الیٰ ید الله

بلکہ در آخر ایام دست خود برحمت دراز خواہد کرد - ومشتے از دوزخیاں بیرون خواہد آورد - بسوئے دست خدا

وحزمته - هل تغادر احدًا من المعذبین - وکذالك اشار فی اهل النار وقال

ومشت او بنگر - آیا ایں دستے ست کہ معذبے را از گرفتن محروم تواند گذاشت - ہمچنیں او خود دربارہ

من المسلمین۔ ایہا الناس اعلموا ان وقت ظہور المسیح عند اللہ ھو وقت ظہور

اے مرداں بدانید کہ زمانہ ظہور مسیح نزد خدا ہماں زمانہ ظہور فتن صلیب است۔

فتن الصلیب۔ ولاجل ذالك قیل ھو یکسر الصلیب۔ فتدبروا کالمستدل اللبیب

و برائے ہمیں گفتہ شد کہ مسیح موعود صلیب را خواہد شکست۔ پس شما ہمچو دانشمندے کہ دلیلے

ترلاکرہا فیه اطماعٌ عظیم ونسیم الابشار۔ فقال خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰت

دوزخیاں بشارت دادہ است آں بشارتے کہ درو امید بزرگ پیدا می شود۔ پس گفت کہ دوزخیاں ہمیشہ در جہنم

وَالْاَرْض اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ [1] فانظر الی استثناءہ ببصرٍ

خواہند ماند مگر چوں خدائے تو ارادہ فرماید چراکہ خدائے تو ہرچہ میخواہد مے کند۔ پس ایں استثناء را بنظر

حَدید ونظرٍ رشید۔ ولَا تظنّ ظن السّوء کالیائسین۔

عمیق بنگر۔ و ہمچو نومیداں ظن مکن۔

وَالعَجَب کل العجب من الٰه النّصاریٰ۔ انه بزعمهم صلب ابنه واضاع وحیدہ

و تمام تر تعجب از خدائے نصرانیاں ست۔ کہ او بگمان نصاریٰ پسر خود را بردار کشید و فرزند

کالمجنون الغضبان۔ وما سلك فی المجازات طریق العدل والرفق والاحسان

یکتائے خود را ہمچو دیوانہ غضبناک ضائع کرد۔ و در جزاء و سزا طریق انصاف و نرمی و احسان را مرعی نداشت

بل خوّف من العذاب الابدی الذی لا ینقطع فی حین من الاحیان۔ فاین

و ازاں عذاب ابدی ترسانید کہ ہیچ وقتے منقطع نخواہد شد۔ پس در چنیں

الرحم فی مثل ھذا القہّار۔ الّذی فوّض الابن المحبوب الی الکُفّار۔ وما

قہارے رحم کجاست کہ فرزند محبوب خود را حوالہ کافراں کرد۔ و ہمچو رحیماں

خفّف عذابه کالرحماء الاخیار۔ بل القیٰ عبادہ فی جہنّم لابد الابدین۔ زاد

و نیکاں در عذاب تخفیف ننمود۔ بلکہ بندگان خود را برائے ہمیشہ در جہنم انداخت۔ و در عذاب

[1] ھود : ۱۰۸

وقوموا لله شاهدين. ثم من المسلّمات الامة المرحومة. ان المسيح لا يجيء الا على رأس

می جوید تدبر کنید - و برائے خدا بہر شہادت برخیزید - باز از مسلّمات این امت مرحومہ است کہ مسیح ہرگز نخواہد آمد مگر در وقتیکہ

المائة - فهذا الراس بزعمكم قد انقضى خاليا ومضى - وانقطع الرجاء الى راس مائة اخرى

سر صدی باشد - پس این سر صدی بزعم شما خالی گذشت و ہیچکس نیامد - و تا سر صدی آخر از آمدن امید منقطع

الجذاب زيادة فاحشة مكروهة ثم ادّعى انه قتل ابنه لينجي المذنبين رحمة فما هذا

آن زیادتی کرد کہ مکروہ و از حد تجاوز کنندہ است - باز دعوی کرد کہ او پسر خود را محض از رحمت برائے رہانیدن

الا طريق الظالمين المزوّرين - ثم نرجع ونقول ان البراهمة قد تركوا سبل الهدى

گنہگاران قتل کرد - پس این طریق خاصہ مردانیست کہ بسیار ظالم و مکار باشند - باز رجوع میکنیم و میگوئیم کہ ہندوان

فلا تتبع خرافات قوم نوكى - وسل الله ان يهديك الى صراط الراشدين

ترک طریق ہدایت کردند - پس آن خرافات را پیروی مکن کہ جاہلان تراشیدہ اند - و از خدا بخواہ کہ ترا ہدایت بر راہ رشیدان کند

الا ترى انهم جمعوا تناقضات فى خيالاتهم - واضحكوا الناس بخزعبيلاتهم - و

آیا نمی بینی کہ ایشان تناقضات را در خیالات خود جمع کردہ اند - و مردم را بسخنان باطل خود در خندہ آوردہ اند

جاؤا بافك مبين - قد لزمهم من جهة عقيدتهم ان يدعوا ربهم بالتضرعات ليفنى

و دروغ صریح آوردہ اند - بر ایشان از عقیدۂ ایشان لازم بود کہ از خدائے خود بتضرع تمامتر بخواہند کہ تا او بجز

كل حيوان من دون رجال يوجد تحت السموات - من بقر وجاموس وماعز

مردان تمام آن جانوران را بمیراند کہ زیر آسمان موجود اند - از قسم گاوہا و گاومیش ہا و گوسپندہا

وغيرها من الحيوانات - وكل امرأة زوجا كانت لهم او من الامهات والبنات - والاخوات

وغیرہ از جانوران و ہمچنان لازم بود کہ ہر زنے را نیز بمیراند گو او زوجہ اوشان باشد - یا از مادران ایشان یا از دختران ایشان

ليستخلص ارواح آبائهم من تناسخ ومن عذاب مهين - بل كان هذا الدعاء

یا ہمشیرگان ایشان تا کہ روحہائے پدران ایشان از تناسخ و عذاب رسوا کنندہ آزاد شوند -

نوٹ - ان كان التناسخ هو الحق فيجب ان يجتنب التزويج كل من تمسك بهذا الاعتقادات - لعل النساء المنكوحات كن بناتهم او

واگر تناسخ حق است پس واجب است کہ اہل آن از نکاح کردن پرہیز کنند کہ شاید زنان منکوحہ دختران باشند یا ہمشیرہ ہائے ایشان یا مادران ایشان یا

ووجب بزعمكم ان تبقى فتن قسّيسين اعداء الهدٰى مع تزائدها الى تلك المدى

گشت - وحسب زعم شما این واجب شد کہ فتنہ ہائے پادریان تا بدین مدت ہا در تزائد باشند -

فان وقتها شريطة وقت المسيح كما اخبر سيّد الورٰى فهذا اعظم المصائب على

چرا کہ وقت آن فتنہ ہا بطور شرط برائے وقت مسیح موعود است - پس این مصیبتے بزرگ بر اسلام ست

اهمّ مقاصدهم واعظم مآربهم - ان كانوا راسخين على عقيدتهم ومستيقنين

بلکہ این دعا از اہم مقاصد و بزرگتر مرادات ایشان بود - اگر ایشان بر عقیدہ خود یقین داشتندے

ولكنهم يدعون خلاف ذالك - وقد حثّهم ويدهم على ان يدعوا ربهم يعطهم

مگر ایشان برخلاف این دعا ہا می کنند - و وید ایشان ایشان را رغبت می دہد تا از و بسیار از بسیار

كثير من البقر والفرس ويجعلهم من المواشي متموّلين -

گاوان و اسپان بخواہند و او شان را از چارپایان مالدار کنند -

والويد مملوّ من مثل هٰذه الادعية - كما لا يخفٰى على الذين قرءوا الرگ ويد بالبصيرة

و وید از ہمچو این دعا ہا پُر است چنانچہ بر آن کسانے پوشیدہ نیست کہ وید را میخوانند یا از

وسمعوه من البراهمة متأمّلين - فلو كان الويد من عند الله لما وجد فيه دعاء

برہمنان مے شنوند - پس اگر وید از طرف خدا تعالیٰ بودے ہرگز ممکن نہ بود کہ چنین

لا يأتي الّا بفسق الفاسقين - وترى الهنود كيف يودّون ان يكون لهم اقاطيع

دعا ہا دران موجود بودندے کہ بغیر بدکاری بدکاران حصول آنہا ممکن نیست و تو می بینی کہ چگونہ ہنود مے خواہند

من البقر والجواميس ويصوّبون همّهم الى هٰذا الامر مدبّرين - فكانهم يحبّون

کہ برائے شان رمہ ہا از گاوان و گاومیشان باشند - و برائے این امور بچگونا گون تدبیر ہا ہمتہا خود معروف میدارند پس گویا

ان تبقى الفاحشة الى ابد الآبدين - بل يحب ويدهم ان لا يقطع ابدًا سلسلة ذنب

او شان میخواہند کہ بدکاریہا برائے ہمیشہ موجود باشند - بلکہ وید ایشان دوست میدارد کہ سلسلہ گناہ گنہگاران گاہے منقطع

الاسلام ان تعلو شوکة الصلیب الی تلک الایام البعیدة من الانام۔ ویمتد زمان اغواء المخلوقات

کہ شوکت صلیب تا آن روزہا باند کہ ہنوز از خلق بسیار دور اند ۔ وزمانہ اغوائے مخلوقات بدرازی کشد

والعوام۔ فما لکم لا تتفکرون۔ وتبدلون شکر نعم اللہ بالکفران وتنکرون۔ وجاءکم

پس چہ پیش آمد شمارا کہ فکر نمی کنید۔ وبجائے شکر نعمتہائے الٰہی کفران مے ورزید۔ وحق در وقت

المذنبین۔ واما القول الاحسن الاقوم فی ہذا الباب۔ والحق القائم علی عمدة الصواب

نگردد۔ مگر آن سخنے کہ دریں باب احسن وراست تر ست۔ وبر ستون ہائے صواب قائم است۔

فہو الذی بینہ اللہ فی الکتاب۔ لقوم طالبین۔ وہو ان ہذا العالم لا یدوم

پس آن ہمان ست کہ خدا تعالٰے برائے طالبان در قرآن شریف فرمودہ ست۔ وآن اینست کہ این جہان

الی ابد الآبدین بل لہ انقطاع وانتہاء وبعدہ عالم آخر یقال لہ یوم الدین۔ ولا یلقی

تا ہمیشہ نخواہد ماند۔ بلکہ برائے او انقطاعے وانتہائے ست پس آنجہانے دیگر ست کہ آنرا یوم الدین می نامند۔

نعماءہ الا الذی اختار الشدائد علی النعماء۔ وآثر الآلام علی الآلاء۔ وصبر علی انواع الباساء

ونعمتہائے آن جہان ہمان کس خواہد یافت کہ سختی ہا را بر نعمت ہا اختیار کند۔ ودردہا را بر اسباب آسایش

لرضاء رب العالمین۔ فالذین وصلوا ہذہ السعادة۔ وبلغوا الشرف والسیادة

مقدم دارد۔ وبر انواع سختی ہا برائے رضائے رب العالمین صبر کند۔ پس آنانکہ این سعادت را یافتند وبزرگی ومہتری

فہم قومان عند الرب المنان۔ منہم قوم یجاہدون فی اللہ باموالہم وانفسہم

را رسیدند۔ پس ایشان نزد خدائے منان دو قوم اند۔ یکے از ایشان قوم است کہ در راہ خدا تعالیٰ با مال وجان

ویؤتون فی سبیل اللہ کل احبہم وانفسہم۔ ویشرون نفوسہم ابتغاء مرضات اللہ

خود مجاہدہ میکنند وہرچہ از مال عزیز تر دوست میدارند آن ہمہ براہ خدا تعالیٰ می دہند وبرائے تحصیل

ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصة۔ ویبیتون لربہم سجدا وقیاما وباکین۔

رضامندی الٰہی جان ہائے خود را میفروشند۔ وبر نفوس خود دیگران را اختیار میکنند اگرچہ خود در تکلیف وتنگی

الحق فی وقته فتعرضون - وتجعلون حظکم ان تکفرون بی ولا تتقون - اتکفرون

خود شما را رسید و شما کناره میکنید - و حصه خود این می گردانید که مرا کافر قرار داده اید و نمی ترسید - آیا شما بنده

عبد الله المامور - وتقفون ما لیس لکم به علم من الله الغیور - وتتکلمون مستعجلین

مامور را کافر میگوئید - و بران چیزها اصرار می کنید که علم آنها شما را نداده اند - و از روئے جلدی کلام میکنید -

ولا یفرطون فی حظ انفسهم بل ینفقون اموالهم فی مرضات الله ویعیشون کالفقراء

باشند - و برائے پروردگار خود در حالت سجده وقیام و گریه شب میگذرانند - و در حظ نفس خود از حد اعتدال بیرون نمی روند

والمساکین - وقوم آخرون یتولی الله امر نجاتهم ویفعل بهم امورا ما کان لهم ان

بلکه مال هائے خود را در رضا هائے خدا تعالیٰ خرچ میکنند - و همچو مساکین و فقرا زندگی بسر میکنند - و قومے دیگر است که خدا خود

یفعلوها لنجاة انفسهم - فیصب علیهم مصائب شدائد وانواع التألمات - ویبتلیهم

متولی امر نجات شان میگردد - و برائے شان آن کارها میکند که در طاقت شان نبود که خود برائے نجات خود کنند - پس

بنقص من الاموال والانفس والثمرات - ثم یرحمهم بذالك - وینزل علیهم صلواته

بر ایشان سختی ها و شدتها و اقسام حوادث نازل میکند - و ایشان را به نقصان مال و جان و ثمرها می آزماید - باز بدین

وانواع البرکات - کما ینزل علی اهل الباقیات الصالحات - ویلحقهم بقوم محبوبین

آزمائش بر ایشان رحم میفرماید و بر ایشان رحمت ها و انواع برکات نازل میفرماید - و با محبوبان خود ایشان را

وتحسب تلك الآفات عبادة منهم - ومجاهدة من عند انفسهم بما صبروا

پیوندے بخشد - و این آفات را از ایشان در حکم عبادت و مجاهده می پندارد چراکه او شان بر

علیها مستقیمین - فیبلغهم الله مقامات بلغها قوم زاهدون صالحون وحزب

سختی ها صبر میکنند - پس خدا تعالیٰ او شان را بدان مقامات می رساند که مقام زاهدان و صالحان

عابدون مرتاضون ویرضی عنهم کما رضی عن قوم یعبدونه ویؤثرونه ویجعلهم

و عابدان و مرتاضان ست و از ایشان آنچنان خوش میشود که از قومے خوش شد که پرستش او میکنند و او را

انسیتم ما جاء الناموس به او کنتم قوماً غافلین۔ اتوانون فی امر الدین۔ واخلدتم

آیا قرآن کریم را فراموش کردہ آید یا خود در غفلت زندگی بسر میکنید۔ آیا در امر دین سستی میکنید۔ وبکوشش تمامتر

الی الدّنیا مجدّین۔ واذا امردتم بالحق مررتم مستھزئین۔ الّا قلیل من الراشدین

بر دنیا افتادہ آید۔ وچوں برحق گزر میکنید باستہزا گذر میکنید۔ مگر اندکے از ہدایت یاباں

فائزین۔ ومختار لکل ما صلح لنفسہ۔ وھو یعلم مصالح المخلوقین۔

اختیار میکنند واوشاں را از کامیاباں میگرداند۔ وبرائے ہر یکے آں می پسندد کہ برائے نفس او بہتر ست۔ واو

فما بقی محل اعتراض فی ھٰذا المقام۔ فانھم وجدوا اجزاءھم علی الالام۔ واما ھم

مصالح مخلوق خود را خوب میداند۔ پس درینجا ہیچ محل اعتراض نماند۔ چراکہ اوشاں جزائے دردہائے خود یافتند

حظ کثیر واعطوا نعماً غیر محدودة من الفضل التام ودخلوا فی مقعد صدقٍ

و از فضل کامل خدا تعالیٰ نعمتہائے غیر محدود یافتند۔ و در مجلس صدق ہمچو راستبازاں بزرگ

کالابرار الکرام۔ ووصلوا اللذّات الابدیة فرحین۔ وورثوا جنةً لا تنقطع

داخل کردہ شدند۔ ودر حالت خوشی وخرمی لذات ابدیہ را رسیدند۔ ووارث آں جنت شدند کہ در ہیچ وقتے

نعماءھا۔ ولا تنفد الاٰئھا۔ ووجدوا نعماءاً ابدیة بنصب ایام قلائل۔ ودخلوا

نعمتہائے آں منقطع نخواہند شد۔ وبعوض تکالیف چند روزہ نعمتہائے جاودانی یافتند۔ وبرائے دوام در

فردوس ربھم خالدین۔ وما ھٰذہ الدنیا الا طرفة عین تنقضی مرارتھا وحلاوتھا

بہشت داخل شدند۔ وایں دنیا ہمچو مدت پلک زدن ست۔ تلخی وشیرینی او ہمہ مے گزرد۔

وتنعدم نضارتھا وطراوتھا۔ ولا تبقی لذتھا ولا عقوبتھا۔ فلا تتمایل علیھا عین العارفین

و تازگی او معدوم می شود۔ ولذت وعقوبت آں باقی نمی ماند۔ پس ازیں وجہ چشم عارفاں بروما ئل نمی گردد

ھٰذا ما الھمنی ربی فخذھا وکن من الشاکرین۔ منہ

وایں آں چیز است کہ خدا در دلم انداخت۔ پس بگیر وشکر کن۔ منہ

واكثركم ينظرون الى اهل الحق بنظر السّخط محقّرين۔ وان سخط الله اكبر

و اكثر شما اہل حق را بنظر غضب و اہانت مے بینند۔ وغضب خدا از غضب ایشاں

من سخطهم وهو غيور لعباده المامورين۔

بزرگتر ست واو برائے بندگان مامور خود غیرت مے دارد۔

وماكنت ان افترى عليه انه ربّي احسن مثواى۔ وانه لا يمهّل المفترين۔

ومن نہ آنستم کہ بر خدا تعالیٰ افترا کنم۔ او آں خداوندے ست کہ مرا جا تنہا بخشید و بمن نیکی ہا کرد و او افترا کنندگان

وانتم تعرفون سنن الله ثم تنقلبون منكرين۔ وتدرسون كتابه۔ ثم لا

ہرگز مہلت نمی دہد۔ وشما سنتہائے خدا را میدانید باز برگشتہ می شوید۔ وکتاب او را میخوانید۔ باز روزہائے

تفهمون ايام الصادقين۔ فضّلكم الله بعقل ودراية وفراسة۔ مانعة من غواية

صادقاں را نمی فہمید۔ خدا بر شما بعقل و دانش فضل کرد۔ وشما را فراستے بخشید کہ از گمراہی باز دارد۔

فالحجة عليكم اتم من احبابكم۔ وذنب الاميّين والمحجوبين كله على رقابكم۔ ان كنتم

پس حجت الہٰی بر شما از دیگر دوستاں شما اکمل و اتم است۔ وگناہ ناخواندگان ومحجوباں ہمہ بر گردن شماست

معرضين۔ واني قد بلّغت كما امرت۔ وصدعت بما الهمت۔ فالآن لا عذر

اگر شما کنارہ کش بمانید۔ ومن چنانکہ حکم کردند تبلیغ کردم۔ والہام الہٰی را پوست کندہ بیان نمودم۔ پس اکنوں

لجاحد۔ ولا محلّ قول لمعاند۔ وظهر الامر وحصحص الحق وقطع الله دابر

ہیچ منکرے را عذرے باقی نماندہ۔ ونہ ہیچ معاندے را جائے سخن۔ وامر ظاہر شد وحق بظہور پیوست وخدا

المرتابين۔ ما بقي الامر مرموزا مكتوما۔ وصار المستور مكشوفا معلوما۔ فلا

قطع شکوک شک کنندگان کرد۔ اکنوں ایں امر مخفی ومستور نماندہ۔ وہر چہ پنہاں بود منکشف گشت پس

تكتموا الحق بعد ظهوره ان كنتم صالحين۔

راستی را پس ز انکہ ظاہر شد نپوشید۔ اگر مرداں نیکو ہستید۔

ولا یختلج فی قلبك ان العلماء ینتظرون نزول المسیح من السماء۔ فکیف نقبل قولاً

و در دل تو این نه خلد که عالمان این انتظار میدارند که مسیح از آسمان نازل خواهد شد۔ پس چگونه قول

یخالف قول العلماء۔ فان وفاة المسیح ثابت بالآیات المحکمة القاطعة۔ و

عالمان را قبول نکنیم چراکه وفات مسیح بآیات محکمه قطعیة الدلالت ثابت است ۔ و از روئے

الآثار المتواترة المتظاهرة۔ فالامر الذی ثبت بتظاهر الاحادیث والقرآن۔ و

آثار متواتره بپایه ثبوت رسیده ۔ پس امریکه که از تظاهر حدیث و قرآن ثابت شده است ۔ و از یقین

الیقین والبرهان۔ لایبلغ شأنه امرٌ یوخذ من ظنونٍ لا من سبل الایقان۔ ولا

و برهان محقق گشته بشان آن آن امر دیگر تواند رسید که ماخذ آن صرف ظنون اند نه یقین ۔ و نیز از

یخلوا من اوساخ مسّ ید الانسان۔ فالامن کل الامن فی قبول امرٍ تظاهر فیه

چرک هائے مس انسانی خالی نیست ۔ پس همه امن در قبول آن امر است که دراں حدیث و

الحدیث والفرقان۔ والعقل والوجدان۔ وله نظائر فی کتب الاولین۔ فان

قرآن به پشتی یکدیگر افتاده اند۔ و نیز عقل و وجدان و نظائر کتب اولین مؤید و مشاهد آن هستند ۔ چراکه

النزول علی طریق البروز قد سُلّم فی الصحف السابقة ۔ واما نزول احد بنفسه

نزول از آسمان بطریق بروز امرے ست که در صحف سابقه تسلیم داشته شده است ۔ مگر نزول کسے بذات خود

من السماء فلیس نظیره فی الازمنة الماضیة ۔ اما سمعت کیف اوّل عیسیٰ علیه

از آسمان امرے ست که نظیر آن در ازمنه گزشته یافته نمی شود۔ آیا نشنیده که عیسیٰ علیه السلام

السلام نباء نزول ایلیا عند السوالات۔ وصرفه عن الحقیقة الی الاستعارات۔

چگونه درباره نزول الیاس تاویل کرد۔ و نزول او را از حقیقت گردانیده بصورت استعاره قرار داد

والیهود اخذوا بظاهر النصوص وما مالوا الی التاویلات ۔ بل کفّروا المسیح

مگر یهودیان بظاهر نصوص پنجه زدند ۔ و هیچ تاویلے نکردند بلکه مسیح را بوجه تاویل او کافر قرار دادند

علی تاویله ورموہ بالتکذیبات۔ وقالوا ملحد یصرف النصوص عن ظواهرها ویعرض
وگفتند ملحدے ست کذاب نصوص را از ظاہر آں می گرداند۔ واز

عن البیّنات۔ فغضب اللّٰہ علیهم وجعلهم من الملعونین۔ فاتقوا نحو الیهود والقول
بینات اعراض میکند پس خدا تعالیٰ برایشاں لعنت کرد و غضب خود نازل فرمود۔ پس شما از صورا نحو یہود پرہیز کنید۔ و

المردود۔ واتقوا موطاء قدم الفاسقین۔ واقبلوا ما قال عیسٰی من قبل وفی هٰذا
قول مردود را پیروی مکنید۔ واز جائے قدم فاسقاں دور بمانید۔ وآنچہ عیسٰی پیش زیں گفت و اکنوں گفت آں را

الحین۔ ان مثل نزول عیسٰی۔ فی هٰذا الوقت الاغسی کمثل نزول ایلیا فیما مضٰی
قبول کنید۔ بہ تحقیق مثال نزول عیسٰی دریں وقت تاریک ہمچو مثال نزول ایلیاست در وقت گذشتہ۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ولا تختاروا سبل الاشرار۔ ولا تخالفوا ما بیّن اللّٰہ علٰی
پس اے صاحبان دانش از امرے امرے دیگر را بفہمید۔ و طریق شریراں را اختیار مکنید۔ وآں امر را مخالفت مکنید کہ

لسان النبیّین۔
خدا تعالیٰ بر زبان انبیاء بیان فرمود۔

واما ما جاء فی حدیث خیر الانبیاء۔ من ذکر دمشق وغیرہ من الانباء
مگر آنچہ در حدیث آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذکر دمشق وغیرہ آمدہ است

فاکثرہ استعارات ومجازات من حضرۃ الکبریاء۔ وتحتها اسرار فی حلل لطائف الایماء
پس اکثر آں از قبیل استعارات و مجازات ست۔ و زیر آں اسرار اند

کما مضت سنۃ اللّٰہ فی صحف السابقین۔ ثم من الممکن ان ینزل بساحۃ دمشق او
چنانچہ در صحف سابقین ہمیں سنت گزشتہ است۔ باز از ممکنات کہ ما وقتے بدمشق نزول کنیم یا

احد من اتباعنا المخلصین۔ وما جاء فی الحدیث لفظ النزول من السماء لیرتاب
احدے از اتباع ما داخل شود۔ و در حدیث لفظ نزول از آسمان نیست تا کسے شک کنندہ

احد من المرتابين - اولم تكفكم فى موت المسيح شهادة الفرقان - وشهادة نبينا

شک کند - آیا شمارا درباره موت مسیح شهادت قرآن شریف کافی نیست - و آیا شهادت

المصطفى رسول الرحمٰن - فبأيّ حديث تومنون بعدهما يا معشر الاخوان -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کفایت ندارد - پس باوجود این ہردو گواہاں چہ حاجتے بحدیثے دیگرے ماندہ

مالكم لا تتفكرون كالمحققين - اعندكم سند من الله ورسوله خير الورٰى - فى

اے برادران چہ شد شمارا کہ ہمچو محققان فکر نمی کنید - آیا نزد شما از خدا و رسول او در معنی توفی کہ در قرآن شریف

معنى التوفى - الذى جاء فى القرٰن الازكى فانتم تتكئون على ذالك السند

در محل ذکر عیسیٰ موجود ست سندے ست - پس شما براں سند تکیہ میکنید و راہ پرہیز گاری

وتسلكون سبل التقٰى اوتئولونه من عند انفسكم ومن الهوٰى - فان كان سند

اختیار مے کنید - یا از طرف خود تاویل ہائے کنید - اگر سندے باشد پس آں سند

فاخرجوه لنا ان كنتم صادقين - ولن تستطيعوا ان تاتوا بسند - فلا تخلدوا

برائے ما بیروں آرید اگر میدانید کہ شما بر راستی ہستند - و ہرگز نتوانید کہ سندے پیش کنید پس بسوئے

الى فند - ان كنتم متقين - واياكم والتفسير بالرای ولا تتركوا الهدٰى فتوخذوا

دروغ میل مکنید - اگر پرہیزگار ہستند - و خود را از تفسیر بالرائے دور دارید و ہدایت را ترک مکنید - ورنہ

من مكان قريب ولا يبقٰى لكم عذر ولا حجة اخرٰى - فما لكم لا تخافون يوم الدين

از مکان قریب گرفتار خواہید شد و ہیچ عذرے و حجتے نخواہد ماند - چہ پیش آمد شمارا کہ از روز قیامت نمی ترسید

واما نحن فما نقول فى معنى التوفى الا ما قال خير البرية - واصحابه الذين

مگر ما کہ ہستیم پس در معنی توفی ہماں میگوئیم کہ رسول ما صلی اللہ علیہ وسلم گفت - و نیز آنچہ اصحاب

اوتوا العلم من منبع النبوة - وما نقبل خلاف ذالك راى احد - ولا قول قائل - الا

او گفت کہ از چشمہ نبوت بہرہ ور بودند - و آنچہ برخلاف ایں باشد از قولے و رائے قبول نے کنیم - مگر

ماوافق قول الله وقول خير المرسلين - واذا حصحص الحق فى مضى التوفى

انچه موافق قول الله و رسول باشد۔ و هرگاه که درباره معنی متوفی امر حق از زبان آنحضرت

من لسان خاتم النبيّين - وثبت ان التوفّى هو الاماتة والافناء - لا الرفع

صلی الله علیه وسلم ظاهر گشت وثابت شد که معنی توفی میرانیدن ست۔ و آنکه برداشته شدن

والاستيفاء - كما هو زعم المخالفين -

یا تمام تر گرفته شدن - چنانکه زعم مخالفان ست ـ

فوجب ان ناخذ الحق الثابت بايادى الصدق والصفاء ولا نبالى قول السفهاء

پس واجب شد که ما حق ثابت شده را بدستهای صدق و صفا بگیریم - و بقول سفهاء و جهلا هیچ

والجهلاء - ونؤوّل كلما خالف الامر الثابت بالنصوص والبراهين - ولا نقدم الظنون

پروائے نداریم - و هرچه از احادیث و آثار مخالف نصوص و براهین افتاده است آنرا تاویل کنیم - و ظن را

على اليقين - ولا نوثر الظلمة على الانوار - ولا قول المخلوق على قول الله عالم الاسرار

بر یقین مقدم نداریم - و نه تاریکی را بر نور مقدم کنیم و نه قول مخلوق را بر قول خدا مقدم داریم -

انترك البيّنات للمتشابهات - او نضيع اليقينيات للظنيات - ولن يفعل مثل هذا الا جهول

آیا بیّنات را برائے متشابهات فروگزاریم - یا یقینیات را برائے ظنیات ضائع کنیم - و هیچ این کارے هرگز کسے

او سفيه من المتعصبين -

نخواهد کرد - مگر آنکه جاهلے و سفیهے از متعصبان باشد -

الا ترى ان نزول المسيح عند منارة دمشق يقتضى ان ينزل هو بنفسه

آیا نمی بینی که فرود آمدن مسیح نزد مناره دمشق میخواهد که او بنفس خود در آنجا فرود آید -

عند تلك البقعة - وذالك غير جائز بالنصوص القاطعة المحكمة - ولا شك ان

و این امر از روئے نصوص قاطعه محکمه ناجائز و غیر ممکن ست - و درین هیچ شک

اعتقاد نزول المسیح عند ذالک المکان۔ یخالف امر موته الذی یفهم من بینات

نیست کہ ایں اعتقاد نزول مسیح مخالف آں واقعہ موت ست کہ از نصوص قرآن شریف فہمیدہ

نصوص القرآن۔ ولاجل ذالک ذهب الائمة الاتقیاء الی موت عیسٰی۔ وقالوا

می شود۔ ہمیں باعث است کہ امامان پرہیزگاران سوئے موت عیسٰی علیہ السلام رفتہ اند۔ وگفتہ اند

انه مات ولحق الموتٰی۔ کماهو مذهب مالک وابن حزم والامام البخاری وغیر

کہ او بمرد وبمردگان پیوست۔ چنانچہ ہمیں مذہب مالک رضی اللہ عنہ وامام ابن حزم و امام بخاری وغیرہ

ذالک من اکابر المحدثین وعلیه اتفق جمیع اکابر المعتزلین۔ وقال بعض کرام

اکابر محدثین ست۔ وبرہمیں مذہب تمام اکابر معتزلہ اتفاق میدارند۔ وبعض بزرگان از

الاولیاء ان حیاة عیسٰی۔ لیس کحیاة نبینا بل هو دون حیاة ابراهیم و موسٰی

اولیاء گفتہ اند کہ زندگی عیسٰی از زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمتر ست۔ بلکہ از زندگی ابراہیم علیہ السلام و موسٰی

فاشار الی ان حیاته من جنس حیاة الانبیاء۔ لا کحیاة هٰذا العالم کما هو زعم الجهلاء

علیہ السلام ہم فروتر افتادہ۔ پس دریں قول آں بزرگ اشارہ فرمودہ است کہ حیات عیسٰی از جنس حیات انبیاء ست

واعلم ان الاجماع لیس علٰی حیاته۔ بل نحن احق ان ندعی الاجماع علٰی مماته

نہ از جنس حیات ایں دنیا۔ چنانکہ آں زعم جاہلاں ست۔ وبدانکہ اجماع بر حیات عیسٰی علیہ السلام ہرگز نیست

کما سمعت آراء الاولین۔

بلکہ ما حق میداریم کہ دعوئ اجماع بر موت او کنیم۔ چنانچہ پیش ازیں شنیدی

وتعلم ان اکثر اکابر الامة۔ ذهبوا الی موته بالصراحة۔ والآخرون صمتوا

ومیدانی کہ اکثر اکابر امت بسوئے موت او رفتہ اند۔ ودیگران بعد شنیدن سخن ایشان

بعد ما سمعوا قول تلک الائمة۔ وما هٰذا الا الاجماع عند العاقلین۔ ثم تعلم ان

خاموش ماندند۔ وہمیں است کہ آنرا اجماع نام باید نہاد۔ باز میدانی کہ

كتاب الله قد صرّح هذا البيان. فمن خالفه فقد مان. ولا نقبل اجماعًا يخالف

کتاب الله بیان موت مسیح بتصریح کرده است۔ پس ہر کہ مخالف آں بیان گوید دروغ گوست۔ وما چنیں اجماعے

القرآن. وحسبنا كتاب الله ولا نسمع قول الآخرين. ومن فضل الله ورحمته

را قبول نکنیم کہ مخالف قرآن باشد۔ وما را کتاب اللہ کافی ست وسخن دیگراں نمی شنویم۔ واین فضل خدا و رحمت او

ان الصحابة والتابعين والائمة الآتون بعدهم ذهبوا الى موت عيسى. ورأه

ست کہ صحابہ وتابعین و امامان کہ بعد ازیشاں آمدند بسوئے موت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ اند۔ وآنحضرت

نبيّنا صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج في انبياء ماتوا ودخلوا دار الاخرى

صلی اللہ علیہ وسلم در شب معراج او را در پیغمبرانے دید کہ بمردند و در دار آخرت رسیدند۔ و دیدن آنحضرت

ورؤيته ليس بباطل بل هو حق واضح وكشف من الله الاعلى.

صلی اللہ علیہ وسلم باطل نتواند شد بلکہ آں حق واضح وکشف صریح از خدا تعالیٰ ست۔

فمالك لا تقبل شهادة الرسول المقبول. ولا تقبل شهادة القرآن

پس چہ شد ترا کہ شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبول نمی کنی و نہ شہادت قرآن را می پذیری۔

وترضى بالقول المردود كالجهول. ولا تنظر بعين المحققين. ثم لا يمكن لاحد

وہمچو نادانے بقول مردود خوش ہستی ۔ وبچشم تحقیق نمی بینی ۔ باز در حد امکان کسے

ان ياتي باثر من الصحابة. او حديث من خير البرية. في تفسير لفظ التوفّي

نیست کہ چنیں اثرے از صحابہ یا حدیثے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش کند کہ معنی لفظ توفی بجز میرانیدن چیزے

بغير معنى الاماتة. ولا يقدرون عليه ابدًا ولو ماتوا بالحسرة. فايّ دليل اكبر

دیگر دراں بیان کرده باشند۔ وہرگز مخالفاں بریں قدرت نخواہند یافت اگرچہ از حسرت بمیرند۔ پس کدام دلیل

من ذالك لو كان في قلب مثقال ذرّة من الخشية. فان بحث الوفاة والحياة اصل

ازیں بزرگتر خواہد بود۔ اگر در دلے مقدار ریگذرہ خوف خدا باشد۔ چراکہ بحث وفات وحیات عیسیٰ علیہ السلام

مقدم فی هٰذہ المناظرات. فلما حصحص صن قنا فی الاصل ما بقی بحث فی

اصل مقدم درین مباحثات است. پس ہرگاہ کہ ثابت شد کہ ما در اصل بحث حق بجانب ہستیم۔ پس

الفروعات. بل وجب ان نصرفها الی معنی یناسب معنی الاصل. کماھو طریق الدیانۃ

در فروعات بحثے نماند۔ بلکہ ما فروعات را بسوئے اصل خواہیم گردانید وآں معنی خواہیم کرد کہ بمعنی اصل مناسبت

والعدل. ولن نقبل معانی تنافی الاصل و تستلزم التناقض بل نرجعها

دارند۔ چنانچہ طریق عدل و دیانت است۔ و ہر آں معنی را قبول نخواہیم کرد کہ با اصل منافات دارند و

الی الاصل المحکم کالمحققین۔

موجب تناقض باشند۔ بلکہ آنرا سوئے اصل محکم ہمچو محققاں رجوع خواہیم داد۔

وقال بعض المخالفین من العلماء المجادلین۔ ان معنی التوفّی اماتۃ. و

وبعض مخالفان ما از علماء چنیں گفتہ اند کہ بلاشبہ معنی توفّی میرانیدن است۔ و

لیس فیہ شک ولا شبھۃ. فانھا ثبت بلسان النبی وصحابتہ. وما کان

درین ہیچ شک و شبہ نیست۔ چراکہ ایں معنی بزبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب او ثابت شدہ

لاحد ان یعصو بیان فوھتہ. بل فیہ مخافۃ کفر و معصیۃ. ونحو نکال و

ومجال احدے نیست کہ آں معنی را رد کند کہ از دہان مبارک او بیروں آمدہ اند۔ بلکہ درین انکار اندیشہ

عقوبۃ. وخسران الدین. ولکنا لا نقول ان عیسٰی علیہ السلام توفّی و صار

کفر و معصیت ست۔ و بیم عذاب و عقوبت و زیان دین ست۔ گرما ایں نمی گوئیم کہ عیسٰی علیہ السلام مُرد و از میرندگان

من الاموات. لیلزمنا القول بالبروز فی نباء خیر الکائنات. بل معنی الآیۃ

شد۔ تا نزول او را بطور بروز اعتقاد داریم۔ بلکہ معنے آیت ایں ست

انہ سیتوفّی بعد نزولہ فلم یبق من الشبھات وبطل قول المعترضین

کہ عیسٰی علیہ السلام بعد نزول وفات خواہد یافت۔ پس بدیں توجیہ ہیچ اعتراضے باقی نمی ماند۔

واما جوابنا فاعلم ان هٰذا القول قد قیل من قِلّة التدبّر والاستعجال۔

مگر جواب ما پس بدانکہ این سخن از قلّت تدبر وشتاب کاری گفتہ شدہ است۔

ولو فکر قائلہ لندم من هٰذا القیل والقال۔ ولاستغفر کالمذنبین المفرطین

واگر قائل این سخن فکر کردے البتہ شرمندہ شدے۔ وہمچو گناہگاران استغفار کردے

اَمَا تدبّر آیة فلما توفّیتنی بالفکر والامعان۔ فانه نص صریح علٰی ان عیسٰی مات

آیا او در آیت فلما توفیتنی تدبر نہ کرد و بفکر و غور ندید۔ چراکہ این آیت نص صریح برین امر است کہ عیسٰی

فی سابق الزمان۔ لا انه یموت فی حین من الاحیان۔ فان الصیغة تدل علٰی

علیہ السلام در زمانہ گزشتہ وفات یافت۔ نہ اینکہ آئندہ در وقتے خواہد مرد۔ چراکہ این صیغہ دلالت بر زمان

الزمان الماضی۔ والصّرف هٰهنا کالقاضی۔

ماضی میکند وعلم صرف اینجا مثل حاکم است۔

ثم ان کنت لا ترضٰی بحکم الصرف۔ وتجعل الماضی استقبالًا بتبدیل الحرف

باز اگر حال چنین ست کہ تو بحکم صرف راضی نیستی۔ و ماضی را بہ تبدیل حرف استقبال میگردانی۔ پس این

فهٰذا ظلم منك ومن امثالك۔ ومع ذالك لا یفیدك غلوّ جدالك۔ وتکون

ظلمے ست از تو و امثال تو۔ وباوجود این اینجا نزاع تو ہیچ فائدہ ترا نمی بخشد۔ وبدین پہلو

فی هٰذا ایضًا من الکاذبین۔ فان المسیح یقول فی هٰذه الآیات۔ ان قومی

نیز ہم دروغگو ثابت خواہی شد۔ چراکہ مسیح درین آیات میگوید کہ قوم من بعد از مردن من گمراہ

قد ضلوا بعد موتی لا فی الحیاة۔ فان کنت تحسب عیسٰی حیًّا الٰی هٰذا الزمان

شدند نہ در زندگی من۔ پس اگر گمان میکنی کہ عیسٰی علیہ السلام تا این زمانہ در آسمان زندہ

فی السماء۔ فلزمك ان تقرّ بانّ النصارٰی قائمون علی الحق الٰی هٰذا العصر لا

است پس ازین لازم می آید کہ اقرار کنی کہ نصارٰی ہم تا ہنوز بر حق اند نہ از گمراہان و ہوا

من اهل الضلالة والهواء - فاین تذهب یا مسکین - وقد احاطت علیك

پرستان پس اے مسکین کجا میروی دبر تو دلائل احاطہ کردہ اند

البراهین - وظهر الحق وانت تکتمه کالمتجاهلین -

وحق ظاہر شد وتو اورا ہمچو تجاہل کنندگاں می پوشی -

ایها الغالی اتق سبل الغلواء - واترك طریق الخیلاء - ولا تُغضب الله

اے غلو کنندہ از طریق ہائے غلو بپرہیز - وراہ تکبر را ترک کن - وخدا را بمعصیت درغضب

بالمعصیة - ولا ترد مورد المأثمة - وسارع الی التوبة والمعذرة - ولا تکن کالذی

میار - ودر مقام گناہ وارد مشو - وبسوئے توبہ ومعذرت جلدی کن - وہمچو آں کسے مشو کہ

بساء باکل الجیفة - وما اکترث لما فیه من الغدرة - وفر الی الله کالمستغفرین

بخوردن مُردار خو گرفتہ است - واز گندگی ہائے آں ہیچ پروائے ندارد - وبسوئے خدا بگریز کہ معافی می خواہد

اَطِعْ رَبَّكَ الْجَبَّارَ اَهْلَ الْاَوَامِرِ ۔ وَخَفْ قَهْرَهٗ واترك طَرِيقَ التَّجَاسُرِ

خدائے خود را کہ جبار ست و اہل احکام اطاعت کن ۔ واز قہر او بترس و طریق دلیری ہا بگذار

وَكَيْفَ عَلٰى نَارِ اللّٰهِ تَصْبِرُ ۔ وَاَنْتَ تَاَذّٰى عِنْدَ حَرِّ الْهَوَاجِرِ

وچگونہ بر آتش معصیت ہا صبر توانی کرد ۔ وتو در تپش ہائے نیم روز تکالیف می برداری وطاقت نداری

وَحُبُّ الْهَوٰى وَاللّٰهِ صِلٌّ مُدَمِّرٌ ۔ كَمُلْمَسِ اَفْعٰى نَاعِمٌ فِي النَّوَاظِرِ

ومحبت ہوا و ہوس بخدا ماریست ہلاک کنندہ ۔ واز بیروں ہمچو جلد مار صاف و ملائم است

فَلَا تَخْتَرِ الطَّغْوٰى فَاِنَّ اِلٰهَنَا ۔ غَيُوْرٌ عَلٰى حُرُمَاتِهٖ غَيْرُ قَاصِرِ

پس از حدود درگذشتن اختیار مکنید چرا کہ خدائے ما ۔ بر حدود خود غیرتمند ست و مجرماں را معذور نخواہد گذاشت

وَلَا تَقْعُدَنْ يَا ابْنَ الْكِرَامِ بِمُفْسِدٍ ۔ فَتَرْجِعُ مِنْ حُبِّ الشَّرِيْرِ كَخَاسِرِ

واے پسر بزرگاں با مفسدے منشیں ۔ پس از محبت بدسرشت ہمچو زیاں کارے خواہی گردید

وَلَا تَحْسَبَنْ ذَنْبًا صَغِيْرًا كَهَيِّنٍ	فَاِنَّ وِدَادَ اللَّمَمِ اِحْدَى الْكَبَائِرِ
و گناهِ خورد را آسان مدان	چراکہ دوستی گناہ خورد از گناہاں بزرگ ست
وَاٰخِرُ نُصْحِي تَوْبَةٌ ثُمَّ تَوْبَةٌ	وَمَوْتُ الْفَتٰى خَيْرٌ لَهٗ مِنْ مَنَاكِرِ
و آخر پند من ایں ست کہ توبہ کن توبہ کن	و مردن مرد از ارتکاب منکرات و معاصی نیکوتر ست

ايها الصلحاء اِنّي بلّغتكم الحق لاتمام الحجة - ولو كان فيه بعض المرارة فتدبروا

اے مردان نیک من امر حق را برائے اتمام حجت بشما رسانیدم - اگرچہ دراں بعض تلخی ہا ست - پس تدبر کنید

نصركم الله ان الله ينصر المتدبرين - ولا يختلج في قلبكم ان المسيح الموعود

خدا مدد شما کند - وخدا بالضرور مدد کسانے میفرماید کہ تدبر میکنند - و در دل شما ایں نگذرد کہ مسیح موعود

يحارب الكفار - ويقتل الاشرار - ويخرج كملوك مقتدرين - وليست ههنا

با کافراں جنگہا خواہد کرد - و شریراں را خواہد کشت - و ہمچو بادشاہاں خروج خواہد کرد - و درینجا نہ ایں قوت

هٰذه القوة - وَلا العساكر والشوكة - وسطوة السلاطين -

است - نہ لشکرہا و نہ شوکت و نہ دبدبہ شاہانہ -

فاعلموا انّ هٰذه الحكايات والروايات ليست بصحيحة - ويعرف سقمها

پس بدانید کہ ایں حکایتہا و روایتہا صحیح نیست وہر کہ بسلامت طبع در کتب حدیث

كل من تفكر بسلامة قريحة - ويتدبر كتب المحدثين - وانتم تعلمون ان صحيح

فکر کند سقم ایں روایتہا را خواہد شناخت و شما میدانید کہ صحیح بخاری

الامام البخاری اصح الكتب بعد كتاب الله الفرقان - وقد جاء فيه ان المسيح

بعد کتاب اللہ از ہمہ کتاب ہا صحیح تر است و در آں آمدہ است کہ مسیح

يضع الحرب فتفكروا بالامعان - فان هٰذه الفقرة وامثالها تشفيكم

جنگ نخواہد کرد پس دریں فقرہ فکر کنید - چراکہ ایں فقرہ و امثال آں شما را شفا خواہد بخشید

وتخرج شکوک الجنان۔ لانها تدلّ ان المسیح لا تحارب الناس۔ بل یُفحم الاعداء

وشک ہائے دل بیرون خواہد کرد۔ زیراکہ این فقرہ وامثال آں دلالت میکند کہ مسیح با مردم کارزارے نکند

ویزیل الاوهام والوسواس۔ ویاتی بکلمات حکمیّة۔ وآیات سماویة۔ حتّی

بلکہ دشمنان را بازالہ اوہام ووساوس ملزم خواہد کرد۔ وکلمات پُرحکمت بیان خواہد فرمود۔ ونشانہائے

یُخرج من الصّدور اضغانها۔ ویقتل شیطانها۔ ولکن لا بسیوف ورماح وقناة۔

آسمانی خواہد نمود۔ بحدیکہ کینہ ہا از سینہ ہا خواہد ربود۔ وشیطان کینہ وران را قتل خواہد کرد مگر نہ بہ تیغہا ونہ

بل بحربة من سمٰوٰت۔ ویستفتح بتضرّعات وادعیة۔ لا بسهام واسنة۔ ولاجل

بہ نیزہ ہا بلکہ بحربہ آسمانی۔ وفتح خود بتضرعہا ودعاہا بخواہد نہ بہ تیرہا ونیزہ ہا۔ واز ہمیں

ذالک لا یحارب یاجوج وماجوج۔ بل یسئل الله ان یعطیه من لدنه الغلبة

سبب ست کہ با یاجوج ماجوج جنگ نخواہد کرد بلکہ از خدا خواہد خواست کہ اورا غلبہ وعروج

والعروج۔ فیکون فی آخر الامر من الغالبین۔

بخشد۔ پس در آخر امر غالب خواہد شد۔

فالقول الذی یخالف هٰذا الحدیث الصّحیح والخبر الصّحیح

پس سخنے کہ این حدیث صحیح را مخالف ست۔ وبدین خبر صحیح مخالفت دارد آں سخن

مردود وباطل ولا یقبله الّا جاهل من الجاهلین۔ ثم اعلموا انّ قتل الناس

مردود است وباطل وآنرا قبول نخواہد کرد مگر کسے کہ از جاہلاں باشد۔ باز بدانید کہ بغیر تفہیم وتبلیغ و

من غیر تفهیم وتبلیغ واتمام حجّة۔ امر شنیع لا یرضی به اهل فطنة

اتمام حجت مردم را کشتن امرے زشت ست کہ ہیچ دانشمندے بداں راضی نیست۔ ونہ ہیچ نور فطرت

ولا نور فطرة۔ فکیف یُعزی الی الله العادل الرحیم۔ والمنان الرؤف الکریم

بداں خوشنود ست۔ پس چگونہ این امر بسوئے عادل ورحیم ومحسن ورؤف وکریم نسبت کردہ شود۔

ولو کان ھٰذا جائزاً لکان احق بہ سیدنا نبی التوبۃ۔ وقد سمعتم انہ صبر مدۃ

واگر ایں امر جائز بودے۔ پس زیادہ تر حقدار ایں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ و شما شنیدہ آید کہ آنحضرت

طویلۃ علی تطاول الکفرۃ الفجرۃ۔ ورای منھم کثیراً من الظلم والاذیۃ۔ وانواع

صلی اللہ علیہ وسلم تا مدتے برگردن کشی کافران و فاجران صبر کرد۔ و از ایشاں بسیارے از ظلم و اذیت و گوناگوں

الشدۃ والصعوبۃ۔ حتی اخرجوہ من البلدۃ۔ ثم اسرعوا الیہ متعاقبین مغاضبین

سختی و صعوبت دید۔ تا آنکہ اورا از مکہ معظمہ بیروں کردند۔ باز بطور تعاقب بہ نیت قتل سوئے او بتمامتر

بنیۃ القتل والابادۃ۔ فصبر صبراً لا یوجد نظیرہ فی احد من رسل حضرۃ

غضب شتافتند۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں صبر اختیار کرد کہ نظیر آں در پیغمبران پیشین یافتہ

العزۃ۔ حتی بلغ الایذاء منتھاہ۔ وطال مداہ۔ فھنالک نزلت ھٰذہ الآیۃ

نمی شود۔ تا آنکہ ایذا بنہایت رسید۔ و مدت آں دراز کشید پس دراں وقت ایں آیت از خدائے سمیع و

من اللہ السمیع الخبیر۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا

خبیر نازل شد۔ و مضمون آیت ایں ست۔ کہ آں گروہے را اجازت مقابلہ میدہیم کہ مظلوم اند۔

وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ۔ [1]

و خدا قادر است کہ ایشاں را مدد دہد۔

فانظروا کیف صبر رسول اللہ وخیر الرسل علی ظلم الکفرۃ الی

پس بنگرید کہ چگونہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر ظلم کافراں تا روزگارے دراز صبر کرد۔

برھۃ من الزمان۔ ودفع بالحسنۃ السیئۃ حتی تمت حجۃ اللہ الدیان

و جواب بدی بہ نیکی داد تا آنکہ حجت خدائے جزا دہندہ باتمام رسید۔ و

انقطعت معاذیر الکافرین۔ فاعلموا ان اللہ لیس کقصاب یعبط الشاۃ بغیر

ہمہ عذر کافراں منقطع شد۔ پس بدانید کہ خدا تعالیٰ مثل آں قصاب نیست کہ بغیر جرمے گوسپند

[1] الحج: ۴۰

جريمةٍ ـ بل هو حليم عادل لا يأخذ من غير اتمام حجّة وهُوَ الذی أرسلنی

رامی مکشد ـ بلکہ او حلیم و عادل است کہ بغیر اتمام حجت ہیچکس رانمی گیرد ـ واو ہماں ست کہ مرا از

مِن حضرته العليّة ـ فاياكم وحجب الجهل والعصبيّة ـ

جناب بلند خود فرستاد ـ پس بر شما ست کہ از جہل و تعصب دور باشید ـ

وكم من العلماء والصلحاء اتبعونى مع كمال العلم والخبرة ـ و

وبسیارے از عالماں و صالحان و اہل علم ہستند کہ باوجود کمال علم و تجربہ پیروی من کردند ـ ومی کفتا

كُفّروا ولُعِنوا واُوذوا بانواع الفرية والتهمة ـ فاستقاموا بما اشرق لهم نور الحق

ومردم اوشانرا کافر قرار دادند و بر ایشاں لعنت فرستادند و بگوناگوں دروغ و تہمت ایذا دادند ـ پس ایشاں

والمعرفة ـ وصدّقوا قولی مستيقنين ـ وامنوا مصدّقين غير مرتابين ـ والّفوا

استقامت ورزیدند چراکہ نور حق و معرفت بر ایشاں تافتہ بود ـ وقول مرا بہ تمامتر یقین تصدیق کردند و ایمان آوردند

كتباً ورسائل ليعلم الناس انهم من الشاهدين ـ وترى نور الصدق يتلألأ فی

وہیچ شکے در دل خود نگذاشتند ـ ورسالہ ہا و کتاب ہا تالیف کردند تا مردم بداند کہ ایشاں از گواہان ہستند

جباههم ـ وتخرج كلم الحِكَم من افواههم ـ والاستقامة تترشح من سيمائهم ـ والزهادة

وتو می بینی کہ نور صدق در پیشانیہائے ایشاں می درخشد ـ وکلمات حکمت از دہان شاں می برآیند ـ واستقامت

يشاهد فی وجوههم ـ لا يجترؤن على المحارم ويخافون ربّ العٰلمين ـ وتتنزل

از رفتار شاں مترشح میگردد ـ وپرہیزگاری در رُوہائے ایشاں می تابد ـ بر محرمات جرأت نمی کنند ـ واز پروردگار عالمیان

عليهم سكينة كل حين ـ زكّى الله جوهر نفوسهم ـ وزاد عرفانهم ـ وجلّٰى مرآة ايمانهم

میترسند ـ وہر وقت سکینت بر ایشاں نازل میگردد ـ خدا تعالیٰ جوہر نفسہائے ایشاں پاک کرد ـ وعرفان ایشاں را

وسقاهم كاس صدق وعفة ـ واعطاهم انواع علم ومعرفة وادخلهم فی

ترقی داد ـ وآئینہ ایمان ایشاں را روشن کرد ـ وجامہائے صدق و پرہیزگاری ایشاں را نوشانید و گوناگوں

عبادِہِ الصّٰلِحِین۔ فقاموا لِلّٰہِ لاطاعتی۔ وترکوا ارادتہم لارادتی۔ و

علم و معرفت بخشید۔ و در بندگانِ نیکوکار داخل کرد۔ پس براہ خدا در اطاعت من استادہ اند۔ و ارادہ خود را

خالفوا الی ازواجہم واحبابہم۔ وابنائہم وآبائہم۔ وجاؤنی تائبین۔ انّہم

برائے ارادۂ من ترک کردند۔ و زنان خود را و دوستان خود را و پسران خود را و پدران خود را برائے من مخالف کردند

مِن قوم اثنی علیہم ربّی والہمنی وقال ترٰی اَعیُنہم تفیض مِنَ

و نزد من توبہ کنندگان آمدند۔ ایشان ازاں جماعت ما ہستند کہ خدا تعالیٰ تعریف ایشان کرد و مرا الہام داد

الدَّمعِ یُصلّون علَیْکَ۔ رَبّنا اِنّنا سَمِعْنا مُنادیًا یُنادِیْ

و گفت کہ تو می بینی کہ اشک ہا از چشم شان رواں می گردد۔ بر تو درود می فرستند و می گویند کہ اے خداوند ما۔ ما

لِلایمان۔ فَاٰمنّا رَبّنا فَاکْتُبنا مَعَ الشّٰہِدِیْن۔

آواز منادی کنندہ را شنیدیم کہ برائے قوی کردن ایمان ہا منادی میکند پس اے خداوند ما۔ ما ایمان آوردیم پس ما را

فہم مِنّی وانا منہم الا قلیل مِن الغافلین۔ فانہم لحقوا بنا بالسنہم

در گواہان بنویس۔ پس ایشان از من اند و من از ایشانم مگر اندکے از غافلاں کہ ایشان بزبانہائے خود بما پیوستند

لا بقلوبہم۔ او امحلوا بعد شؤبوبہم۔ واللّٰہ یعلم ما فی صدور الظّٰلمین۔

نہ بدلہائے خود۔ یا خشک شدند بعد یکہ نوبت باراں اخلاص۔ و خدا خوب میداند کہ در سینہ ہائے جفا نیاں چیست

فطوبیٰ لِلّذین سَمِعوا وصایا الحق واستقاموا علیہا ومَا سَمِعوا بعْدُ قول

پس مبارک قومے کہ وصیتہائے حق شنیدند و استقامت ورزیدند و بعد زاں نہ سخن زنان خود

نسائہم او ابنائہم او عشیرتہم۔ وما صاروا کالکسالیٰ بل ازدادوا فی الیقین

شنیدند و نہ سخن پسران خود و نہ سخن قبیلہ خود و بعد از یقین سست نشدند۔

فالحاصل ان الرشد قد تبیّن۔ واظہر اللّٰہ الحق وبیّن۔ واشرقت

پس حاصل کلام این است کہ رشد ظاہر شد۔ و حق پیدا گشت و آن روزہا۔

أيّام كانت تنتظرها الامم وتترجّها الفرق وكل أمرٍ موعودٍ حان۔ وخسف القمر

بتافتند که مردم و فرقه‌ها انتظار آنها می داشتند و هر امر موعود نزدیک رسید۔ و آفتاب و ماه

وَالشّمْس في رمضان۔ ورأيتم ان القلاص ترکت۔ وَالعشار عُطّلت۔ والبحار

را در رمضان خسوف شد۔ و شما دیده آید که شتران باربرداری و سواری متروک شدند۔ و دریاها

فجّرت۔ وَالصّحُفُ نشرت۔ وَيَاجُوجُ وَمَاجُوجُ وافواجهما اخرجت۔ والجبال

شگافته شدند۔ و کتب و رسائل و اخبار منتشر گشتند۔ و یاجوج و ماجوج بیرون آمدند۔ و کوه‌ها

دُکّت۔ ومقدمات الساعة ظهرت۔ والفتن کملت۔ وَالارض زلزلت۔ والسماء

کوفته شدند۔ و مقدماتِ قیامت ظاهر گشتند۔ و فتنه‌ها بکمال رسیدند۔ و زمین جنبانیده شد۔ و آسمان

انفجرت۔ فاتقوا الله ولا تکونوا اوّل المعرضين۔

منفجر گشت۔ پس از خدا بترسید و اول معرضان نشوید۔

وقد تفردت بفضل الله بکشوفٍ صادقة۔ ورؤیا صالحة۔ وَ

و من از بفضل خدا تعالیٰ بکشوف صادقه و رؤیا صالحه و مکالماتِ الٰهیه و

مکالمات اِلٰهية۔ وکلمات الهامية۔ وعلوم نافعة۔ وزادني ربّي بَسطَةً

کلمات الهامیه و علوم نافعه مخصوصم۔ و خدائے من در علم و دین مرا

في العلم والدّين۔ وَأَرْسلني مجددًا لهٰذه المِائَةِ۔ وَسمّاني عيسى نظرًا على المفاسد

معلومات وسیع داد۔ و برائے این امت مرا مجدد فرستاد۔ و نام من بلحاظ مفاسد موجوده عیسیٰ

المَوجُودَة۔ فَإنّ اکثرهَا مِن قومٍ مَسيحيّين۔

نهاد۔ زیرا که اکثر مفسدان از مسیحیان هستند۔

ومن جاءني بقلبٍ سليم ونيةٍ صحيحةٍ۔ واخلاص تام وارادةٍ صادقة

و هر که بدل سلامت و نیت صحیح و اخلاص تام و ارادت صادقه نزدم بیاید۔ و تا

ومكث عندي الى مدة. فيكشف الله عليه سري في صحبتي - ويراه من بعض

مدتے در صحبت من نماند - پس خدا تعالیٰ بر و راز من خواہد کشود واز بعض نشانہا

آيات وعجائب لاراءة منزلتي - الا الذين يجيئونني غافلين منافقين - ولا

وعجائب ہا اورا خواہد نمود - تا شناسائے رتبہ من گردد - مگر آنانکہ بصورت غافلاں ومنافقاں می آیند و

يطلبون الحق كالخاشعين التائبين - فاولئك الذين بعدوا مني و

حق را ہمچو خاشعان و تائبان نمی جویند - پس ایناں از من دور ہستند اگرچہ نزدیکان

لوكانوا قريبين - رضوا بالبعد والحرمان - وما ارادوا ان يعطوا حظا من العرفان -

باشند - ایشاں بدوری ومحرومی راضی شدہ اند - ونمی خواہند کہ حظے از معرفت ایشاں را

وما حملهم على ذالك الا فساد نياتهم - وقلة مبالاتهم - وغفلتهم في امر الدين

حاصل گردد - وہیچ چیزے بجز فساد نیت ولاپروائی وغفلت دینیہ بریں امر ایشاں را آمادہ نہ کردہ -

والحق والحق اقول ان احدا من الناس لا يراني - الا بعد ترك الاهواء

و راست ست و راست میگویم کہ مرا ہماں کس خواہد دید کہ از ہوا و ہوس و آرزو ہا

والاماني - وليس مني من يقول ابنائي ونسواني - وبيتي وبستاني - وانه من

دست بردار گردد - و آں کسے از من نیست کہ میگوید پسران من و زنان من - و خانہ من و باغ من - بلکہ او از

المحجوبين - واني جئت قومي لامنعهم من مساوي الاخلاق - وشعب النفاق

محجوباں ست - و من برائے ایں آمدم کہ از اخلاق بد منع کنم و طریق اخلاص و توحید بنمائم -

وارهم طريق المخلصين الموحدين - ولا دين لنا الا دين الاسلام - ولا كتاب لنا

وہیچ دینے نداریم بجز دین اسلام - وہیچ کتابے نداریم

الا الفرقان كتاب الله العلام - ولا نبي لنا الا محمد خاتم النبيين صلى الله

بجز قرآن شریف - وہیچ پیغمبرے نداریم بجز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء

عَلَيهِ وَسَلَّم وبارك وَجَعَل اعداءه من الملعونين۔ اشهدوا انا نتمسك

است خدا بر او درود ہا فرستاد و برکت نازل کرد و بر دشمنان او لعنت فرود آورد۔ گواہ باشید کہ ما

بكتاب الله القرآن۔ وَنتّبع اقوال رسول الله منبع الحق والعرفان۔ ونقبل

بکتاب الہی کہ قرآن شریف است پنجہ می زنیم۔ و سخنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ چشمۂ حق و معرفت است

ما انعقد عليه الاجماع بذالك الزمان۔ لا نزيد عليها ولا ننقص منها

پیروی مے کنیم و ہمہ آں امور را قبول مے کنیم کہ دراں زمانہ باجماع صحابہ صحیح قرار یافتند۔ نہ براں امور

وعليها نحيٰ وعليها نموت۔ ومن زاد على هٰذه الشريعة مثقال ذرة او نقص

زیادہ می کنیم و نہ از آنہا کم میسازیم۔ و بر آنہا زندہ خواہیم ماند و بر آنہا خواہیم مرد۔ و ہر کہ بمقدار یک ذرہ بریں شریعت

منها او كفر بعقيدة اجماعية۔ فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين

زیادہ کرد یا کم نمود یا انکار عقیدہ اجماعیہ کرد۔ پس بر و لعنت خدا و لعنت فرشتگان و ہمہ آدمیان ست۔

هٰذا اعتقادي۔ وَهُو مَقصُودي ومرادي۔ ولا اخالف

ایں اعتقاد من است و ہمیں مقصود من است و مراد من۔ و من

قومي في الاصول الاجماعية۔ وَمَا جئتُ بمحدثات كالفِرق المبتدعة

با قوم خود در اصول اجماعیہ اختلافے ندارم۔ و ہمچو بدعتیاں چیزہائے نو پیدا نیاوردہ ام۔

بيد اني أُرسلت لتجديد الدين واصلاح الامة على راس هٰذه المائة۔ فاذكّرهم

مگر ایں ست کہ من برائے تازہ کردن دین و اصلاح امت بر سر ایں صدی فرستادہ شدہ ام۔ پس ایشاں را

بعض ما نسوا من العلوم الحكمية۔ والواقعات الصحيحة الاصلية۔ وَجَعَلني

بعض آں امور از علوم حکمیہ و واقعات صحیحہ یاد می دہانم کہ آں را فراموش کردہ بودند و مرا پروردگار من

ربّي عيسى ابن مريم على طريق البروزات الروحانية لمصلحة اراد لنفع العامة۔

بر طریق بروزات روحانیہ عیسیٰ بن مریم گردانید۔ برائے مصلحتے کہ بغرض افادہ مخلوقات

ولاتمام الحجّة على الكفرة الفجرة۔ ويكمل نبأه وليُنجز وعده ويتم كلمته ويفحم قومًا مجرمين

اراده فرمود۔ ونیز برائے اتمام حجت بر کافران وفاجران۔ ونیز بدیں غرض کہ تا پیشگوئی خود را بپایہ کمال رساند وقوم مجرمان را ملزم کند

هٰذا دَعْوَایَ وتلكَ دَلائلي۔ ولَن تجدوا زيغًا في دَعوايَ فمسائلي

ایں دعویٰ من است وآں دلائل من است ۔ ودر دعویٰ ومسائل من ہیچ کجی نیست ۔

وَان كتابي هٰذا البَلاغ لقوم طَالبين۔ ففكروا يا عُلماء القوم۔ وفتّشوا الامر

وایں کتاب من برائے طالبان بلاغے ست ۔ پس اے علماء قوم فکر کنید۔ وقبل از ملامت تفتیش امر

قَبل اللَوم۔ يَا عِبَاد الله اسمعوا۔ واتقوا الله ثم اتقوا۔ وَاني بلّغتُ مَا امر به رَبّي

کنید۔ اے بندگان خدا بشنوید ۔ وبترسید از خدا باز ترسید۔ ومن آنچہ خدائے من حکم کرد رسانیدم

ومَا بقي الاخفاء۔ فَاسْمعي ايتها الارض وَاشهدي ايتها السّماء۔

پس اے زمین بشنو واے آسمان گواہ باش ۔

وَمَا اخشى الخلق ومكائدهم۔ واتبع الحق ولا اتبع زوائدهم۔ وانّي

ومن از مخلوق ومکرہائے ایشاں نمی ترسم ۔ وپیروی حق میکنم وامور زائد ایشاں را پیروی نمیکنم ۔ ومن بر

واثق بما وَعَد رَبّي۔ وَهُو موئل كل املي واربي۔ إنّ الارض وَالسّماء تتغيران۔

وعدہ رب خود اعتماد کلی دارم ۔ واو جائے بازگشت ہر امید وحاجت من است۔ وزمین وآسمان متبدل می شوند

والصّيف والشّتاء ينقلبان۔ ولكن لا يتغيّر قول الرّحمٰن۔ ولا ينقلب مشيّته

وسرما وتابستان میگردند۔ مگر قول خدا تعالیٰ تبدلے نمی یابد ۔ وخواستہ او بمکر انسان منقلب

بمكر الانسان۔ وان محاربيه مِن الخاسرين۔ اَيّها النّاس لا تعرضوا عن ايام الله

نتواند شد۔ وآنانکہ با او جنگ میکنند از زیاں کاراں اند ۔ اے مردمان از روزہائے خدا وروشنی آں اعراض

وَضيائها۔ ولا تغفلوا فحسرات بَعْد انقضائها۔ ولا تغلوا ولا تظلموا ولا تعتدوا

مکنید ۔ وغافل مشوید کہ پس از گزشتن آں حسرتہا خواہند ماند ۔ وغلو مکنید وبر جفا کمر مبندید واز حد بگذرید

ان اللہ لایحب المعتدین۔ اتقوا اللہ یا معشر المسلمین والمسلمات۔ وانما التقوی

کہ خدا آنانرا دوست نمی دارد کہ از حد بیرون روند۔ از خدا بترسید اے مردان مسلمان و زنان مسلمہ کہ تقوی برائے

لهذه الایام والاوقات۔ وفکروا وقوموا فرادی فرادی۔ ثم فکروا کالاتقیاء

ہمیں روزہا و وقت ہاست۔ و یک یک شدہ بایستید بازمثل پرہیزگاران فکر کنید۔

لا کرجل عادی۔ واسئلوا اللہ مبتهلین طالبین۔

نہ ہمچو شخصے کہ دشمنی می کند۔ و از خدا بتضرع تمام بخواہید۔

وکیف رضی عقلکم وایمانکم۔ ودرایتکم وعرفانکم۔ باوهام لا تجدون

وچگونہ عقل شما و ایمان شما و دانش شما و عرفان شما بداں اوہام راضی میگردد کہ از آنہا در

فی کتاب اللہ اثرا منها۔ وتترکون طرق السلامة۔ وتعرضون عنها۔ ولا تتبعون

کتاب اللہ اثرے و نشانے نیست۔ و راہ سلامتی را می گزارید۔ و ازاں کنارہ میکنید۔ و اصل محکم را کہ

اصلا محکما بین الوقوع۔ وتاخذون بانیابکم صور مسائل الفروع۔ مع انها

بین الوقوع است پیروی نمی کنید۔ و صورت مسائل فرعیہ را بدندان میگیرید باوجودیکہ آں

فی انفسها مملوة من الاختلافات والتناقضات۔ ثم لا یوجد تطابقها بالاصل الذی

مسائل در حد ذات خود از اختلافات و تناقضات پر ہستند۔ باز تطابق آں فروع با اصل یافتہ نمی شود

هو لها کالامهات۔ واین التطابق بل یوجد کثیر من التباین والمنافات۔

کہ ہمچو امہات برائے فروع است۔ و تطابق کجا بلکہ مباین ست و منافات بکثرت موجود است۔

فانظروا کیف جمعتم فی عقائدکم من انواع الشناعة۔ والتناقض و

پس بنگرید کہ چگونہ در عقائد خود انواع زشتے و تناقض و دروغ جمع کردہ آید۔

الفریة۔ وامددتم بجهلکم اعداء الملة۔ واعداء الشریعة المقدسة۔ فهم یصولون

و از نادانی خود دشمنان دین و ملت را مدد دادہ اید۔ پس ایشاں

على الحق مستهزئين -

بر حق مے خندند

وَامّا السّلف الصّالحون فما كانوا كمثلكم فى الاعتقادات ولا فى الخيالات

مگر سلف صالح در اعتقاد و خیال مثل شما نبودند -

بل كانوا يفوضون الى الله علم المخفيات - وكانوا متقين - وما كان جوابهم فى هذه

بلکہ او شاں علم امور پنہانی را بسوئے خدا سپرد میکردند و پرہیزگار بودند - و بوقت اعتراض جواب ایشاں

المسائل - عند اعتراض المعترض السائل - الّا تفويض الامر المخفى الى

ہمیں بود کہ ما ایں امر پنہاں بخدا سپرد کنیم کہ خبیر و علیم ست -

الله الخبير العليم - وكانوا يومنون اجمالاً ويفوضون التفاصيل الى الله

و ایشاں اجمالاً ایمان مے آوردند - و تفاصیل را سوئے خدا تعالیٰ حوالہ میکردند

الحكيم - فلاجل ذالك ما بحثوا عن تناقضات هذه الانباء - وما ارادوا ان يتكلموا

پس ازہمیں سبب است کہ از تناقضات ایں خبرہا بحثے نکردہ اند - و نخواستند کہ قبل از وقوع

فيها قبل وقوعها خوفاً من جناح الزلة والاعتداء - وقالوا نومن بها ولا ندخل

ایں پیشگوئیہا دریں کلام کنند ازیں اندیشہ کہ مبادا بلغزش و تجاوز از حد مبتلائے گناہ شوند - و گفتند کہ ما ایمان

فيها وَمَا كانوا على امر مصرّين -

بدیں خبرہائے غیب می آریم و دریں ہا دخل نمی دہیم - غرض بر چیزے اصرار نمی کردند -

ثم خلف من بعدهم خلف و فيج اعوج - و اضاعوا وصاياهم

باز تا اہلاں بعد ایشاں آمدند کہ گروہ کج طبع بودند وصیت بزرگان و طریقہائے او شاں را

وسُبُلَهم وبدأ فيهم التعلّي والتموّج - فتكلموا فى انباء الغيب بغير علم مجترئين -

ضائع کردند و در او شاں ایں عادت پیدا شد کہ بلندی می نمودند و موج می زدند - پس

وَبحثوا عن امور ما كان لهم ان يبحثوا عنها فضلّوا واضلّوا وكانوا قومًا عمين

درخبرہائے غیب گفتگوہا شروع کردند نہ از بصیرت بلکہ محض از دلیری وازاں امور بحث ہا نمودند کہ ہرگز مناسب نبود

اما ترٰى كيف نحتوا من عند انفسهم نزول المسيح من السّماء. ولن تجد

کہ درآنہا افتند پس گمراہ شدند وگمراہ کردند ومردمان کور بودند ۔ آیا نمی بینی کہ چگونہ از طرف خود تراشیدند کہ مسیح از آسمان

لفظ السّماء فى ملفوظات خير الانبياء ـ ولا فى كلم الاولين ـ

نازل خواہد شد ۔ حالانکہ در تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لفظ آسمان ہرگز نیست و نہ در کلام پیشینیاں ـ

وَامّا نفس النزول فهو حق ولا نجادلهم فيه ولا نردّه عليهم بل انّا نؤمن به

مگر لفظ نزول پس آں حق است وما دریں امر با اوشاں مجادلہ نمی کنیم و نہ ایں را برایشاں رد کنیم بلکہ بداں

كما يؤمنون وما نحن بمنكرين ـ وَليس عندنا الّا تسليم فى هٰذا الباب

ایمان می آریم ۔ چنانکہ ایشاں ایمان می آرند ومنکر نیستیم ـ ودریں مسئلہ نزد ما بجز تسلیم ہیچ نیست ـ

وَمن انكر فقد كفر بما جاء فى الاثار والكتب ـ وانه من الملحدين ـ بيد انّا نحمل

وہر کہ انکار کند پس او منکر حدیث وقرآن شد ـ مگر ایں است کہ ما

هٰذا النزول على امر فيه امن من التناقضات ـ ونجاة من الاعتراضات ـ وَهُوَ النزول

ایں نزول را بر امرے محمول میکنیم کہ دراں امن از تناقضات است واز اعتراضات نجات است ـ وآں نزول

البروزى الذى قد جرت سنة الله عليه من زمن الاولين ـ فليس انكارنا الّا من

بروزی است کہ سنت الٰہی بہماں رفتہ ـ پس انکار ما صرف ازیں امر است کہ مسیح بنفسہ از آسمان

نزول المسيح بنفسه من السمٰوٰت ـ فانه يخالف سنن الله والبيّنات من الآيات ـ فان القرآن

نازل شود چراکہ ایں عقیدہ سنت اللہ وبیّنات قرآن را مخالف افتادہ

فرض علينا ان نؤمن بوفات المسيح[*] ونحسبه من الاموات ـ فالقول بحياة المسيح

است زیراکہ قرآن برما ایں فرض کردہ است کہ ما بوفات مسیح ایمان آریم واورا از مردگان پنداریم ـ پس اعتقاد

[*] نوٹ ـ جاء فى بعض الاحاديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتصريح ان عمر المسيح نصف عمره. قال صاحب الفتح هذا حديث صحيح و

در بعض احادیث از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتصریح آمدہ است کہ عمر آنحضرت از عمر مسیح نصف است ـ صاحب فتح البیان گفتہ اند کہ ایں حدیث صحیح است

وَرجوعه الی دار الفانیات - یستلزم انکار القرآن والمحکمات البیّنات - فلا یتکلم بمثل هذا

حیات مسیح و باز آمدن او در دنیا موجب انکار قرآن و محکمات آں ست پس ہمچنیں کلام صرف کسانے خواہند کرد

الّا الذین هم غلف القلوب - وکالمحجوب - ومن المعرضین - انترک لظنون واهیة

کہ دل شاں در پردہ است و مثل محجوبان ہستند واز اعراض کنندگان - آیا برائے گمانہائے واہیات

القرآن - وننبذ من ایدینا الیقین والعرفان - ونرجع الی افسد القول من اصلحه

قرآن را ترک کنیم - واز دست خود یقین و معرفت را بیندازیم - واز قول اصلح سوئے قول افسد رجوع کنیم

ونلحق انفسنا بالجٰهلین - ومن یتدبّر آیات الله - ولا یعمی عین تمیزه من بیّنات الله

و با نادانان خود را بیامیزیم - و ہر کہ در آیات خدا تعالیٰ تدبّر کند - و چشم خود را از ملاحظہ بیّنات کور نسازد -

فلابد له ان یومن بموت المسیح - ویقر بان النزول علٰی سبیل البروز الصریح

پس او را ضرور است کہ بموت مسیح ایمان آرد و اقرار کند کہ نزول بطور بروز است نہ بطور دیگر

ویعرض عن الظالمین -

واز ظالمین اعراض کند -

اسمعتم قبل ذٰلک رجلا ذهب من الدّنیا ثم نزل بعد برهة من السّماء

آیا پیش زیں شنیدہ اید کہ شخصے سوئے آسمان از دنیا برفت باز بعد از روزگارے از آسمان نازل شد

اتجدون نظیره فی احد من الانبیاء - وقد سمعتم کیف اوّل من قبل فی نزول

آیا شما نظیر آں در احدے از انبیاء می یابید - و شما شنیدہ آید کہ چگونہ پیش زیں در نزول الیاس

الیاس - یا اولی الابصار والقیاس - ورأیتم قوما حملوا قصّة نزول ایلیا علی ظواهرها

تاویل کردہ شد - اے صاحبان چشم و قیاس - و شما قومے را دیدہ آید کہ قصہ نزول ایلیا را بر ظواہر آں حمل کردند -

وکفّروا المسیح بخبث النفس وابائها - وضربت علیهم الذلة والمسکنة وجعلوا من الملعونین -

واز وجہ خبث نفس و ابائی آں مسیح را کافر قرار دادند - و بر ایشاں ذلت و مسکنت انداختہ شد و از ملعونان

وَاِن کُنتم لَاتومنون بموت عیسٰی یا مَعشر الاخوان ۔ وترفعونہ حیًا الی

گردانیدہ شدند ۔ واگر شما اے برادران بموت عیسٰی علیہ السلام ایمان نمی آرید واو را زندہ سوئے

عرش الرحمٰن ۔ فما اٰمنتم بکتاب اللّٰہ الفرقان فَانظروا مَن احقّ بالامن

عرش رحمٰن می بردارید ۔ پس شما بکتاب الٰہی کہ فرقان ست ایمان نیاوردہ آید ۔ پس بنگرید کہ کدام کس انبا بامن امان

وَالامَانُ ۔ وَمَن اتبع ظنونًا وترکَ سُبُل الایقان ۔ ثم انتم تکفّرون المسلمین

زیادہ ترحق دارد ۔ وکدام کس گمانہا را پیروی کرد وراہ یقین را بگذاشت ۔ باز شما مسلمانان کافر قرار می دہند

وتکذبون الصادقین ۔ وتطیلون الالسنة علی اهل الحق والیقین ۔ اکان هٰذا

وصادقاں را کاذب می انگارید ۔ و براہل حق ویقین زبانہا دراز می کنید ۔ آیا این طریق پرہیزگاری

طریق التقوٰی والمتقین ۔

و راہ پرہیزگاراں است ۔

وقد سمعتم انّا قائلون بنزول المسیح ۔ والمقرّون به بالبیان الصریح ۔ و

وشما شنیدہ اید کہ ما بنزول مسیح قائل ہستیم و با بیان صریح اقرار می داریم ۔ واین

انه حق واجب ولا ینبغی لنا ولا لاحدٍ ان یعرض عنه کالمفسدین ۔ اَو یمتعض من

حق واجب است نہ ما را شاید و نہ شما را کہ ازاں اعراض کنیم یا در بارہ قبول آں

قبوله کالمتکبرین ۔ فانه لا یعرض عن الحق الّا ظالم معتد خرّاب ۔ او فاسق مزوّر

مثل متکبرین خشمناکی ظاہر کنیم ۔ چرا کہ از حق ہماں کس اعراض می کند کہ ظالمے تجاوز کنندہ از حد باشد و فریب

کذّاب ۔ ویخرّ بقبوله قلبٌ توّابٌ ۔ فالاٰن انظروا انحن نعرض عن القبول او

دہندہ وفاسق وسخن آرایندہ وکذّاب بود ۔ وبقبول حق شناختہ می شود کہ این دل سوئے حق گردندہ است پس

کنتم معرضین ۔ اتظنون ان المسیح ابن مریم سیرجع الی الارض من السماء ۔ ولا تجدون

اکنوں بنگرید آیا ما از حق کنارہ می کنیم یا شما کنارہ می کنید ۔ آیا گمان مے دارید کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بسوئے

لفظ الرجوع فی کلم سیّد الرسل وافضل الانبیاء۔ ءَاُلھمتم بھذا او تنحتون

زمین از آسمان رجوع خواہد کرد۔ حالانکہ لفظ رجوع در کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمی یابید۔ آیا این

لفظ الرجوع مِن عند انفسِکم کالخائنین۔

شما را الہام شدہ است یا لفظ رجوع از طرف خود مثل خیانت پیشگان می تراشید۔

وَمِنَ المعلُوم ان ھٰذا ھُو اللفظ الخاص الذی یستعمل لرَجُل یاتی

و این معلوم است کہ ہمیں یک لفظ است کہ برائے کسانے مستعمل می شود کہ بعد از

بَعد الذّھَاب۔ ویتوجّہ مِنَ السَّفر الی الایاب۔ فھٰذا ابعدمِن ابلغ الخلق وامام الانبیاء

رفتن باز می آیند   پس این امر از فصیح ترین خلائق و امام الانبیاء بسیار دور

اَن یترک ھٰھنا لفظ الرجوع ویستعمل لفظ النزول ولا یتکلم کالفصحاء والبلغاء فلا

است کہ اینجا لفظ رجوع را ترک کند و بجائے آں لفظ نزول استعمال کند و ہمچو فصیحان و بلیغان تکلم نفرماید

تنظروا کلامی ھٰذا بنظر الاستغناء ولا تنبذوہ وراء ظھورکم کاھل الکبر والمراء

پس این کلام مرا بنظر استغنا مبینید و آنرا مثل متکبران پس پشت میندازید

بل فکروا کل الفکر بجمیع قوّۃ الدھاء۔ فَاِنّ ھٰذا امر جلیل الخطب عظیم القدر

بلکہ بتمامتر دانش کامل فکر کنید۔   چراکہ این امر در حضرت خدا تعالےٰ

فی حضرۃ الکبریاء وقبولہ برکۃ۔ وتسلیمہ فطنۃ وسعادۃ۔ وردّہ بلاء علی اھلہ المخذولین

عظیم الشان است و قبول کردن آن برکت است و تسلیم آں دانائی و سعادت است

وَمِنَ العُلماء مَن یقول ان لفظ التوفّی قد یجیٔ فی لسان العرب بمعنی

و بعض از علماء میگویند   کہ لفظ توفی   در زبان عرب گاہے بمعنی استیفا می آید

الاستیفاء۔ وَھُوَ المراد ھٰھنا فی کَلَام حضرۃ الکبریاء۔ وَاذا طُلِبَ منھم السّند فلا

و ہمیں معنی در قرآن شریف اینجا مراد است۔   و ہرگاہ ازیں علما مطالبہ سند کردہ شود

يأتون بسند من الشعراء ـ وقد كفروا بمعنى بيّنه خاتم الانبياء ـ ومَا اتوا بمعنى

پس ہیچ سندے از شعراء عرب نمی آرند ـ وایشاں انکار آں معنی کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمود ـ باز چناں

ابلغ منه عند الفصحاء ومَا اثبتوا دعواهم بل نطقوا كالعامهين ـ

معنی پیش نکردند کہ از معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزد فصحاء ابلغ باشد ـ بلکہ ہمچو سرگشتگاں کلام کردند ـ

ومَا اعطوا وسعة فى هذا اللسان ـ ولا يعلمون الّا الحقد الذى هو تراثهم

و در زبان عربی ایشاں را ہیچ وسعتے ندادہ شد ـ و چیزے نمی دانند بجز آں کینہ کہ آں ورثہ قدیمہ

من قديم الزمان ـ فيا حسرة عليهم ما لهم من معرفة فى العربية ـ وليس عندهم

ایشاں است ـ پس حسرت بر ایشاں کہ در علم زبان عربی ہیچ معرفت نمی دارند ـ و نزد ایشاں بجز دعوی ہائے

من غير الدعاوى الواهية ـ ومع ذالك لا يتناهون من القيل والقال ولا يتركون

بیہودہ چیزے نیست ـ و باوجود ایں جہالتہا از قیل و قال باز نمی مانند و نزاع خود را

نزاعهم بل يتصدون لهذا النضال ـ ويقومون مع الجهل المحكم للجدال ـ وكذالك

نمی گزارند بلکہ درین کارزار برائے تیراندازی پیش قدمی ہا می کنند ـ و باوجود جہل محکم خود برائے پیکار می خیزند ـ و ہمچنیں اینجا

هتكوا استارهم بايديهم فى هذا المقام ـ بما كانوا غافلين من موارد الكلام ـ سكتوا

پردہ ہائے خود بدستہائے خود بدریدند ـ چراکہ از موارد کلام غافل بودند از بیان ہزار امر حق ساکت

الفًا ـ ونطقوا خلفًا ـ ومَا نبسوا بكلمة حكمية كالعاقلين ـ واراؤا انفسهم كمخاض

ماندند ـ و چوں سخنے بر زبان راندند بخطائے فاحش راندند ـ و ہیچ کلمہ حکمت چوں دانشمنداں از زبان شاں بیروں

وظهروا كالخلفة ـ ثم اذا حان النتاج فما ولدوا الّا فارة او اشوه واصغر من فويسقة ـ

نیامد ـ و نفوس خود را ہمچو آں شتراں بنمودند کہ آبستنی باشند و ہمچو ناقۂ آبستنی ظاہر شدند ـ باز چوں ایام وضع حمل

هذا علمهم وافسد منها عمل تلك العلمين ـ يامرون الناس بالبرّ وينسون انفسهم

قریب رسیدند ـ پس موشے یا زشت تر و خورد تر از موشے بچہ دادند ـ ایں علم ایشاں است و عمل ایں عالماں از علم

وَیقولون ما لا یفعلون - وَاذا جُعِلوا حکماً فلا یقسطون - وَیحبّون ان یحمدوا بما لا یعملون

فاسد تر است - مردم را برائے نیکوئی میفرمایند - وخویشتن را فراموش میکنند - ومردم را میگویند که این کنید وآن کنید

وَاذا صلّوا فصلّوا مرائین - وَیغتابون فی المساجد ویاکلون لحم اخوانهم المسلمین - الّا

وخود نمی کنند - وچون حاکم مقرر کرده شوند - پس طریق انصاف نگه نمی دارند - ومیخواهند که بدان خوبیها تعریف کرده

قلیل من الخاشعین -

شوند که در ایشان یافته نمی شود - وچون نماز می خوانند پس بریاکاری نماز میخوانند ودر مساجد غیبت مسلمانان میکنند

وَامّا لفظ التوفّی الذی یفتشونه فی اللسان العربیّة - فاعلم انه لا یستعمل حقیقة

وگوشت برادران مومن میخورند - امّا لفظ توفی که تفتیش آن در زبان عربی میکنند - پس بدان که این لفظ بطور حقیقت

الّا للاماتة فی هٰذه اللهجة - سیّما اذا کان فاعله الله والمفعول رجلاً او من النسوة

صرف بمعنی میرانیدن استعمال میباید - بالخصوص چون فاعل او خدا ومفعول انسان از مردان یا زنان باشد

فلا یاتی الّا بمعنی قبض الروح والاماتة - وما تری خلاف ذالك فی کتب اللغة والادبیّة - و

پس دریں صورت هرگز بجز معنی قبض روح ومیرانیدن بمعنے دیگر نمی آید - ودر کتب لغت وادب هرگز مخالف

مَن فتّش لغات العرب - وانضی الیها رکاب الطلب - لن یجد هٰذا اللفظ فی مثل هٰذه

این نخواهید یافت - وهرکه تفتیش لغات عرب کند - وشتران جستجو برائے آن لاغر گرداند او هرگز این لفظ را در مثل این

المقامات الّا بمعنی الاماتة والاهلاك من الله ربّ الکائنات - وقد ذکر هٰذا اللفظ مراراً فی القرآن وضعه

مقامات بجز معنی میرانیدن نخواهد یافت -   واین لفظ بارها در قرآن شریف ذکر کرده شده است

الله فی مواضع الاماتة واقامه مقامها فی البیان - والسّر فی ذالك ان لفظ التوفّی یقتضی

وخدا تعالی این لفظ را در مقام میرانیدن استعمال کرده است - وقائم مقام لفظ امات گردانیده - وآنرا ترک

وجود شیء بعد الممات - فهٰذا رد علی الذین لا یعتقدون ببقاء الارواح بعد الوفات - فان لفظ

کردن واین را اختیار کردن برائے این حکمت است که لفظ توفی بعد میرانیدن وجودے میخواهد که باقی ماند - ودرین

التوفي يوخذ من الاستيفاء - وفيه اشارة الى اخذ شيء بعد الاماتة والاقتناء والاخذ يدل

رد کسانیست که دہریہ ہستند وبعد از مردن قائل بقاء ارواح نیستند چراکہ لفظ توفی از لفظ استیفا ماخوذ است ودریں

على البقاء - فان المعدوم لا يوخذ ولا يليق بالاخذ والاقتناء - وهذا من العلوم الحكمية القرآنية

اشارہ بسوئے ایں معنے است کہ بعد از میرانیدن چیزے در دست باقیماندہ است - وآنچہ بدست آید آں چیز موجودے باشد

فانه رجع القوم الى لسانهم المباركة الالهامية - ليعلموا ان الارواح باقية والمعاد حق

نہ معدوم چراکہ معدوم ایں لیاقت ندارد کہ اورا گرفتہ شود یا جمع داشتہ آید - زیرا کہ معدوم چیزے نیست بہرحال ایں از

ولينتهوا من عقائد الدهريين والطبيعين -

علوم حکمیہ قرآنیہ است چراکہ قرآن قوم عرب را بسوئے زبان شاں کہ مبارک الہامی است توجہ داد - تا بدانند کہ ارواح باقی

فلما كان الغرض من استعمال هذا اللفظ صرف القلوب الى بقاء الارواح

خواہند ماند ومعاد حق است وتا کہ از عقائد دہریہ وطبعیہ باز مانند پس چونکہ غرض از استعمال ایں لفظ ہمیں بود کہ

فمعنى التوفي اماتة مع ابقاء الروح فخذ الحق + واتق طرق الجناح - ولا يجادل في هذا

تا دلہا را بسوئے بقاء ارواح توجہ دہانیدہ شود پس ازیں سبب معنی توفی میرانیدن مع باقی داشتن روح است -

+ الحاشية - لما كان الملحوظ في معنى التوفي مفهوم الاماتة مع الابقاء - فلاجل ذالك

ہرگاہ کہ ملحوظ در معنی توفی میرانیدن مع باقی داشتن روح بود - پس برائے ہمیں سبب ایں

لا يستعمل هذا اللفظ في غير الانسان بل يستعمل في غيره لفظ الاماتة والاهلاك

لفظ در غیر انسان مستعمل نمی شود - بلکہ در غیر انسان لفظ اماتت واہلاک وافناء استعمال می یابد - مثلاً

والافناء - مثلاً لا يقال توفى الله الحمار - او القنفذ او الافعى والفار - فان

ایں نمی گویند کہ خدا تعالیٰ فلاں خر را وفات داد یا سنگ پشت یا مار یا موش را متوفی کرد - چراکہ

ارواحها ليست بباقية كارواح الآدميين -

ارواح ایں چیزہا مثل ارواح آدمیاں باقی نخواہند ماند -

إلّا الجاهل الذي لا يعلم العربيّة - او المتجاهل الذي يُغري من خبثه العامة - ومن

پس حق را بگیر و از راه گناه بپرهیز - و هیچ کس درین باره بجز جاہلے کہ عربی نداند خصومت نخواہد کرد - یا کسیکہ دانستہ

انتصب لازراء هٰذا الكلام - وقام للتكذيب والافحام - فعليه ان يعرض في هٰذا

خود را جاہل نماید و مردم را از خباثت خود برانگیزد - و ہر کہ برائے عیب گیری ایں کلام بایستد و برائے تکذیب و

الباب شعرًا من اشعار الجاهلية - او كلامًا من كلم فصحاء هٰذه الملّة -

لاجواب کردن قائم شود - پس بذمہ ایں خصومت کنندہ است کہ بتائید دعویٰ خود شعرے از اشعار جاہلیت

وان لم يفعلوا ولن يفعلوا ولم ينتهوا من الشرارة - فقد جمعوا اللعنتين

پیش کند - یا کلامے از کلمات فصحاء ایں ملت بنماید - و اگر ایں مردم چنیں نکنند و ہرگز نخواہند کرد و نہ از شرارت باز آمدند

لانفسهم بشامة النفس الامارة - اللعنة الاولى انهم ما صدقوا قول خير البرية

پس برائے نفس خود دو لعنت را جمع کردند - لعنت اوّل اینکہ ایشاں قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم را باور نکردند

وما اطمئنت قلوبهم بشهادة امام الملّة - واللعنة الثانية انهم فتّشوا اللغة شاكين

و لعنت دوم اینکہ ایشاں در حالت شک تفتیش لغات کردند باز بحالت نومیدی و بداں ندامتے

ثم رجعوا يائسين بالندامة - التي هي تشابه عذاب الهاوية - ثم قعدوا مخذولين

رجوع کردند کہ عذاب جہنم را مشابہ می ماند -

واعلم ان احدًا من رجال ذي غيرة - لا يقف متعمدًا موقف مندمة - إلّا الذي

و میدانم کہ کسے از مردانِ ذی غیرت بر جائے کہ ازاں ندامت آید نخواہد ایستاد - مگر کسے کہ از نفس خود

نزع عن نفسه ثوب حياءٍ وانسانية - ورضي بكل تبعةٍ ومعتبةٍ - والحق نفسه

جامہ حیا و انسانیت برکشید و بہر عقوبت و عتابے راضی شد - و نفس خود را باناں آمیخت کہ زیاں کاران

بالخاسرين الملومين - وما تجادلونني في لفظ التوفّي إلّا من السفاهة - فاني اعلم ما لا

و ملامت برداران اند - و با من در لفظ توفّی محض از راہِ سفاہت خصومت میکنند - چرا کہ من چیزہا می دانم

تعلمون۔ وانّی تورّدتُ بحرالعربیّة وتبحّرتُ۔ وعلوتُ شواهقها وتوغّلت۔ واجتنیت ثمارها

کہ شما نمی دانید۔ و من دریائے علم عربی را وارد شدم و تا عمق آں رسیدم و بر کوہ ہائے بلند آں برآمدم و توغل ہا میدادم و ثمرہ ہائے آنرا چیدم

وتخبّشت۔ وتخصّصت فی کلام القوم وتصحّفت۔ فما وجدت لفظ التوفّی فی کلام او

و از ہر طرف گرد آوردم۔ و در کلام قوم تخصص ہا کردم۔ و صفحہ صفحہ دیدم۔ پس بجز جسم میرانیدن روح باقی داشتن

شعر الشعراء۔ الا بمعنی الاماتة مع الابقاء۔ وما استعملوا فی غیرہ الا بعد اقامة القرینة

معنی توفی در کلامے یا شعر شاعرے نیافتم۔ و در غیر ایں معنی ایں لفظ را بجز آں صورتے خاص استعمال

والایماء۔ وما جاؤا به فی صورة کون الله فاعلاً الا بهذا المعنٰی۔ ویعلمه کل احد

نکردہ اند کہ قرینہ یا اشارتے قائم کردہ باشند۔ و در صورتے کہ فاعل ایں لفظ خدا باشد بہمیں معنی آوردہ اند

من علماء العرب من الاعلٰی الی الادنٰی۔ واذا کتبت مثلاً الی احد من اهل هٰذا اللسان

بعض آں۔ و ایں آں امر است کہ ایں را ہمہ مردم عرب از علماء آں تا عوام آں می دانند۔ و اگر مثلاً سوئے یکے

ان الله توفّی فلاناً من الاحباب او الجیران۔ فلا یفهم منه هٰذا العربیّ الا وفاة

از اہل عرب بنویسی کہ فلاں شخص را خدا متوفی کرد۔ پس آں شخص عربی بجز ایں نخواہد فہمید کہ آں شخص وفات یافت

ذالک الانسان۔ ولا یزعم ابداً انه انامه او رفعه بالجسم من ذالک المکان۔ بل

و ایں ہرگز نخواہد فہمید کہ خدا او را بخواباند یا زندہ مع جسم برداشت بلکہ بر موت متنبہ شدہ

یسترجع علٰی موته کما هو عادة المؤمنین۔ فویل کل الویل للمنکرین۔

انا لله وانا الیه راجعون خواہد گفت چنانکہ آں عادت مومنین است۔ پس واویلا بر منکراں۔

افتنحتون للمسیح معنًی۔ وللعالمین کلهم معانی اخرٰی۔ تلک اذاً قسمة

آیا برائے مسیح معنے خاص می تراشید و برائے ہمہ جہان معنی دیگر۔ ایں قسمت مبنی بر انصاف

ضیزٰی۔ فما لکم لا یوقظکم نصاحة۔ ولا ینبهکم صراحة۔ ولا یرجعون الی الحق

نیست۔ چہ شد شما را کہ ہیچ نصیحتے شما را بیدار نمی کند و ہیچ تصریحے شما را خبردار نمی گرداند۔ و ہمچو پرہیزگاران

كالمتقين ـ اكفرني المكفرون مع هذا العلم واللياقة ـ اجادلوني بهذه البلاغة ـ و

سوے حق رجوع نمی کنید ـ آیا تکفیر کنندگان بدیں علم و لیاقت تکفیر من کردند ـ آیا بدیں بلاغت و طلاقت با من

الطلاقة ـ فليموتوا متندمين ـ ولا اظن ان يتندموا انهم قوم لايبالون لعن اللاعنين

پیکار نمودند ـ پس مے باید که بحالت ندامت بمیرند ـ و گمان نمی کنم که ایشان متندم شوند ـ چرا که ایشان قومے

اذا انقطعت الوقاحة ـ فكل نعرى الراحة ـ اكبوا على جارهم وذهلوا

هستند که پروائے لعنت لاعناں نمی دارند ـ چوں بحیائی از حد در گزشت ـ پس هر رسوائی حکم راحت دارد ـ بر همسایه خود

عن دارهم ـ فهتك الله استارهم وجعلهم من المهانين ـ وسلطني عليهم

افتادند و خانه خود را فراموش کردند ـ پس خدا تعالی پرده هائے ایشاں بدرید و ایشانرا از مردم ذلیل و حقیر گردانید

فاختفوا كالطير في الوكنات ـ واقتنوا كالوعل عند التعاقبات ـ وعرضنا كلمنا

و مرا بر ایشاں مسلط کرد ـ پس همچو پرندگان در آشیانه ها پوشیده شدند و همچو بز کوهی بروقت تعاقب راه کوه را گرفتند ـ و ما سخن

للمناظرات ـ فاهرعوا كالاوابد الى الفلاة ـ وتصدينا لهم لانواع الدعوة ـ وما ونعنا

خود برائے مناظرات پیش کردیم ـ پس همچو چرندگان وحشی سوئے صحرا شتافتند ـ و برائے انواع دعوت از بهر ایشاں آماده شدیم ـ و ما

عن كاهلنا عصام هذه القربة ـ وما كنا لاغبين ـ نعب علينا كل اعوذي غواية ـ

شانه خود بند ایں مشک فرو ننهادیم ـ و نه درمانده شدیم ـ هر کلاغے گمراه بر ما آواز کرد ـ

ونعق علينا كل ابن داية محروم عن دراية ـ وعوى كل خليع خليع الرسن ـ ونبح

و هر زاغے محروم از عقل بر ما خروشید ـ و هر گرگے و هر بے قیدے بآواز خود بر ما افتاد ـ و هر سگے اگرچه پیر فرتوت

كل كلب ولوكان كاليفن ـ فاذا قمنا فكانوا مدايد الوسن ـ اوكانوا من الميتين

بود عوعو کردن بر ما آغاز کرد ـ و چوں ایستادیم پس گویا همه در خواب بودند ـ یا مرده بودند ـ

لما رائ النوكى خلاصة انضرى — فروا وولوا الدبر كالمتشور

هرگه که بیوقوفان خلاصه زر مرا دیدند — گریختند و پشتها همچو سرگردانی و پریشانی نمودند

إن یشتموا فلقد نزعت ثیابہم ۔ وترکتہم کالمیّت المتنکر

اگر مرا دشنام دہند چہ دور است چراکہ من جامہ ہائے ایشاں از تن شاں برکشیدہ ۔ و ہمچو مردہ ناشناختہ ایشاں را گزاشتم

ہم یشتمون ولا اخاف لسانہم ۔ انی اری الطاف رب اکبر

ایشاں دشنام می دہند و من از زبان شاں نمی ترسم ۔ چراکہ من مہربانیہائے رب کبیر خود می بینم

نزلت مَلامۃ لائمی مِن حُبّہ ۔ مِنی بمنزلۃ المحبّ المؤثر

از محبت خدائے خود ملامت ملامت کنندگان ۔ بمنزلہ دوست مخصوص خود مرا می نماید

یالائمی دَع کل لوم وانتظر ۔ ستریٰ بروق الحق بعد تبصّر

اے ملامت کنندہ من ملامت را بگذار و صبر کن ۔ بعد از چشم بینا حاصل شدن روشنی حق را خواہی دید

جلّت وَصَایانا ھدًی لکنہا ۔ کبرت علیك ولیتہا لم تکبر

وصیتہائے من از روئے ہدایت بزرگ ہستند ۔ لیکن بر تو گراں آمدند وکاش گراں نیامدندے

ایہا الناس تدبّروا الطرفۃ عین۔ ولاتہلکوا انفسکم لمین۔ ان موت المسیح ثابت بالقرآن۔ ثم بالحدیث ثم بشہادۃ اللغۃ واہل اللسان ثم بالعقل والفراسۃ والوجدان۔ ثم بنظائر سابق الزمان۔ فلا یزیل الامر الثابت کید الانسان۔ والنزول ایضًا حق نظرًا علی تواتر الآثار۔ وقد ثبت من طرق فی الاخبار فتعالوا الی کلمۃ ترفع ھذا التناقض من بین بعض الاحادیث وبین مجموعۃ

اے مردماں برائے یک طرفۃ العین تدبر کنید و برائے دروغے نفس خود را ہلاک مکنید۔ یقینًا موت مسیح بقرآن ثابت است۔ باز ثبوت آں بحدیث بہم رسید۔ باز از لغت واہل زبان ثابت گشتہ۔ باز از روئے عقل وفراست ووجدان۔ و باز بنظائر زمانہ گذشتہ تحقیق ایں معنی گشتہ۔ پس امر ثابت را فریب انسان دور نتواند کرد و نزول از روئے تواتر آثار ہم راست است۔ چراکہ از طرق متعددہ ثابت گشتہ۔ پس بسوئے آں کلمہ بیائید کہ ایں تناقض را از درمیان بعض احادیث ومجموعہ احادیث وفرقان بردارد۔

احادیث اخرٰی والفرقان۔ فھو البروز الذی ثابت فی سنن الرحمان - ولا

پس آں طریق بروز است کہ در سنت ہائے خدا تعالیٰ ثابت گشتہ - و دریں

شکّ انّہ یھب انواع الاطمینان۔ ولا ریب انا اذا اعتمدنا علی طریق البروز فی معنی

ہیچ شک نیست کہ گوناگوں تسلی ہا ازاں حاصل می آیند - و دریں شبہے نیست کہ ما چوں نزول مسیح را بر طریق بروز

نزول المسیح۔ کما ذکر نزول ایلیا بالتصریح فحینئذ تنطبق العبارات۔ و ترتفع

محمول کنیم چنانکہ نزول ایلیا محمول شد - پس دریں صورت ہمہ عبارات متناقضہ منطبق میشوند و ہمہ شبہات

الشبہات - وتطمئن قلوب الطالبین۔ ولولا ھذا فلا سبیل الی ان نعتقد

رفع می گردند - و اگر ایں طریق را اختیار نکنیم پس برائے ایں امر ہیچ

مع القراٰن بالاٰثار والاخبار۔ فالخیر کل الخیر فی عقیدۃ البروز یا اولی الابصار

صورت نمی بود کہ بعد از ایمان آوردن بر قرآن بر اخبار و آثار نیز ایمان آریم - پس اے صاحبان بصیرت ہمہ خیر

ولیس ھٰذا بدعۃ بل قد مضت فیھا نظائر من رب العٰلمین۔

در عقیدۂ بروز است - و ایں عقیدہ چوں بدعتے نیست بلکہ پیش زیں نظائر ایں عقیدہ از خدا تعالیٰ در زمانہ گذشتہ یافتہ می شوند

فاعلموا ایھا الظانّون ظن السوء والازدراء - والمھرعون الی الجدال

پس اے کسانیکہ ظن بد و طریق عیب گیری ہا اختیار کردہ اید و سوئے جنگ و خصومت مے شتابید

والمراء۔ انی ما ارید الا خیرکم من حضرۃ الکبریاء۔ واقصد ان انقلکم

من بجز بہبودی شما ہیچ چیزے نمی اندیشم وقصد می کنم کہ شما را از زمین

من خبت الی العلیاء۔ ومن ذات حقاف الی حدیقۃ النعماء۔ ومن ذات

پست ریگناک بسوئے زمین بلند بیارم - واز ریگ کج بسوئے باغ نعمتہا منتقل کنم واز زمین نشیب و فراز بر راہ

کسور الی سبیل السواء۔ فھل انتم تریدون خیرکم او کنتم من الاٰبین۔

راست بیارم - پس آیا شما خیر خود میخواہید یا از سرکشاں ہستید۔

الیس الزمان کلیل اخی سدوله ـ والدین کغریب فقد غرهوله ـ اتخافون عند قبولی

آیا زمانہ بداں شب نمی ماند کہ پردۂ خود تیرہ برو گسترده باشد ـ وآیا دین بداں مسافرے نمی ماند کہ شتر خود بیچ آگرزاشتہ گم کردہ باشد

ان تفقدوا اما جیز مغنما ـ او تضیعوا الفضل الذی صار بالنشب تواما ـ کلا انه ظن

آیا وقت قبول کردن من شمارا ایں اندیشہ است کہ آں غنیمتہا کہ جمع کردہ آید مفقود خواہند شد یا آں فضیلت را

لایلیق باهل العلم والمعرفة ـ والعزة کلها لله فی هٰذه والآخرة ـ ان الرجال لایخافون

ضائع خواہید کرد کہ با مال توام گشتہ ـ ہرگز چنیں نیست بلکہ ایں ظنے است کہ اہل علم و معرفت را نمی شاید ـ

ولو ذُبحوا بالمُدٰی ـ او نُزع عنهم ثواب المحیا ـ

و عزت ہمہ خدا راست چہ دریں عالم و چہ در آخرت ـ مرداں نمی ترسند اگرچہ با کاردہا ذبح کردہ شوند یا جامہ حیات

اما تسلّت عمایاتکم الی هٰذا الزمان ـ ومالی اجد کل احد منکم الوی

از تن شاں کشیدہ شود ـ آیا تا ایں وقت کورہیائے شما دور نشدہ ـ وچہ سبب است کہ ہریکے را از شما در کلام و بیان

فی الکلام والبیان ـ ویعلمون انی ما جئت بمفتریات کاهل الفسوق والهنات ـ وما

جنگجو می یابم ـ ومیدانید کہ من ہمچو فاسقاں و بدکاراں چیزہائے افترا کردہ نیاوردہ ام ـ و بر شما

فتحت علیکم باب البدعات ـ بل هو حسرات علیکم بعد الممات ـ فاین اٰذان تسمعون

دروازہ بدعات نکشادم ـ بلکہ ایں کاروبار من بعد از مردن بر شما حسرتہاست ـ پس کجا آں گوشہا ہستند کہ

بها ـ واین اعین تُبصرون بها ـ واین قلوب تفقهون بها ـ ومالکم لاتترکون الخرافات

بدانہا بشنوید ـ و کجا آں چشمہا ہستند کہ بدانہا بہ بینید ـ و کجا آں دلہا ہستند کہ بدانہا بفہمید ـ وچہ شد شمارا کہ آں خرافات

المتدلّسة ـ ولا یقبلون الجواهر النفیسة ـ تمنعون المسلمین من المساجد ـ وتعظمون

را ترک نمی کنید کہ در تاریکی افتادہ اند و جواہر نفیسہ را قبول نمی کنید ـ مسلمانان را از مساجد منع می کنید ـ و برائے دنیا خود اہل زر

لدنیاکم اهل العساجد ـ حصحص الحق فلا تقبلون ـ وتبین الرشد فلا ترجعون ـ و

را تعظیم مے کنید ـ حق ظاہر شد مگر شما قبول نمی کنید ـ و رشد پیدا شد مگر شما رجوع نمی کنید ـ و

وتكفّرون اهل القبلة ولا تمتنعون۔ أتموتون في يومٍ او انتم من الباقين۔ كيف تجدون

اہل قبلہ را کافر می گوئید و باز نمی مانید۔ آیا در وقتے خواہید مرد یا شما از باقیان ہستید ۔ بدین تعصّب ہا

لذّة الايمان بهذه التعصبات۔ وما بقي حلاوته بتكفير المومنين والمومنات۔ حسبتم اعراضنا

لذت ایمان چگونہ می یابید۔ و با تکفیر مومنین و مومنات حلاوت ایمان چہ باقی ماندہ۔ شما آبروہائے ما را

كفيءٍ وتغزون علينا العوام وتلقون اليهم شيئًا بعد شيءٍ۔ وافسدتم الناس بمكائدكم

ہمچو مال غنیمت پنداشتہ اید۔ و عوام را بر ما می دوانید۔ و در دل شان چیزے بعد چیزے می اندازید۔ و شما بمکر و تزویر

وتزويراتكم۔ وصرفتم قلوبهم عن الحق بخرافاتكم۔ فاعلموا انّ اثم الامّيين عليكم يا معشر

خود مردم را تباہ کردہ اید۔ و از خرافات خود دل ایشان از حق گردانیدہ اید۔ پس بدانید کہ گناہ ناخواندگان بر گردن

الخادعين۔ احسبتم تكفير المومنين امرًا هيّنًا۔ وتكذيب الصّادقين شيئًا خفيفًا

شماست اے گروہ فریب دہندگان۔ آیا شما تکفیر مومنان و تکذیب صادقان امرے سہل پنداشتہ اید۔ و آں

وهو عند الله عظيم۔

نزد خدا امرے بزرگ است۔

ولم تزالوا كنتم مصرّين على الانكار۔ وما اشفقتم وما خشيتم اخذ القهّار۔ حتّى

و شما ہمیشہ بر انکار اصرار کنندگان بود۔ و شما از مواخذہ خدائے تعالیٰ ہیچ نترسیدید ۔ تا آنکہ

بلغ امرنا الى ما بلغ وردّ الله عليكم دعواتكم انه لا يحبّ قومًا مفسدين۔

کار ما رسید بجائے کہ رسید و خدا دعائے شما بر شما ردّ کرد چرا کہ او مفسدان را دوست نمی دارد۔

ايها الناس انّي محقّ صادق في ادّعائي۔ فاياكم ومرائي۔ وان كنتم لا تقبلون قولي

اے مردمان من برحق و صادقم ۔ پس از جنگ من بپرہیزید۔ و اگر چنیں ہستید کہ نہ قول من قبول می کنید۔

ولا تخافون صولي۔ ولا تهصرون الى الهداية۔ ولا تنتهون من الغواية

و نہ از حملہ من می ترسید۔ و نہ سوئے ہدایت کشیدہ می شوید ۔ و نہ از گمراہی باز می مانید۔

فَتَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا

پس بیائید تا بخوانیم پسران خود را و پسران شما را و زنان خود را و زنان شما را و نفسہائے خود را و

وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۔ [1]

نفسہائے شما را باز مباہلہ کنیم و بر دروغ گویاں لعنت فرستیم ۔

وَنستفتح فيما وقع بيننا ليُقضى الامرُ ويظهر الحق وينجو عباد الله مِن قوم

و از خدا تعالیٰ در نزاع خود فیصلہ بخواہیم تا امر حق فیصلہ کردہ شود و بندگان خدا از دروغگویاں خلاص

كاذبين ۔ وانی احضر براز المباهلة ۔ مع كتاب فيه الهاماتي مِن حضرة العزّة ۔

یابند ۔ و من در میدان مباہلہ با کتاب الہامات خود حاضر خواہم شد

فاٰخذ الكتاب بيد التواضع والانكسار ۔ وادعو الله رب العزة والاقتدار ۔ واقول

پس کتاب را بدست تواضع و انکسار خواہم گرفت ۔ و بدر گاہے خدائے عزیز صاحب اقتدار دعا خواہم کرد ۔ و ایں

يا ربّ ان كنت تعلم ان كتابي هٰذا مملو من المفتريات ۔ وليس هٰذا

خواہم گفت کہ اے خدائے من اگر میدانی کہ ایں کتاب من از مفتریات پُر است ۔ و ایں

الهامك وكلامك وَ مخاطباتك من العنايات ۔ فتوفّني الى

نہ الہامات تست نہ کلام تست نہ مخاطبات تست پس مرا تا مدت یکسال

سَنةٍ وعذبني بعذاب ماعذّبت احدًا من الكائنات ۔ و

بمیران و مرا بعذابے معذب کن کہ ہیچکس را از مخلوقات بداں معذب نہ کردہ باشی ۔ و مرا

اَهلكني كما تهلك المفترين الكاذبين بانواع العقوبات ۔ لينجو الامة

زانساں ہلاک کن کہ مفتریاں و کاذباں را بانواع عقوبت ہلاک میکنی تا ایں امت از

مِن فتنتي وَليتبيّن ذلّتي على المخلوقات ۔

فتنہ من نجات یابد و تا کہ ذلت من بر مخلوقات ظاہر گردد ۔

[1] آل عمران : ٦٢

ربّ وان كنت تعلم ان هٰذه الكلمات كلماتك ومن الالهامات۔ ولست

واے خدائے من اگر میدانی کہ ایں کلمات کلمات تو ہستند۔ و من نزد تو

بكاذب عندك بل انت بعثتني عند ظهور الفتن والبدعات۔ فعذب

دروغگو نیستم۔ بلکہ تو بر وقت ظہور فتنہ ہا و بدعت ہا خود مرا مبعوث کردی۔ پس آناں را

الذين كفروني وكذبوني ثم حضروا اليوم للمباهلة۔ ولا تغادر منهم نفسًا سالمة

معذب کن کہ مرا کافر قرار دادند و تکذیب من کردند۔ باز امروز برائے مباہلہ حاضر شدند۔ و از ایشاں تا

الى السنة الاٰتية۔ وسلّط على بعضهم الجذام وعلى البعض

سال آیندہ یک نفس سلامت مگذار۔ و بر بعض شاں جذام را مسلط کن و بر بعض

الاٰلام۔ وانزل على ابصار بعضهم بلاءً۔ وسلّط على البعض صرعًا

دردہا۔ و بر چشمہائے ایشاں بلائے نازل کن۔ و بر بعض مرض صرع

وفالجًا واستسقاءً او داءً اٰخر او توفهم معذبين۔

و فالج و استسقاء یا مرضے دیگر مسلط کن و بعض را بعذاب موت بمیران۔

وابتل بعضهم بموت الابناء والاحفاد والاختان۔ و

و بعض را بموت پسران و پسران پسران و دامادان و زنان و محبوبان و برادران

الازواج والاحباب والاخوان۔ وعليكم تقولوا اٰمين۔

مبتلا کن و بر شما خواہد بود کہ شما آمین بگوئید۔

فان يبق احد منكم سالمًا الى سنة۔ فاقرّ

پس اگر یکے ہم از شما تا سالے باقی ماند پس من اقرار خواہم کرد

باني كاذب واجيئكم بعجز وتوبة۔ واحرق كتبي واشيع هٰذا الامر بخلوص نية

کہ من دروغگو ہستم و بعجز و توبہ پیش شما بیایم۔ و کتاب ہائے خود را بسوزانم۔ و ایں امر را بخلوص نیت شائع کنم

واحسب انکم من الصّادقین۔

و نخواہم پنداشت کہ شما از صادقاں ہستید۔

واما دعاءکم فلیدع کل احد منکم احکم الحاکمین۔ ربّنا ان کان ھٰذا

مگر مضمون دعائے شما۔ پس باید کہ ہر یکے از شما بحضرت احکم الحاکمین ایں دُعا کند کہ اے خدائے ما اگر

الرجل کاذبًا فانزل علیہ نکالك وتوفّہ الحسنة بعذاب مھین۔ واجعل

ایں شخص کاذب است پس برو عذاب خود نازل کن و او را تا یکسال بعذاب اہانت کنندہ بمیران۔ و

الرجس علیہ ونجّ عبادك منہ یا ارحم الراحمین۔ ربّنا وان کان صادقًا

عذاب ذلیل کنندہ برو مسلط کن۔ و بندگان خود را اے ارحم الراحمین از وے رہان۔ و اگر اے خدائے ما او صادق است

ومن الحضرة۔ فانزل علینا رجسًا من السّماء الی السنة۔ ولا تغادر منا احدًا

واز طرف تست۔ پس بر ما تا یکسال عذابے از آسمان نازل کن۔ واحدے از ما کہ در مباہلین

من المباھلین۔ وعذبنا ومزّقنا واھلکنا واعدمنا وسلّط علینا اٰفاتٍ و

داخل است مگذار۔ و ما را معذّب کن و پارہ پارہ کن و معدوم کن و بر ما آفات و امراض مسلط کن

امراض کما تسلط علی المفسدین۔ وعلینا عند ختم دعائکم ان نقول اٰمین۔

چنانچہ بر مفسداں مسلط میکنی۔ و بر ما بر وقت ختم دعائے شما لازم خواہد بود کہ بگوئیم آمین

ثم علیکم ان تقدموا بین یدیکم قبل المباھلة بالاستخارة المسنونة

و ایں ہم بر شما لازم خواہد بود کہ قبل از مباہلہ استخارہ مسنونہ کنید۔

وتلتمسوا فضل اللّٰہ بتضرعاتٍ بھٰذہ الادعیة۔ ربّنا ان کان ھٰذا ھو الحق

و فضل الٰہی بتضرعات بایں دُعاہا بخواہید۔ اے خدائے ما اگر ہمیں حق است پس ما را از

فلا تجعلنا من المحرومین۔ ربّنا وفّقنا لنقوم فی سبیلك ولا نعصی الحق

محروماں مگرداں۔ اے خدائے ما را توفیق دہ کہ در راہ تو ایستادہ شویم و نافرمان حق نباشیم

ولا نکون من الخاسرین۔ ربنا نخاف ان نرد الیك بوجوہ مسودّة۔ فارحمنا

واز زیان کاران نشویم۔ اے خدائے ما می ترسیم کہ بروہائے سیاہ بسوئے تو واپس کردہ شویم۔ پس اے خدائے ما

ربّنا واھدنا من لدنك سبلنا۔ وافتح اعیننا۔ وارنا طریق الصالحین

برما رحم کن وراہ ہائے ما را بنما۔ وچشمہائے ما بکشا۔ وراہ صالحین مارا بنما۔

فقوموا فی اواخر اللیالی باکین۔ واسئلوا ربکم متضرعین۔ ولا تغلوا فی ظنونکم

پس در آخر شب بحالت گریہ بخیزید۔ واز خدا تعالیٰ بتضرع بخواہید۔ ودر گمانہائے خود از حد بیرون

ولا تیئسوا من ایام اللہ۔ ان ایام اللہ تاتی کالمفاجئین۔

مروید واز روزہائے خدا نومید نباشید۔ چراکہ روزہائے خدا ہمچو ناگاہ آیندگان می آیند۔

وآخر العلاج خروجکم الی براز المباھلة۔ وعلیکم ان

وآخری علاج اینست کہ سوئے میدان مباہلہ بیرون آئید۔ وبر شماست کہ جماعت

لا تکون جماعتکم اقل من العشرة الکاملة۔ او یزیدون ولو الی الف

شما از دہ مرد کمتر نباشند۔ یا زیادہ ازاں باشند اگرچہ تا ہزار

فی تلك الساھرة۔ لیفتح اللہ بیننا وبینکم ویقطع دابر الفجرة۔ ویتم الحجة

درآں میدان جمع شوند۔ تاکہ خدا تعالیٰ در ما وشما فیصلہ کند وانجام بدکاران بدنماید وحجت خود

علی العالمین۔

کامل کند۔

ھذا اٰخر حیل اردناہ فی ھذا الباب۔ فتدبر۔

ایں حیلہ آخری است کہ دریں باب خواستیم۔ پس تدبر کن

وادع اللہ لطرق الصواب ولا تقعد کالقنطین

واز خدا تعالیٰ راہ ہائے ثواب بخواہ وہمچو غافلاں منشیں۔

اَلَا یَا اَیُّهَا الحُرُّ الکَرِیم — تَدَبَّرْ یَهْدِكَ المَوْلَی الرَّحِیم
اے مرد آزاد و کریم — تدبّر کن خدائے رحیم ترا راہ نماید

وَلَا تبخل وَلَا تَقْصُدْ فَسَادًا — اَتُطْفِیءُ مَا حَضَا الرب العظیم
و بخل مکن و قصد فساد مکن — آیا میخواہی کہ آنچہ خدا افروختہ است آنرا فرو میرانی

وَمَا جِئْنَا الوری فی غیر وقت — وَقَدْ هَبَّتْ لِقَاءَهَا النَّسِیم
و ما بے وقت نزد مردم نیامدیم — و نسیم بر وقت خود وزیدہ است

مَنْ رَجَعَ من قوله بَعْدَ مَا نطق بالخطاء۔ فله اجر عظیم فی حضرة الکبریاء۔ و
و ہر کہ از قول خود رجوع کند بعد زانکہ بخطا کلام کردہ بود۔ پس او را در حضرت کبریاء اجرے عظیم است۔ و

یُحشر مَعَ المتقین۔ وینال جزیل الثواب۔ وعظیم الاجر فی دار المآب۔ اَلّتی لا
با پرہیزگاران حشر او خواہد بود۔ و ثواب بزرگ و اجر عظیم در آخرت خواہد یافت۔ و دانی کہ آخرت

موت بعد حیاتها۔ ولا انقطاع لنعیمها ولذّاتها۔ فمن قام ابتغاء المرضات اللّٰه
چیست آن آخرت کہ پس از زندگی آن موت نیست و نعیم و لذات آنرا انقطاع نیست۔ پس ہر کہ برائے حصول

فله ثواب ذالك فی ملکوت السّماء۔ ویکرم فی حضرة العزة ویجزی باحسن الجزاء
خوشنودی خدا تعالیٰ بایستد پس برائے او ثواب آن در ملکوت آسمان است و او در حضرت عزت بندگی خواہد یافت و نیکو ترجزا

نعلیکم یا معشر الاخوان۔ اَنْ تسمعوا قولی لِلّٰه الدّیان۔ وتجتنبوا سُبل الطغیان
و پاداش دادہ خواہد شد۔ پس اے معشر برادران بر شماست کہ برائے خدائے جزا دہندہ سخن مرا بشنوید و از راہ

وایاکم والکبر والمبالات۔ واتقوا اللّٰه واذکروا المجازات۔ واتقوا سیر ارباب الدنیا
بے اعتدالیہا دور بمانید و از تکبّر و لاپروائی خود را دور دارید و از خدا بترسید و روز جزا را یاد کنید و از سیر ارباب دنیا

والمحجوبین۔ ولا تقرؤا کتابی هٰذا واجدین علیّ او کارهین وعسٰی ان تحسبوا
و محجوبان پرہیز کنید۔ و این کتاب را در حالت غصہ و کراہت مخوانید۔ و نزدیک است کہ شما امرے را بر

أمرًا على صورة والحقيقة خلاف تلك الصور۔ وعسىٰ ان تظنوا امرًا

صورتے پندارید وحقیقت برخلاف آن صورت باشد ۔ ونزدیک است کہ شما امرے را خلاف

خلاف حقیقة وهو عين تلك الحقيقة۔ فانكم ماتدرون لُبّ النواميس

حقیقت انگارید وآں عین آن حقیقت باشد۔ چراکہ شما مغز اسرار الہٰی نمی فہمید۔

الالهيّة۔ وتتكلمون مستعجلين غير مفكرين۔ انظروا كيف تهتمون لامور دنياكم

وازشتابکاری بغیر فکر کردن گفتگو می کنید بہ بینید کہ در بارہ امور دنیوی خود چہ اہتمام ہا

وان نزل بلاء عليها فلا تصبرون على بلواكم۔ وتسعون حق السعى لتدفعوا ما اذاكم

می کنید۔ واگر چیزے از بلا بر آں امور نازل شود پس برآں بلا صبر نتوانید کرد ۔ وتمام تر سعی بجا می آرید تا آں چیز را

وتنفقون لدفعه اموالكم واوقاتكم۔ وقواكم وتتوجهون بكل فكركم۔ وتُهاكم

دفع کنید کہ اذیت دادہ است وبرائے دفع آں مالہا خود را واوقاتہائے خود را وقوتہائے خود را خرچ میکنید۔ وبہمہ فکر

ولا تقعدون كالصابرين۔ فلما كانت عنايتكم بهذا القدر الى اشياء فانية۔ ذاهبة

دانش سوئے آں متوجہ میشوید وہمچو صابران نمی نشینید ۔ پس ہرگاہ کہ سوئے آں چیزہائے فانیہ ایں توجہ وعنایت شما است

بعد وقتٍ ومهلة۔ فكيف تغفلون من الامور الباقية الابدية۔ التى توصل

کہ در وقتے باشند ودر وقتے دیگر نباشند۔ پس چگونہ در امور باقیہ ابدیہ غفلت می ورزید۔ آں امور کہ گم شدن

فقدانها الى النيران المحرقة۔ اتوثرون الفانيات على الباقيات۔ وتريدون

آنہا تا آتشہائے سوزندہ میرساند ۔ آیا شما چیزہائے فانیہ را بر چیزہائے باقیہ اختیار می کنید۔ ودوام

الحياة الدنيا وتنسون خلود الجنات۔

بہشت ہا یاد نمی دارید ۔

ايها الناس زكّوا نفوسكم واجتنبوا جذباتكم۔ وطهّروا خطراتكم۔ و

اے مردمان نفسہائے خود را پاک کنید واز جذبات خود دُور بمانید وخیالہائے دل ونیات را پاک

نیاتکم۔ وانظروا الی الحق متأملین۔ لاتخدعنکم اخبار باردۃ۔ وخرافات واھیۃ۔

کنید۔ وبسوئے حق بنگاہ تامل بنگرید۔ باید کہ شمارا خبرہائے سرد سخن ہائے خرافات واہیات فریب ندہند۔

ولاینبغی ان تلتفتوا الیھا وتنبذوا کلام اللہ وراء ظھورکم غافلین۔

ونمی سزد کہ سوئے چنیں سخنہا التفات کنید۔ وکلام خدا را پس پشت خود بیندازید۔

وقد سمعتم ان موت نبی اللہ عیسٰی ثابت بکلام ربّ العالمین۔

وشما شنیدہ آید کہ موت عیسٰی علیہ السلام بقرآن ثابت است۔

والاحادیث ساکتۃ فی رفعہ الجسمانی۔ ومافی یدیکم الا الامانی۔ وماثبت

واحادیث دربارہ رفع جسمانی او ساکت اند۔ ودر دست شما بجز آرزوہا ہیچ نیست۔ ودربارہ رفع ہیچ اثرے

فیہ اثر من خاتم النّبیّین۔ ومانطق فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نشدہ۔ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ لفظے دریں بارہ بر زبان نیاوردہ

بکلمۃ۔ ولاتفوّہ بلفظۃ واحدۃ۔ وتعلمون ان النزول فرع للصعود* فلمّا

ومیدانید کہ نزول برائے صعود فرع است۔ پس ہرگاہ کہ صعود

*الحاشیۃ۔ الرفع الذی جاء فی ذکر عیسٰی علیہ السلام فی القرآن۔ فھو

آں رفع کہ در ذکر عیسٰی علیہ السلام در قرآن آمدہ است۔ آں رفع

لیس رفع جسمانی ولذالک قُدِّمَ علیہ لفظ التوفّی فی البیان۔ لیعلم

جسمانی نیست۔ واز بہر ہمیں بر سر آں لفظ توفّی بیان کردہ شد۔ تا کہ مردم بدانند کہ آں

الناس انہ رفع روحانی کما جرت علیہ سنّۃ اللہ بعد موت اھل الایمان۔

رفع روحانی است چنانکہ برآں سنت خدا تعالیٰ برائے مومناں بعد از مردن شان رفتہ

فانھم یُرفعون الی اللہ بعد قبض الروح ویُدخلون فی نعیم الجنان۔ فرحین۔

چراکہ او شان بعد از مردن سوئے خدا تعالیٰ برداشتہ می شوند ودر بہشت بحالت خوشی داخل کردہ مے شوند

لم يثبت الصعود فالنزول رجاءٌ باطل فلا تاخذوا بالقول المردود - وان

جسمانی ثابت نشد پس نزول امیدے باطل است۔ پس قول مردود را نگیرید۔ و اگر از نصیحت من کنارہ

تعرضوا عن نصيحتى. ولم تعملوا على وصيتى - فاخاف عليكم ان تحسبوا فى الذين

کنید و بر وصیت من عمل نکنید۔ پس بر شما می ترسم که ازاں مردم شمار کردہ شوید که

يغمطون نعم الله ويقطعون ما امر الله به ان يوصل ويمدّون اعناقهم

نعمتہائے الٰہی را شکر نمی کنند۔ و ہر چہ برائے پیوند کردن آں حکم است آنرا قطع می نمایند۔ وگردنہائے خود را

جاحدين. وما كنت بدعاً فى هذا الامر وما جئت شيئاً امرا - فكيف تواخذوننى

از روئے انکار دراز می کشند۔ و دریں امر من اول کسے نیستم و من امرے نیاوردہ ام که کسے نیاوردہ پس چگونہ مرا محنت

والأيت نزلت ليقضى بين اليهود والمسيحيين - فان اليهود زعموا ان المسيح

و ایں آیت برائے فیصلہ کردن در یہود و نصاریٰ نازل شدہ است چراکہ یہود زعم کردند که حضرت عیسیٰ علیہ السلام

كان من الكاذبين - وملعوناً وما كان من المقربين المرفوعين - وقالوا انه

از کاذباں بودند۔ و نعوذ باللہ ملعون بودند۔ و از آناں نبودند که بسوئے خدا تعالیٰ رفع ایشاں میشود

صُلب والمصلوب لا يُرفع الى الله بحكم التوراة بل يُلعن من حضرته ويجعل من

و گفتند که او مصلوب شد۔ و بحکم تورات مصلوب از رفع محروم می ماند بلکہ او از جناب باری رد کردہ میشود

المردودين - وقال النصارى انه كان ابن الله فصُلب لانجاء الحق ومُنع

و نصاریٰ گفتند که عیسیٰ پسر خدا بود و برائے نجات خلق مصلوب شد۔ و در ابتدا از رفع

من الرفع فى اوّل الامر ولُعن وعُذّب واُدخل فى جهنّم الى ثلثة ايام كالفاسقين

منع کردہ شد۔ و ملعون شد و معذب شد۔ و تا سہ روز چوں بدکاراں داخل جہنم گردید۔

ثم رُفع الى العرش وأواه الله الى يمينه الى ابد الآبدين. فاليهود ذهبوا الى

باز رفع او سوئے عرش خدا تعالیٰ شد و خدا او را بجانب راست خود جا داد۔ پس یہود بسوئے تفریط و شتم د

وترهقونني عَنْ امريْ عُسرًا۔ اعميت عليكم اقوال الاولين بل هو نبأ عظيم

میگیرید ودر مشکلہاے اندازید۔ آیا برشما سخنہاے اولین پوشیدہ شدند۔ بلکہ آن چیز یست بزرگ کہ ازاں

كنتم عنه معرضين۔ لا تظلموا انفسكم واتوني بصفاء نية۔ يدرء الله عن

کنارہ کش شدہ آید ۔ برخود ظلم مکنید وبصفاء نیت نزدم بیائید ۔ خدا ہر شبہ شما از دل شما

قلوبكم كل شبهة۔ وينزل عليكم انوار سكينة۔

دور خواہد کرد۔ ونور اطمینان برشما نازل خواہد کرد ۔

وتعلمون ان فتن النصارٰى وغلوهم في الخزعبلات۔ كانت تقتضي حكمًا

ومیدانید کہ فتنہ ہاے نصارٰی وجوش ایشاں در امور باطلہ یک حکم را از خدا میخواست ۔

تفريط وهمط واهباط۔ والنصارٰى مع التفريط الى افراط۔ فبيّن الله ما كان

فرو افگندن رفتند۔ ونصارٰی بانفریط افراط راہ را اختیار کردند۔ پس خدا تعالیٰ آنچہ راست

احق واقوم في امر عيسٰى۔ فقال انه ما صُلب بل توفّي بحتف انفه واُلحق

بود بیان فرمود کہ مسیح مصلوب نشدہ است تا از رفع محروم ماند۔ بلکہ بموت خود بمرد باز بغیر ملعون شدن

بالموتٰى۔ ثم رُفع كالمقربين من غير ان يُلعن ويُدخل في اللظٰى۔ فالحاصل

مرفوع شد دہمچو او رفع مومناں شد پس حاصل کلام اینست

ان هٰذا اقضاء من الله الاعلٰى۔ بين اليهود والنصارٰى

کہ این حکم فیصل از خدا تعالیٰ در یہود ونصارٰی است ۔

ليبرّء عبده مِنْ بُهتان اللعنْ وعدم

تا خدا تعالیٰ بندۂ خود را از تہمت لعنت وعدم رفع بری کند ۔

الرفع ويقضي بما هُوَ احق وَ اولٰى۔

پس خدا تعالےٰ بدین حکم اختلاف را از میان برداشت ۔

حاشیہ: ولولا هذا الغرض لكان ذكر التطهير لغوًا بعد ذكر الرفع فان عدم الرفع الجسماني ليس بعيب واجب الدفع بل

اگر این غرض نبودے البتہ ذکر تطہیر بعد ذکر رفع لغو بودے ۔ چراکہ عدم رفع جسمانی آن عیبے نیست کہ دفع آن واجب باشد

من ربّ السّموات. فالله الذی نجّی المسیح مِن صَلیب الیهُود و رفعه

پس آن خدائے کہ مسیح را از صلیب یہود نجات دادہ بسوئے مقام بلند برداشت

الی المقام الاعلیٰ۔ اراد ان یُنجّیه من صَلیب النصاریٰ مرّةً اُخریٰ

ارادہ کرد کہ بار دوم اورا از صلیب نصاریٰ نجات دہد۔

فارسلنی حَکماً عدلاً لهٰذه الخطّة. وَسمّانی باسمه لاکسر الصّلیب وَاتمّ

پس مرا بطور حکم عدل برائے ایں کار فرستاد و نام من مسیح نہاد تا کہ من صلیب را بشکنم۔ و کارے کہ از

مَابقی منه مِن فرائض النصیحة. فکلّ ما افعل کان علیه

مسیح باقی ماندہ بود باتمام رسانم۔ پس ہمہ آنچہ من مے کنم او کردے۔

فحکم بینهم فیما اختلفوا فیه۔ وهو خیر الحاکمین۔

پس حکم کرد در آنچہ اختلاف مے داشتند۔

ولولا هٰذا الغرض فما کان وجه لذکر هٰذه القصة۔ بل لو فُرضت

پس اگر ایں غرض نبودے پس برائے ذکر ایں قصہ ہیچ وجہے نبود بلکہ اگر ایں قصہ را برخلاف

القصة علیٰ خلاف هٰذه الصّورة۔ لکان لغوًا کلها ومحل اعتراض علیٰ

ایں صورت فرض کردہ شود ہمہ قصّہ لغو و محل اعتراض بر حضرت باری مے گردد۔

فعل حضرة العزة۔ الم تکن ارض الله واسعة فیُخفی المسیح فی مغارة

آیا زمین خدا فراخ نبود پس می بایست کہ در غارے از غارہا پوشیدہ

مِن المغارات۔ کما اخفی افضل الرسل عند التعاقب۔ ففکر ایّ حاجة اشتدّت

کردے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بوقت تعاقب پوشیدہ کرد۔ پس فکر کن کہ کدام حاجتے پیش

لرفعه الی السّمٰوٰت۔ اخشی الله رعب الیهود المخذولین۔ وظنّ انهم

آمدہ بود کہ مسیح را بر آسمان بُرد۔ چہ خدا از رعب یہود بترسید و گمان کہ ہر جا کہ در زمین پوشیدہ

لوکان فی قید الحیاۃ - وکذالک قدّا عالم المغیبات - وجئت بعدہٗ علی قدر

اگر در قید حیات بودے - وہمچنیں خدائے عالم الغیب مقرر کرد - و من بعد از مسیح بمقدار آن زمانہ

جَاءَ ھُوَ مِن بَعْدِ مُوسٰی - وَاِنّ فی ذالک لاٰیۃً لاولی النُّھٰی - وَمِنْ

آمدہ ام کہ او بعد از موسیٰ علیہ السلام آمدہ بود - و دریں مناسبت برائے عقلمنداں نشانے است - و از

آیات اللّٰہ انہ اخفی فی عددا سمی عدد زمانی - وان شئت فتفکر فی

نشانہائے خدا یکے ایں است کہ او در عدد نام من عدد زمانہ مرا پوشیدہ داشتہ است - و اگر خواہی در عدد

غلام احمد قادیانی

غلام احمد قادیانی

فذالک خاتم رب العٰلمین - وفیہ اشارۃ الٰی انہ جعلنی لھذہ الملّۃ مجدد

فکر کن - پس ایں مہر خدا ست و دریں اشارہ است کہ او خدا تعالٰے مرا مجدد ایں صدی گردانیدہ است

الدّین - ولا یقبل العقل السّلیم ان یصمت اللّٰہ الغیور عند ھٰذہٖ الفتن

وہیچ عقل سلیم قبول نمی کند کہ خدا غیور بر وقت ایں فتنہ ہا خاموش ماند -

العظیمۃ حتّی لا یبعث مجددًا علی رأس ھٰذہ المائۃ - اتطمئن قلوبکم بان

تا آنکہ بر سر ایں صدی ہیچ مجددے را نفرستد - آیا دلہائے شما بدیں امر

بقیہ حاشیہ

یخرجونہ من الارضین - الا تعلم ان اللّٰہ حکیم لا یفعل فعلًا الّا بقدر ضرورۃ

کہ ایشاں خواہند بر آورد - آیا نمی دانی کہ خدا حکیم است - ہر کارے کہ میکند صرف بقدر ضرورت

ولا یتوجہ الی لغو بغیر حکمۃ داعیۃ - فای حکمۃ الجاء اللّٰہ لرفع المسیح الی

میکند - و بسوئے لغو بغیر حکمت داعیہ توجہ نمی فرماید - پس کدام حکمت خدا را برائے رفع مسیح بیقرار کرد -

السّماء - اما وجد موضعًا فی الارض للاخفاء - فتفکر کالمبصرین - منہ

آیا ہیچ مکان برائے پوشیدن او بر زمین نماندہ بود - پس ہمچو بینایان بیندیش - منہ

یری اللّٰہ ھٰذہ البلایا تتنزل علی الامۃ الضعیفۃ۔ ثم لایتوجہ الی دفعھا ولا

اطمینان میگیرند کہ خدا بہ بیند کہ ایں آفات بر امت ضعیفہ نازل می شوند و باز برائے دفع آں آفات و دور

لازالۃ ھٰذہ الظلمۃ۔ ولایبدو شیٔ من نصرۃ حضرۃ الکبریاء۔ ولاتتنزل رحمتہ

کردن تاریکی متوجہ نگردد۔ و چیزے از مدد خدا تعالیٰ ظاہر نشود۔ و ہیچ رحمتے بر وقت

عند کمال ھٰذہ البلاء۔ وتسب ذراری الشیطان اولیاء الرحمٰن فرحین مطمئنین

نزول ایں بلاء نازل نشود۔ و اولاد شیطان اولیائے رحمٰن را دشنام ہا دہد۔ در حالیکہ خوش و مطمئن اند۔

الا تنظرون کیف بلغت غشاوۃ الجھل منتھاھا۔ وکیف نسیت

آیا نمی بینید کہ چگونہ پردہ جہل تا انتہائے آں رسید۔ و چگونہ ہر نفس عاقبت خود را فراموش کرد۔

کل نفس عقباھا۔ الا التی حفظھا اللّٰہ وحماھا۔ الا تشاھدون کیف زادت

مگر آنکہ خدا حفاظت او کرد و نگہ داشت۔ آیا مشاہدہ نمی کنید کہ چگونہ ملت ہائے

الملل الضالۃ فی طغواھا۔ ووقع الفتور فی سفینۃ الحق ومجراھا ومرسٰھا

گمراہ شدہ در تجاوز از حد بنیاد نہا کردند۔ و در کشتی حق و جاری کردن و لنگر نہادن آں چہ فتور ہا افتاد۔

الا یصرخ الوقت لمجدد الدین۔ الم یان للذین ظلموا ان ینصروا

آیا وقت موجودہ برائے مجدد دین فریاد ہا نمی کند۔ آیا برائے مظلوماں وقت نصرت ہنوز نرسیدہ

من رب العالمین۔ اتنتظرون وقت استیصال الاسلام۔ وقد

است۔ آیا وقتے را انتظار مے کنید کہ اسلام از بیخ برکندہ گردد۔ حالانکہ

وَصَلَ اِلٰی شفا حفرۃ دین سیّد الانام۔ ما

دین آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم تا سوراخ ہلاکت رسید۔ چہ شد

لکم لا تغتمّون کالمواسین۔

شما را کہ ہمچو غمخواران غمگین نمی شوید۔

احاط الناس من طغوى ظلام | علامات بها عُرف الامام

تاریکی طاغی گشتن بر مردم احاطه کرد | این آن نشانیاں ہستند کہ بدانہا امام شناختہ شد

فلا تعجب بما جئنا بنورٍ | بدت عین اذا اشتد الاوام

پس ازان نور ہیچ تعجب مکن کہ آوردیم | حقیقت این است کہ چون مردم را بشدت حرارت تشنگی گرفت چشمہ از غیب ظاہر شد

ایاتی مسیحکم بعد تفطر السماء واختلال النظام۔ مالکم لا تعرفون الاوقات

آیا مسیح شما بعد شگافتن آسمانہا و اختلال نظام خواہد آمد۔ چہ شد شما را کہ وقتہا را شناخت نمی کنید

ولا تفکرون فی الایام۔ الا ترون ان الآفات نزلت۔ والآیات ظہرت۔ والمعاصی کثرت۔

و در روزہا فکر نمی نمائید۔ آیا نمی بینید کہ آفات فرود آمدند۔ و نشانہا ظاہر شدند۔ و گناہان بسیار گشتند۔

والفتن تواترت۔ والمصیبة جلّت۔ الیست فیکم نفس مفکّرة۔

و فتنہا پیہم پدید آمدند۔ و مصیبت بسیار بزرگ شد۔ آیا در شما ہیچ جانے فکر کنندہ نیست۔

او تحبون الدنیا الخاسرة۔ او یئستم من رحمة الحضرة الاحدیة۔ او رجعتم

یا این جہان پُر زیان را دوست میدارید یا از رحمت الٰہی نومید شدہ آید۔ یا سوئے جاہلیت

الی الجاہلیة۔ ورُددتم فی الحافرة۔ اتظنون ان اللّٰہ ما بعث مجدّداً لاصلاح

رجوع کردہ آید۔ و سوئے مکانے باز گشتہ آید کہ از آنجا ترقی کردہ بودید۔ آیا گمان شما اینست کہ خدا ہیچ مجددے را برائے اصلاح

ہٰذہ المفسدة علی رأس ہٰذہ المائة۔ او بدّل سنته عند ہٰذہ الفتن المہلکة

این مفسدہ بر سر این صدی نفرستادہ است۔ یا در وقت این فتنہ ہائے ہلاک کنندہ سنت خود را

المربکن حاجة الی روح القدس عند کثرة الشیاطین۔ فلا تمیلوا

تبدیل کرد۔ آیا وقت کثرت شیاطین حاجت روح القدس نبود۔ پس از راہ

کل المیل وانظروا کلم اللّٰہ متدبّرین۔ الا ترون نیران الفتن وزمان المحن

راست دور نروید و کلام خدا را بتدبر بنگرید۔ آیا شما آتش فتنہ ہا و زمانہ محنتہا را نمی بینید۔

وتسمعون ثم لا تسمعون - وتنادون ثم تصمتون - كانكم مِتّم او اُغمي عليكم

وشنوید و باز نمی شنوید - وشمارا آواز داده می شود و باز خاموش میمانید - گویا مُرده اید یا ہمچو مصروعان برشما

كالمصروعين - واذا نطقتم نطقتم كالعادين - واذا بطشتم بطشتم جبّارين

غشی افتاد - وچوں سخن میگوئید ہمچو ظالمان سخن میگوئید - وچوں حملہ میکنید پس ہمچو جابران حملہ می کنید

واذا ناظرتم فناظرتم باراء انحف من المغازل - واضعف من الجوازل

وچوں مناظره میکنید پس رائے ظاہر میکنید کہ ضعیف تر از دوک باشد وکمزور تر از بچہ کبوتر

واحاطت بكم اخلاط الزمر من ذوي الغمر - فجعلتموهم كانفسكم من الضالين

وعوام را از نادانان گرد خود جمع کرده اید - پس ایشان را ہمچو خود گمراه ساختہ اید -

اعطيتم مفاتيح الهداية - فاستبدلتم الغيّ بالرشد والدراية - وتمايلتم

شمارا کلید ہائے ہدایت دادند - پس بجائے ہدایت گمراہی را گرفتہ اید - وہمچو محبت کنندگان

الى الجهل كالمحبّين -

برجہل نگونسار شده اید -

ومنكم قوم اَغروا علي العامّة - وبدوا بانه ترك الكتاب و

واز شما قومے ہستند کہ برین عوام را برانگیختند وچنین ظاہر کردند کہ این شخص کتاب و

السنة - الا لَعْنَةَ الله على الكاذبين المفترين - الذين يستمرون على

سنت را ترک کرده است - خبردار باشید کہ لعنتِ خدا بر کاذبان ومفتریان است - آنانکہ بر گمراہی خود مداومت

غيّهم - ولا يتناهون عن زهوهم وبغيهم - ومَا كانوا منتهين - وما

می ورزند - واز کار باطل وبغاوت خود باز نمی آیند - ونہ باز آیندگان ہستند - وبر ما جفا نکردند

ظلمونا ولكن ظلموا انفسهم - وسقط المكر على وجوه الماكرين - اشاعوا

مگر بر نفس ہائے خود جفا میکنند - ومکر بر روئے مکر کنندگان افتاد - کاروائے جہالت خود را

جهلاتهم فی الجرائد۔ وکادوا کالقنائد۔ وجاؤا بزور مبین۔ ولما رأیتُ

دراخبارہا شائع کردند۔ وہمچو شکاریان مکرہا نمودند۔ و دروغے صریح آوردند۔ پس ہرگاہ کہ دیدم

انهم اخلوا کناناتهم۔ ونفضوا من المفتریات لباناتهم۔ اشعتُ ما اشعتُ

کہ او شان تیردان خود را خالی نمودند۔ و از مفتریات حاجت روائی خود کردند۔ شائع کردم آنچہ شائع کردم

کما هو فرض الصادقین۔ فاعرضوا عن نضالی۔ وفرّوا من عسالی

چنانچہ فرض صادقین است۔ پس از مقابلۂ من کنارہ جو شدند۔ و از نیزۂ من بگریختند

وواروا وجوههم کالکاذبین۔

و رویہائے خود را ہمچو کاذبان پوشانیدند۔

ایها الناس ارقّوا علی ظلعکم ولا تظلموا۔ وانتهوا ولا تفرطوا

اے مردمان بر جا نہائے خود نرمی کنید و ظلم مکنید۔ و باز ایستید و کار را بافراط

واحذروا ولا تجترؤا۔ واذکروا الموت ولا تغفلوا۔ واذکروا اٰباءکم الغابرین۔

مرسانید۔ و بترسید و دلیری مکنید۔ مرگ خود را یاد کنید و غافل مباشید۔ و پدران خود را کہ گذشتہ اند یاد کنید

اتظنون انکم تترکون فی الدنیا ولذاتها۔ ولا تقادون الی الحاقّة ومجازاتها۔

آیا گمان می کنید کہ شما در دنیا و لذات آن گزاشتہ خواہید شد۔ و سوئے قیامت و پاداش آن کشیدہ نخواہید شد

ولا تساقون الی مالک یوم الدین۔ مالکم لا تنتهجون مهجة الاهتداء۔

و سوئے مالک یوم جزا ہمچو گرفتاران روانہ نخواہید شد۔ چہ سبب است کہ راہ راست را نمی گیرید۔

ولا تعالجون داء الاعتداء۔ وتمرّون بالحق محقّرین۔

و بیماری تجاوز از حد را علاج نمی کنید۔ و بر حق چون میگزرید بہ تحقیرے گزرید۔

اعلموا ان فضل الله معی۔ وان روح الله ینطق فی نفسی

بدانید کہ فضل خدا با من است۔ و روح خدا در من سخن ہا مے کند۔

فلا یعلم سرّی۔ وذخیلۃ امری الا ربّی۔ ھُوَ الذی انزل علیّ وجعلنی مِن

پس ہیچکس راز من وحقیقت اندرونی من بجز خدائے من نمی داند۔ ہماں است کہ بر من فرود آمد و مرا از روشن شدگان

المُنورین۔ وکم مِن اٰیات کُشفت علیکم ثم تمرون بھا غافلین۔ الا ترون ان الخسوف

گردانید۔ وبسیارے از نشانہا است کہ بر شما کشادہ شدند باز بدانہا بحالت غفلت میگذرید۔ آیا نمی بینید کہ

والکسوف ما کانا فی قدرتی ولا قدرتکم۔ بل کان جمعھما فی رمضان خلاف

خسوف وکسوف نہ در قدرت من بود نہ در قدرت شما۔ بلکہ جمع شدن آں ہر دو در ماہ رمضان خلاف مراد شما

منیتکم۔ فرئیتم الاٰیتین المذکورتین کارھین۔ فکانّ اللّٰہ عذبکم بما لا تھوٰی

بود۔ پس شما ہر دو آیات ذکر کردہ شدہ را در حالتِ کراہت مشاہدہ کردید۔ پس گویا خدا تعالیٰ بچیزے شمارا

انفسکم فما فکرتم کالراشدین۔ ولو کان فی قدرتکم لحوّلتم الشمس والقمر من مکان

عذاب کرد کہ دل شما نمی خواست۔ پس ہمچو صاحبان رشد ہیچ فکرے نکردہ آید۔ واگر در قدرت شما بودے البتہ شما آفتاب

خسوفھما ونلتم الی السّماء لتغییر صفوفھما لو کنتم قادرین۔ فسوّد اللّٰہ وجوھکم

وماہتاب را از مقام خسوف وکسوف بمقامے دیگر منتقل کردندے۔ پس خدا روہائے شما را سیاہ کرد و

ورضّ فوھکم وما استطعتم ان تردوا فعل اللّٰہ فکنتم نادمین۔

دہن شما را بکوفت ودر طاقت شما نماند کہ فعل خدا را از حالت آں بگردانید پس ہمچو شرمندگان پوشیدہ شدید۔

اتقسمون انکم رضیتم بھذا الفعل مِنَ الرحمٰن وما جادلتموہ بانفسکم

آیا قسم میخورید کہ شما بدین فعل خدا تعالیٰ راضی بودید۔ ودر دلہائے خود ہمچو شیطان با او

کالشیطان۔ وما اخذکم القبض کالغضبان۔ فاقسموا ان کنتم صادقین۔ اتقسمون

جنگ نکردہ اید۔ وشما را ہمچو خشمناکاں قبض نگرفتہ است۔ پس قسم خورید اگر راست گو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ

انکم رضیتم بموت آتھم۔ بعد ما اخفو الحق وما اقسم۔ فاقسموا ان کنتم

شما بموت عبد اللہ آتھم عیسائی راضی شدہ اید بعد ز انکہ او حق را پوشیدہ داشت وقسم نخورد پس قسم خورید

صادقین۔ اتقسمون انکم رضیتم بما ایدنی ربّی۔ واکرمنی واعزّنی وزادکل

اگر راستگو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما باں تائیدات خدائے من کہ لازم حال من اند خوشنود ہستید۔ و شما از آں ہمہ اکرام و

یوم حزبی۔ فاقسموا ان کنتم صادقین۔ اتقسمون انکم رضیتم بما اخزاکم ربّی

اعزاز الٰہی کہ در بارہ من مبذول است خوش مے آید پس قسم خورید اگر راستگو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما بدیں فعل حق راضی

بحذائی۔ وما استطعتم ان تکتبوا شیئًا فی العربیّة کاملائی۔ فاقسموا ان

بودید کہ او بمقابلہ من شما را رسوا کرد۔ و در قدرت شما نماند کہ چیزے بمقابل من در عربی بنویسید۔ پس قسم خورید اگر

کنتم صادقین۔ اتقسمون انکم رضیتم بما تھیّ تم عن فھم القراٰن

راستگو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما بداں قصور راضی شدہ آید کہ در بارہ فہم قرآن در شما ثابت شد

فما استطعتم ان تکتبوا مثل ما کتبت من معارف القراٰن۔ وما قدرتم ان

پس شما را ایں طاقت نماند کہ آنچہ من نوشتم بنویسید۔ و شما را ایں قدرت نشد کہ

تبارزونی فی ھٰذا المیدان۔ فاقسموا ان کنتم صادقین۔

دریں میدان مقابلہ من کنید۔ پس قسم خورید اگر بر راستی ہستید۔

وقد شھد صالح علٰی صدقی من قبلی وقبل دعوتی۔ وقال

و بہ تحقیق نیک بختے قبل از من و قبل از دعوت من بر صدق من گواہی داد۔ و گفت

انہ ھو عیسی المسیح الاٰتی۔ وسمّانی وسمّٰی قریتی۔ وقال لفتاہ ھٰذا ما

ایں ہماں عیسیٰ مسیح است کہ خواہد آمد۔ و نام من و نام دہ من بر زبان راند۔ و مرید خود را کہ کریم بخش

اُنبئتُ مِن ربّی فخذ منّی ھٰذہ وصیتی۔ وقال ان العلماء یکفّرونہ ویکذّبونہ

نام داشت گفت کہ ایں خبر از خدائے خود یافتم۔ پس ایں نصیحت من از من بگیر۔ و گفت علماء آں وقت او را کافر

فلا تقعد معھم وتذکّر نصیحتی۔ فلما کبر فتاہ وشاخ ادرک وقتی۔ فجاءنی

خواہند قرار داد و تکذیب او خواہند کرد با اوشاں منشین و نصیحت من یاد دار۔ پس ہرگاہ کہ آں مرد کبیر سن رسید

فی وقت غربتی - وقال عندی لك شهادة فاسمع منی کلمتی - فروی

د پیر شد وقت مرا یافت - پس در حالت مسافرت من نزدم آمد و گفت برائے تو نزد من گواہی است پس

ما سمع من شیخه بعین باکیة ودموع متحدرة حتی هیّج عبرتی - ثم

کلام من بشنو - پس ہر چہ از شیخ خود شنیدہ بود بمن روایت کرد و در حالت روایت چشم او گریان بود و اشک ہائے

اشاع کما اوصاه شیخه الولی هٰذا الخبر - وبلّغ حالفًا ومهللًا الی کل

او جاری بود تا - بحدیکہ مرا مستعد گریہ کرد - باز ہمچناں کہ شیخ خدارسیدہ او وصیت کردہ بود ایں خبر را

اذن هٰذا الاثر - واشعت بایماءه رسالة مطبوعة - واودعتها اخبارًا

در مردم شائع کرد و بقسم و کلمہ تشہد ایں نشان را بہر گوشے رسانید - و من باشارہ او یک رسالہ کہ دراں ایں روایت بود طبع کردہ

مسموعة - وزاحمه علماء تلك الخطة - وكادوا كل كيد ليصرفوه عن هٰذه

شائع کردم و درآں رسالہ آں اخبار مسموعہ درج کردم - و علماء آں نواح مزاحم او شدند - و از ہر قسم مکرے کردند تا او را

الشهادة - فقال لا اکتمها ابدا ولا اتعامی بعد البصیرة - فاشاعها حق الاشاعة

ازیں شہادۃ باز دارند پس گفت کہ من ہرگز ایں گواہی را پوشیدہ نخواہم کرد - و بعد از بصیرت کور نخواہم شد - پس آں گواہی را

وبلّغها الی الخواص والعامة - ثم توفّاه الله ورفعه الی مقرّ المومنین -

در خاص و عام چنانچہ باید شائع کرد - باز خدا تعالیٰ او را وفات داد - و سوئے قرارگاہ مومناں برداشت -

فبیّنوا اتقسمون انکم رضیتم بهذه الاٰیة من الرحمٰن - وما

پس قسم خورید آیا شما بدیں نشان الٰہی راضی شدہ اید -   و ایچ

کرهتم وما غضبتم فی قلوبکم بالعدوان - فاقسموا ان کنتم صادقین -

کراہت نکردہ اید و نہ در دلہائے خود بظلم صریح خشمناک شدہ اید - پس قسم خورید اگر شما بر راستی ہستید -

اهٰذه کانت تقاتکم ودیاناتکم ان شیخًا کبیرًا من المسلمین - روی هٰذه

آیا ایں پرہیزگاری شما بود و ایں دیانت بود کہ پیرے بزرگ از مسلماناں ایں روایت را بقسم و کلمہ تشہد بیان کرد -

الروایة مقسمًا باللہ ومهلًا فولّیتم معرضین - مع ان اشهادا عدلًا من قومه

پس شما اعراض کردید - باوجودیکه بسیاری از گواهان عادلان که از قوم او بودند

شهدوا علی انه من الصالحین الصادقین المصلّین الصائمین الزاهدین -

گواهی دادند که او نیک بخت وراست گو وپابندِ صوم وصلوٰة ومردے زاہد است -

وکذالك نبهکم اللہ کل مرّة فما تنبهتم کالمسترشدین -

وہمچنیں خدا تعالیٰ ہر بار شما را خبردار کرد پس ہمچو ہدایت منداں خبردار نشدید -

اتقسمون انکم رضیتم بما لم یسمع اللہ دعواتکم - وحفظنی و

آیا قسم میخورید کہ شما بدیں امر راضی شدہ اید کہ خدا تعالیٰ بددعاہائے شمارا قبول نکرد ومرا نگہداشت

عصمنی وکرّمنی وارغم انفکم لسوء نیاتکم - فاقسموا ان کنتم صادقین

وبزرگی داد وشمارا بباعث بدنیتی شما ذلت داد - پس قسم خورید اگر براستی ہستید -

وان کنتم تظنون انکم علی الحق ونحن علی الباطل - فلم یعذبکم اللہ بما لا

پس اگر شما گمان می کنید کہ شما برحق ہستید وما بر باطلیم - پس چرا خدا تعالیٰ شمارا بآں دلائل

ترضون به من الدلائل - وتتربصون علینا الذلة فتوخذون فیها منحوسین

کہ خلاف رضائے شماست عذاب می دہد - وبرما امید ذلت میدارید وہمہ ذلت برشما می افتد -

بل اللہ یکسر جبتکم فی کل ان - ویعلی عبدہٗ ببرهان - ویمزق اجیاد

بلکہ خدا تعالیٰ ہر دم بت شمارا شکند - وبندۂ خود را بحجت بلند می گرداند - وگردنِ متکبراں را می شکند

المستکبرین - فما لکم لا ترفئون بالاستغفار - ولا تدرکون وقت الاعتذار

پس چہ شد شمارا کہ جامہ دریدہ خود را باستغفار پیوند نمی کنید - ووقت عذر آوردن را نمی دریابید

ولا تتوبون خائفین - وانّی بزعمکم اخادع الناس واضلّ الورٰی -

وہمچو ترسندگان توبہ نمی کنید - ومن بگمان شما مردم را فریب مے دہم ومخلوق را گمراہ مے کنم -

وافتری علی اللہ واترک سبل التقوٰی ۔ وفی نفسی معہا رذائل اُخرٰی

و بر خدا تعالیٰ افترا می کنم ۔ و راہ تقوٰی را مے گذارم ۔ و در نفس من سوائے ایں رذیلتہا بسیار اند

وانتم قوم مطھرون لاعیب فیکم ولا طغوٰی ثم مع ذالک یخزیکم اللہ ویعذبکم

شما قوے پاک ہستید نہ در شما عیبے ونہ ہیچ زیادتی ۔ باز با ایں ہمہ خدا تعالیٰ شمارا رسوائی کند و بعذاب خستہ کنندہ

بعذاب ادنٰی ۔ فلا تقدرون علٰی ان تردوا عذابہ ولا تاتوننی معارضین ۔

و کشندہ می میراند ۔ پس ہیچ قدرت ندارید کہ عذاب اورا رد کنید و نہ بامن در مقام معارضہ می آئید ۔

وانّ اللہ قد انزل علیّ غیث نعماءٍ مدرارًا ظاھرۃ وباطنۃ ۔ وانعم علیّ

و خدا تعالیٰ برمن باران نعمتہا کہ متواتر می بارد فرود آورد و در ظاہر و باطن و اوّل و آخر مرا نعمتہا داد

فی الاولٰی والاٰخرۃ ۔ وفتح علیّ ابوابًا من الالھامات ۔ وحدائق من

و برمن دروازہ از الہامات کشود   و باغہائے مکاشفات

المکاشفات ۔ فمن یمکث عندی نحو اربعین یومًا فارجو انہ یرٰی شیئًا

مفتوح کرد ۔ پس ہر کہ نزد من تا چہل روز بماند ۔ پس امید دارم کہ چیزے از آنہا خواہد دید ۔

منھا ۔ فھل لکم ان تعارضوا او تعرضون عنھا ۔

پس آیا شما معارضہ توانید کرد یا کنارہ میکنید ۔

وان اللہ بشّرنی وقال یا احمد اجیب کل دعائک ۔ الّا فی

و خدا مرا بشارت داد ۔ و گفت کہ اے احمد من ہر دعائے تو قبول خواہم کرد ۔ مگر درباره

شرکائک* ۔ فاجاب دعوات ضاق المقام عن الاتیان بذکر اجمالھا

شرکاء تو ۔ پس بآں کثرت دعاہائے من قبول کرد کہ ایں مقام ایں قدر گنجائش ندارد کہ بطور اجمال

---

* الحاشیہ ۔ لھذہ الفقرۃ قصّۃ لا یقتضی المقام ذکرھا ۔ منہ

متعلق ایں فقرہ قصہ ایست کہ بدیں مقام ذکر آں مناسبت ندارد ۔ منہ

فضلًا من ادراج تفاصيلها۔ وكيفية كمالها۔ فهل لكم ان تعارضوني فيها او

ذکر آنہا را بیان کنم۔ چہ جائیکہ بہ تفصیل نویسیم وکمال عظمت آنہا بیان کنم۔ پس آیا رغبتے دارید کہ در قبولیت دعاہا

تنقلبون معرضين۔

بمن مقابلہ کنید یا بحالت اعراض مے گریزید۔

وانّ الله بشّرني في ابنائي بشارةً بعد بشارةٍ حتّٰى بلّغ عددهم

وخدا تعالیٰ دربارہ پسران من مرا خوشخبری بر خوشخبری داد۔ تا آنکہ عدد آنانرا تا سہ رسانید۔

الى ثلٰثةٍ۔ وانباءني بهم قبل وجودهم بالالهام۔ فاشعتُ هٰذه الانباء قبل

ومرا ازاں ہر سہ پسر قبل وجود آنان بذریعہ الہام خود خبر داد۔ پس من ایں خبرہا را قبل

ظهورها في الخواص والعوام۔ وانتم تتلون تلك الاشتهارات۔ ثم تمرون بها غافلين

ظہور آنہا در خواص وعوام شائع کردم۔ وشما آں اشتہارات را می خوانید۔ باز از تعصبات خود غافل میروید

من التعصّبات۔ وبشّرني ربّي برابعٍ رحمةً۔ وقال انّه

وخدائے من مرا از روئے رحمت بہ پسر چہارم مژدہ داد۔ وگفت کہ آں پسر سہ را

يجعل الثلاثة اربعة۔ فهل لكم ان تقوموا مزاحمة

چہار خواہد کرد۔ پس آیا شما را طاقت است کہ برائے مزاحمت برخیزید۔

وتمنعوا من الارباع المربعين۔ فكيدوا كيدًا ان كنتم صادقين

وچہار شوندگان را از چہار شدن مانع آئید۔ پس کوشش کنید تا ایں پیشگوئی را باز دارید۔

وقد كتبنا ذالك في اشتهار من قبل من سنين۔ فاقرؤه متأمّلين۔ انّ في

وسالہا شد کہ ما ایں الہام را در اشتہارے نوشتہ ایم۔ پس آں اشتہار را بتامل بخوانید کہ

ذالك لاٰيات للناظرين۔ ثم كُرّر عليّ صورة هٰذه الواقعة۔ فبينما انا كنت بين

در آں برائے بینندگان نشانہا است۔ باز صورت ایں واقعہ بر من مکرر کردہ شد۔ پس در آں وقتیکہ من

النوم واليقظة۔ فتحرّك في صلبي روحُ الرابع بعالم المكاشفة۔

درحالتے بودم کہ جامع خواب وبیداری بود درپشت من روح آن چہارم بجنبید۔

فنادیٰ اخوانه وقال بيني وبينكم ميعاد يومٍ من الحضرة۔

پس برادران خود را ندا درداد۔ وگفت درمن ودرشما میعاد یک روز است۔

فاظن انه اشار الى السنة الكاملة۔ او امدٍ اٰخر من ربّ العالمين۔

پس گمان میکنم کہ از یک روز اشارہ سوئے یک سال است یا مدتے دیگر است از خدا تعالیٰ۔

واعلموا ان الله ينصرني في كل موطن ويخزيكم من كل محتضنٍ۔

وبدانید کہ خدا تعالیٰ مرا در ہر میدانے فتح میدہد۔ واز ہر کنار شمارا رسوا می گرداند۔ و

يردّ كيدكم عليكم يا معشر الكائدين۔ وان كنتم تزدريني عينكم نتعالوا نجعل الله

مکر شما بر شما می افگند۔ واگر چشم شما مرا حقیر مے شمارد پس بیائید تا خدا را درما

حكمًا بيننا وبينكم۔ اتريدون ان يظهر مينا او مينكم فتعالوا نقم تحت مجاري الاقدار

وشما حکم مقرر کنیم۔ آیا می خواہید کہ دروغ ما یا دروغ شما ظاہر شود۔ پس بیائید کہ با مباہلہ زیر مجاری قدرت الہٰی

مباهلين۔ وان كنتم تعرضون عن المباهلة۔ فأتوني وامكثوا عندي الى السنة الكاملة۔

بایستیم۔ واگر شما از مباہلہ کنارہ میکنید پس نزدم بیائید وتا سالے کامل نزدم بمانید۔

لأُريكم بعض آيات حضرة العزة ان كنتم طالبين۔ وان كنتم تعرضون عن رؤية

تا شمارا بعض نشان حضرت عزت بنمایم اگر شما طالب حق ہستید۔ واگر شما از دیدن این نشانہا کنارہ

هذه الآيات۔ فلكم ان تعارضوني في معارف القرآن والنكات۔ ولن تقدروا عليها

میکنید۔ پس اختیار شما است کہ در معارف قرآن ونکات آن با من معارضہ کنید۔ وہرگز بران قادر نخواہید شد

ولو متّم حاسرين۔ فانه علم لا يمسه الا الذي كان من المطهّرين۔ فان لم تفعلوا

اگرچہ بحسرت بمیرید۔ چرا کہ علم قرآن علمے است کہ بجز پاک شدگان دیگرے را در آن کوچہ راہے نیست

هٰذا فعارضونی فی انشاء لسان العرب۔ فان العربیّة لسان الہامیة

پس اگر ایں کار نتوانید کرد۔ پس در انشاء زبان عرب بمن مقابلہ کنید۔ زیرا کہ آں زبان الہامی است۔ و

لا یکمل فیہا الا نبیّ او ولیّ من النخب۔ وان لم تبارزوا فیہا ولن تبارزوا

در و بجز نبی یا ولی دیگرے مکمل نتواند شد۔ واگر در آں مقابلہ نتوانید کرد پس کتابے بنویسید و من نیز

فاکتبوا کتابًا واکتب کتابًا لاصلاح مفاسد ھٰذہ الایام۔ وردّ النصارٰی۔ وفرق

بنویسم کہ مشتمل باشد بر اصلاح مفاسد ایں زمانہ۔ وردّ نصاریٰ۔ و ردّ دیگر

اُخرٰی۔ من عبدة الاصنام۔ وافحامھم بالبرھان التام۔ وعلینا ان لا نقول

فرقہا از بُت پرستان۔ وساکت کردن اوشاں بحجت کامل اما باید کہ ہرچہ نویسیم

شیئًا من عند انفسنا ولا انتم من عند انفسکم الّا من کتاب اللّٰہ العزیز العلّام

از قرآن بنویسیم

ولن تفعلوا ذالک ابدًا ولن تعطوا عزة ھٰذا المقام۔ فان ھٰذا فعل من افعال

و ہرگز چنیں نتوانید کرد۔ و ایں مقام عزت ہرگز شمارا دادہ نخواہد شد چرا کہ ایں کار از کارہائے امام وقت است

امام الوقت ومزیل الظلام۔ الذی اُیّد بروح من اللّٰہ وزید بسطة فی العلم و

کہ دُور کنندہ تاریکی است۔ واز رُوح القدس تائید یافتہ۔ و در علم و بلاغت وسعت

اعطی بلاغة الکلام۔ وان تغلبوا فی احد منھا فلست من اللّٰہ العلّام۔ فان

حاصل کردہ۔ پس اگر شما ازیں ہا۔ در یکے غالب شوید پس من از خدا تعالیٰ نیستم۔ پس اگر شما

اعرضتم عن کلما عرضنا علیکم۔ فما بقی عذر لدیکم۔ وشھدتم انکم من الکاذبین۔

از ہمہ آنچہ پیش کردم کنارہ کنید۔ پس عذر شما باقی نماند۔ وشما خود گواہ خواہید شد کہ دروغگو ہستید۔

اتکذبوننی من غیر علم ثم اذا دعوناکم ففررتم جاحدین غیر مبالین۔

آیا بدون علم تکذیب من میکنید۔ باز چوں بخوانیم پس در حالت انکار ولاپروائی می گریزید۔

وَذکرنا ھٰذہ الاٰیات تلذذا بالنعم الرحمانیة - وشکرًا للتفضلات الربّانیة

و ما ایں نشانہا را محض از روئے لذت یافتن بہ نعمتہائے الٰہی نوشتیم - ونیز بہ نیت شکر خدا تعالیٰ

ثم اتمامًا للحجة علی الطبائع الشیطانیة - واستزادة لنعم رب العالمین

و اتمام حجت بر طبائع شیطانیہ و بطمع زیادت نعمت باری تعالیٰ بنگاشتیم -

اذ بالشکر تدوم النعم وتزید الاٰلاء وتثبت عطایا ارحم الراحمین -

چراکہ شکر کردن موجب دوام نعمت وزیادت وثبات آں می گردد -

فالحاصل انّنی قد عرضت ھٰذہ الامور دعوةً للطلباء - ورُحمًا

پس حاصل کلام اینست کہ من ایں امور را بطور دعوت طالبین پیش کردم - وبطور رحم

علی الاتقیاء الضعفاء - فمن کان فی شك من امری - وکان ملفوزمری فعلیہ

بر پرہیزگاران کمزور بیان نمودم - پس ہرکہ در امر من شک دارد - ومکفر جماعت من باشد - پس بروے

ان یسعٰی الیّ بقدم الرضاء - ویختار طریقًا من ھٰذہ الطرق للاھتداء

لازم است کہ بقدم رضا و سوئے من بدود - وراہے را ازیں رہ ہا برائے ہدایت یافتن نہ برائے جنگ و

لا للمراء وطلب العلاء - ولا یرضٰی بغشاوة الجھل والخطاء ویاتینی

بلندی جستن اختیار کند - وبا پردۂ جہل وخطا راضی نشود - ونزدم ہمچو تواضع

کالمتواضعین - فارجوا ان یرحمہ اللّٰہ ویجعلہ من المطمئنین - بیدانی ما امرت

کنندگان بیاید - پس امید میدارم کہ خدا تعالیٰ برو رحم فرماید واطمینان بخشد - مگر ایں است کہ من

ان ادعوا الذین ینحتون الاٰیات من عند انفسھم ومن امانی الجنان - ثم

برائے ایں کار مامور نشدہ ام کہ کسانے را بخوانم کہ از طرف خود نشانہا بتراشند - باز مرا

یقولون ارنا ھٰذہ لو کنت من الرحمان - وان لم یات بھا فلسنا بمومنین - اولٰئك

گویند کہ ایں نشانہا ما را بنما - اگر از طرف خدا تعالیٰ ہستی - واگر نمائی پس ما از قبول کنندگان نیستیم - ایں مردم

الذین یحبّون آراءھم ویریدون أن یامروا اللّٰہ لیتّبع اھواءھم فیُترکون فی

کسانے ہستند کہ باراءِ ہائے خود محبت می کنند ومیخواہند کہ بر خدا تعالیٰ این حکم کنند کہ تا پیروی آرزوہائے ایشان

الضلالۃ خالدین۔ وانّ اللّٰہ لن یرفع حُجبھم ولن یزکّیھم انھم کانوا مستکبرین۔

کند۔ پس برائے ہمیشہ در ضلالت گزاشتہ می شوند۔ و خدا تعالیٰ ہرگز حجاب شان دُور نخواہد کرد و نہ ایشانرا پاک خواہد

الّا الذین تابوا واصلحوا فاولٰئک من المرحومین۔ وما کان اللّٰہ محکوم احد فی

چرا کہ ایشان متکبر اند۔ مگر آنانکہ توبہ کردند و اصلاح حال نمودند پس ایشان از جملہ کسانے ہستند کہ بر ایشان رحمت

البلاد۔ وھو القاھر فوق عبادہ لا کالغلمان والعباد۔ سبحان ربّی

خدا تعالیٰ است۔ خداوند زمین ہا محکوم احدے نیست او بر بندگان خود غالب است۔ نہ مثل غلامان و بندگان۔ خدائے من

ھل کنت الّا بشرًا مِن المامورین۔

پاک است نمی شاید کہ بدو این بے ادبی ہا کردہ آید۔ و من چیزے نیستم مگر یک بندۂ مامور۔

ثم القوم احتجّوا علیّ بامور نذکرھا برعایۃ الاختصار۔

باز قوم من بر من در چند امور حجت ہا گرفتند کہ برعایت اختصار ذکر آن امور مے کنم۔

لنستاصل کلما اوردوا علٰی سبیل الاعتذار۔ ولنکشف باب الحق علٰی

تاکہ ما آن ہمہ خیالات را از بیخ برکنیم کہ بر سبیل عذر بیان کردہ اند۔ و تاکہ ما دروازہ حق بر طالبان کشائیم۔

الطالبین۔ فمنھا انھم یقولون آتھم مامات فی المیعاد۔ بل مات بعدہ

پس از آن اعتراضہا یکے این است کہ عبداللّٰہ آتھم نصرانی در میعاد پیشگوئی نمردہ است بلکہ بعد از

وماثبت ایمانہ بالاشھاد۔ ولم یثبت انہ کان من الخائفین الراجعین

گزشتن میعاد مُردہ۔ و ایمان او از روئے گواہان بپایہ ثبوت نرسیدہ و نہ ثابت گشتہ کہ او بترسید و رجوع بحق

فاعلم ان نباء موتہ کان مشروطًا بعدم الرجوع الی الحق والصواب. و

آورد۔ پس بدانکہ خبر موت او مشروط بعدم رجوع الی الحق بود۔

ماكان كحكم قطعي كما فهم بعض الدواب. ثم كان من المشروط في حياته

مثل حکم قطعی نبود چنانکه بعض چارپایان فهمیده اند - باز درباره زنده ماندن او شرط الهام این هم بود

ان يثبت على الحق بعد القبول. وان لم يثبت فكان حكم الموت لذالك الجهول

که بعد از رجوع الی الحق بر حق قائم بماند - و در صورت عدم ثبات بر حق نیز بران جاهل حکم موت بود - پس گفته

فتمت كلمة ربّنا صدقًا وحقًا ولو انكرها بعض الجاهلين۔

پروردگار ما حقًا و صدقًا بکمال رسید - اگرچه بعض جاهلان در انکار باشند۔

وقد سمعتَ انه مات بعد الاخفاء وعدم الاظهار. واغضاب الربّ

و تو شنیدی که عبد الله آتھم بعد از اخفاء و عدم اظهار و بعد خشمناک کردن رب خود

بالاصرار على الانكار. وكذالك كان الهام ربّ العٰلمين. افلا ترون موت

باصرار بر انکار بمُرد - و همچنین الهام خدا تعالی بود - آیا شما موت این نادان

هٰذا الجاهل الكفّار. كيف فاجئه بعد الاصرار على الانكار. وقد كُتِبَ قبل موته

کافر را نمی بینید۔ که چگونه بعد از اصرار بر انکار بطور ناگهانی رسید - و پیش از موت او این همه

ذالك كله في الهام الله القهّار. وصُرّح انه سيوخذ ويموت بعد اخفاء الشهادة

در الهام الٰهی نوشته شد - و تصریح کرده شد که او بعد اخفائے شهادت و تکبّر و از حد

والغلوّ والاستكبار. ثم طُبع وأُرسل في البلاد والديار. وما مات آتھم الا بين

درگذشتن بسزائے موت ماخوذ خواهد شد - باز این اشتهار مطبوع شد و جابجا فرستاده شد - و از اشتهار اخیر

سبعة اشهرٍ من الاشتهار الاخير. وكان ذالك الاشتهار نباء موته وكالنذير۔

هنوز هفت ماه نگذشته بود که آتھم بمُرد - و این اشتهار برائے او پیغام رساننده موت و ترساننده بود

افلا يتدبّرون الهاماتي. ولا يفكرون في كلماتي. ويمرّون ضاحكين على آياتي۔

آیا این مردم در الهام من تدبّر نمی کنند و در کلمات من فکرے نمی نمایند - و تمسخر کنان بر نشانهائے من بگذرند

رضوا بهٰذا الدنیا و نسوا یوم الدین۔ فکیف اُداوی نعتم قلوبهم وا قفال رب العٰلمین۔

بدنیا راضی شدند وآخرت را فراموش کردند پس چگونه مهر دلہائے ایشاں و قفلہائے خدا تعالیٰ را علاج کنم۔

فالحاصل ان اٰتم خشی فی المیعاد نباء الرحمٰن۔ ورجع الی الحق

پس حاصل کلام این است که او در میعاد پیشگوئی از خبر خدا تعالیٰ بترسید و سوئے حق بخوف دل

بخوف الجنان۔ لانّه ظنّ ان رحلته قربت ودنت۔ وخیامه طُویت۔ و

رجوع کرد۔ چراکه او ظن کرد که وقت کوچ او نزدیک رسید۔ وخیمه ہائے او ته کرده شدند۔ و

اوتادها قلعت۔ فخشی علی نفسه کالماخوذین۔ فکان حقه ان یُمهل الی

میخہائے آں خیمه ہا کنده شد پس برجان خود ہمچو گرفتاران بترسید۔ لہٰذا ایں حق او بود که تا زمانه بیباکی او را

زمان الاجتراء۔ وتُترك الی ساعة المراء والاباء۔ فمهله الله الی وقت رجع

مہلت داده شود وتا ساعت جنگ و انکار گزاشته شود۔ پس خدا تعالیٰ او را تا وقتیکه مہلت داد

الی الکفر وطغٰی ثم اماته تعذیبًا فی الدنیا والاخرٰی۔ وکذالك مضت سنته فی

که سوئے کفر خود رجوع کرد وطاغی شد۔ باز برائے سزا دادن در پنجه موت گرفتار کرد۔ وہمچنیں سنت خدا تعالےٰ

الاولین۔ واما خوف اٰتم من الله القهار۔ فلا یخفٰی علیك عند التعمیق فی الاخبار۔

در پیشینیاں گزشته است۔ مگر ترسیدن او از خدا تعالیٰ۔ پس بداں که آں امریست که بعد از فکر کردن در اخبار بر تو

الا ترٰی انه بعد ما سمع منی نبأ العذاب کیف القٰی نفسه فی انواع الاضطراب۔

پوشیده نخواهد ماند۔ نمی بینی که او بعد از شنیدن خبر موت چگونه جان خود را در انواع بیقراری ہا انداخت۔

وانقطع من الاحزاب والاتراب۔ واختار کمجنونین شدائد الاغتراب۔ واناته

واز گروه خود و یارانِ خود جدائی ہا اختیار کرد۔ وہمچو دیوانگان مصیبت ہائے مسافرت برخود پسندید۔ و

الدهشة عن الاهل والاحباب حتّٰی طارت حواسه من الهیبة۔ واصابت

دہشتے که در دل نشسته بود ہماں دہشت او را از اہل و دوستاں دور انداخت۔ تا بحدیکه از ہیبت آں

عقلہ صابۃ من کمال الخشیۃ ۔ وطفق یجشاء من بلد الی بلد کالمجنون۔

پیشگوئی حواس او پریدند ۔ وعقل اورا از کمال خوف عارضہ دیوانگی لاحق شد ۔ وشروع کرد کہ از شہرے بشہرے

ویجوب کل طریق کالذی یطوّحہ طوائح المنون ۔ ورأہ اناس کثیر فی زمن السیاحۃ ۔

ہمچو دیوانہ میگشت ۔ وہر راہے را ہمچو شخصے می برید کہ او را حوادث روزگار دور می اندازند ۔ ومردم بسیار او را

وھو یبکی اولہ رنّۃ النیاحۃ ۔ وشہدوا انہ کان بادی الغُمّۃ کثیر الکربۃ ۔ کالذی

در زمانہ سیاحت دیدند کہ او میگریست یا آواز گریستن میداشت وگواہی دادند کہ آثارِ غم بر وظاہر بودند و بسیار

یموت من الغُلّۃ ۔ او کالمجرمین الماخوذین ۔

بیقراری ست کرد ہمچو کسے کہ از تشنگی می میرد یا ہمچو مجرمانے کہ گرفتار می باشند ۔

فلا شک انہ خشی وتنزّل الی الخوف من طغیانہ ۔ ولا ریب ان زواجر

پس ہیچ شک نیست کہ او ترسید واز طغیان خود سوئے خوف فرود آمد ۔ وپیشگوئی ما در دل او

نباءنا نجعت فی جنانہ ۔ وقرعت کمالتی صماخ اذانہ ۔ فخافَ بہا قہر حضرۃ الکبریاء

اثر کرد ۔ وصماخ گوش اورا کلمات من بکوفت ۔ پس بباعث آں کلمات از قہر باری تعالیٰ

وانتہج علی قدرٍ مہجّۃ الاہتداء علی طریق الاخفاء ۔ ثمّ قسی قلبہ بعد الامن

بترسید ۔ وقدرے بطریق پوشیدہ راہ راست اختیار کرد ۔ باز چوں از موت بے غم شد دل او

من الفناء ۔ وانّ اللہ لا یعذب خائفین فی ہٰذہ الدنیا حتّٰی یغیّروا سیر الخائفین ۔ وانہ اقرّ

سخت گشت ۔ وخدا تعالیٰ ترسندگان را دریں دنیا سزا نمی دہد تا وقتیکہ سیرت ترسیدن را تبدیل نکنند ۔ واو نزد دوستان

بخوفہ عند احبابہ ۔ واخبرہم عمّا جریٰ علیہ فی ایّام اضطرابہ ۔ وکل امر اخفاہ

خود را اقرار خوف خود کرد ۔ واوشان را از اں ہمہ ماجرا خبر داد کہ در روزہائے بیقراری برو گزشتہ بود ۔ و

من جمعہ ۔ ابدءہ سیل دمعہ ۔ وکلما ستر من المَین ۔ ابدءتہ دموع العین

ہر امرے کہ او از جماعت خود پنہاں داشت سیلاب اشک او اورا ظاہر کرد ۔

وَمَن دلف اليه كالمفتشين ـ وجدهٗ كالمجانين ـ وخابطًا كالمصابين ـ ورٰى

وہرکہ مثل تفتیش کنندگان پیش او رفت او را مثل دیوانگان یافت ـ ودست وپا زننده مثل مجنونان مشاہدہ کرد

انه يُمضي الايّامَ كيوم حامي الوديقة ـ ويصيح كضال من الطريقة ـ ويزجّي

واورا دید کہ او روزہائے خود مثل روزیکہ بسیار گرم باشد می گذارد ـ وہمچو کسیکہ از راہ دور می افتد ـ وفریاد ہا

الاوقات بهموم وافكار ـ كانّ التلف استشفه باٰثار ـ ومَن انتهى من احبابه

می کند ووقتہائے خود را در فکر وغم میگذارد ـ گویا ہلاکت او را بہ نشانہا نوشیدہ است ـ وہرکہ بصحن خانہ او رسید

الى فنائه ـ وتصدّى الاستنشاء انباءه وجداه كمختل الحواس ـ بادى الايجاس ـ

وبرائے دریافت خبرہائے او قدم خود پیش انداخت او را مثل بدحواس وصریح خوف زدہ دید ـ واورا در شادمانی

وماراٰه في فرح ـ بل في غم وترح ـ ثم اذا انسلخت اشهر الميعاد وظن انه نجا ـ اخفى سرّ خوفه

ندید بلکہ در غم واندوہ یافت ـ باز چون ماہ ہائے میعاد درگذشتند وگمان کردند کہ نجات یافتہ است ـ راز ترسیدن خود

وما ابدٰى ـ ولكنه ما استطاع ان يخفي قرائن ايجاسه ـ فنحت تاويلات بتعليم خناسه

پوشیدہ کرد وظاہر نکرد ـ مگر این نتوانست کہ قرائن ترسیدن را پوشیدہ کند ـ پس بہ تعلیم شیطان خود تاویل ہا تراشید

وقال لاشك انّي انفدت ايام الميعاد ـ بالخوف والارتعاد ـ ولكني ما خفت نباء

وگفت درین شک نیست کہ من در ایام پیشگوئی می ترسیدم ـ لیکن من از پیشگوئی نترسیدہ ام ـ بلکہ ازان

الالهام ـ بل خفت اعداءً صالوا عليّ كالضرغام ـ فانهم اغروا عليّ في مقامي الاول

دشمنان ترسیدم کہ بر من چون شیر حملہ کردند ـ چراکہ اوشان در مقام اول من بر من مارے تعلیم یافتہ

حيّة مُعلّمةً من انواع الحيل ورايتها كالصائلين ـ ففررت على خوف منها الى البلدة

برانگیختند وآن مار را چون حملہ کنندگان دیدم ـ پس ازان خوف بسوئے شہرے دیگر گریختم ـ

الثانية ـ لعلي اعصم من هٰذه الزبانية ـ ولكن ما تُرِكتُ فيه كالمؤمنين ـ بل صال عليّ

تاکہ من ازان سرہنگان عذاب نجات یابم ـ لیکن در آن شہر نیز ہم ہمچو امن یابان گذاشتہ نشدم بلکہ در آنجا

بعض رجال مُسلّحین ثم فررت الی الختن الثانی۔ فصال العدا کما صالوا

بعض مردان مُسلح بر من حملہ کردند ۔ باز بسوئے داماد دیگر بگریختم ۔ پس دشمنان ودر آنجا نیز ہم چناں

قبل اتیانی۔ وانہم کانوا ملائکۃ سفاکین۔ فرئیتہم فی کل مقام تبوءتہ۔ وفی

حملہ کردند کہ پیش زاں کردہ بودند۔ وایشان را بہر مقامے کہ اقامت کردم وبہر زمینے

کل بلد وطئتہ۔ ورئیتہم مخوّفین۔ وکانوا یتبوّون الرماح نحوی کالقاتلین

کہ زیر پا سپردم دیدم کہ مے ترسانند۔ وہمچو قاتلان بمقابل من نیزہ ہا راست کردند۔

فلاجل ذالک فررت من بلدۃ الی بلدۃ۔ لمّا خوّفونی بقناۃ وصعدۃ۔ ورُمح و

پس ازہمیں سبب از شہرے بشہرے بگریختم۔ چراکہ مرا نیزہا وشمشیر وآواز مار ترسانیدند۔

مشرفیّۃ وفحیح تنّین۔ وارادوا ان یسمّونی فاجئین۔ ولمّا جشأ جنانی

وارادہ زہر خورانیدن من کردند۔ وچوں دل من ہمچو مخنوقے

کالمخنوق۔ وھاجت الھموم کالسھوق۔ رُئیت ان اُلقی باٰخر المقام جرانی

تنگ شد۔ وماننِد باد سخت غمہا برخاستند مناسب دیدم کہ گردن خود را درمقام آخر خود

واتخذ اھل ختنی جیرانی۔ والقی عصا التسیار کالقاطنین۔

بیفگنم۔ ومردمان داماد خود را ہمسایہ خود گردانم۔ ودر آنجا چوب سیر افگندہ اقامت اختیار کنم۔

ھٰذہ ظنون اظہرھا بعد انقضاء المیعاد۔ وما تفوّہ بلفظۃ

این گمان ہا است کہ بعد از انقضائے میعاد آنہا را ظاہر کرد۔ وقبل گزشتن میعاد ہیچ لفظے

من مثلھا فی المیعاد عند الاشھاد۔ وما اشاع ظنونہ فی الجرائد۔ وما اطلع علیہ

از مثل آں بر زبان نیاورد۔ ونہ درا خبار شائع کنانید۔ ونہ کسے را از عوام و

احدًا من العوام والعمائد۔ بل ما رافع الی الحکام۔ وما اخبر حاکمًا عن ھٰذہ

خواص اطلاع داد۔ ونہ نزد حکام فریاد خود برد۔ وہیچ حاکمے را ازیں دردہا آگہی نداد۔

الالام دامضی الوقت کالصائمین ثم اقر معها برؤیة ملائکة العذاب۔ والخوف والاضطراب۔

وچون خاموشان وقت را گزرانید۔ باز با این ہمہ اقرار کرد کہ او فرشتگان عذاب را دیدہ است وسختی خوف کشیدہ

واقرانہ انفد الایام خائفاً وخشی موتاً زعافاً وظن انہ من الدارسین۔ فانظروا

واقرار کرد کہ او روزہائے خود را درنہایت خوف گزرانید واز موت ناگہانی ترسید وگمان کرد کہ او از ناپدید شوندگان است

الی حیة یذکرھا۔ اتقبلھا فراسة او تنکرھا۔ فافھموا السر ان کنتم متدبرین۔

پس بسوئے مارے کہ ذکر میکند۔ نگہ بکنید۔ آیا فراستے این را قبول میکند یا انکار میکند۔ پس اگر تدبر دارید راز را بفہمید۔

ثم تعلمون انہ ھرب من مکان الی مکان۔ ومن جیران الی جیران۔

وتو میدانی کہ او از مکانے سوئے مکانے بگریخت۔ واز ہمسایگان سوئے ہمسایگان رفت

ولفظتہ بلدة الی بلدان۔ ولکن معذالک ما اظہر فی المیعاد عذرا نحت بعدہ

وزمینے اورا سوئے زمینے انداخت۔ مگر او در میعاد نزد ہیچکس از حاکمان ومددگاران ومردان و

کشیطان وما بکی عند حکام ولا اعوان ولا رجال ولا نسوان ولا بنین۔

زنان وپسران آن امر را ظاہر نکرد کہ بعد از گزشتن میعاد تراشید۔

ایقبل عقل فی مثل ھذا الخصومات۔ وزوبعة التعصبات والنقمات۔

آیا ہیچ عقلے در مثل این خصومتہا وباد گرد تعصب ہا وکینہ ہا قبول مے کند۔

ان یصبر الرجل الذی ھو عدو دیننا وحاسد عرضنا

کہ آن شخصے کہ دشمن دین ما وحاسد آبروئے ما باشد۔ او بر وقت چنین

عند ھذہ السطوات۔ ولا یاخذنا ولا یرفع الی القضاة۔ بل کان علیہ

حملہ ہا صبر کند۔ وما را گرفتار نکند ونزد حکام نرساند۔ بلکہ بر او واجب بود

ان یفشی جریمتنا۔ ویثبت صریمتنا۔ واذاقنا جزاء السیئات

کہ جرم ما را شائع کردے۔ وقصد ما را بپایہ ثبوت رسانیدے۔ وجزائے بدی ما را چشانیدے

اما رأیت ان اٰتھم وقومہ کیف فرحوا بعد المیعاد باطلاً۔ ورقص علی احد

آیا ندیدی کہ آتھم وقوم او بعد از گذشتن میعاد براہ باطل چہ شادی ہا کردند۔ وہر یکے ازیشان بطور فریب

خاتلاً۔ ورمٰی من قوس الخبث عاتلاً۔ فکیف اعرضوا عن مثل ذالک الفتح

دامن رقص ہا کرد۔ وکمانِ خباثت را بزور تمام کشیدہ تیر انداخت۔ پس چگونہ از چنیں فتحے ظاہر اعراض کردند

المبین۔ اھٰذا امر یقبلہ عقل الثقات۔ اَو یطمئن بہ قلب العاقلین۔

آیا این امریست کہ عقل مردمانِ ثقہ آن را قبول کند۔ یا دل عقلمنداں بداں اطمینان یابد

والعاقلات۔ اھٰذا ھُو المرجو من ھٰؤلاء الدجّالین اعداء الدین واعداء

آیا ازین دجّالان کہ دشمنان دین و دشمنان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہستند ہمیں

خیر الکائنات۔ ففکروا ان کنتم مومنین۔

امید باید داشت۔ پس اگر ایمان دارید فکر کنید۔

الا ترون ان رسائلھم وجرائدھم مملوۃ مِن اھانۃ

آیا نمی بینید کہ رسائل واخبار این قوم از اہانتِ دین اسلام و پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

دین الاسلام وخیر الانام۔ فکیف غضّوا ابصارھم فی مثل ھٰذا

پُر ہستند۔ پس چگونہ در مثل این مقام چشم پوشی اختیار کردند۔

المقام۔ وواللہ انھم عدوٌّ لی وعدوٌّ لسیدی المصطفٰی۔ وحراص علیّ لو

وبخدا ایشان دشمن من ودشمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہستند۔ وبر من حریص ہستند اگر

یقدرون علٰی نوعٍ مِن الاذٰی۔ ولو کسرنا بیضۃً مِن بیضھم لحثّوا الحکام علینا

برائے ایذائے من موقعہ یابند۔ واگر ما یک بیضہ از بیضہ ہائے ایشان بشکنیم۔ ہر آئینہ باغوائے خود

بتحریضھم۔ فکیف صبروا علٰی ما رأوا مِنّا سطوات للاھلاک

حکام را بر ما برانگیزانند۔ پس چگونہ بعد از دیدن حملہ ہائے ما کہ برائے قتل آتھم بودند صبر کردند۔

وحركات كالسفّاك۔ ادرؤا بالحسنة۔ وما ارادوا جزاء السيئة بالسيئة۔

آیا جواب بدی به نیکی دادند۔ ونخواستند که بدی را بدی پاداشن دہند۔

رؤا صوله اولٰی منا فعفوا وصبروا۔ ثم رؤا صولة ثانية فعفوا وصبروا۔ ثم رؤا

ازما حمله اوّل دیدند۔ پس درگزاشتند وصبر کردند۔ باز حمله دوم دیدند پس درگزاشتند وصبر کردند۔ باز

ثالثة فعفوا وصبروا۔ وكذالك عملوا الٰى سطوات ثلث۔ فاقسموا

حمله سوم دیدند پس درگزاشتند وصبر کردند۔ وہمچنیں تا سه حمله صابر ماندند۔ پس قسم خورید

اهٰذه اخلاق تلك الشياطين۔

آیا ہمیں اخلاق ایں شیاطین است۔

اتفتی فراستكم ان هٰؤلاء الاشرار الكفار۔ والاعداء

آیا فراست شما فتوی می دہد که ایں شریران وکافران ودشمنان بدکار که در عداوت

الفجار۔ الذين سبقوا كل قوم فی عداوة الملة الاسلامية۔ الشريعة

ملتِ اسلامیه از ہر قوم سبقت برده اند۔

الربانية۔ وجدونا مجرمين سفاكين۔ ثم الونا خبالا عافين۔ بل هو

مارا مجرم اقدام خونریزی یافتند۔ باز در تباه کردن ما کوتاہی کردند ودرگزاشتند۔ بلکه

مكر وحيلة لاخفاء الخوف الذی ظهر من اٰتهم بانواع الارتعاد۔ فی ايام الميعاد

ایں ہمه مکر وحیله برائے پوشیدن آں خوف است که در ایام میعاد از آتھم ظاہر شد۔

ولذالك ما تالّٰی وما رفع الامر الٰی حكام هٰذه البلاد۔ وولّٰی ومكر وقال

واز ہمیں سبب او قسم نخورد ونه نزد حاکمے استغاثه برد۔ رو درگردانید ومکر کرد وگفت

نحن قوم نجتنب الالايا۔ وقد حلف من قبل فی القضايا۔ والحلف واجب

که ما قومے ہستیم که قسم نمی خورند۔ وحالانکه پیش ازیں در بسیارے از مقدمات عدالت ہا قسم بخورد وبرائے دفع نزاع

عندهم لرفع الخصومة - ومن ابیٰ فهو عندهم من الفجرة - وقد حلف یسوعهم

قسم در مذہب عیسائیان واجب است و ہر کہ انکار کند از بدکاران است - و یسوع ایشان و حواریان و

والآخرون من الحواریّین وائمة النصرانیة - وقال کلارک ان القسم

دیگر اکابر نصرانیان قسم خوردند - و ڈاکٹر کلارک گفتہ کہ قسم نزد ما ہمچو

عندنا کالخنزیر عند المسلمین - وقد اکل خنزیر الحلف

خنزیر است نزد مسلمانان - حالانکہ این خنزیر قسم را ہر فردے از پادریان خوردہ است

کل احد من القسیسین - وبولص الذی کان رئیس المفترین -

و خود پولس کہ رئیس مفتریان بود خوردہ -

فانظروا الی آتم وکذبه الصریح - وعمله القبیح - کیف اعرض عن

پس آتھم و کذب صریح و عمل قبیح او را بہ بینید - چگونہ از قسم خوردن

الاقسام - خوفاً من قهر الله العلام - وکنتُ اُعطیه مالاً کثیراً علٰی ایلاءه

اعراض کرد - ازین خوف کہ مبادا قہر الٰہی بر وی نازل گردد - و من او را بر قسم خوردن او مالے کثیر می دادم

وقلتُ خذ منّی قبل حلفك لو کنت تشك فی قضائه - بل زدت

و گفتم کہ اگر ترا شکے است پس این مال قبل از قسم خوردن از من بگیر - بلکہ من

وعد الصلة مِن الفٍ الی آلافٍ - ولو استزاد لزدناه من غیر اخلافٍ

وعدۂ انعام را از یک ہزار تا چند ہزار زیادہ کردم - و اگر ازان ہم زیادہ خواستے البتہ بغیر تخلف وعدہ

فکان فرضه ان یجیئنی جاراً ذیل الطرب - ویحلف ویشیع صدقه

زیادہ می کردم - پس بر وی فرض بود کہ بشادی دامن کشان پیش من آمدے و قسم خوردے و راستی خود را

فی العجم والعرب - ولکنه فرّ کالمبهوت - وخرّ کالمکبوت - واَعْقبه

در عرب و عجم شائع کردے - مگر او ہمچو سراسیمہ بگریخت - و ہمچو کسیکہ دست زور آورے بروافتد

طائف الهول کالمجانین - فظهر من هذا ضحضاحه وهتك وجاحه و

فرو افتاد ہمچو دیوانگان بار بار او را جنون افتاد - پس ازیں حرکت پا یاب او معلوم شد و پردہ او دریدہ گشت

حصحص الحق وبدا اکذب الخائنین - ثم کان علیه عند الاعراض عن الحلف

وحق ظاہر شد و دروغ خیانت پیشگان پدید آمد - باز برو واجب بود کہ اگر قسم نخوردہ بود

ان یاتی بدلائل علی بهتانه - ویثبت باشهاد مضمون هذیانه - ولکنه ما

بارے بدلائل دعوی بہتان خود را بپایہ ثبوت رسانیدے - واز روئے گواہاں ہزیان خود را ثابت کردے - مگر او

جاء بدلیل علی تلك الخرافات - وما صرخ علی باب حاکم عند هذه

بریں خرافات ہیچ دلیلے نیاورد - ونہ بروقت ایں آفات بردر حاکمے فریاد کرد

الاٰفات - کما هو سیرة المظلومین - فایّ دلیل اکبر من هذا علی

چنانکہ آں طریق مظلومان است - پس بر مفتریات او ازیں بزرگتر کدام دلیل

مفتریاته - وعلی کذبه وخزعبیلاته عند الناظرین - وانه اقر غیر

خواہد بود و بر کذب و اباطیل او ازیں ظاہر تر کدام شہادتے نزد ناظرین ضروری است - و او

مرة انه خشی علی نفسه فی تلك الایام - ووجد ما یجد الموقن بقرب الحمام -

بارہا اقرار کرد کہ او بر جان خود ترسیدہ است - و آں غم دید کہ کسے بیند کہ بر نزدیکی موت خود

وبعد ما خرج من سجن الاحزان - ومارستان الذوبان -

یقین دارندہ باشد - و چوں از زندانِ غمہا و بیمارستان گداختن بیرون آمد -

اهرع الناس للقاه - وعجبوا بمحیاه - فمن حدّق الی اساریره - وفکّر فی

مردم برائے دیدن او شتافتند و بر زندگی او تعجب کردند - و ہر کہ بتامل نشانہائے چہرۂ او دید - و در آواز او

شخیره - علم انه بدّل الهیئة السابقة - واطفاء النار المضطرمة - وظهر

غور کرد - بدانست کہ او ہیئت سابقہ را مبدل کردہ است - و آتش افروختہ را منطفی گردانیدہ - و

كالمساكين۔ وبكى مرارًا فى كل نادٍ رحيب۔ بتدلل عجيب۔ فسمع من كان

ہمچو مسکیناں ظاہر شدہ۔ سوبارہا در مجلس ہائے فراخ بتذلل عجیب بگریست۔ پس ہر کہ درمیان

فى بهرة الحلقة وحواليها۔ وفهم انه خشى قنا الموت وعواليها۔ وامضى الايام

حلقہ جماعت یا گرد آن بود شنید وفہمید کہ او از نیزہ ہائے موت و سر آن نیزہ ہا ترسید۔ و ہمچو بیقراران

كالمضطرين۔ واما قومه فنسوا ما كان فى الهامى من قيد الاشتراط۔ الذى

روزہا گزرانید۔ مگر قوم او شرط الہام مرا فراموش کردند آن شرط کہ مدار

كان فيه كالمناط۔ وما فكروا فى خوفه الذى بلغ الى الافراط۔ وتعاموا من

مفہوم الہام بود۔ و در خوف آتھم ہیچ فکرے نکردند آن خوف کہ بافراط رسیدہ بود۔ و از غضب

الغيظ والاختلاط۔ واروا كل خبثهم كالشياطين۔ وابدوا نواجذ طيش

و خشمناک شدن کور گشتند۔ و ہر خباثت خود را ہمچو شیاطین نمودند۔ و دندان طیش و غضب

وغضب۔ وغيظ ولهب۔ وكانوا معتدين۔

ظاہر کردند۔ و خشم و افروختگی نمودند۔ و از حد تجاوز کنندگان بودند۔

وانخنت على السفهاء۔ ورفقاءه الجهلاء۔ وقالوا انا من

و مردم سفیہ و رفیقان جاہل او بر من بہ سخت گوئی زبان کشادند۔ و گفتند کہ ما غالبیم۔

الغالبين۔ وفهمناهم فما اقلعوا عن الجهلات۔ وانصلتوا كل الانصلات۔ واضرموا

و ما ایشان را فہمانیدیم پس از جہالتہا باز نہ ایستادند۔ و بغایت درجہ از حد در گزشتند۔ و آتش جنگ

نار الوغا۔ والتهبوا كجمر الغضا۔ وما انقدعوا وما فكروا۔ بل اضطرموا وتنكروا۔

افروختند۔ و ہمچو اخگر درخت غضا افروختند۔ و باز نہ ایستادند و نہ فکر کردند بلکہ بیفروختند۔ و خصومت

وابرزوا عربدة واعتداءً۔ وافتروا اشياءً۔ وتمايلوا على سب واستهزاء۔

و جنگ و زیادتی را ظاہر کردند۔ و بہتانہا بستند۔ و بر دشنام دہی و عیب گیری و استہزاء مائل شدند

وشتم ومزاح - واعتدوا هذيانا وبهتانا - وطاروا الينا زرافات ووحدانا - كالمجانين

ودر هذیان وبهتان از حد گذشتند - وسوئے ما گروہے گروہے ویکے یکے پریدند -

واخفوا الحقيقة كالحوّل المحتال - او المخطي الدجّال - وكانوا يستهزئون

واصل حقیقت را ہمچو مکاران وحیلہ گران - و دجّالان حقیقت پوشان پوشیدہ داشتند و باستہزاء

سائرين في الاسواق - كما هي عادة الفسّاق - وكانوا يزينون الكذب والافتراء -

در بازارہا گشتند - وچوں فاسقان تمسخر را عادت کردند - وکذب وافتراء را مزین کردہ بمردم نمودند

وكل احد قال فينا اشياء - كما شاء - وقد استتلوا الصبيان والسفهاء

وہر یکے از ایشان ہر چہ خواست درحق ما گفت - ودر وقت استہزاء کودکان وسفیہان را در پس خود کردند

مستهزئين - وكانوا يخدعون الناس بنبأ ما فهموه - او فهموه ثم حرّفوه - و

ومردم را بخبرے فریب می دادند کہ خود نفہمیدند - یا فہمیدند مگر تحریف می کردند

عثوا في الامصار مفسدين - وسعى معهم علماء نا كسباع - بل كسباع - لابسي

وبطور فساد انگیزی در شہرہا گشتند - وعلماء ما با ایشان ہمچو تماماں بودند - نے نے بلکہ ہمچو درندگان پوست

جلد النمر دهاجمي هجوم السيل المنهمر - واتبعوا النصارى د زخارف زورهم -

پلنگ پوشیدہ رفیق شدند - وہمچو سیلے کہ بزودی وتیزی می آید ناگاہ بر ما افتادند - وعیسائیان ودروغہائے آراستہ

ونبذوا لباس التقوى وراء ظهورهم - مجترئين - وارادوا ان يجوحنا بحصائد الالسن -

اوشان را پیرو شدند - ولباس تقوی را پس پشت خود انداختند - وخواستند کہ با داسہائے زبانہا استیصال ما کنند

وغوائل الافتنان - وايدوا النصارى كالشاهدين - وكان كل كحسين

واز غوائل فتنہ اندازی ما را تباہ گردانند - وہمچو گواہان تائید عیسائیاں کردند - وہر یکے از ایشان مثل محمد حسین

بطالويّ او شيخ نجديّ بعيدا من الديانة والدين -

بٹالوی یا شیطان نجدی از دیانت ودین دور بود -

والعجب ان آتھم کان مُرمّا لا یترمرم۔ وصامتًا لا یتکلم۔ بل کتب الیّ

وتعجب اینکہ عبداللہ آتھم بالکل ساکت وخاموش بود کہ یک لفظے ہم بر زبان نمی آورد واہیچ کلامے نمی کرد

انّی بریّ منهم ومن فعلهم واعلم انّهم من الجاهلین المعتدین۔ ثم بعد ملیّ

بلکہ سوئے من نوشت کہ من ازیں مردم وکار ایں مردم بیزارم۔ ومیدانم کہ ایشاں از نادانان وتجاوز کنندگان ہستند

قسیٰ قلبه وصار من الغاوین۔ ومع ذالك ما اشرك نفسه فی سبّهم و

باز بعد از مدتے قلیل دل او سخت شد واز گمراہان شد وباوجود ایں امر خویشتن را در دشنام و

بهتانهم۔ وسفاهتهم وهذیانهم۔ وتنحّی عنهم وقعد کالمعتزلین المختفین۔

بہتان وہذیان اوشاں شریک نکرد۔ بلکہ از وشاں یکسو ماندہ۔ وہمچو گوشہ نشینان پوشیدہ نشستہ۔

ولو کان یحسبنی کذابًا۔ ویحسب نفسه مظلومًا مصابًا۔ لکان حقّه ان

واگر او مرا کذاب خیال کردے وخویشتن را از مظلومان شمردے۔ پس ہر آئینہ حق او بود کہ

یکون اوّل المکذّبین واوّل اللاعنین۔ بل کان الواجب علیه ان یشیع

از ہمہ تکذیب کنندگان اوّل تکذیب من کردے واز ہمہ لاعنان اوّل لاعن او بودے بلکہ برو واجب بود

کذبی بالاشتهارات۔ ثم لا یقنع بها ویرفع الی الحکام للمکافاة۔ لکنّه ما فعل ذالك

کہ باشتہارات کذب مرا شائع کردے۔ باز بدیں قدر کفایت نکردے بلکہ بذریعہ حکام مرا سزا دہانیدے۔ مگر

بل صمت کالمتخوّفین۔ وانت تعلم انه کان مطّلعًا علی کذبی۔ وکان ظهر علیه

او چنیں نکرد بلکہ ہمچو ترسندگان خاموش شد۔ وتو میدانی کہ اگر او بر کذب من اطلاع یافتہ بود۔ وخبث دل من

خبث قلبی۔ مع انه تاذّی کل الاذیٰ بسببی۔ فکان من مقتضی الفطرة

برو منکشف گشتہ بود۔ باوجود ایں امر کہ از سبب من تکالیف برداشتہ ومحنت کشیدہ بود۔ پس دریں

الانسانیّة۔ والضرورة الدینیة والعقلیة۔ ان تتحرّك غضبه کالطوفان۔

صورت مقتضائے فطرت انسانی وتقاضائے ضرورت عقلیہ دینیہ ایں بود کہ غضب او مثل طوفان جنبش کردے۔

ویشتغل لمجازات العدوان ۔ فما منعه انه صار کالمیّت المدفون ۔ واختفی

وبرائے پاداش ظلم مشتغل گشتے ۔ پس اورا ایں چہ پیش آمد کہ ہمچو میت دفن کردہ گردید ۔ وچوں شرمندہ

کالمتندم المحزون ۔ الیس هٰذا مقام یحار فیه الفهم ۔ وتهیج الظنون و

غمناک پوشیدہ گشت ۔ آیا ایں آں مقام نیست کہ دراں عقل انسان متحیر میشود ۔ وگمان ہا در دل

یفرط الوهم ۔ ثم دعوته للحلف لکشف الحق علی العوام ۔ ووعدته قنطارًا

می آیند ۔ ووہم زیادت میکند ۔ باز اورا برائے قسم بخواندم تاکہ حق برعوام ظاہر گردد ۔ وبر قسم خوردن وعدہ

علی الاقسام ۔ لا یسیرا من الحطام ۔ لیرجع بردنٍ ملاٰن ۔ وقلب جذلان ۔

مالے کثیر دادم ۔ نہ اندکے از مال ۔ تاکہ آستین خود از مال پُر کند و با دل شاداں باز گردد ۔

فولّٰی ۔ وما تالّٰی ۔ ثم لعنته لعنًا کبیرا ۔ فقلت لعنة الله علیك ان

پس رو بگردانید و قسم نخورد ۔ باز برو لعنت فرستادم ۔ وگفتم کہ خدا بر تو لعنت کند اگر از روئے سخت دلی

اعرضت مزیرا ۔ وما جئتنی وما ترکت تزویرا ۔ فما جاء وما حلف ۔ و

کنارہ کنی ۔ ونزدم نیائی و دروغ آرائی را نگذاری ۔ پس نیامد و قسم نخورد ۔ ومصیبت

تذکر رُزءًا سلف ۔ وظنّ انّه الاٰن من الماخوذین ۔

اول را یاد کرد ۔ وگمان کرد کہ اکنوں او از گرفتاران خواہد شد ۔

وکفاك ما ظهر منه عند سماع نباء الموت ۔ وتراءت له

وترا ایں امر کافی است کہ وقت شنیدن خبر موت چہ حرکت ہا از و صادر شد

اٰثار الفوت ۔ واخذه خافٌ حتّٰی ظهر التغیر فی الصوت ۔ وطفق یفرّ

ونشانہائے درگذشتن برائے او ظاہر شدند ۔ واو را خوفے شدید گرفت تا آنکہ در آواز او تغیرے پدید آمد

کصید مذعور یجوب البیداء ۔ ولا یری شجراء ولا مرداء ۔ وترك سُبل العاقلین ۔

وچنانکہ شکارے ترسندہ بیابان را قطع میکند و نہ زمینے درختناک می بیند و نہ بے درخت ہمچنیں بگریخت ۔ و راہ عاقلاں ترک کرد ۔

ثم اذاری ان الخوف لا یخفی وان لیس الناظرون کالاعمٰی فاشتهر ان الصائلین فی

بازچون دید که خوف پوشیده نتواند ماند۔ و بینندگان همچو کوران نیستند۔ پس شهره کرد که حمله کنندگان در

کل مکان قفوه۔ وما وجدوا اقصرًا الا علوه حتی بهت من نمط تعاقبهم۔

هر مکانے پس او رفتند۔ و هیچ کاخے نیافتند که بران نه برآمدند۔ تا آنکه از طریق تعاقب شان مبهوت شد۔

وما رای راجلهم ولا راکبهم۔ فما امهله هذا الخوف۔ بل احترق منه الجوف۔

و نه پیاده شان دید و نه سوار شان۔ پس این خوف اورا نگذاشت بلکه ازان بیم اندرون او بسوخت۔

ورآه الزائرون انه یمضی وقته بالبکاء والزفرات۔ ویجری من مقلته سیل

و ملاقات کنندگان او را دیدند۔ که وقت خود بگریه و آه ها می گذارد۔ و از چشم او سیلاب اشک ها میرود۔ و

العبرات۔ ولا کد مع المقلات۔ وکان یستیقن انه المغلوب۔ وسیعلق به

می گرید۔ و نه همچو گریستن زنے که پسران او مرده باشند۔ و گویا او یقین می کند که او مغلوب است۔ و عنقریب مرگ

الشعوب۔ فکمثل القنص عند بس جوارح بالمشیة۔ یختفی فی سرحة کثیفة

بدو خواهد آویخت پس مثل آن صیدے که بوقت دریافتن جانوران شکاری که برو حمله می کنند در پوشیده می شود

الاغصان۔ وریقة الافنان۔ ویواری عیانه تحت کل عیصة۔ بارعاد

کر شاخهای آن انبوه باشند و نیز شاخهائے پر برگ باشند۔ و زیر هر درختے کلان وجود خود را می پوشاند۔ و از

فریصة۔ کذالک تاه کالمجانین۔

شدت خوف گوشت شانه خود را می لرزاند همچنین این شخص از جنون و خوف سرگردان می گشت۔

ثم نحت من بعد المیعاد علی طریق الافناد۔ ان جمعًا حلوا بساحته

باز بر طریق دروغ گفتن بعد از گذشتن میعاد این تراشید۔ که گروهے بساحت خانه او در آمدند

وعجروا علیه شاهری سیوفهم لابادته۔ لیغتالوه کالمفاجئین۔ فمن

و شمشیرها کشیده برائے هلاک او حمله کردند۔ تا بیک ناگاه او را قتل کنند۔ پس ازین

مثل هذه الافتراءات۔ ونحت البهتانات۔ ظهر عجزہ وبجرہ۔ وعرف نجمه وشجرہ۔
افتراہا و بہتان ہا حقیقت پوشیدہ او منکشف گشت ونبات او و درخت او شناختہ شد۔

وظهر انه هاب الاسلام۔ ولو اخفى المرام۔ الا تعلم انه كيف اقر بانه خاف
وظاہر شد کہ او ضرور از ہیبت اسلام بترسید۔ اگرچہ ایں مقصد را پنہاں داشت۔ آیا نمی دانی کہ اوچگونہ اقرار کرد

حيّة۔ ومن المعلوم ان الحيّة ما كان مامورة منا ولا معلمة۔ وتلدغ الحيّة
کہ او از مار بترسید۔ وایں ظاہر است کہ مار از ما حکم یافتہ نبود و نہ تعلیم یافتہ۔ و مار بامر خدا تعالیٰ می گزد

بامر الله لا بامر الانسان۔ فثبت انه خشي قهر الديان۔ واوجس في نفسه
نہ بامر انسان۔ پس ثابت شد کہ او از قہر خدائے جزا دہندہ بترسید و در دل خود خوف

خيفة نباء الرحمٰن۔ وهذا هو شرط الرجوع الذي كان في الهام المنان۔
پیشگوئی پوشیدہ داشت۔ وایں ہماں شرط رجوع است کہ در الہام بود۔

فانتفع من الشرط بخوف الجنان۔ ثم ستر الامر كالماكرين۔
پس بباعث خوف از اں شرط منتفع شد۔ باز حقیقت حال را ہمچو مکر کنندگان پوشیدہ کرد۔

وانّ قصّة الحيّة تشهد بكمال الصفاء۔ ان الخوف كله كان
وقصہ مار بکمال صفائی گواہی می دہد کہ ہمہ خوف از تقدیر آسمان بود۔

من قدر السّماء۔ لا من هؤلاء وهؤلاء۔ وقد سمعت انّي دعوته للايلاء۔
نہ ازیں گروہ و ازاں گروہ۔ و تو شنیدی کہ من اورا برائے قسم خوردن خواندہ بودم

فكان هو الخوف الذي رجعه الى الاباء۔ وقلت انّي مجيزك كالغرماء۔
پس ہماں خوف او را از قسم خوردن باز داشت۔ و من بدو گفتم کہ ہمچو تاوان دہندگان ترا زر

ولو شئت اجمع غنّي قبله عند احد من الامناء۔ فخاف عكازتي۔ مع انه
کثیر انعام خواہم داد۔ واگر بخواہی پیش از قسم خوردن نزد امینے زر انعام جمع کنانم۔ پس از عصائے من بترسید۔

اطّلع علیٰ اجازتی۔ واذا ولّی وما تالّی۔ فقلت یا ھٰذا قد آلوا من قبل خواص
با وجود ایں امر کہ بر انعام من اطلاع یافت پس ہرگاہ کہ روگردانید و قسم نخورد۔ گفتم کہ اے فلاں بہ تحقیق قبل از تو

ائمتک۔ واکابر ملّتک۔ ءَ أنت افضل منھم او تحسبھم من الفاسقین۔
خواص پیشوایان تو قسم ہا خوردند۔ آیا تو از آنان بزرگتر ہستی یا تو آنانرا از فاسقان می شماری۔

فما ردّ قولی وما آلیٰ کالصادقین۔ فکذبہ شیٔ لا یختفی بالخفاء۔ ولا یستقیم
پس نہ قول مرا رد کرد و نہ ہمچو صادقاں قسم خورد۔ پس دروغ او چیزیست کہ از پوشیدن پوشیدہ نمی شود

بافتراء۔ بل ھو اجلی البدیھیات۔ واسنی المسلمات۔ ولکن المخالفین قوم
و بافترا صورت درستی نمی پذیرد۔ بلکہ اجلی بدیہیات و روشن ترین مسلمات است۔ مگر مخالفان قومے ہستند کہ

اعماھم اعصار التعصب والشحناء۔ کما یعشی الھجیر عین الحرباء۔ فلا شک
باد گرد تعصب و کینہ چشم شان کور کردہ است۔ چنانکہ دوپہر چشم حربا را کوری کند۔ پس ہیچ شک

ان الحق ابلج۔ والباطل لجلج۔ واسودت وجوہ المبطلین۔ ولا ریب ان
نیست کہ راستی درخشید و باطل رو بزوال نہاد۔ و روئے باطل پرستاں سیاہ شد۔ و ہیچ شک نیست

موت ھٰذا الکذاب۔ امات کل مکذب فی ھٰذا الباب۔ وَانی اریٰ
کہ موت ایں کذّاب ہر مکذّب ایں امر را بمیرانید۔ ومن مے بینم

انّ الالسنۃ قد زُمّت۔ والحُجّۃ قد تمّت۔ و
کہ بر زبان ہا لگام دادہ شد۔ و حجت باتمام رسید۔

ظھر الحق ولو کانوا کارھین۔
و حق ظاہر شد اگرچہ ازاں کراہت می داشتند۔

وقد ذکرنا قبل موت آتھم فی الاشتہارات السابقۃ۔ انہ
و ما قبل از موت آتھم در اشتہارات سابقہ ذکر کردیم کہ او بعد از انکار

يموت بعد الانكار من الرجوع والانابة۔ والاصرار على الكذب والفرية۔

رجوع واصرار بر دروغ خواہد مرد۔

فنوالى شكر الله المنّان۔ انه فعل كما كتب قبل هٰذا الزمان۔ واتم كما

پس ما شکرِ خدائے منّان متواتر می کنیم کہ او چنانکہ پیش زین نوشتہ شدہ بود ہمچناں کرد۔ و ز انسان بکمال

كنت الهج بشوق الجنان۔ ومات آتم بعد مرور نصفٍ من الاشهر المسيحية۔

رسانید کہ من بشوق دل آرزو می کردم۔ و آتھم بعد گزشتن نصف ماہ ہائے عیسائیان یعنی در ماہ جولائی ۱۸۹۶ء بمرد۔

وما نفعه فراره من البلدة الى البلدة۔ وان شئت فافهم زمان وفاته من هٰذه

و گریختن او از شہرے بشہرے او را فائدہ نہ داد۔ و اگر بخواہی تاریخ وفات او را ازیں فقرہ مندرجہ ذیل

۱۸۹۶ السنة العيسوية

الفقرة۔ هوى دجّال ببٌّ فى عذاب الهاوية المهلكة۔ وهٰذه

۱۸۹۶ سنہ عیسوی

معلوم کن۔ دجّال فریبندہ آتھم بداطوار در ہاویہ ہلاک کنندہ افتاد۔ وایں

آية من آيات حضرة العزة۔ فانه تركه حيا اذا ترك سبل الديانة۔ بل

نشانہائے خدا تعالیٰ است۔ چراکہ او آتھم را زندہ نگذاشت وقتیکہ دید کہ او راہ حق را گزشتہ است

اخفاه تحت التربة۔ اذا ما اخفى سرّ الحقيقة۔ فحصحص الحق وزهق الباطل

بلکہ او را زیر خاک پوشیدہ کرد۔ چوں دید کہ او راز حقیقت را پوشیدہ کردہ است پس حق ظاہر شد و باطل گریخت

وبطلت دقارير الكفرة۔ فانّٰى تسحرون يا اهل البخل والعصبية۔ الم يأن

و دروغہائے کفر باطل شد۔ پس اے بخیلان و متعصبان از حق کجا میروید وکدام جادوئے شما را مسحور کردہ

لكم ان تتوبوا يا متخلفى القافلة۔ فقوموا واهلوا بعض هٰذا التدلّل و

اے پس ماندگان قافلہ آیا ہنوز وقت شما نرسیدہ است کہ توبہ کنید۔ پس برخیزید و بعض نازہا و تکبرہا

النخوة۔ ولا تبارزوا الله مجترئين۔

بگذارید۔ و مقابلہ خدا تعالیٰ از دلیری مکنید۔

ایها الناس ان آثم مات - وبازی الحق علی الباطل خات - فارقوا

اے مردمان بہ تحقیق آثم بمرد - و باز حق بر باطل بجملہ تمامتر افتاد - پس بر نفس خو

علی ظلعکم واذکروا الاموات - وتوبوا مسترجعین - وان التقوٰی

نرمی کنید و مردگان را یاد کنید - و با انا لله گفتن توبہ کنید - و تقوٰی درین امر نیست

لیس فی لمة مشیطة - ولحی طویلة - وکعاب مکشوفة - وعمائم ملفوفة -

کہ مویٔ خود را بشانہ مصفا دارید - و ریشہا را دراز بگذارید - و کعبین برہنہ و دستارہا خوب پیچیدہ

وشوارب مقطوعه - ورسوم مجموعة - انما التقوٰی فی اختیار الصواب

و بروت بریدہ - و ہمہ رسوم ظاہری اسلام در نفس خود جمع کردہ شوند - بلکہ حقیقت تقوٰی ہمیں

بعد الخطاء - والرجوع الی الحق بعد الادراء - والالتیاء بذکر ایام الاباء

کہ بعد از خطا ثواب را اختیار کنید - و بعد از آگاہانیدن سوئے حق رجوع فرمائید - و ایام سرکشی را یاد کردہ

والتناهی عن القوم المفسدین - و ترك بخل النفس وکبرها لله رب

غمگین شوید - و از مفسدان دور نشینید -

العلمین - وان الاتقیاء یسرّدن بقبول الحق کسرّ دهم بلقاء الف لقی

و پرہیزگاران بقبول حق چنان خوش می شوند کہ بدیدن دوستے خوش میشوند کہ بعد از

بعد الفقدان - او حصول مرام تاتی بعد الحرمان - واذا ذکّروا فیتذکرون

گم شدن ملاقات کرد - یا مثل شخصے خوش میشوند کہ بعد از نومیدی مقصود خود را یافت - و چون یاد دہانیدہ

متواضعین - فاحسنوا النظر فی الاعمال - أتجدون تقواکم کمثل هٰذه

شوند بتواضع یاد می آرند - پس در اعمال خود نیکو نظر کنید - آیا شما پرہیزگاری خود را مانند این مثال ہا

الامثال مالکم لا تتناهون عن الفساد - ولا تهولکم تهاویل المعاد -

می یابید - چہ شد شما را کہ از فساد باز نمی آئید - و خوفہائے سخت قیامت شما را نمی ترساند

اصاب بُستانکم جائحۃ۔ فکیف الھتکم غفلۃ۔ یا معشر النائمین۔ ان فی موت

باغ شمارا آفتے رسید۔ پس چگونہ غفلت شمارا باز داشتہ است۔ بہ تحقیق در موت

آتھم لآیات لاولی الابصار۔ اما قرءتم من قبل اشتھاری فی ھٰذہ الاخبار۔

آتھم برائے بینندگان نشان ہاست۔ آیا شما پیش زین اشتہار من درباره این خبرہا نخوانده اید۔

فالاٰن لا ینکرھا الا حزب الشیاطین

پس اکنون منکر آن بجز گروه شیطانان ہیچکس نخواہد ماند

تذکر موت دجّال رُذال ۔۔۔ وُقودِ النارِ آتھم ذی الخبال

مُردن آن دجّال کمینہ را یاد کن ۔۔۔ کہ ہیزم آتش آتھم مفسد است

اتاہ الموت بعد کمالِ دجلٍ ۔۔۔ وانکارٍ ومکرٍ فی المقال

بعد کمال دجالیت ۔۔۔ و انکار و مکر در گفتگو موت برو وارد شد

اراہ اللہ ھاویۃً وذُلًّا ۔۔۔ وفی النیران القیٰ کالدمال

خدا تعالیٰ او را جہنم و ذلت بنمود ۔۔۔ و ہمچو سرگین خشک در آتش انداخت

کمثلی کان فی عمرٍ وسنٍّ ۔۔۔ سمینُ الجسم ابعدُ من ھُزال

او در عمر و سن مانند من بود ۔۔۔ فربہ جسم و از لاغری دور بود

وما اردا ہ الا حُبّ کفرٍ ۔۔۔ وآحباب واملاکٍ ومال

و ہیچ چیزے بجز حب کفر او را ہلاک نہ کرد ۔۔۔ و دیگر اسباب ہلاکت محبت دوستان کافر و محبت ملک و مال بود

فرِلی ارضًا بخوف بعد ارضٍ ۔۔۔ فما نفعتہ حِیَلُ الانتقال

و از شدت خوف زمینے را بعد زمینے برید ۔۔۔ پس حیلہ تبدیل جاہا ہیچ نفع او را نہ بخشید

ودُقّت ھامۃ الکذّاب حقًّا ۔۔۔ باطرافِ الزجاج او العوالی

و در حقیقت سر این کذاب ۔۔۔ با طراف پیکان و اطراف سر نیزہ ہا کوفتہ شد

وَقَدْ هَابَ الْمَنَايَا ثُمَّ أُنْسِی

و از موت بترسید باز

زَمَانَ الْمَوْتِ مِنْ زَهْوِ الضَّلَالِ

زمانہ موت را از تکبرِ ضلالت فراموش کرد

فَفَكِّرْ كَيْفَ أَدْرَكَهُ الْمَنِيَّةُ

پس فکر کن کہ چگونہ موت اورا دریافت

مُقَدَّرَةً لَهُ بَعْدَ الْخَبَالِ

آن مرگ کہ بعد از مفسد گشتن برائے او مقدر بود

تَوَفَّاهُ الْمُهَيْمِنُ عِنْدَ خُبْثٍ

خدا تعالیٰ اورا در وقت خباثت

وَإِصْرَارٍ عَلٰى سُبُلِ الْوَبَالِ

و اصرار بر راہ وبال بمیرانید

فَأَيْنَ الْيَوْمَ أَنْتُمْ يَا عَدُوِّیْ

پس اے دشمن من امروز آنقہم کجا ست

أَلَمْ يَرْحَلْ إِلٰى دَارِ النَّكَالِ

آیا بسوئے دار العقوبت کوچ نکردہ است

أَلَمْ يَثْبُتْ بِفَضْلِ اللّٰهِ صِدْقِیْ

آیا بفضل خدا تعالیٰ صدق من ظاہر نشد

أَلَمْ يَظْهَرْ جَزَاءُ الْإِفْتِعَالِ

آیا جزائے بہتان و دروغ گفتن بظہور نرسید

وَمَا نَجَّاهُ عِیْسٰى وَالصَّلِیْبُ

واورا نہ عیسیٰ علیہ السلام نجات داد نہ صلیب نجات داد

وَلَمْ يَعْصِمْهُ أَحَدٌ مِنْ عِيَالٍ

و کسے از عیال او اورا نہ رہانید

تَجَلَّتْ آيَةُ الرَّبِّ الْعَظِيْمِ

نشان آن قادر ظاہر شد کہ خدائے بزرگ است

فَأَيْنَ الطَّاعِنُوْنَ مِنَ الدَّلَالِ

پس کجا ہستند آنانکہ از ناز طعنہ می زدندے

وَأَيْنَ اللَّاعِنُوْنَ بِصَدِّ رَنَادٍ

وکجا کسانے ہستند کہ بحیثیت صدر نشینِ مجلس بمن لعنت کردندے

وَأَيْنَ الضَّاحِكُوْنَ مِنَ الْحَوَالِیْ

وکجا کسانے ہستند کہ از گرداگردِ مجلس خندہا می زدندے

وَأَيْنَ السَّاخِرُوْنَ مِنَ الْأَدَانِیْ

وکجا از کمینہ مردم تمسخر کنندگان ہستند

وَمِنْ أَهْلِ الْمَطَابِعِ كَالرِّئَالِ

وکجا مہتمان و ایڈیٹران مطابع ہستند کہ بہ بچگان شترمرغ میمانند

فُؤَادِیْ قَدْ تَأَذّٰى مِنْ أَذَاهُمْ

دل من از ایذائے شان آزارہا یافت

وَقَلْبِیْ دُقَّ مِنْ قِيْلٍ وَقَالٍ

و دل من از قیل و قال شان کوفتہ شد

أطالوا الألسن التذميم ظلمًا
ایشاں زبانہائے مذمت کردن برما از راہ ظلم کشادند

فأمررنا كإمرار الحبال
پس از شدت گرفت شاں چناں سخت تافتہ شدیم کہ رسنہا می تابند

وقالوا كاذب يؤذي أناسًا
و گفتند شخصے دروغگوست کہ مردم را ایذا میدہد

ويعلم من يراني سرّ حالي
و راز حال من کسے میداند کہ مرا می بیند

وملؤا كل قرطاس بذمّي
و ہر کاغذے را بہ بدگوئی ما پُر کردند

فأصبحنا كمجروح القتال
پس ہمچو مجروحاں جنگ صبح کردیم

وما خافوا عقاب الله ربّي
و مواخذہ خدا را ہیچ پروائے نداشتند

إذا ما جاوزوا سبل اعتدال
و از راہہائے اعتدال تجاوز کردند

فسلهم أين آتهم في النصارى
پس از ایشاں بپرس کہ آتھم کجاست

أروني في الجموع أو العيال
مرا شکل او بنمائید در گروہے باشد یا در عیال

أما مات الذي زعموه حيًّا
آیا آنکس مردہ است کہ اورا زندہ پنداشتند

أما دفن المكذّب في الدحال
آیا تکذیب کنندہ در مغاکہا دفن کردہ نشد

أما شاهت وجوه المنكرينا
آیا روئے منکران سیاہ نشدہ است

فقوموا واشهدوا لله لا لي
پس برخیزید و برائے خدا نہ برائے من گواہی دہید

ولم يقتله من امرئ ثبون
و اورا جماعت من نکشتہ است

ولكن جذه حبّ قلا لي
بلکہ آں دوست اورا کشت کہ برائے من اورا دشمن گرفت

بدت آيات ربّي مثل شمس
نشانہائے خدائے من مثل آفتاب ظاہر شدند

فما بقي الظلام ولا الليالي
پس نہ تاریکی ماند و نہ شب ہا

سهام الموت ما طاشت بمكر
و تیرہائے مرگ از مکر آتھم خطا نرفتند

وأنّ الله يخزي كل غالي
و خدا ہر غلو کنندہ را رسوا مے کند

تَوَفّٰى كَاذِبًا رَبٌّ غَيُوْرٌ	وَمَا اٰوَاهُ اَحَدٌ مِّنْ مَوَالِيْ
خدائے غیور دروغ گو را بمیرانید	وہیچکس از دوستان اورا در پناہ خود نیاورد
تَوَفّٰى وَالسُّيُوْفُ مُسَلَّلَاتٌ	عَلٰى اَمْثَالِهٖ مِنْ ذِي الْجَلَالِ
او بمرد وشمشیرہا	بر امثال او از خدا تعالیٰ کشیدہ ہستند
تَجَلّٰى صِدْقُنَا وَالصِّدْقُ يَجْلُوْ	فَاَشْرَقْنَا كَاِشْرَاقِ اللَّاٰلِيْ
صدق ما ظاہر شد وصدق چیزیست کہ بالضرور روشن میشود	پس ہمچو دُر ہائے تاباں درخشیدیم
فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْنَا يَا ابْنَ ضِغْنٍ	وَخَفْ سُوْءَ الْعَوَاقِبِ وَالْمَاٰلِ
پس اے انسان کینہ ور بر ما جلدی مکن	واز سوء انجام وسوء خاتمہ بترس
نَزَلْنَا مَنْزِلَ الْاَضْيَافِ مِنْكُمْ	فَنَرْجُوْ اَنْ تَقُوْلُوْا لِيْ نَزَالِ
ما ہمچو مہمانان نزد شما فرود آمدیم	پس امید داریم کہ بگوئید کہ نزد ما فرود آمد
وَلِيْ فِيْ حَضْرَةِ الْمَوْلٰى مَقَامٌ	وَشَاْنٌ قَدْ تَبَاعَدَ مِنْ خَيَالِ
ومرا در حضرت مولیٰ کریم مقامے است	وشانے است کہ از خیالہا برتر است
وَصَافَانِيْ وَوَافَانِيْ حَبِيْبِيْ	وَاَرْوَانِيْ بِكَاسَاتِ الْوِصَالِ
ودوست من بامن محبت صافی کرد ونزدم آمد	ومرا با جامہائے وصال سیراب کرد
اَرَانِي الْحُبُّ مَوْتِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ	وَاَنْاٰى تُرْبَتِيْ فَبَدَا زُلَالِيْ
محبت الٰہی مرا مرگ من بعد مرگ من بنمود	وخاک مرا از من دور کرد پس آب زلال پیدا شد
وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا بَعْدَ وَجْدٍ	وَاِقْبَالِيْ اَتٰى بَعْدَ الزَّوَالِ
ہرچہ یافتیم از غم واندوہ یافتیم	واقبال من بعد زوال من آمد
اِذَا اَنْكَرْتُ مِنْ نَفْسِيْ بِصِدْقٍ	فَوَافَانِيْ حَبِيْبِيْ رُوْحُ بَالِيْ
دروقتے کہ من از نفس خود انکار کردم	پس دوست من وآرام جان من نزدم آمد

أَطَعْتُ النُّورَ حَتّٰى صِرْتُ نُورًا ۔ وَلَا يَدْرِيْ خَصِيْمٌ سِرَّ حَالِيْ

من نور را اطاعت کردم بحدیکه خود نور شدم ۔ و ہیچ خصومت کنندہ را ز حال من نمی داند

طَلَعْتُ الْيَوْمَ مِنْ رَبٍّ رَحِيْمٍ ۔ وَجَلَّتْ شَمْسُ بَعْثِيْ فِي الْكَمَالِ

امروز از طرف ربّ رحیم خود طلوع کردم ۔ و آفتاب بعث من در کمال بزرگیہا حاصل کرد

فَلَا تَقْنَطْ مِنَ اللّٰهِ الرَّءُوْفِ ۔ وَقُمْ وَبِتَوْبَةٍ نَحْوِيْ تَعَالَ

پس از خدائے مہربان نومید مباش ۔ و برخیز و توبہ کن و نزد من بیا

قَرَيْنَا مِنْ كَمَالِ النُّصْحِ فَاقْبَلْ ۔ قِرَانًا بِالتَّهَلُّلِ كَالرِّجَالِ

بکمال اخلاص دعوت شما کردیم ۔ پس این دعوت را ہمچو مردان بخندہ پیشانی قبول کن

وَخَيْرُ الزَّادِ تَقْوَى الْقَلْبِ لِلّٰهِ ۔ فَخُذْ إِيَّاهُ قَبْلَ الْاِرْتِحَالِ

و نیکوترین زاد از خدا ترسیدن است ۔ پس بگیر آنرا قبل از کوچ کردن

وَفَكِّرْ فِيْ كَلَامِيْ ثُمَّ فَكِّرْ ۔ وَلَا تَسْلُكْ كَمَرْءٍ لَا يُبَالِيْ

و فکر کن در کلام من باز فکر کن ۔ و ہمچو لاپروائے مرد

ثُمَّ العلماء اوسعونی سَبًّا۔ واوجعونی عتبًا۔ فی ختن احمد وقالوا انه ما مات فی المیعاد کما وُعد فی الالہام واُکِّدَ۔ بل نجدہٗ ببخت اسعد۔ و عیش ارغد۔ وما نرٰی اثرًا فیه من ضعف المرّة۔ ولا عسرًا فی امتراء المیرة۔ وانّه حیّ سالم الٰی هٰذا الحین۔ **أَمَّا الْجَوَاب**۔ فاعلم انّ هٰذا الالهام

باز علماء مرا درباره داماد میرزا احمد بیگ ہوشیارپوری بسیار بدگوئی کردند۔ و بسرزنش ہا دل مرا ایذا دادند۔ وگفتند که داماد احمد بیگ در میعاد پیشگوئی نمرده است۔ و این برخلاف آن وعدہ تاکیدی است که در الہام بود۔ بلکه او را به بخت نیکتر و عیش فراخ تر می یابیم و ہیچ اثرے از ضعف طبیعت و تنگی تحصیل رزق نمی بینیم و او تا این وقت زندہ سلامت موجود است ۔ امّا الجواب ۔ پس بدان که این الہام

كان مشتملاً على الشعبتين۔ شعبة فى موت احمد وشعبة فى ختنه الذى

بر دو شاخ مشتمل بود شاخ اوّل آن درباره موت میرزا احمد بیگ ہوشیارپوری بود۔

جعله كقرة العين۔ فاتمّ الله شعبةً اولى فى الميعاد۔ ومات احمد كما

وشاخ دوم درباره مرگ داماد او که ہمچو قرة العین او را بود۔ پس شاخ اوّل را که موت احمد بیگ است

أُخبر فى الهام ربّ العباد۔ وتلظّى اقاربه مِن هَمّ موته۔ وقد لاحت

در میعاد پیشگوئی باتمام رسانید وصدق آن ظاہر کرد۔ واحمد بیگ مطابق الہام خداتعالیٰ وفات یافت۔

لك تفاصيل فوته۔ فلا بدّ لك ان تقرّ بصدق هٰذهٖ الشعبة باليقين۔

ودل اقارب او از موت او بسوخت۔ وتفصیل وفات یافتن او بر تو ظاہر است پس ترا این امر ضروری افتاد

واما الشعبة الثانية التى تتعلق بختنه وفوته۔ فلا يختلج فى

است که بصدق شاخ اوّل اقرار کنی۔ واما شاخ دوم که متعلق بداماد احمد بیگ و مردن او ست پس سینه ترا این نگیرد

صدرك تاخير موته۔ فانه امر لا تفهمه الّا بعد الاحاطة على الواقعات۔ فاذا فهمت

که چرا در موت او تاخیر شد۔ زیرآنکه این امرے است که این را بجز احاطه بر واقعات توانی فہمید۔ وچون فہمیدی

فيظهر عليك خطاءك كالبديهيات۔ وتقرّ بانّ الشيطان انساك طريق الحق

پس بر تو خطائے تو ظاہر خواہد شد۔ واقرار خواہی کرد که شیطان ترا راه حق وحقیقت فراموش

والحقيقة۔ وبعّدك عن الصراط والطريقة۔ واراد ان تلحقك بالغاوين۔

کنانیده است وازراه حق دور انداخته است۔ واراده کرده است که ترا بگمراہان آمیزد۔

فالأن نقص عليك القصة۔ لتطلع على الحقيقة وتجد منها الحصّة۔

پس اکنون این قصه بر تو میخوانیم۔ تا بر حقیقت مطلع شوی وازان حصه یابی۔

ولتكون من المستبصرين۔ فاعلم انّ زوجة احمد واقاربها كانوا من

وتا از جمله صاحبان بصیرت شوی۔ پس بدان که زن احمد بیگ ودیگر اقارب او از قبیله من بودند

عشیرتی وکانوا لایتخذون فی سبل الدین وتیرتی۔ بل کانوا یجترؤن علی السیئات

وعادت شان بود کہ اوشان در راہ ہائے دین طریقۂ من اختیار نمی کردند بلکہ بر بدی ہا و

وانواع البدعات۔ وکانوا فیہا مفرطین۔ فالہمت من الرحمٰن انہ معذبہم

گوناگوں بدعت ہا دلیری می کردند۔ واز حد در گذشتہ بودند۔ پس خدا تعالیٰ الہام یافتم کہ اگر اوشان

لولم یکونوا تائبین۔ وقال لی ربی انہم لم یتوبوا ولم یرجعوا ننزل علیہم

تائب نشدند او آنانرا در عذاب گرفتار خواہد کرد۔ ومرا پروردگار من گفت کہ اگر ایں مردم توبہ نکردند و نہ از

رجسًا من السماوات۔ ونجعل دارہم مملوۃ من الارامل والثیبات۔ و

بدروشنی ہا باز آمدند۔ پس ابر ایشان از آسمان عذاب نازل خواہیم کرد۔ وخانہ اوشان را از بیوگان پُر خواہیم کرد

نتوفیہم اباتر مخذولین۔ وان تابوا واصلحوا فنتوب علیہم بالرحمۃ۔ ونغیّر

واگر توبہ کردند واصلاح خود نمودند پس با رحمت سوئے شان رجوع

ما اردنا من العقوبۃ۔ فیظفرون بما یبتغون فرحین۔ فنصحت لہم

خواہیم نمود۔ وارادہ عقوبت را تبدیل خواہیم کرد۔ پس آنچہ میخواہند

اتمامًا للحجۃ۔ وقلتُ استغفروا ربکم ذی المغفرۃ۔ فما سمعوا کلماتی وزادوا فی

بخوشی خاطر خواہند دید۔ وایشاں را برائے اتمام حجت نصیحت کردم وگفتم کہ از خدائے بخشندہ مغفرت بخواہید۔ پس سخن من

معاداتی۔ فبدٰی لی ان اشیع الاشتہار فی ہٰذا الباب۔ لعلہم یتقون ویرجعون

نشنیدند در دشمنی افزودند پس در دلم آمد کہ دریں بارہ اشتہارے شائع کنم۔ شاید ایں مردم بترسند و

الیٰ طرق الصواب۔ ولعلہم یکونون من المستغفرین۔

بسوئے راہ صواب رجوع کنند۔ وشاید از خدا تعالیٰ آمرزش بخواہند۔

فاشعت الاشتہار۔ وانا فی ہشیار۔ فنبذوہ وراء ظہورہم

پس اشتہار را شائع کردم۔ ومن دراں وقت در شہر ہوشیارپور بودم۔ مگر اوشان آن اشتہار

غیر مبالین۔ وکان ذالک اوّل الاشتہارات فی ہٰذہ المقدمۃ۔ والبواقی

را بہ لاپروائی پس پشت خود انداختند۔ وآن اوّل اشتہار بود کہ دریں مقدمہ شائع کردم۔ وباقی ہمہ اشتہارات

التی اشعت بعدہا فہی لہا کالانباء المفصلۃ المصرحۃ۔ وکالتفصیل

کہ بعد ازاں شائع کردم تفصیل آن اجمال بود۔

للعبارات المجملۃ السابقۃ۔ وانت تعلم انّ وعید ذالک الاشتہار کان

وتو میدانی کہ وعدہ عذاب آن اشتہار مشروط بشرط توبہ بود۔

مشروطاً بشرط التوبۃ۔ لا کالعقوبۃ القطعیّۃ الواجبۃ النازلۃ۔ من

نہ مثل آن سزائے کہ قطعی باشد وبغیر توقفے ومہلتے فرود آید۔

غیر المہلۃ۔ وان شئت فاقرء اشتہاراً منّی طبع فی غرضٍ من السنوات

واگر بخواہی آن اشتہار من بخوان کہ در ۱۸۸۶ء یک ہزار وہشتصد وہشتاد وشش مسیحی

المسیحیۃ۔ لخفض کبر ہٰذہ الفئۃ الباغیۃ۔ فلما لم ینتہوا بہذا

برائے شکستن کبر آن گروہ باغی جاری کردہ بودم۔ پس ہرگاہ اوشان بدیں اشتہار از

الاشتہار۔ ولم یترکوا طریق التبار۔ فکشف اللّٰہ علیّ امورًا لتلک الفئۃ۔ وانا

بدی ہائے خود باز نیامدند وطریق ہلاکت را نگذاشتند۔ پس خدا تعالیٰ برائے این گروہ چند امور دیگر بر من ظاہر کرد

بین النوم والیقظۃ۔ وکان ہٰذا الکشف تفصیل ذالک الالہام فی المرّۃ الثانیۃ

ومن دران وقت در حالتے بودم کہ بین بین خواب وبیداری می باشد۔ واین کشف تفصیل آن الہام بمرتبہ دوم بود

وبیانہ انی کنت ارید ان ارقد۔ فاذا تمثلت لی ام زوجۃ احمد۔

وبیان آن این است کہ من ارادہ خفتن می داشتم کہ ناگاہ مادر زن احمد بیگ در حالت کشفی بر من

ورئیتہا فی شانٍ آحزننی وارجد۔ وہوانی وجدتہا فی فزع شدید عند

متمثل شد۔ واورا در حالتے دیدم کہ مرا غمگین کرد وبدن من بلرزانید۔ وآن این است کہ وقت ملاقات اورا در خوف

التلاقي۔ وعبراتها يتحدرن من المآقي۔ فقلت ايتها المرءة توبي توبي

شدید یافتم۔ و دیدم کہ اشکہائے او از چشمان او روان ہستند۔ پس گفتم کہ اے زن توبہ کن توبہ کن

فان البلاء على عقبك۔ اى على بنتك وبنت بنتك۔ ثم تنزلت من هذا

کہ بلا بر عقب تو نازل شدنی است یعنی بلا بر دختر تو و دختر دختر تو فرود آمدنی است۔ باز ازیں مقام کشفی

المقام۔ وفهمت من ربي انه تفصيل الالهام السابق من الله العلام۔

فرود آمدم۔ واز خدائے خود فہمانیدہ شدم کہ ایں تفصیل الہام سابق است۔

والقى فى قلبى فى معنى العقب من الديان۔ ان المراد ههنا بنتها وبنت بنتها لا احد

و درباره معنی عقب در دل من انداختند کہ مراد ازاں اینجا دختر آن زن کہ زوجہ احمد بیگ است و دختر آن دختر است

من الصبيان۔ ونفث فى روعى ان البلاء بلاءان۔ بلاء على بنتها وبلاء

نہ احدے از پسران۔ و در ضمیر من دمیدند کہ بلائے کہ در عبارت کشف مذکور است آن دو بلا ہستند بلائے بر

على بنت البنت من الرحمٰن۔ وانهما متشابهان من الله احكم الحاكمين *۔

دختر مذکور یعنی زوجہ احمد بیگ است و بلائے دیگر بر دختر دختر است۔ وآن ہر دو بلا باہم مشابہت میدارند۔

واذا رجعت لتفتيش لفظ العقب الى اللغات العربية فاذا فراستى صحيحة مطابقة

و چون برائے تفتیش لفظ عقب سوئے لغت عرب رجوع کردم۔ پس آن الہام خود مطابق بیان کتب

* الحاشية۔ قد سمع منى هذا الكشف بمقام هشيارپور قبل موت احمد

ایں کشف را بمقام ہوشیارپور پیش از مردن میرزا احمد بیگ بلکہ پیش از اشاعت

بل قبل اشاعة واقعات كلها رجل من ولد شيخ صالح غزنوى۔ وكما

ایں ہمہ واقعات شخصے از من شنیدہ بود کہ از پسران مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم است

تعلم كان هذا الرجل ابن تقى۔ ونسيت اليوم اسمه۔ واعرف وجهه۔

و چنانکہ میدانی ایں شخص پسر پرہیزگارے بود۔ و امروز نام او فراموش کردم۔ و روئے او می شناسم

لعل اسمه عبد الرحيم او عبد الواحد على اختلاف انتقال الخيال۔ واظن

شاید نام او عبدالرحیم یا عبدالواحد بود کہ ذہن بسوئے ایں ہر دو انتقال می کند۔ و گمان میدارم

انه لا ينكره عند السوال۔ والله يعلم ما فى البال۔ وهو اعلم ما فى صدر الظلمين۔

کہ او وقت پرسیدن انکار نخواہد کرد۔ آئندہ خدا تعالیٰ حال دل بہتر می داند۔

بالمعانی المرویّة ۔ فشکرت اللہ مویّد الملهمین ۔

لغت عرب یافتم ۔ پس خدائے ملہم را شکر کردم ۔

فالحاصل ان اللہ صرّح فی هٰذا الکشف ما اراد من نوع التخویف

پس حاصل کلام این است کہ خدا تعالےٰ درین کشف تصریح آن انذار و تخویف کرد کہ

والانذار ۔ واشار الی انّ الاٰفة علی زوج احمد وبنتها من اللہِ

در ارادہ او بود واشارت فرمود کہ آفت بر زن احمد بیگ و دختر احمد بیگ است ۔

القہّار ۔ ومع ذالک حثّ علی التوبة والاستغفار ۔ واومی به انّ العذاب

وباوجود این انذار سوئے توبہ واستغفار رغبت داد واشارت کرد کہ در صورت

یوخّر بالتضرع والرجوع الی الغفار ۔ ولا یحل الغضب الّا عند الاباء ۔

توبہ واستغفار در عذاب تاخیر خواہد شد ۔ وغضب الٰہی صرف در وقت بیباکی و نافرمانی نازل

والاجتراء والاعتداء ۔ ومن تاب واستغفر فله حظّ من رحمة حضرة

خواہد شد ۔ وہر کہ توبہ کند حصّہ از رحمت خواہد یافت ۔

الکبریاء ۔ ولا یاخذه عذاب مهین ۔ الا بعد العود الی سیر الفاسقین ۔

ودر عذاب مبتلا نخواہند شد ۔ مگر دران صورتے کہ باز سوئے سیرتہائے فاسقان عود کنند

ومعه اشهاد اٰخرون کانوا هنالک حاضرین ۔ واظنّ انّ احدا منهم

وبا او گواہانے دیگر نیز ہستند کہ در آنجا حاضر بودند ۔ وگمانم چنین است کہ یکے از ایشان

کان بابو الٰهی بخش اکونتنت الملتانی ۔ ومحمد یعقوب اخ الحافظ

بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ ملتانی است ودوم محمد یعقوب برادر حافظ محمد یوسف

محمد یوسف ومعه محمد یوسف وکثیر من المسلمین ۔ وعفا اللہ عنی

وخود محمد یوسف نیز ہست ودیگر کثیرے از مسلمانان نیز ہستند ۔ واگر من در ذکر

ان کنتُ اخطاءت فی ذکر احد منهم ۔ فانی لست احسبهم بالیقین

نام احدے خطا کردم پس خدا تعالےٰ مرا معاف دارد ۔ چرا کہ من بالیقین این نامہا نشمردم ۔

وقد مضی علی هٰذا احدے عشرة من سنین ۔ منه

وبرین واقعہ یازدہ سال گذشتہ اند ۔

فاشعت هذا الکشف بالاشتهار۔ کما اشعت الهامی قبله لهدایة الاحرار۔

پس این کشف را باشتهار شائع کردم۔ همچنان که الہام پیشین را برائے ہدایت آزاد منشان شائع کرده بودم

ثم اذا مضٰی علیه ملّی من الزمان۔ اُلهمت فیهم مرّة ثالثة من الله الدّیان۔ و

پس چون بر شائع کردن این اشتہار مدتے از زمانه گذشت درباره آن مردم بمرتبه سوم مرا الہام شد۔ و

تجلّی هٰذا الهام کالنور فی الظهور۔ ورفع الحجب کلها من السر المستور۔ وکان

این الہام در ظہور مانند نور تجلی کرد۔ و ہمه حجاب ہا که بر راز پوشیده بود از میان برداشت۔ و

هٰذا شرحًا مبسوطًا للالهامات السابقة۔ وتفصیلا للکلم المجملة

این الہام برائے الہامات سابقه بطور شرحے بود مبسوط۔ و برائے کشوف مجمله تفصیلے بود واضح

الکشفیة وبیانًا واضحًا للسامعین۔

وبیانه ان الله خاطبنی فی عشیرتی المعتدین۔ وقال

و بیان آن این است که خدا تعالیٰ مرا درباره قبیله من مخاطب کرد و گفت که این مردم

کذّبوا بآیاتی وکانوا بها مستهزئین۔ فسیکفیکهم الله۔ ویردها الیک لا تبدیل

مکذب آیات من هستند و بدانها استهزاء می کنند۔ پس من ایشان را نشانے خواهم نمود۔ و برائے تو این همه را کفایت خواهم

لکلمات الله۔ ان ربک فعّال لما یرید۔ فاشار فی لفظ فسیکفیکهم الله الی انه

شد۔ و آن زن را که زن احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو واپس خواهم آورد یعنی چونکه او از قبیله بباعث نکاح

یرد بنت احمد الی بعد اهلاک المانعین۔ وکان اصل المقصود الاهلاک

اجنبی بیرون شده باز بتقریب نکاح تو بسوئے قبیله رد کرده خواهد شد۔ در کلمات خدا و وعده ہائے او ہیچکس تبدیل نتواند کرد۔ و خدائے تو ہر چه

وتعلم انه هو الملاک۔ ولما تزویجها ایای بعد اهلاک الهالکین والهالکات۔

خواهد آن امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست که در معرض التوا بماند پس خدا تعالیٰ بلفظ فسیکفیکهم الله سوئے این امر اشاره کرد که او

فهو لاعظام الآية في عين المخلوقات۔ بادراج المشكلات المعضلات۔ او لحِكمٍ اخرىٰ من عالم

دختر احمد بیگ را بعد از میرانیدن مانعان بسوئے من واپس خواہد کرد۔ واصل مقصود میرانیدن بود۔ و تو میدانی کہ ہلاک این امر

المغيبات۔ او لرحمٍ على المصابين والمصابات۔ فانه يضع المرهم بعد الجرح۔

میرانیدن است وبس۔ واما تزویج آں زن بامن بعد ہلاک کردن ہلاک شوندگان پس آن شکل الوقوع مشکلات اند کہ برائے

ويعطي الفرح بعد الترح۔ ولا يريد ان يجيح عباده المستضعفين۔ ومَن ازيد

بزرگ کردن نشان در چشم مردم داخل نشان کردہ شدہ۔ یا برائے حکمتہائے دیگر کہ خدا میداند یا بطور رحم بر مصیبت زدگان چراکہ

منه جودًا او رُحمًا وهو اَرحم الراحمين۔

او بعد از زخم رسانیدن مرہم می نہد و بعد از غمگین کردن فرحت می بخشد و نمی خواہد کہ بکلی استیصال بندگان کمزور کند و از و

واني اجد اشارةً في الاشتهار الاوّل في هٰذا الباب۔ مِن الله

رحیم تر و کریم تر کیست۔ و من در اشتہار اول درباره رحم الٰہی کہ خدائے کہ رحم کنندہ و توبہ پذیرندہ است اشارتے

الراحم الوهّاب۔ فانه قفّى بذكر رحمته بعد ذكر عقوبات نازلة على هٰذه الفئة۔

مے یابم۔ چراکہ او بعد ترسانیدن این مردم و ذکر بیوگان ایشان و مصیبتہائے ایشان ذکر رحمت خو

وبعد ذكر ارامِلهم ومصائبهم المتفرقة۔ فخاطبني بنهجٍ كانّه يشير الى الرحم

آوردہ است پس مرا بطرزے مخاطب کرد کہ گویا او بسوئے این امر

عليهم في الايام الآتية۔ فقال يبارك الله ببركات مستكثرة۔ ويُعمِر بك بيت

اشارہ میفرماید کہ در آخر ایام بر این مردم رحم خواہد کرد۔ پس گفت کہ خدا تعالیٰ ترا ببرکتہائے بسیار برکت یافتہ خواہد کرد

مُخرّبٌ ويملاء بك من بركات دار مخوفة۔ فهٰذه اشارة الى زمان ياتي

و بتو یک خانہ ویران آباد کردہ خواہد شد و بتو یک خانہ ویران از برکتہا پُر کردہ خواہد شد کہ خانہ ترسانندہ و خوفناک است

عليهم بعد زمان الآفات۔ عند وُصلة مقدرة موعودة في الاشتهارات۔

یعنی از غایت وحشت و ویرانی کہ در وست از دیدن آن مردمان را خوف می آید۔ پس اشارت بسوئے آن زمانہ

وتتم يومئذ كلمة ربنا۔ وتسود وجوه عدانا۔ ويظهر امر الله ولو كانوا كارهين۔

است کہ بر ایشان بعد زمانہ آفات خواہد آمد نزد آن پیوند کہ مقدر و در اشتہارات وعدہ دادہ شدہ است۔ و آن روز

وان الله غالب علی امره وان الله یخزی قومًا فاسقین - فاهلك کما وعدنی

کلمہ پروردگار ما باتمام خواہد رسید و روے دشمنان سیاہ خواہد شد وامر خدا ظاہر خواہد شد اگرچہ اوشان کراہت کنندگان

فسیکفیکهم اربعة منهم بعد تزویجها - وعاث فیهم ذئب الآفات عقب

باشند و خدا بر امر خود غالب است - و خدا قوم فاسقان را رسوای کند پس خدا تعالی چنانکہ در آیت فسیکفیکهم الله وعدہ

تزلیجها - کما لا یخفی علی المطلعین - وانه اهلك اباها وعمّتیها

کردہ بود چار کس را از ایشان بمیرانید - و بر اوشان بعد این پیوند اجنبی گرگ آفات بتاخت چنانچہ بر واقفان پوشیدہ نیست

وجدّتها وکان کل احد من الغالین المعتدین - والآن ما بقی الّا واحد

چراکہ خدا تعالی پدر آن زن موعود فیہ را و ہر دو عمّہ اورا و مادر مادر اورا کہ بیخ فساد بودند بمیرانید واز آنان فقط

من الهالکین - فانظروا الی حِکم الله کیف اتی الارض من اطرافها وانتظروا

شخص واحد ماند کہ بر حکم ہلاکت است - پس بسوئے حکمتہائے خدا تعالی نظر کنید کہ چگونہ دریں پیشگوئی از اطراف

ساعة یوفی فیها شظافها انه لا یبطل قوله وانه لا یخزی قومًا ملهمین

شروع کرد - پس انتظار آن روز کنید کہ در آن سختی آن بکمال خواہد رسید چراکہ او قول خود را باطل نمی کند

واعلم ان حرف الفاء علی لفظ فسیکفیکهم الله من الرحمٰن -

و ملہمان خود را رسوائی گرداند - و بدانکہ حرف فاء کہ بر لفظ فسیکفیکهم واقع است -

بعد ذکر تکذیب اهل الطغیان - کان اشارةً الی انّ العذاب لا ینزل الّا

این سوئے این امر اشارہ بود کہ عذاب در صورت

عند التکذیب والعدوان - فلما کذبوا بعد التزویج وقاموا بالاستهزاء

تکذیب و غلو در تکذیب واقع خواہد شد - پس چون آن مردم بعد نکاح کردن دختر خود بر تکذیب کمر بستند

وآذونی بانواع الایذاء - فامات الله اباها احمد وبدّل ضحکهم بالبکاء

و گوناگون گفتارہا مرا ایذاء دادند - پس خدا تعالی پدر آن زن موعود فیہ را یعنی احمد بیگ را حسب وعدہ در میعاد

وغشیهم من الغم ما غشی قوم یونس عند ایناس آثار العذاب - والقاهم

پیشگوئی بمیرانید - و وقت مردن احمد بیگ آن غم و اندوہ قوم اورا رسید کہ قوم یونس را بعد دیدن نشانہائے عذاب

موت المائت وخوف نفس الختن فی انواع الاضطراب۔ ولمّا بلغ

رسیدہ بود۔ واوشاں را موت احمد بیگ وبعد زاں اندیشہ موت داماد خود در گوناگوں بیقراری انداخت وچوں

نساءھم نعی موت احمد۔ وکنّ من قبل کرجل اکفر واکند۔ عططن

زنان اقارب احمد بیگ را خبر موت احمد بیگ رسید۔ وقبل ازاں مثل شخصے بودند کہ سخت منکر وناشکر گزار باشد۔ گریبان خود را

جیوبھن واسلن غروبھن۔ وصککن خدودھن۔ وتذکّرن عنودھن۔ و

دریدند۔ واشکہائے خود ریختند۔ ورخسارہائے خود را مجروح کردند۔ وگمراہی خود را یاد کردند۔ واندوہ ہا

ھاجت البلابل۔ وانقضّ علیھن من المصائب الوابل۔ واھتزت الارض

در دلہا جوشیدند۔ وازمصیبت ہا باران عظیم برایشاں فرو افتاد۔ وزمین زیر قدمہائے ایشاں

تحت اقدامھن۔ ثم تمثل موت الختن فی اوھامھن۔ وطفقن یقلن و

بلرزید۔ بازموت داماد در وہم ہائے ایشاں متمثل شد۔ وشروع کردند کہ میگفتند بحالتیکہ

الدموع تجری من العیون۔ ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔

اشک از چشمہا روان بود۔ کہ ایں ہماں وعدہ است کہ خدا تعالیٰ کردہ بود وفرستادہ خدا راستگو برآمد۔

فالحاصل ان ھٰؤلاء اوجسوا فی انفسھم خیفة۔ وظنّوا انّ

پس حاصل کلام این است کہ ایں مردم در دل خود خوف را بطور پنہاں نشانیدند وگمان کردند کہ

ختنھم سیموت کما مات صھرٌ عقوبة۔ فانھما کانا غرضین مقصودین فی

داماد اوشاں نیز خواہد مرد چنانکہ خسر او بمرد۔ چراکہ آں ہر دو نشانہ الہام واحد بودند۔

الھام واحد۔ وکان موت احدھما للاٰخر کشاھد۔ ومن المقتضی الفطرة

وموت یکے از ایشان برائے موت دیگرے بطور گواہ بود۔ واین تقاضائے فطرت انسانی است

الانسانیة انھا تقیس بالاحوال الموجودة للاشیاء۔ علٰی احوال اشیاء اخرٰی

کہ آں بر احوال اشیاء موجودہ احوال آں اشیاء را قیاس می کند کہ بداں اشیا مشابہت می دارند۔

تضاھیھا بنحوٍ من الانحاء۔ فتفھم ان واقعات آتیة۔ لیست الا کمثل

پس می فہمد کہ واقعات آئندہ بالضرور مثل آں واقعات ظاہر خواہند شد

نظائرها المشهودة - وتستنبط الاحکام المنتظرة من الاحکام الواردة - و

کہ نظیر ہا در ظہور پیوستند چراکہ در آں ہر دو مشابہت درمیان است - و احکام منتظرہ را از احکام واردہ استنباط می کند

کذالک جرت عادة المتوسمین - فلما انکشف علی عشیرتی بموت احمد النظیر و

و عادت صاحبان فراست برہمیں رفتہ - پس ہرگاہ بر قبیلہ من از موت میرزا احمد بیگ نظیرے ظاہر شد - و

بدء المثل الکبیر - فخافوا خوفًا کثیرًا مع اکثار البکاء - ونسوا طریق

مثالے بزرگ پیدا گشت - پس بسیار ترسیدند و گریہ ہا کردند - و طریقہ تمسخر و خندیدن

التمسخر والاستهزاء - وزمت السنهم وصاروا کالمبهوتین - وتنصّلوا

را فراموش نمودند - و بر زبان شان لگام دادہ شدہ و مثل مبہوتان شدند - و از لغزش گناہ خود

من هفوتهم - وتندّموا علی نوهتهم - وخضعت اعناقهم کالمصابین -

بیزاری جستند - و از گفتہ خود پشیمان شدند - و گردن شان ہمچو مصیبت زدگان بخمید -

وقد علمت انّ هٰذا الالهام کان لانذار هٰذه العشیرة -

و تو دانستہ کہ ایں الہام برائے ترسانیدن ہمیں قبیلہ بود -

وکان الوعید وشرطه لتلك الفئة - وما کان لختنهم دخلٌ فی هٰذه

و ایں وعید و شرط ایں وعید برائے ہمیں گروہ بود - و دریں مقدمہ داماد او شاں را ہیچ دخلے نبود -

القصّة - ثم لیس من المعقول ان یظن ان قلب ختنهم بقی علی الجرءة

باز ایں امر ہم معقول نیست کہ دل داماد او شاں بعد مشاہدہ موت خسر خود بر دلیری سابقہ قائم

السابقة - مع معائنة موت صهره الذی کان شریکه فی نباء الهلاکة

ماندہ باشد حالانکہ آں ہر دو شریک یک پیشگوئی بودند -

بل شهد الشاهدون انه خاف خوفًا شدیدًا بعد هٰذه الواقعة - وکاد

بلکہ گواہان گواہی دادہ اند کہ او بعد از واقعہ موت خسر خود بغایت درجہ ترسید - و نزدیک بود

ان تزهق نفسه بعد سماع هٰذه المصیبة - وخشی علی نفسه و

کہ جان او بعد از شنیدن ایں حادثہ بر آید و بر جان خود بترسید

حسب النکاح آفۃ من الآفات السماویۃ - وان کنت فی شك فاسئل

ونکاح را آفتے از آفات آسمانی انگاشت واگر تو دریں شک داری پس از آناں

العارفین الناظرین -

بپرس کہ شناسندگان حقیقت و بینندگان حال اند -

فالحاصل انہم لما تخوّفوا بعد موت احمد - وخوّف ھلاکۃ

پس حاصل کلام این است کہ چوں اوشاں از موت میرزا احمد بیگ بترسیدند - و موت او

کل احدا رجدا - فکان حقّھم ان ینتفعوا بشرط الالہام -

ہریکے را ازیشان بترسانید - و بلرزانید - پس این حق اوشان بود کہ از شرط الہام منتفع شوند -

فان العذاب کان مشروطاً لاحکماً قطعیاً کما ھو وھم العوام - فاسئل

چراکہ عذاب مشروط بود نہ حکمی قطعی چنانکہ وہم عوام است - پس

اھل احمد ما جریٰ علیٰ زوجۃ الارملۃ بعد موتہ فی المیعاد - وکیف

خویشان احمد بیگ متوفی را بپرس کہ بعد از مردن او در میعاد بر زوجہ بیوہ او چہ ماجرا گذشت - و چگونہ

صُبّت علیھا مصائب وھجم الھموم علی الفواد - وما بقی لھا ثمال ولا نویّ

مصیبت ہا بر وے ریختند و غمہا بر دل ہجوم کردند - و ہیچ پناہ و رفیق و مہتم کار و متکفل

ولا متکفل الاولاد - وقعدت کالمساکین بعد کونھا کالفیاد - وکیف

اولاد او را نماند و ہمچو عاجزان و مسکینان بعد زانکہ بخوشی خراماں می رفت فرو نشست - و چگونہ

سمعت نعیہ بعین عبریٰ - وقلب علیٰ جمر الغضا - وکیف جریٰ علیھا

خبر موت او را بچشم گریاں و دل بریاں شنید - و چگونہ بر و گذشت آنچہ

ماجریٰ - ثم اکلھا خوف موت الختن بعد ھذا النآد - وانفدت

گذشت - باز او را خوف مردن داماد بعد ازیں سختی بخورد - و ایام میعاد مردن

ایام المیعاد بالارتعاد - وکذالك فزعت امھا واخواتھا وذبن فی فکر

داماد را بلرزہ بدن گذرانید - و ہمچنیں مادر او و ہمشیرگان او در فکر موت داماد بگداختند -

موت الختن۔ وشربن کاسات الحزن۔ وجعلن عمرن اوقاتھن بالصلٰوۃ
وجامہائے اندوہ نوشیدند۔ وشروع کردند کہ اوقات خودرا بنماز و دعا ہا و

والدعوات۔ والصیام والصدقات۔ وما رقاء لھن من الھمّ دمعۃٌ۔ و
روزہ ہا وصدقہ ہا معمور ساختند۔ واشک شان از غم باز نہ ایستاد۔ و

تمثل لھن لختنھن فی کل وقت منیّۃ۔ فاسئل اھل ھٰذہ القریۃ
برائے دامادشان ہردم موت نصب العین شان بود۔ پس مردمان این دہ را از حال شان بپرس

ان کنت من المرتابین۔
اگر ترا دربیان ما شکے است۔

فالحاصل انھم لمّا تابوا تاب اللہ علیھم بالرحمۃ
پس حاصل کلام این است کہ چون آن مردم سوئے خدا تعالیٰ رجوع کردند خدا تعالیٰ برحمت

والمغفرۃ۔ کما ھی سنۃ قدیمۃ من السنن الالٰھیّۃ۔ فانہ لا یلغی شرط
ومغفرت رجوع کرد۔ چنانکہ آن سنت قدیمہ خدا تعالےٰ است۔ چراکہ او شرط وعید خود را

وعیدہ ویترک طریق المعدلۃ۔ ولا یظلم کالمعتدین۔ وعلیك
باطل نمی کند وطریق عدالت را فرو نمی گذارد۔ وہمچو ظالمان از حد تجاوز نمی کند۔ و بر تو لازم است

ان تقرء اشتھاراتی السابقۃ۔ وتجمع فی نظرك المقامات المتفرقۃ۔
کہ تو آن اشتہارات من بخوانی کہ سابق شائع کردہ شدہ اند۔ ولازم است کہ ہمہ مقامات متفرقہ را در نظر خود جمع کنی

فاذا فعلت ذالك فتصل الیٰ نتیجۃ صحیحۃ۔ وتطّلع علی شروط صریحۃ۔
پس ہرگاہ کہ چنیں کنی پس بالضرور تا نتیجہ صحیحہ خواہی رسید۔ وبر شروط صحیحہ اطلاع خواہی یافت

وتنجو من طریق الخطأ والخاطئین۔ وقد علمت انی اشعت فی ھٰذا
واز طریق خطا وخطاکاران نجات خواہی یافت۔ وترا معلوم است کہ درین امر سہ متفرق اشتہارات

الامر اشتھارات ثلٰث فی الاوقات المتفرقۃ۔ وما کان الھام فی ھٰذہ
شائع کردہ ام ودرین مقدمہ ہیچ الہامے نبود کہ باآن

المقدمة - الا کان معه شرط کما قرءت علیك فی التذکرة السابقة -
شرطے نبود - چنانکه در تذکره سابقه نزد تو بیان نمودم -
الم تنبأوا بما اشعت فی السنوات الماضیة - فاین تذهبون کالثاغیة
آیا آنچه در اشتہارات سابقه شائع کردم ازاں شمارا اطلاعے نشد - پس ہمچو گوسپندان یا شتران
او الراغیة - ولا تفکرون کالعاقلین -
کجا می روید - و ہمچو عاقلان فکر نمی کنید -
ثم ما قلتُ لکم ان القضیة علیٰ هٰذا القدر تمت - والنتیجة الأخرة
باز شما این نگفته ام کہ ایں مقدمه بر ہمیں قدر با تمام رسید - و نتیجه آخری ہماں است
هی التی ظهرت - وحقیقة النبأ علیها ختمت - بل الامرُ
که بظهور آمد - و حقیقت پیشگوئی بر ہماں ختم شد - بلکه اصل امر
قائم علیٰ حَاله - ولا یردّه احد باحتیاله - والقدر قدر مُبرم
بر حال خود قائم است - و ہیچکس با حیله خود اورا ردّ نتواند کرد - و ایں تقدیر از خدائے بزرگ
من عند الربّ العظیم - و سیأتی وقته بفضل الله الکریم -
تقدیر مبرم است - و عنقریب وقت آں خواہد آمد -
فو الذی بعث لنا محمد ن المصطفیٰ - وجعله خیر الرسل و
پس قسم آں خدائے که حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیه وسلم را برائے ما مبعوث فرمود - و اورا
خیر الوریٰ - ان هٰذا حق فسوف تریٰ - وانی اجعل
بہترین مخلوقات گردانید - که ایں حق است و عنقریب خواہی دید - و من ایں را
هٰذا النبأ معیار الصدقی اوکذبی - وَمَا قلتُ الا بعد
برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم - و من نگفتم الا بعد
ما انبئتُ من ربّی - وان عشیرتی سَیَرجعُونَ مرة اُخریٰ
زانکه از رب خود خبر داده شدم - و بہ تحقیق قبیله من عنقریب بار دوم سوئے فساد

الی الفساد - ویتزائدون فی الخبث والعناد - فینزل یومئذ الامر المقدر
رجوع خواهند کرد - و در خبث و عناد ترقی خواهند نمود - پس آں روز امر مقدار از خدا تعالےٰ نازل خواہد شد
من رب العباد - لا راد لما قضٰی - ولا مانع لما اعطیٰ - وانی اراھم
ہیچکس قضاء او را رد نتواند کرد - و عطائے او را منع نتواند نمود - و من می بینم
انھم قد مالوا الی سیرھم الاولی - وقست قلوبھم
کہ ایشاں سوئے عادتہائے پیش میل کردہ اند - و دلہائے شاں سخت شد
کما ھی عادۃ النوکی - ونسوا ایام الفزع وعادوا الی التکذیب والطغوی
چنانکہ عادت جاہلاں است - و ایام خوف را فراموش کردند - و سوئے زیادتی و تکذیب عود نمودند
فسینزل امر اللّٰہ اذا رای انھم یتزائدون - وما کان اللّٰہ
پس عنقریب امر خدا بر ایشاں نازل خواہد شد چوں خواہد دید کہ ایشاں در غلو خود زیادت کردند -
ان یعذب قوماً وھم یخافون -
و خدا قومے را عذاب نمی کند چوں می بیند کہ ایشاں می ترسند -
فاعلموا ایھا المکذبون الغالون ان صدقنا سیشرق
پس بدانید اے مکذبان و غلو کنندگان کہ صدق من ہمچو آفتاب روشن
کذکاء فی الضیاء - وزورکم یفشوا الی ضواحی الزوراء - اتمنعون
خواہد شد - و دروغ شما تا کنارہائے بغداد منتشر خواہد شد - آیا شما آنچہ
ما اراد اللّٰہ ذو العزۃ والعلاء - ایبلغ مکرکم الی ذری السماء - فکیدوا کل
خدا خواستہ است آں را منع می کنید - آیا مکر شما تا بلندی آسمان خواہد رسید - پس ہر کمرے کہ
کید کان عندکم ولا تمھلون فی الایذاء - ثم انظروا الی نصرۃ رب العٰلمین
میدارید بمن کنید - و مرا مہلت ندہید - باز نصرت خدا تعالیٰ را ببینید -
یا حسرۃ علی علماء ھذا الزمان - ما بقی فیھم نور فراسۃ وغاض درّ الامعان -
اے حسرت بر علماء ایں زمانہ ہیچ نور فراست در ایشاں نماند و شیر فکر کردن ایشاں فرو رفت

سمّعناهُم فلا يسمعون ۔ وقرّيناهُم فلا يقبلون ۔ ولا يقرؤن كتبى

ما ایشاں را شنوانیدیم پس نشنیدند ۔ و دعوت کردیم پس قبول نکردند ۔ وکتابہائے مرا نمی خوانند ۔ مگر

الّا كارهين ۔ ويفرّون منا مستنفرين ۔

از روئے کراہت ۔ واز ما بنفرت می رمند ۔

ثم انتم تعلمون يا اولى الالباب ان قوم يونس عُصموا

باز اے دانشمندان شما می دانید کہ قوم یونس از عذاب محفوظ داشتہ

من العذاب ۔ مع انه لم يكن شرط التوبة فى نبأ الله رب الارباب ۔ و

شدہ اند ۔ حالانکہ در پیشگوئی خدا تعالیٰ ہیچ شرط توبہ نبود ۔ و

لاجل ذالك ذهب يونس مغاضبًا من حضرة الكبرياء ۔ وتاه فى فلوات الابتلاء

از ہمیں سبب یونس بحالت غضب از خدا تعالیٰ برفت ۔ و در بیابانہائے ابتلاء آوارہ شد

ولذالك سمّاه الله يونس لانه اونس بعد الابلاس ۔ وفاز بعد الياس ۔ وما

واز ہمیں سبب خدا تعالیٰ نام او یونس نہاد ۔ چرا کہ بعد از نومید شدن انس دادہ شد ۔ و بعد از نومیدی مراد یافت ۔

اضاعه ارحم الراحمين ۔ فلا شك ان البلاء كله ورد عليه لعدم الشرط

و خدا تعالیٰ او را ضائع نکرد ۔ پس ہیچ شک نیست کہ تمام بلا از ہمیں وجہ بر یونس افتاد کہ در پیشگوئی

فى نبأ الرحمٰن ۔ ولو كان شرط يعلمه لما فرّ كالغضبان ۔ ولما تاه كالمبهوتين

ہیچ شرط نبود ۔ واگر شرطے بودے کہ یونس او را دانستے ۔ پس چرا ہمچو غضبناک بگریختے و ہمچو مبہوتان آوارہ شدے

ولمّا ترك يونس بسوء فهمه الاستقامة والاستقلال ۔ وتحرّى الجلاء

پس چوں یونس استقلال را از بد فہمی خود ترک کرد وجلا وطنی وانتقال را اختیار

والانتقال ۔ ادخله الله فى بطن الحوت ۔ ثم نبذه الحوت فى عراء السُبروت ۔

نمود ۔ خدا تعالیٰ او را در بطن ماہی داخل کرد ۔ باز در میدان زمین خشک و بے نبات افگند ۔

ورأى كل ذالك بما اعلن ضجر قلبه بالحركة من المقام - وفارق مقرہ من

واین ہمہ بلا ہا برائے ہمیں دید کہ از حرکت مقامے تنگی دل خود را ظاہر کرد ومقام خود را بغیر اذن الٰہی

غیر اذن الله العلّام - وفعل فعل المستعجلين - وادخاله فی بطن

ترک نمود وہچو شتاب کاران از و فعلے صادر شد - و در شکم حوت او را داخل کردن

الحوت - كان اشارة الى محاوتة صدر منه كالمبهوت - وكذالك سمّاه

اشارة سوئے محاوتت یعنی خشمناکی بود کہ از یونس مثل مبہوتان ظاہر شد - وہچنیں خدا تعالےٰ

الله ذالنون - بما ظهر منه حدّة ونون - بالغضب المكنون - ولا يليق لاحد

نام یونس ذالنون نہاد - چراکہ از و نون یعنی تیزی ظاہر شد - زیراکہ او غضبناک شد - وہیچکس را نمی سزد

ان يغضب على رب العالمين -

کہ بر خدا تعالیٰ خشمناک شود -

فالحاصل انّ قصّة يونس فى كلام الله القدير - دليل على انه

پس حاصل کلام این است کہ قصہ یونس برین امر دلیل است کہ گاہے عذاب الٰہی بغیر شرطے

قد يوخّر عذاب الله من غير شرط يوجب حكم التاخير - كما اُخّر فى نبأ

کہ در پیشگوئی مذکور باشد تاخیری پذیرد - چنانچہ در پیشگوئی یونس

يونس بعد التشهير - فكيف فى نبأ يوجد فيه شرط الرجوع - ففكر بالخضوع

کہ ہیچ شرطے نمی داشت تاخیر عذاب شد پس چگونہ تاخیر عذاب در چنیں پیشگوئی کہ در و شرط رجوع مندرج است

والخشوع - ولا تنس حظك من التقوى والدين - وان قصّة يونس موجودة

قابل اعتراض متصور تواند شد - پس اندوئے خضوع و خشوع فکر کن و حصہ خود را کہ در تقویٰ و دین میباید فراموش مکن -

فى القرآن والكتب السابقة - والاحاديث النبوية - وليس هناك ذكر شرط

و قصہ یونس در قرآن شریف و کتب سابقہ و احادیث نبویہ موجود است - و در آنجا ذکر عقوبت ذکر ہیچ

مع ذكر العقوبة - وان لم تقبل فعليك ان ترينا شرطًا فى تلك القصة - فلا

شرطے موجود نیست - واگر قبول نکنی پس بر تو واجب است کہ دران قصہ ما را شرطے بنمائی - پس باوجود

تكن كالاعمٰى مع وجود البصارة - واعلم ان الشرط لم يكن اصلا فى القصة

بصارت ہمچو نابینا مشو وبدانکہ در قصہ مذکور ہرگز شرطے نبود۔

المذكورة - ولاجل ذالك ابتلى يونس وصار من الملومين - ونزلت عليه

وبرائے ہمیں یونس علیہ السلام را ابتلاء پیش آمد و مورد ملامت گردید - و بر و غمہا وارد شدند

الهموم - واخذه الضجر المذموم - حتّى استشرف به التلف - ونسى كل

وتنگی دل اورا گرفت حتی کہ حالت او تا بموت رسید وہر بلا گذشتہ

بلاء سلف - وظنّ انه من المفتنين - فما كان سبب افتنانه الّا انّه

را فراموش کرد - وگمان کرد کہ در فتنہ عظیم افتادہ است وسبب بلائے او بجز این ہیچ نبود کہ او یقین کرد کہ

استيقن انّ العذاب قطعىّ لا يردّ - وانه سيقع فى الميعاد كما يودّ - فانقضى

عذاب قطعی است کہ ردّ نخواہد شد - وبالضرور چنانکہ خواہش اوست در میعاد واقع خواہد شد - پس میعاد

الميعاد وما استنشٰى من العذاب ريحًا - وما استغشٰى لباسًا مريحًا - فاضجره

گزشت - واز عذاب ہیچ بوئے نشمید - ونہ لباس راحت رسانندہ را پوشید - پس یاد

هٰذا الادكار - واستهوته الافكار - وكان رأى القوم غالين فى المراء - متسارعين

این واقعہ دل اورا تنگ کرد - وفکرہا اورا فرو افگند - وقوم را دیدہ بود کہ در خصومت غلو می کنند - و در انکار

بالاباء - فحسب انه من المغلوبين - فقال لن ارجع اليهم كذابًا ولن اسمع لعن

پیشقدمی ہا می نمایند - پس دانست کہ من مغلوب شدم - پس گفت کہ من ہرگز در حالت کذاب قرار دادہ شدن سوئے

الاشرار - وما رأى طريقًا يختاره فالقى نفسه فى البحر الذخّار - فتداركه رحم ربّه

اوشان نخواہم رفت - ولعن وطعن شریران نخواہم شنید - وہیچ راہے ندید کہ آن را اختیار کند - ناچار خویشتن را بدریا

والتقمه الحوت بحکم الله الجبّار - ورأى ما رأى بقلب حزين . فمن المعلوم انه

درانداخت پس رحمت الٰہی تدارک او فرمود و بحکم او خدا تعالیٰ ماہی او را در اندرون خود فرو برد - و بدل غمناک دید آنچه دید

لو كان شرط فی نزول العذاب - لما اضطر یونس الی هٰذا الاضطراب - وما فرّ

پس ایں معلوم است کہ اگر در نزول عذاب شرطے بودے - پس یونس تا بدیں بیقراری حالت خود را نہ رسانیدی -

کالمتندمین - اما تقرء کتب الاولین - وقول خاتم النبیین - اتجد فیها اثرًا من

و ہمچو شرمندگان نگریختے - آیا کتب پیشینیان نمی خوانی و قول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم را نشنیدہ - آیا دران کتابہا

الشرط فاخرج لنا ان کنت مِنَ الصادقین -

نشانے از شرط می بینی - پس اگر صادق ہستی برائے ما آن شرط را بیرون آرد مارا بنما -

فالاٰن ما رأیك فی انباء قُیّدت بشرط الرجوع والتوبة

پس اکنوں رائے تو دران پیشگوئی ہا چیست کہ بشرط رجوع و توبہ مقیّد اند -

الیس بواجب ان یرعی الله شروطه بالفضل والرحمة - وقد قرءنا

آیا واجب نیست کہ خدا تعالیٰ از فضل و رحمت رعایتِ شرط ہائے خود کند - وما بر تو

علیك تفاصیل هٰذه القصة - وفتحنا علیکم ابواب المعرفة

تفصیل ہائے ایں قصہ پیش زیں خواندہ ایم - و بر تو در ہائے یقین و معرفت

والیقین - فما لکم لا ترون الحق بنور الفراسة - وتسقطون کالاذبّة

کشادہ ایم - پس چہ شد شما را کہ بنور فراست حق را نمی بینید - و ہمچو مگساں بر نجاست خود را

علی النجاسة - وتعرضون عن الشهد والقند - وتسعون الی عذرة الفریة

می افگنید - و از شہد و قند کنارہ می کنید - و سوئے پلیدی دروغ و فریب

والفند - ولا تبتغون لذاذة الطیبات - وتموتون للخبیثات - وطبتم نفسا بالخاء

الحق والدین۔ و نبذتم حکم دیّان غمرت مواهبه العالمین۔

و دین را باطل کنید۔ و حکم آن جزا دہندہ را افگندہ آید کہ بخششہائے او جہانیان را فرو گرفتہ است۔

بوحشِ البرّ یُرجی الائتلافُ	وکیفَ الائتلافُ بمن یعافُ
باچرندگان جنگلی سازواری ممکن است	وچگونہ سازواری بداں کس ممکن است کہ کراہت میدارد
قرینا المعرضین بطیّباتٍ	فردّوا ما قرینا هم وعافوا
باکنارہ کنندگان را بطعامہائے طیّب دعوت کردیم	پس دعوت ما را ردّ کردند و کراہت کردند
بحمقٍ یحسبون الدرّ ضرّا	وَاَجیافُ الفساد لهم جُواف
از روئے حماقت شیر را ضرر دہندہ خیال می کنند	و مردارہائے فساد نزد ایشان ماہی است
فما اُردی العدا الّا اباءٌ	وظنّ السوء فینا واعتساف
پس دشمنان را ہیچ چیزے بجز سرکشی	وظنّ بد در ما و از حد بیرون شدن ہلاک نکردہ است
کلابُ الحیّ قد نبحوا علینا	ولا یدرون حقدًا ما العفاف
سگان قبیلہ بر ما عوعو کردند	و از کینہ نمی دانند کہ پرہیزگاری چہ چیز است
وقد صرنا حُدیّا الناس طُرّا	ویرهانی لمُرّانی ثقاف
و ما برائے تمام مردم بطریق مقابلہ و معارضہ برخاستیم	و ذلیل من برائے نیزہ من ہیچ چیز نیست کہ بداں نیزہ را راست میکنند
اَرَی ذلّا بسُبل الحق عزّا	ودهدی فی رضا المولی شِعاف
من ذلت را در راہ خدا تعالٰے عزت مے بینم	و زمین پست من در رضائے مولی حکم سرکوہ ہا می دارد
وَانّ الله لا یُخزین اَبدًا	اَنا البازی المُوقّر لا الغداف
و خدا ہرگز مرا رسوا نخواہد کرد	کہ من باز بزرگ قدرم نہ کلاغ سیاہ
فما للعالمین نسوا مقامی	قلوبٌ فی صدورٍ او وِحاف
پس علماء را چہ شد کہ مقام مرا فراموش کردند	دلہا در سینہ ہا ہستند یا سنگہائے سیاہ در آغوشہا می دارند

وَقَامُوا كَالسِّبَاعِ لِهَتْكِ عِرْضِي
وَبچو درندگان برائے دریدن عزت من برخاستند

وَمَا بَقِيَ الْوِفَاقُ وَلَا الْوِلَافُ
ونہ در ایشاں موافقت باقی ماند ونہ اُلفت

وَلَا يَدْرُونَ مَا حَالِي وَقَالِي
و نمی دانند کہ حال و قال ما چیست

فَإِنَّ مَقَامَنَا قَصْرٌ نِيَافٌ
چرا کہ مقام ما محلے بلند است

تَرَاهُمْ مُفْسِدِينَ مُكَذِّبِينَا
می بینی ایشاں را مفسد و مکذب

وَسِيرَتُهُمْ عُنُودٌ وَانْتِسَافُ
وسیرۃ ایشاں از راہ برگشتن وسخن ناتمام گفتن است

فَمِنْ كُفْرَانِهِمْ ظَهَرَ الْبَلَايَا
پس از شامت کفران ایشان بلاہا ظاہر شد

وَقَحْطٌ ثُمَّ ذَأْفٌ وَانْجِعَافُ
و قحط و وباء وسرعت موت ونیستی پدید آمد

وَإِنَّ الْمُلْكَ أَجْدَبَ مَعْ وَبَاءٍ
و در ملک قحط افتاد و وباء نیز ہست

وَيُرْجَى بَعْدَهُ سَبْعٌ عِجَافُ
واندیشہ است کہ ایں قحط تا ہفت سال نکشد

إِذَا مَا جَاءَ أَمْرُ اللّٰهِ مَقْتًا
وچون امر خدا از غضب او خواہد رسید

فَلَا أَعْنَابَ فِيهِ وَلَا السُّلَافُ
پس در ملک نہ انگور خواہد ماند نہ شیرہ انگور ونہ شراب

وَهٰذَا كُلُّهُ مِنْ سُوْءِ عَمَلٍ
و ایں ہمہ از بدعملی ہاست

وَبِرٍّ ضَيَّعُوهُ وَمَا تَلَافَوْا
واز وجہ آن نیکی کہ ضائع کردند وباز تلافی آن نہ نمودند

فَتُوبُوا أَيُّهَا الْغَالُونَ تُوبُوا
پس اے غلو کنندگان توبہ کنید توبہ کنید

وَأَرْضُوا رَبَّكُمْ تَوْبًا وَصَافُوا
وخدائے خودرا بتوبہ و اخلاص راضی کنید

وَخَافَ اللّٰهَ أَهْلُ الْعِلْمِ لٰكِنْ
واہل علم از خدا بترسیدند

غَوِيٌّ فِي الْبَطَالَةِ لَا يَخَافُ
لیکن در شہر بٹالہ گمراہے است بطال کہ نمی ترسید

لَهُ شِيَمٌ كَأَنَّ الْبِيشَ فِيهَا
او را چنان خصلتہا ہستند کہ گویا زہر بیش در آن خصلتہا است

وَمَعَهَا عُجْبَةٌ سُمٌّ زُعَافُ
وباوجود آن عجب او برائے او زہر قاتل است

لهٗ عِنْدَ اللُّبانة كلّ مَيلٍ	وتلبية بطوع والطواف
اورا وقت حاجت تمامتر میل است	و جواب دادن باطاعت و گردشتن
وَلمّا حازَ مَطلبه وَ اقنىٰ	فبارى كالعدا وَبَدَا الخلاف
پس ہرگاہ کہ مطلب خود را گرد آورد و ذخیرہ کرد	پس ہمچو دشمنان بمقابلہ بر آمد و مخالفت ظاہر شد
على الاسلام هٰذا الرّجل رُزءٌ	وَمقصدهٗ فساد وازدهاف
ایں شخص بر اسلام مصیبتے است	و مقصد او فساد و دروغ است

ثم من اعتراضات العلماء۔ وشبهاتهم التى اشاعوها فى الجهلاء

باز از اعتراضات علماء و شبہات ایشاں کہ در جہلا شائع کردہ اند۔ یکے این است

انهم قالوا ان هٰذا الرجل لا يعلم شيئًا من العربيّة۔ بل لاحظّ له من الفارسية

کہ ایشاں گفتند کہ ایں شخص از علم لسان عربی ہیچ چیزے نمی داند۔ بلکہ اورا از فارسی ہم بہرہ نیست

فضلًا من دخله فى اساليب هٰذه اللهجة۔ و مع ذالك مدحوا انفسهم وقالوا

قطع ازیں امر کہ در اسلوبہائے ایں زبان دخلے داشتہ باشد۔ و باایں ہمہ خویشتن را تعریف کردند کہ ما

انا نحن من العلماء المتبحّرين۔ وقالوا انه كلّما كتب فى اللسان العربيّة من العبارات

از علماء متبحرین ہستیم۔ وگفتند کہ او ہمہ آنچہ در زبان عربی نوشتہ است و عبارات آراستہ

المُحبّرة۔ والقصائد المبتكرة۔ فليس خاطره اباعذرها۔ ولا قريحته صدف لآليها د

وقصیدہائے نوخاستہ گفتہ آں ہمہ طبعزاد او نیستند و نہ درہائے صدف طبیعت او

دررها۔ بل الّفها رجل من الشاميين۔ واخذ عليه كثيرًا من المال كالمستاجرين۔

بلکہ شخصے از شامیین آنرا تالیف کردہ۔ و بر آں تالیف مالے کثیر ہمچو اُجرت یابان گرفتہ۔

فليكتب الأن بعد ذهابه ان كان من الصادقين۔

پس باید کہ اکنوں ایں شخص بعد رفتن آں شامی بنویسد اگر از صادقان است۔

فیا حسرةً علیهم انهم لا یستیقظون من نعاس الارتیاب - ولا

پس بریں مردم حسرتہاست کہ از خواب شبہات ہشیار نمی شوند و دیدہ ہائے

یسرحون النواظر فی نواضر الصدق والصواب - ولا ینتهجون مهجة المنصفین

خود را در چراگاہ صدق و صواب نمی چرانند وراہ منصفان نمی گیرند -

وترکوا اللّٰه لاشاوی حقیرةٍ - واهواء صغیرة - فالام یعیشون کالمتنعمین

وخدا تعالیٰ را برائے چیزہائے اندک وخواہش ہائے کوچک گذاشتہ اند - پس تاکجا در عیش ہا خواہند ماند

یصاصون کما یصاصئوا لجرو ولا یستبصرون - ویضاهی بعضهم بعضًا فی

ہمچو بچہ سگ بغیر چشم کشادن امید دیدن می دارند و ہیچ نمی بینند - و بعضے از ایشاں بعض دیگر را در جہل میماند

الجهل فهم متشابهون - واذا قیل لهم تعالوا الی حق ظهر - وقمر بهر فتشمئز

و باہم مشابہت دارند - و چوں ایشان را گفتہ شود کہ سوئے آں حق بیائید کہ ظاہر شد - و سوئے آں ماہ بیائید کہ تاف

قلوبهم ویهربون مستنفرین - اولئك الذین هتك اللّٰه اسرارهم - وکدّر

پس دلہائے شان منقبض میشوند و در حالت نفرت میگریزند - ایں مردم کسانے ہستند کہ خدا تعالیٰ رازہائے ایشانرا

انظارهم - فتراهم کالعمین - یریدون ان یفسدوا فی الارض عند اصلاحها

دریدہ است و چشمہائے ایشانرا مکدر گردانید - پس ہمچو نابینایان ایشانرا می بینی - وقت اصلاح زمین زمین را تباہ می کنند

وجزّءوا الامانة والدین -

و امانت و دین را پارہ پارہ کردہ اند -

اتنفعهم اقوالهم - اذا سئل ما افعالهم - او یفیدهم افنادهم

آیا وقتیکہ از افعال شان سوال خواہد شد اقوال شان ایشانرا فائدہ خواہد بخشید - یا چوں فساد ایشان

اذا ظهر فسادهم - او یبرّؤن مع کونهم من الفاسقین - لا یتقون علم سریرتهم

ظاہر خواہد شد - دروغ گفتن ایشان ایشانرا سودمند خواہد افتاد - یا باوجود فاسق بودن ایشان

ولا ینتهون عن صغیرتهم ولا کبیرتهم ۔ ویعثون فی الارض معتدین ۔ یترکون اوامر الله

بری کرده خواهند شد ۔ از دانائے اندرون خود نمی ترسند ۔ ونه از صغیره باز میمانند ونه از کبیره ۔ ودر زمین مفسدانه تجاوزها می کنند ۔

ولا یکترثون ۔ ویتبعون زهوهم ولا یبالون ۔ ویسعون الی السیئات ولا ینتهون

اوامر الٰہی را می گذارند وہیچ پروائے ندارند ۔ وناز وتکبر خود را پیروی می کنند وبا آں ہمہ لاابالی مزاج اند وسوئے بدی

ایظنون انهم یترکون فی الدنیا ولذاتها ۔ ولا یقادون الی الحاقة ومجازاتها ۔ ولا یؤخذون

می شتابند وباز نمی ایستند ۔ آیا گمان ایشان این است که در لذات دنیا گذاشته خواهند شد وسوئے قیامت وجزائے آں

کالمفسدین ۔ ایحسبون انهم لیسوا بمرأی رقیبهم ۔ ولا بمشهد حسیبهم ۔ الا

کشیده نخواهند شد ۔ وہمچو مفسدان گرفتار نخواهند شد ۔ آیا گمان شان اینست که او شان زیر نظر وزیر نگاه رقیب حسیب

یعلم الله ما یجترمون کالخائنین ۔

خود نیستند ۔ آیا خدا تعالیٰ آں کار شان نمی بیند که ہمچو خیانت پیشگان می کنند ۔

یلجون غابة الشیطان ۔ ویذرون حدیقة الرحمٰن ۔ ویمرون بالحق

در مغاک شیطان داخل می شوند ۔ وحدیقه رحمٰن را می گذارند ۔ و بر حق در حالت استہزاء

مستهزئین ۔ واذا قیل لهم اقبلوا الحق کما قبل العلماء ۔ وأتونی کما أتی الاتقیاء صعروا

کردن می گذرند ۔ وچوں ایشان را گفته شود که حق را قبول کنید چنانکه علماء قبول کرده اند ۔ ونزدم بیائید چنانکه

خدودهم کالمستکبرین ۔ وقالوا لولا الّف بعد الشامی کتابًا ۔ ان کان صادقًا

پرہیزگاران آمده اند ۔ رخسار ہائے خود را ہمچو متکبران کج می کنند ۔ وگفتند که اگر این شخص صادق است وکذاب نیست پس چرا

لاکذابًا ۔ فلیأتنا الآن بکتاب بعده ان کان من المؤلفین ۔

بعد رفتن عرب شامی کتابے دیگر تالیف نکرد ۔ پس اگر در حقیقت مؤلف است باید که اکنوں کتابے دیگر ما را بنماید ۔

فجئنا الآن لنؤتیهم نظیرها ۔ بل کبیرها ۔ والله موهن کید

پس اکنوں ما آمدیم تاکه نظیر آں کتابہا بلکه بزرگتر از آنہا ایشان را دہیم ۔ وخدا مکر دروغگویان را

الکاذبین۔ وقد الّفنا ھٰذہ الرسالۃ۔ ورتّبناھا کما رتّبنا الرسائل السابقۃ

ست کنندہ است۔ وما این رسالہ را تالیف کردیم وہمچو رسائل سابقہ ترتیب آن نمودیم۔

لنُدحض حجتھم۔ ونقطع ارومتھم۔ ونمزق معاذیر المبطلین۔ وان ھٰذا منّی فی

تا حجت مخالفان بشکنیم و بیخ اوشان برکنیم۔ وعذر بطالان پارہ پارہ کنیم۔ واین رسالہ از من در زبان عربی

العربیّۃ کاٰخر الکتب۔ واودعتھا من مُلح الادب۔ والاشعار النخب۔ لیکون

مثل آخری کتاب است۔ ودر آن گوناگون سخنان نمکین ادب و برگزیدہ اشعار ودیعت نہادم تاکہ

صاتا لدفع صخب الصاخبین۔ ولنھدم دار المفترین من بنیانھا۔ ونَدوس

این کتاب برائے دفع شور شورکنندگان شدید الصوت باشد۔ تاکہ خانہ مفتریان را از بنیاد آن ویران کنیم۔ و

جیفۃ وجودھم فی مکانھا۔ ولنلطم علیٰ وجوہ المجترئین۔

مُردار وجود ایشان را درجائے آن پامال کنیم۔ وبر روئے بے باکان طمانچہ زنیم۔

وانّ کمالی فی اللسان العربی۔ مع قلّۃ جھدی وقصور طلبی۔ آیۃ

وکمال من در زبان عربی باوجود قلت کوشش وجستجوئے من نشانے است از خدا تعالیٰ۔

واضحۃ من ربّی۔ لیظھر علی الناس علمی وادبی۔ فھل من معارض فی جموع

تا علم وادب مرا بر مردم ظاہر کند۔ پس آیا در مخالفان معارض کنندہ موجود است

المخالفین۔ وانّی مع ذالک عُلّمتُ اَربعین اَلفًا من اللغات العربیّۃ۔

ومن با این ہمہ چہل ہزار لفظ در لغت عرب تعلیم دادہ شدہ ام۔

واُعطیتُ بسطۃ کاملۃ فی العلوم الادبیّۃ۔ مع اعتلالی فی اکثر الاوقات۔

ومعلومات کاملہ وسیعہ در علوم ادبیہ مرا عطا کردہ اند۔ باوجود آنکہ در اکثر اوقات بیمار می باشم

وقلّۃ الفترات۔ وھٰذا فضل ربّی انہ جعلنی ابرع من بنی الفرات۔ وجعلنی اعذب

وایّام صحت درمیان کم می باشند۔ واین بفضل خدائے من است۔ او مرا در فصاحت از اہل عرب چہار کس وند او عباسیہ

بیاناً من الماء الفرات - وکما جعلنی من الهادین المهدیین - جعلنی افصح المتکلمین -

افزون ترکرد که ابوالحسن علی وابوعبدالله جعفر وابوعیسیٰ ابراهیم وپدر ایشان محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات بود - و را در بیان شیرین تر

فکم من ملح اعطیتها - وکم من عذراء علّمتها - فمن کان من لسن العلماء - وحویٰ

از آب شیرین کرد - وچنانکه مرا از ادیان مهدیان ساخت همچنان مرا افصح المتکلمین کرد پس بسیارے از نمکین سخنان هستند

حُسن البیان کالادباء - فانی استعرضه لو کان من المعارضین المنکرین -

که مرا عطا کردند وبسیارے از نو پیدا نکات هستند که مرا تعلیم آن دادند پس آنکه از زبان آوران علما باشد وهمچو ادیبان

وقد نفقت فی النظم والنثر - واعطیت فیهما نوراً کضوء الفجر - وما هذا

حسن بیان را جمع کرده باشد من او را برائے معارضه می خواهم اگر از معارضین ومنکرین باشد - ومن در نظم ونثر فائق شدم

فعل العبد ان هذا الا آیة رب العٰلمین - فمن أبیٰ بعد ذالک وانزویٰ - وما بارزنی

ودر ان هر دو امر همچو روشنی صبح نورے عطا فرموده اند وایں فعل بنده نیست - ایں نشان رب العالمین است پس هرکه

وما انبریٰ - فقد شهد علی صدقی ولو کتم الشهادة واخفیٰ - یا حسرةً علی الذین

بعد زیں از معارضه انکار کرد وبکسو نشست وبمقابله در میدان نیامد ونه پیشقدمی کرد - پس او بر صدق من گواهی داد اگرچه شهادت را

ینکروننی بانکارهم لا یاتوننی فی مضمار - یشهقون فی مکانهم کحمار - ولا یخرجون

پوشیده داشته باشد - اے حسرت بر آنانکه مرا بانکار یاد میکنند - باز در میدانے بمقابله من نمی آیند - همچو خر بر مکان خود آواز را

کمُمار - اِن هم الا کعود ما له ثمر - او کنخل لیس علیه تمر - ثم مع ذالک یخدعون

بر می دارند - وچون جنگ کننده بیرون نمی آیند - ایشاں همچو شاخے هستند که او را هیچ ثمرے نیست - یا

الجاهلین - اِن هم الا کدار خربة - او جُدرانٍ منقضة - یقولون للناس ما لا یعلمون

همچو درخت خرما هستند که بر وے هیچ خرما نیست - باز بدیں حالت جاهلاں را فریب می دهند - ایشاں

ویقولون ما لا یفعلون - خبت نارهم - وتواریٰ اُوارهم - وختم الله علی قلوبهم

چیزے نیستند مگر چوں یک خانه ویران - یا مانند دیوار هائے که فرو افتاده باشد - مردم را چیزها می آموزند که

وایادھم بعد شحوبہم۔ فتراھم کاموات غیر احیاء ساقطین۔ وکان فی ھذہ

بر آنہا عمل نمی کنند۔ وآنچہ میگویند خود بجا نمی آرند۔ آتش شان مردہ است وگرمی شان پوشیدہ شد۔ وخدا تعالے

الدیار۔ تسعۃ رھطٍ من الاشرار۔ وکانوا مفسدین فی الارض۔ ولا ینتہجون

بر دلہائے شان مہر کردہ است۔ وبعد لاغر شدن اوشان اوشان را ہلاک کردہ پس می بینی کہ ایشان مثل آن مردگانند کہ افتادہ

مھجۃ الخیار۔ وما کانوا صالحین۔ ووجدتہم فی الکبر والاباء۔ کالجملۃ

کہ در آنہا روح زندگی نیست۔ ودرین دیار نہ کس از شریران بودند کہ در زمین فساد میکردند وطریق نیکان اختیار نمی نمودند

المتناسبۃ الاجزاء۔ او کامراض متشابھۃ فی الخبث والایذاء۔ ورأیت کلّھم

ونہ خود نیکوکار بودند۔ ومن اوشان را در تکبر وسرکشی مانند آن جملہ ہا یافتم کہ اجزائے آنہا باہم متناسب میباشند یا مثل آن بیماریہا

من المعادین المعتدین۔

یافتم کہ در خبث وایذا دادن باہم مشابہ می باشند۔ وآن ہمہ را از دشمنان تجاوز کنندگان یافتم۔

فمنہم رجل امرتسریّ یُقال لہ الرُّسل البابا۔ انہ امرؤ لا یعرف

پس از آنہا شخصے است باشندہ امرتسر کہ اورا رُسل بابا می گویند۔ او مردے است کہ راہ صدق و

صدقًا ولا صوابا۔ وکذّب بآیاتنا کذّابا۔ وخالطہ زمر من السفہاء۔ فقعدوا

صواب را نمی شناسد۔ وتکذیب نشانہائے ما بغایت درجہ کردہ است۔ وگروہے از سفیہان با او مخالطت کردہ۔

بحذاء شمس کالحرباء۔ وقالوا انا نرید ان نعارضک کالادباء۔ ولکنا لا نجیئک

وبمقابلہ من ہمچو آفتاب پرست نشستند وگفتند کہ ما میخواہیم کہ ہمچو ادیبان با تو معارضہ کنیم۔ مگر نزد تو نخواہیم

کما ترید بل آتنا کالغرباء۔ واذا جئت فنبارز کالمعارضین۔

آمد۔ چنانکہ تو میخواہی بلکہ تو نزد ما بیا۔ وچون آمدی پس معارضہ خواہیم کرد۔

فعفتُ المسعی فی اوّل نظری الی الجہلاء۔ واخذتنی انفۃ ان

پس در اول خیال ازین امر کراہت کردم کہ نزد جاہلان روم۔ ومرا ازین ننگ آمد کہ در مجلس

احضر مجلس الحمقاء۔ ثم رئیت ان لا تعنیف علی من یاتی الکنیف۔ فقبلت کما

احمقان حاضر شوم۔ باز خیال کردم کہ ہر کہ در بیت الخلاء می رود بروے ہیچ اعتراضے نمی کنند۔ پس ہر چہ گفتند

قالوا۔ وملتُ الی ما مالوا۔ وکتبت الیھم انی اقبل ان اکتب مناضلاً فی ندوتکم

قبول کردم وبہر سوئے کہ میل کردند میل کردم۔ وسوئے ایشاں نوشتم کہ من قبول می کنم کہ در مجلس شما بطور مقابلہ بنویسم

فعلیکم ان تکتبوا مثل ما اکتب امام مقلتکم۔ او اسمعونی ما اکتب

پس بر شما لازم خواہد بود کہ مانند من شما ہم در آنجا بنویسید۔ یا اگر ایں نتوانید کرد پس بنویسم مرا بشنوانید۔

کما زعمتم کمال درایتکم۔ فصمتوا وسکتوا کانھم من المیتین۔

پس خاموش ماندند۔ ومثل مردگان ساکت شدند۔

وقد اشیع بعدہ الاشتھار۔ وافشی الاخبار۔ وامضضناھم واحفظناھم

وبعد ازاں اشتہار شائع کردہ شد۔ وخبر را فاش کردہ شد۔ واوشان را بسوختیم وبغضب آوردیم

فصمتوا کرجل الثغ۔ وسکتوا کالذی علی ترب الھون مرّغ۔ فانقلبنا عنھم

پس ہمچو مرد زبان شکستہ خاموش ماندند۔ ومانند کسے کہ برخاک مذلت غلطانیدہ شود ساکت شدند پس از ایشان ہمچو فتحیابان گردیدیم

کالمنصورین۔ فیا حسرة علی الرسل البابا۔ انه ما خاف ربًا توابا۔ ورأی ذلًا وتبابا۔ وانه شب نارًا ثم

پس بر رسل بابا حسرتہاست کہ او از خدائے تواب نترسید۔ وخواری وہلاکت را دید۔ وآتشے را افروخت۔ باز از روئے اضطرار و

انخفض انطفاھا واضطرارًا۔ وجال فی نجوۃ ثم خاف مغلب منون۔ ونسی کل مجون۔ ومع ذالک وما ترک سیر المتکبرین

خوف فرو میرانید۔ ودر راہ بیابانہا جولان کرد۔ باز از نیجۂ مرگ ترسید۔ وہمہ بیباکی فراموش کرد۔ وبا ایں ہمہ سیرت تکبر را نگذاشت۔

الا ایّھا الابار مثل العقارب
اے نیش زنندہ مانند عقرب

الام تری کبرًا ولی الشوارب
تا کجے کبر خود خواہی نمود تا کجے بروت خود را پیچ خواہی داد

وما انت الا قطرۃ تحت وھدۃ
و تو ازیں زیادہ نیستی کہ یک قطرہ زیر مغاکے ہستی

فلا تتصادم بالبحور الزغارب
پس با دریاہائے بزرگ خویشتن را مکوب

ومن التسعة الذين اشرتُ اليهم رُجيل يقال له أصْغَر - وانه يزعم

والزاں نہ کس کہ سوئے اوشاں اشارت کردہ ام مردکے است کہ نام او اصغر علی است - واو نفس خود را

فی نفسه كانه اكبر - ويزدريني مُفتريًا من غير استحياء - ويستبني في محافل واملاء -

گمان می کند کہ گویا او اکبر است - وحقیر می کند مرا از روئے افترا و ترک حیا عیب گیری من می کند - و در مجالس و گروہ مردم بدگوئی

فستعلم كيف يُجعل مِن الاصغرِين - انه يتبع الهوىٰ - ولا يحرم طلقًا مع التقوىٰ -

من میکند پس عنقریب خواہد دانست کہ چگونہ از کمتران کردہ خواہد شد - او پیروی خواہش خود میکند و یک تنگ تر زیرم تقویٰ

يريدان يفض ختوم الشهوات - ولوبالجنايات - ويجتني قطوف اللذات - ولو بالمحرمات -

کردہ میخواہد کہ مہرہائے آرزوہا را بشکند واگرچہ باگناہاں شکستہ باشد و میوہ ہائے لذات را بچیند واگرچہ با محرمات چیدہ باشد

وكذالك تاهبت له الرفاق - وازداد من المنافقين النفاق - واستحكم في الطباع

و ہمچنیں رفیقان بد وجمع شدند - واز صحبت منافقان نفاق زیادہ گشت - و در سرشت نکوہیدہ مستحکم شد -

الذميمة - حتى سبق اخوانه في النميمة - وما ارىٰ مَنْسمرةً لشيطانه - الا ان ادعوه

تا آنکہ در غمازی از برادران خود درگزشت - و من آن حربہ کہ شیطانش را از و دور کند بجز ایں امر نمی بینم کہ

لامتحانه - فاقبل عليه اقبال طالب المناضل - ليتبين امر الجاهل والفاضل - و

امتحانش کنم - پس سوئے او ہمچو جویندہ محاربہ متوجہ می شوم تا کہ در جاہل و فاضل فرق پیدا شود - و

انه كان يطلبني لوغاه - فاليوم نرضيه بما يهواه - وقد غالبته من

او مرا برائے پیکار خود می طلبد - پس امروز آرزوئے او را باو دادہ او را خوش کنیم - و من پیش ازیں در سالے از سالہا

قبل ذات العوم - لازيل ما علا قلبه كالغيم - فقلت انتي كالرائد - وتمتع من المعا

او را مخاطب کردہ بودم تا آن ابر را از دل او برادرم کہ بر دلش برآمدہ است پس گفتم کہ ہمچو جویائے آب علف نزدم بیا

فان كنت رئيناك كسحاب مُطير - او ثبت معك من البلاغة كثير - نؤمن بك

واز خولہائے ما تمتع بردار - پس اگر ما ترا ہمچو ابر اندک بارندہ ہم یافتیم یا با تو ہمچو قوت ہا بیوت بلاغت ثابت شد - پس ما بتو

وبحسن بیانك. وتنشر صفات علوّ شانك - فیسوغ لك بعد ان تغلطنا فی املاءنا

وحسن بیان تو ایمان خواہیم آورد و صفات علوّ شان ترا شائع خواہیم داد۔ پس بعد ازاں ترا جائز خواہد بود کہ غلطی ما

وتاخذ اغلاط انشاءنا. کما انت تظن کالجاهلین الغافلین - ومع ذلك نحسبك

اور ما بیان کنی و خطاہائے ما را بگیری. چنانکہ ہمچو جاہلاں و غافلاں گمان میداری۔ و باوجود این خواہیم پنداشت

انّك ذو مقول جریّ - ونابغة كلام عربی - ویجوز لك ما لا یجوز لغیرك من ازدراءٍ

کہ صاحب زبان فصیح ہستی - و نابغہ کلام عربی - و برائے تو آن نکتہ چینی جائز خواہد شد کہ برائے دیگراں جائز

والطعن علیٰ املاءٍ - وتحمد عند الناس كالفاضلین المودبین -

نیست - و تو اہل دین خواہی گردید کہ عیب من بگیری و بر املاء من طعنہ زنی - و نزد مردم ہمچو فاضلان ادب ہنرمند تعریف کرد

واما طرز ازدراءك. قبل إثبات علمك وعلاءك - فما هٰذا الّا لبوس

خواہی شد۔ مگر طرز عیب گیری تو قبل از ثابت کردن علمیّت و بلندی تو - پس این لباس مردک کمینہ

سفیه یترك الحیاء - وعادة ضریر لا یریٰ الاضواء - فیحسب النهار المنیر

است کہ حیا را می گذارد۔ و عادت نابینائے ست کہ روشنی ہا را نمی بیند۔ پس روز روشن را تاریکی

ظلامًا - والوابل جهامًا - وان كنت من رجال هٰذا المضمار - وولیجة اهل هٰذه

می پندارد و باران بزرگ را ابر بے آب می انگارد۔ و اگر تو از مردان این میدان ہستی - و از خاصان اہل این خانہ ہستی

الدار - فارنا كمال انشاءك - قبل ازدراءك - وأتِ بكتاب من مثل هٰذا الكتٰب

پس ما را کمال انشاء خود بنما - قبل زینکہ نکتہ چینی کنی۔ و کتابے مثل این بیار -

ثم اجعل بینی وبینك حكمًا احدًا من اولی الالباب - فان شهد الحكم

باز در من و خود منصفے از دانایان مقرر کن . پس اگر آن منصف

علیٰ كمالك - وحسن مقالك - وظنّ انك جئت باحسن من كلامی - واریت نظامًا

بر کمال تو و حسن مقال تو گواہی دہد و گمان کند کہ تو کلامے احسن از کلام من آمدی - و نظامے نمودی کہ از

اجمل من نظامی۔ فذلک من بعد ان تتخذ جدّی عبثًا۔ وتجعل تبری خبثًا۔ و

نظام من اجمل است پس بعد زاں ترا اختیار خواہد بود کہ سخن تحقیق مرا عبث شماری وزر مرا چیزے فاسد خیال کنی و

ان تحسب دری الغرّ کلیل دامس۔ وبیانی الواضح کطریق طامس۔ وتشیع

اختیار تو خواہد بود کہ دُرِّ روشن مرا مثل شب تاریک پنداری۔ و بیان واضح را ہمچو راہ ناپدید خیال کنی - ولغزش مرا

عثاری فی العٰلمین۔ وان لّم تفعل ولن تفعل۔ فاتق لعن اللّاعنین۔

در جہانیاں شائع کنی۔ واگر چنیں نکنی و ہرگز نخواہی کرد۔ پس از لعنت لعنت کنندگان بترس۔

الالا تعبنی کالسفیه المشارز ۔۔۔ وانکنت قد ازمعت حربی فبارز

خبردار باش ہمچو سفیہ جنگ کنندہ عیب من مکن ۔۔۔ واگر بریں آمادہ شدی کہ با من جنگ کنی پیش میدان جنگ بیرون آ

وانک تذکرنی کرجل محقّر ۔۔۔ وتلمزنی فی کلّ ان کمارز

و تو مرا مثل تحقیر کنندہ یاد می کنی ۔۔۔ و ہمچو گزندہ در ہر وقت عیب من مے گیری

وانّا سمعنا کلّما قلت نخوةً ۔۔۔ اتحسب خضرائی بمحق کتارز

و ما ہمہ آنچہ از تکبر گفتی شنیدہ ایم ۔۔۔ آیا سبزہ مرا ہمچو چیزے خشک می انگاری

وما کنت صوّالًا ولکن دعوتنی ۔۔۔ وقد بان انّک تزدرنی کغارز

و من نمی خواستم کہ بر تو حملہ کنم لیکن تو خود مرا خواندے ۔۔۔ و ظاہر شد کہ ہمچو سپوزندہ سوزن عیب من می گیری

ولاخیر فی طغواک یا ابن تکبر ۔۔۔ ویفقاء ربّی عین دون معارز

و درین کہ از حد در گزشتی اے پسر تکبر ہیچ نیکی نیست ۔۔۔ و خدائے من کینہ جنگ کنندہ را کور مے کند

تحرّج علی نفس تبیدک واجتنب ۔۔۔ مناهج نقاءٍ فاجئتک کفارز

پس نفس ہلاک کنندہ را سخت بگیر ۔۔۔ و از راہ ہائے آن کوری بپرہیز کہ ہمچو جدا کنندہ چیز از چیز ناگاہ ترا گرفت

ولاتنتهج سبل الغوایة واکتئب ۔۔۔ علی ما عراک وتب بقلب ارز

پس طریق گمراہی را اختیار مکن ۔۔۔ و بلائے کہ بر تو آمدہ است ازاں غمگین باش و با دل ثابت توبہ کن

ومن المعترضين المذكورين۔ شيخ ضال بطالوی۔ وجارٍ غوىّ۔ يقال له

دیگے از اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ است۔ اورا

محمد حسين۔ وقد سبق الكل فى الكذب والمين۔ وانه أبٰى

محمد حسین مے گویند۔ واز ہمہ در دروغ وناراستی سبقت بردہ است۔ واو انکار کرد

واستكبر۔ واشاع الكبر واظهر حتّٰى قيل انه امام المستكبرين۔ ورئيس

وتکبر نمود۔ وتکبر را شائع کردہ وظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام متکبران است۔ ورئیس

المعتدين۔ ورأس الغاوين۔ هو الذى كفّرنى قبل ان يكفر الأخرون۔ واعترض

تجاوز کنندگان۔ وسر گمراہان است۔ او ہمان شخص است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت۔ وبر کتابہائے

على كتبى واظهر جهله المكنون۔ فقال ان تلك الكتب مشحونة من الاغلاط

من اعتراض کرد۔ وجہل خود ظاہر نمود۔ پس گفت کہ این کتابہا از غلطی پُر ہستند ودر گل

وساقطة فى وحل الانحطاط۔ وليست كماءٍ معين۔ وان هٰذا الرجل من

انحطاط فرو افتادہ اند۔ وہمچو آب صافی نیست۔ واین شخص از جاہلان است

الجاهلين۔ وكلما يوجد فى كتبه من ملحها وقيافيها۔ فليس قريحته حجر

وہرچہ از کلمات نمکین وقافیہ ہا در کلام او یافتہ مے شود۔ پس آن طبعزاد او

اثافيها بل تلك كلم خرجت من اقلام الأخرين۔

وسنگ طبیعت او نیست بلکہ این کلمات از قلمہائے دیگران برآمدہ اند۔

فقلت يا شيخ النوكٰى۔ وعدو العقل والنهٰى۔ ان كتبى مبرءة مما

پس گفتم کہ اے شیخ احمقان ودشمن عقل ودانش۔ بہ تحقیق کتاب ہائے من آنچہ گمان کردی

زعمت۔ ومنزّءة[1] عما ظننت۔ الّا سهو الكاتبين۔ او زيغ القلم بتغافل منّى[2] لا

بری ہستند۔ واز آنچہ زعم تست منزہ ہستند۔ مگر سہو کاتب یا کجی قلم از تغافل من نہ مثل جہل جاہلان

من سهو الكاتب والصواب "منزهة" شمس

كجهل الجاهلين۔ فان قدرت ان تثبت فيها عثارا فخذ منّي بحذاء كل لفظ غلط

پس اگر تو میدانی کہ دران کتابہا لغزش ثابت کنی پس از من بمقابلہ ہر لفظ غلط دینارے بگیر

دينارا۔ واجمع صريفا ونضارا۔ وكن من المتمولين۔ وهذا صلة تلائم هواك۔ و

وسیم وزر را جمع کن۔ واز مالداران بشو۔ وایں آن انعام است کہ مناسب حال خواہش

تقربه عيناك۔ وتستريح به رجلاك۔ فتنجو من السفر الدائم۔ ولا تتيه كالشارد

تست۔ وبدو چشم تو خنک خواہد شد۔ وہر دو پائے تو ازاں آرام خواہند گرفت پس از سفر دائمی نجات خواہی یافت

الهائم۔ وتقعد كالمتنعمين۔ وتغني به عن حبائل اخرى۔ ومكائد شتى۔ واشاعة

وہمچو سرگردان آوارہ نخواہی گردید۔ ومثل متنعمان خواہی نشست۔ وبدیں مال از مزعدی دامہائے دیگر وفریبہائے گوناگوں

عدوّ السنة۔ ووعظ الدجل والفرية۔ وتعيش كالمستريحين۔

واشاعۃ السنہ کہ در اصل عدوّ السنہ است واز دجل وفریب بے نیاز خواہی شد وہمچو آرام یابان زندگی خواہی گذرانید۔

بيد اني اريد ان ارى قبله ريّا فصاحتك واشاهد ريح بلاغتك۔ لافهم

مگر این است کہ می خواہم کہ قبل ازیں امر خوشبوئے فصاحت ترا بینم وبوئے بلاغت تو مشاہدہ کنم۔

انك من علماء هذه الصناعة۔ ومن اهل تلك الصّولة۔ ولست

تا بہ بینم کہ تو از علمائے این صناعت ہستی۔ واز آنان ہستی کہ اہل ایں حملہ ہستند۔ واز

من الجاهلين المحجوبين العمين۔

جاہلان ومحجوبان ونابینایان نیستی۔

فاتفق لوشل حظّه المنحوس۔ ونكد طالعه المنحوس۔ انه ما قبل

پس بباعث کم نصیبی وبدبختی طالع منحوس او ایں اتفاق افتاد کہ او ایں انعام را قبول نکرد

هٰذه الصلة۔ وما سنّى نفسه ليقبل هٰذه الشريطة۔ وخشي الذلة

وخویشتن را بر بلندی آمادگی نیاورد تا شرط ما را قبول کند۔ واز ذلت ورسوائی

والفضيحة - وتوارىٰ كالمتخوفين - وقال لو نشاء لقلنا مثل هذا ولكنا لسنا

خود ترسید - و ہمچو ترسندگان پوشیده گشت - وگفت اگر بخواہیم مثل این بگوئیم - ولیکن ما را فراغتے

بفارغين - وما خرج من بيته - وما ارىٰ نموذج زينته - وما تفوّه الّا كالمتصلفين

نیست - واز خانه خود بیرون نیامد - ونمونه زینت خود ننمود - و بجز لاف زنی ہیچ سخنے نکرد -

وتحرّيتُ في ملتى مرضاته - لانقدّ بحيلة حصاته - وامخض لبنه وارىٰ جهلاته

و من در انعام خود رضائے او را خیال کردم - تا بکدام حیله عقل او را بیازمایم - واز ضمیر او مسکه بیرون آرم و جہل او

فكان النعاس راود آماقه - او الخنّاس حبّب اليه اباقه - فرئيت ان حرّه

بنمایم - پس گویا خواب او را نزد خود خواند - یا شیطان او را رغبت گریختن داد - پس دیدم که تمام گرمی او

قد باخ - وعزمه هرم وشاخ - وترىٰ كالمضمحلين -

سرد شد - وقصد او پیر فرتوت گشت - و ہمچو مضمحلان شکل نمود -

ووالله انّي استيقن انه لا يقدر علىٰ املاء سطر او سطرين - وكلما

و بخدا مرا یقین است که او بر نوشتن یک سطر یا دو سطر ہم قادر نیست - و ہر چه

يقول يقول من المين - بل لا اظن ان يقدر علىٰ فهم مقالي - ويبيّن في المجلس

می گوید از دروغ میگوید - بلکه مرا این گمان ہم نیست که او سخن من بفہمد - و در مجلس مضمون قول من

فحواء اقوالي - وانه من الكاذبين - وانّي اعرفه من قديم الزمان - ولكنّي كنتُ

بیان تواند کرد - واو از دروغگویان است - ومن او را از زمانه قدیم می شناسم - لیکن من حال او را

استر حاله واسعىٰ للكتمان - بل اذا نطق احد لافشاء سرّه - فطويته علىٰ غرّه

پوشیده می داشتم - بلکه چون کسے برائے دریدن پرده او گفتگو کردے - پس من آن گفتگو را بر شکن آن

وصُنتُ عرضه من الناهشين ثم رئيت انه لا يسكّ عند غلوائه - ولا ينزغ عن نفسه

می پیچیدم - وآبروئے او را از گزندرسانندگان محفوظ داشتم - باز بدیدم که او وقت تجاوز از حد ہیچ پروائے ندارد - واز نفس خود جامهٔ

ثوب خیلاءہ - ولایترک سیر جہلاتہ - ولایتوب من نزغ عبیلاتہ - بل یظن

پندار را بر نمی کشد - و سیر تہہائے جہالت را نمی گذارد - واز کارہائے باطل خود توبہ نمی کند - بلکہ گمان مے کند کہ مکر او اورا

انہ ینفعہ کیدہٗ - ویسخر بہ صیدہٗ - فلما رئیت ان اعمالہ ستوبقہ - وان دلالہ

نفع خواہد داد - واز مکر او شکار او در قابوئے او خواہد آمد - پس چون دیدم کہ اعمال او عنقریب اورا ہلاک خواہند کرد - و نازاو

سیقلقہ - اشعت من سیاتہ بعض الہناۃ - وانما الاعمال بالنیات - وعلیہا

عنقریب اورا بیقرار خواہد نمود - بعض بدیہا اورا شائع کردم - و اعمال بہ نیت ہا وابستہ اند - و مدار مجازات بر نیت

مدار المجازات - ثم نعود الی قصتنا الاولیٰ - فاعلم انہ دعانا ثم ابیٰ - وما حملہ علیٰ

ست - باز ما سوئے قصہ اول عود می کنیم - پس بدان کہ اول او مارا بخواند باز سر بتافت - واین کنارہ کشی از سبب از و صادر شدہ

ذالک الا الخوف احرقہ بنار اللظیٰ - فانہ قرع کتبنا فوجدہا کالدرر اجلیٰ - فاوجس فی

کہ اورا آن خوف گرفت کہ بنار دوزخ اورا بسوزانند - چرا کہ او کتابہائے مارا مثل گوہر تابان یافت - پس در دل خود خوف

نفسہ خیفۃً وما ابدیٰ - وانقض ظہرہ ما رایٰ - فما تمالک ان یشجع قلبہ المزءود - و

نشانید و ظاہر نہ کرد - وآنچہ دیدہ بود کمر اورا بشکست - پس مالک این امر نماند کہ دل ترسندہ خود را دلیر تواند کرد - و

یحضر الموطن الموعود - ویری جناہ والعود - بل اشار الی رجیل وغب - وفرخ لیس علیہ

در میدان بحث حاضر تواند شد و ثمرہ خود را و شاخ خود را بنماید - بلکہ سوئے مردکے احمق اشارہ کرد - آن مردکے کہ چوزہ است

الا زغب - واحتال وقال انی لن اخرج من حجری - وہذا تلمیذی وقد ربی فی

واندک موہائے باریک بر خود دارد - وحیلہ کرد و گفت کہ من از سوراخ خود ہرگز بیرون نخواہم آمد - واین شاگرد من است و در کنار من

حجری - فبارزہ ان کنت من المبارزین - وانی انساب کالتنین من خوف القاتلین -

پرورش یافتہ - پس اگر خواہی با او مقابلہ کن - ومن در سوراخ خود واپس می روم ہمچنان مار از اندیشہ کشندگان بسوراخ خود می خزد

فقلت یا ہذا لا تحسب ان تنجو من مخلبی بکید - ولو صرت جدّ ابا زید -

پس گفتم اے فلان این گمان مکن کہ از پنجہ من بمکرے نجات خواہی یافت - اگر ابو زید (اہل مقامات

وانی اعلم حیل الماکرین - الا تعلم انه مِن ادنیٰ تلامیذک - وماشرب الاجرعة

را پدر پدر شوی - ومن حیله‌هائے مکر کنندگان را می شناسم - آیا نمی دانی که او از ادنیٰ شاگردان تست - واز نبیذ تو بجز یک جرعه

من نبیذک - فانه لیس کمثلک فی الطاقة العلمیة - ولا علیٰ غلوة مِن مراحلک

ہیچ نخورده - زیرانکه او در طاقت علمیه مانند تو نیست - ونه از مراحل معلومه تو بر فاصله یک تیر

المعلومة - فضلًا مِن ان یکون اکبر منک فی العلوم - فلا تفوض امرک الی الغبی

پرتاب است - قطع نظر ازینکه در علوم از تو بزرگتر باشد - پس امر خود را سوئے کند ذہنے

الزغوم - ولا تکن من الخادعین - وانت تعلم انه کابن بوحک - او شقیق روحک

مسپار - که فرومانده در سخن است واز مکاران مشو - وتو میدانی که او مثل پسر نفس تو یا برادر خورد رُوح تست -

وماشرب الامن صبوحک - وقد غذی بلبانک - فقصته تُطوی بقصّتک -

واز شراب تو خورده است - واز شیر تو پرورش یافته - پس قصّه او بقصه تو طے خواهد شد -

وبعد هزیمتک هزیمته بیّن - واذا مزّقنا الصلب فقد کُسر لیّنه فاذا سمع قولی

وبعد شکست تو شکست او ظاهر است - وچون سخت را پاره پاره کردیم پس شکستن نرم ظاهر است - پس چون قول مرا

ورأیٰ صولی - ففر کفرّ الوعل - وانساب الیٰ جُحره بالمعل - ونسی کل اریز کالمتندمین -

شنید وحمله مرا دید همچو بز کوهی بگریخت - وسوئے سوراخ خود بشتابی رجوع کرد - وهمه جوش را همچو شرمندگان فراموش

واحفظته بکلم مولمة - والفاظ موجعة - لعله یقوم لمناضلة - ویاتینی لمصار-عة

نمود - ومن او را بکلمات درد رساننده در غضب آوردم والفاظ دلآزار گفتم - تا باشد که او برائے جنگ من برخیزد - وبرائے

ثما اُتی المضمار - وحسب انه یلج النار - واختفی کالمذروعین -

باهمی کشتی نزد من بیاید - پس بمیدان نیامد وگمان کرد که داخل آتش خواهد شد - وهمچو ترسندگان پوشیده شد -

ثم ماغبر علیٰ ذالک الزمان - الا شهر او شهران - حتّیٰ اشاع فی تحقیری رسالة

باز برین امر بجز ماہے یا دو ماه نگذشت که یک رساله در تحقیر من شائع کرد -

وعزا الیّ زندقة وضلالة۔ لیستر به جهلا یخزیه۔ ویزین شأنه فی اعین تابعیه۔

وسوئے من زندقہ وگمراہی را منسوب کرد۔ تاکہ بدین حیلہ آن جہل را بپوشد کہ او را رسوائی کند۔ وشان خود را در چشم

ویکثر سواد طالبیه۔ ویؤذی قلوب المسترشدین فلمّا رئیت انه افاق من

تابعین خود زینت دہد۔ وگروہ طالبان را بیفزاید ودل مردم رشید را بیازارد۔ پس چون دیدم کہ او از غشی خود

اغمائه۔ وضحك بعد بکائه۔ ورجع الیٰ أدارجه۔ واستراح بعد انزعاجه

بہوش آمد وبعد گریستن بخندید۔ وسوئے راہ ہائے خود واپس رفت۔ وبعد رنج آرام یافت۔

ورقأت دمعته۔ وانفثأت لوعته۔ رئیت ان اتمّ علیه الحجة مرّة ثانیة۔

واشک او بایستاد۔ وسوزش او کم شد۔ مناسب دیدم کہ حجت را بر و تمام کنم۔

واسلط علیه من الحق زبانیة۔ فالیوم قمت لهذا المرام۔ لعل الله

واز حق سیاست کنندگان را بر و مسلط کنم۔ پس امروز برائے ہمیں مطلب استادہ ام۔ شاید اللہ تعالیٰ سوئے دار السلام

یهدیه الیٰ دار السلام۔ انه یحول بین المرء وقلبه وانه یشفی المأوفین۔

او را ہدایت نماید۔ بہ تحقیق خدا تعالیٰ در انسان ودل او حائل میشود۔ وآفت زدگان را شفا می بخشد۔

فیا ایها الشیخ الضال۔ والمفتری البطّال۔ الم یان لك انْ تتوب

پس اے شیخ گمراہ ومفتری بطّال آیا تا ہنوز برائے تو وقت نرسیدہ است کہ توبہ کنی

وتلین البال۔ اتفرح بحیاة فیه البلایا۔ وفی اٰخرها المنایا۔ طالما

ودل تو نرم گردد۔ آیا بدین زندگی خوش میشوی کہ در آن آفات اند ودر آخر او مرگہا ست۔ مدتے شد

ایقظتُك بالوصایا۔ ووضعتُ امام عینیك المرایا ثم اقسمت لعلّك تطمئن

کہ من بوصیت ہا ترا بیداری کنم۔ وپیش چشم تو آئینہ ہا نہادم۔ باز قسم خوردم شاید تو بقسم مطمئن شوی

بالالایا۔ فقلت والله انّی لست بمفتری واعوذ برب البرایا۔ ان اسعیٰ الی الخطایا

پس گفتم کہ بخدا من مفتری نیستم وپناہ خدا می گیرم کہ سوئے خطا ہا بپویم۔

فما ظننت الّا ظن السوء وما تکلمت الّا کالمجترئین۔ ایها الشیخ ان الدنیا فانیة۔

پس تو بجز ظن بد ہیچ نکردی و بجز بیباکی ہیچ گونہ کلام نکردی۔ اے شیخ دنیا فانی است۔

والذی یبقی فهی حضرة ربانیة۔ تری رجلا متنعما فی المساء۔ ثم تری ذات بکرة انه

وآنچہ باقی خواہد ماند آن ذات الٰہی است۔ وشخصے را بوقت شام در خوشحالی می بینی باز در صبحے می بینی کہ او از

لیس من الاحیاء۔ والموت یهلك افعی اعجز الراقی۔ وکل شیءٍ فانٍ ویبقی وجه

زندگان نیست۔ وموت آن مار راہم میکشد کہ از وافسون کنندگان عاجز می آیند۔ وہر چیز در معرض فناست و

الله الباقی۔ وایم الله ان دیمتی قد انهلّت من الرحمان۔ لا من مساعی الانسان

خدائے کہ نام او باقی است باقی خواہد ماند۔ وبخدا کہ باران پیوستہ من از خدا تعالیٰ ریختہ است نہ از کوشش ہائے انسان

ولذالك دعوتك ان تاتینی کصدیق حمیم۔ فاظهرت نفسك کصدید حمیم

واز ہمیں سبب ترا خواندہ بودم کہ ہمچو دوست صادق نزدم بیائی۔ پس خویشتن را ہمچو زرداب ظاہر کردی۔

وانّی ایّدت من الله القدیر۔ واعطیت عجائب من فضله الکثیر۔ ومن آیاته

ومن از خدائے قدیر تائید یافتہ ام۔ واز فضل او کہ بسیار است عجائب او دادہ شدہ ام۔ واز نشانہائے او

انه علّمنی لسانا عربیّة۔ واعطانی نکاتا ادبیة۔ وفضلنی علی العالمین

یکے این است کہ او مرا علم زبان عربی بیاموخت۔ ومرا نکات آن زبان بخشید۔ ومرا بر عالمان این زمانہ

المعاصرین۔ فان کنت فی شك من آیتی۔ وتحسب نفسك عدوّ بلاغتی

فضیلت داد۔ پس اگر تو از نشان من در شک ہستی۔ ونفس خود را معارض بلاغت من می پنداری۔

فتحام القال والقیل۔ واکتب بحذائی الکثیر او القلیل۔ وجدّد التحقیق و

پس ہمہ قال وقیل بگذار وبمقابل من کثیر نویس یا قلیل نبویس۔ واز سر نو تحقیق کن و

دع ما فات۔ وبارز فی موطن وعیّن له المیقات۔ وعلیّ وعلیك ان نحضر

گزشتہ را ترک کن۔ ودر میدانے بمقابلہ من بیا وتاریخ حاضری مقرر کن۔ وبر من وبر تو واجب خواہد بود کہ

یوم المیقاة بالرأس والعین ۔ ونناضل فی الاملاء کالخصمین ۔ فان زدت

درروز مقرر بچشم وسر حاضر شویم ۔ ودر املاء ہمچو دو خصم محاربہ کنیم ۔ پس اگر تو در بلاغت

فی البلاغة وحسن الاداء ۔ وجئت بکلام یسر قلوب الادباء ۔ فاتوب علیٰ یدک

وحسن ادا غالب آمدی ۔ وکلامے آوردی کہ دل ادباء را مسرت رساند ۔ پس من بر دست تو از ہمہ آنچہ

من کلما ادعیتُ ۔ واحرق کل کتاب اشعتہ او احضیتُ ۔ و واللہ انی افعل

دعویٰ کردم توبہ خواہم کرد ۔ وہر کتابے کہ شائع کردم یا ہنوز شائع نکردم خواہم سوخت ۔ وبخدا من ہمچنیں

کذالک فانظر انی اقسمت وآلیتُ ۔ فارحم الامة المرحومة ۔ وعالج الفتن المعلومة

خواہم کرد ۔ پس بہ بین کہ من قسم خوردہ ام ۔ پس بر امت مرحومہ رحم کن ۔ وفتن ہائے معلومہ را تدبیر فرما ۔

فان الفتن کثرت ۔ والآفات ظہرت ۔ وکُفّر فوج من المسلمین من غیر حق و

چراکہ فتنہ ہا بسیار شدہ اند ۔ وآفت ہا بظہور آمدہ اند ۔ وگروہ کثیر مسلمانان ناحق کافر قرار دادہ شدہ اند و

الالسن فیہم طالت ۔ فقم رحمک اللہ ولا تقعد کالمنافقین ۔

زبان ہا درایشان دراز شدند ۔ پس برخیز خدا بر تو رحم کند و ہمچو منافقین منشین ۔

الا تستیقن انک من العلماء الراسخین ۔ والادباء القادرین ۔ ثم مع

آیا یقین نمی داری کہ تو از علماء راسخین وادباء قادرین ہستی باز با این ہمہ

ہذا تعلم ان اللہ مؤید الصادقین ۔ ومخزی الکاذبین ۔ واللہ مولیٰ اہل الحق

میدانی کہ خدا مؤید صادقان خواہد بود ۔ وکاذبان را رسوا خواہد کرد ۔ وخدا اہل حق را مولیٰ است

ولا مولیٰ للمفترین ۔ وان لم تقدر علی المقابلة ۔ ولم تقم للمناضلہ ۔ فرضیت

ومفتریان را ہیچ مولیٰ نیست ۔ واگر بہ مقابلہ من قادر نتوانی شد ۔ وبرائے معارضہ نتوانی برخاست پس من بدین

بان تسمعنی ما اکتب من العبارات الانیقة ۔ والجمل الرشیقة

قدر ہم راضی ہستم کہ آن عبارات خوب وجملہ ہائے مرغوب کہ من نویسم مرا بشنوانی ۔

وكفانی لو فزت بهٰذه الطریقة ۔ واظهرت ما قلت علی الحاضرین ۔ ولٰكنّی جرّبتك

واگر بدیں طریق کامیاب شدی ۔ واز گفتارِ من حاضرین را مطلع گردانیدی مرا ہمیں قدر کافی است ۔ مگر من از سالہا

مُذ اعوام ۔ انك لا تقوم فی مقام ۔ ولا ترید قطع خصام ۔ وتنحت فی آخر الامر

تا آزمودم کہ تو در ہیچ مقامے توانی ایستاد ۔ ونمی خواہی کہ ہیچ خصومتے را قطع کنی ۔ و در آخر کار حیلہ ہائے سست

حیلًا واهیة ۔ ومعاذیر منسوجة كاذبة ۔ وتفر كالمحتالین ۔ فعلیك ان

مے تراشی ۔ و عذرہائے از دروغ بافتہ درمیان می آری ۔ و مثل حیلہ گراں می گریزی ۔ پس بر تو لازم خواہد بود کہ

لا تحتال كایام سابقة ۔ وتحضر علی المیقات فی رباعة مقررة ۔ فان كنت غالبًا

ہمچو روزہائے گذشتہ حیلہ ہا درمیان نیاری ۔ و بروقت میعاد در گشتی گاہ مقررہ حاضر شوی پس اگر تو غالب شدی

وفاء أمرك الی غلبة ورشاد ۔ فاخفض لك جناح انقیاد ۔ واتوب علی یدیك

و امر تو سوئے غلبہ و سامان رجوع کرد ۔ پس برائے تو بازوئے اطاعت خمیدہ خواہم کرد ۔ و بر دست تو باعتقاد توبہ

باعتقاد ۔ كالذی قفل من ضلال الی سداد ۔ فألفت الیوم وجهی الیك یا ابا المراء

خواہم نمود ۔ مثل آن کسے کہ از گمراہی سوئے صلاحیت رجوع کرد ۔ پس امروز روئے خود سوئے تو و سوئے برادران تو

والی اخوانك من العلماء ۔ وادعوكم الی مأدبتی الجفلا ۔ وأبلغ دعوتی الی

از علماء متوجہ کردم ۔ وشما را سوئے مہمانی عام خود می خوانم ۔ وہمہ باشندگان شہر و جنگل را

أهل الحضارة والفلا ۔ فعلیكم ان لا تعرضوا عن هٰذه الدعوة ۔ كما أبیتم ذات

دعوت من است ۔ پس بر شما لازم است کہ ازیں دعوت اعراض نکنید ۔ چنانچہ پیش زین یکدفعہ

مرّة فی الایام السابقة ۔ فان هٰذا یقضی بین الصادقین والكاذبین ۔ و

انکار کردہ آید ۔ چراکہ ایں تجویز در صادقان و کاذبان فیصلہ خواہد کرد ۔ وازو

تتجلی منه اٰیة ربّ العٰلمین ۔ وتستبین سبیل المجرمین ۔

نشان خدا تعالیٰ ظاہر خواہد شد ۔ و راہ مجرمان مکشوف خواہد گردید ۔

بیدانی لا اظن ان تحضروا لفصل هٰذه القضية - والرجاء منقطع

مگر من یقین نمی کنم کہ برائے فیصلہ ایں مقدمہ شما حاضر خواہید شد - واز تو واز امثال تو درین کار بند

منك ومن امثالك فی هٰذه الخطة - فكانی استنزل العصم من المعاقل

امید منقطع است - پس گویا کہ من بزہائے کوہی را از بلندی کوہ ہا میخوانم

او اطلب الولد من الثاقل - او استقری الدهن من الحديد - او ابغی الطيب

یا از زن فرزند مردہ فرزندی خواہم - یا از آہن دہن را تلاش می کنم - یا از زرداب خوشبو

من الصديد - واری انی ارجع اليكم كالخاطئين - واضيع وقتی فی سوالی

می جویم - دمی بینم کہ ایں خطاءمن است کہ سوئے شما متوجہ می شوم - وبسوال از محرومان وقت خود را

من المحرومين - وانی لم افعل ذالك لو لم يكن مقصدی إتمام الحجة - و

ضائع می کنم - ومن ایچنیں نکردے اگر مقصد من اتمام حجت واظہار حق بودے -

اظهار الحق على الخاصة والعامة - وانی ادعوكم اولا الى المباهلة - فان لم تقبلوا

ومن شما را اوّل سوئے مباہلہ می خوانم - پس اگر قبول نہ کنید

فادعوكم الى ان يجيئنی احد منكم لرؤية آيتی ويلبث عندی الى السنة الكاملة - وان

پس این دعوت می کنم کہ تا سالے کسے از شما نزد من بماند - تا نشانم بیند - واگر ایں

لم تقبلوا فادعوكم الى المناضلة فی العربية - بالشريطة المذكورة والآتية - وان

ہم قبول نہ کنید پس برائے معارضہ زبان عربی می خوانم - بشرطیکہ مذکور است ونیز آئیدہ ذکر آن خواہد آمد - واگر

لم تستطيعوا فُرادی فُرادی - فما اضيق الامر على من عادی - بل اٰذن لكم ان

یک یک طاقت ندارید - پس بر دشمنان خود امر را تنگ نمی کنم - بلکہ شما را اجازت می دہم کہ

يجلس بعضكم بالبعض كالناصرين -

بعض بعض را مددگار شوند -

ثم اعلم ایها الشیخ الضال - والدجّال البطّال - ان الثمانیة الذین هم

باز اے شیخ گمراہ و دجّال بطّال بدانکہ آن ہشت کہ

ثمار عودك - ووَقود وُقودك - الذین اُدخلوا فی التسعة المخاطبین - فمنهم

میوہ ہائے شاخ تو - و ہیزم آتش افروختہ تو ہستند - آنانکہ در نُہ مخاطبان داخل اند - پس یکے از آنہا

شیخك الضال الكاذب نذیر المبشرین ثم الدهلوی عبد الحق

شیخ گمراہ و دروغگو تست کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان را می ترساند - باز عبد الحق دہلوی کہ

رئیس المتصلفین - ثم عبد الله التونكی ثم احمد علی السهارنفوری من المقلدین

رئیس لاف زناں است - باز عبد اللہ ٹونکی - باز مولوی احمد علی سہارنپوری از مقلدان

ثم سلطان المتكبّرین - الذی اضاع دینه بالكبر والتوهین - ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین جیپوری است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد - باز محمد حسن

الامروهی الذی اقبل علیّ اقبال من لبس الصفاقة - وخلع الصداقة

امروہی کہ سوئے من ہمچو بے حیایان متوجہ شد - و از راستی خود را دور افگند -

+ الحاشیه - هذا الرجل لا یحسب العربیة المباركة ام الالسنة - بل هی

این شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد - بلکہ عربی

عنده مستخرجة من العبریة - التی هی لها كالفُضالة - ویستیقن ان اثبات

نزدیک او از عبرانی خارج کردہ شدہ است - حالانکہ عبرانی عربی را مثل فضلہ است - و این شخص یقین می کند

هذه الخطة عقدة مستصعبة الافتتاح - او كزندة مستعسرة الاقتداح - مع انا

کہ عربی را ام الالسنہ قرار دادن کارے مشکل است کہ نتواند شد - یا مثل سنگے است کہ از آن آتش بیرون نتواند آمد

فرغنا من فتح هذا المیدان - فی كتابنا منن الرحمٰن - وسوف

حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم - و این فراغت در کتاب

واعتلقت اظفاره بعرضى كالذياب ۔ ومخلبه بثوبى كالكلاب ۔ ونطق بكلم

وناخن ہائے ہمچو گرگان بآبروئے من آویخت ۔ وپنجہ ہمچو سگان بجامہ من درآویخت ۔ وسخنانے بر زبان خود

لاينطق بمثلها الا شيطان لعين ۔ وآخرهم الشيطان الاعمٰى ۔ والغول الاغوىٰ ۔

آورد کہ بجز شیطان لعین ہیچکس بدان گونہ تکلم نکند ۔ واز ہمہ آخر شیطان کوراست ودیو گمراہ ۔

يقال له رشيد الجنجوهى ۔ وهو شقى كالامروهى ۔ ومن الملعونين ۔

کہ او را رشید احمد گنگوہی مے گویند ۔ واو ہمچو محمد حسن امروہی بدبخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است ۔

فهٰؤلاء تسعة رهط كفّرونا وسبّونا وكانوا مفسدين ۔ ونذكر معهم الشيخين

پس این نہ شخص اند کہ تکفیر ما کردند ودشنا مہا دادند ۔ واز مفسدان ہستند ۔ وما با اوشان دو مشہور شیخ را

المشهورين ۔ يعنى الشيخ الله بخش التونسوى والشيخ غلام نظام الدين

نیز ذکر می کنیم ۔ یعنی شیخ الہ بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی

يشاع فى الديار والبلدان ۔ فيومئذ تسودّ وجوه المنكرين ۔ وانا نُمونا فى افكارنا ۔

ملن الرحمٰن شدہ است ۔ وعنقریب آن کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد ۔ پس دران روز روئے منکران سیاہ

وايّدنا فى انظارنا ۔ من الله ربّ العالمين ۔ ودسنا فيه كل دوْس ۔ الذين يقولون

خواہد گردید ۔ وما در فکرہائے خود ونظرہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم ۔ وما آنانرا کہ میگویند کہ عربی

انّ العربيّة ما سبق غيرهٔ بطوْس ۔ بل هي كاللباس المستبذل او الوعاء

درحسن خود بر غیر خود سبقت نبردہ است ۔ بلکہ آن مثل لباس کار آمدہ یعنی کہنہ وظرف مستعمل یعنی

المستعمل وكشىءٍ هو سقط صلفة غير معين ۔

بیکار است ومثل چیزے ردی بے سود است کہ ہیچ نفع نہ بخشد ۔ در آن کتاب بخوبی پامال کردیم ۔

وانا اثبتنا دعوٰنا حق الاثبات ۔ وارينا الامر كالبديهيات ۔ مبيين غير مُستقلين ۔

وما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردن است تا ثابت کردیم ۔ وامر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم ۔ و

البریلوی- وانهما من المعرضین- فندخلهم فی الذین خاطبناهم لیکونا من

وایں ہر دو از اعراض کنندگان ہستند- پس ما ایشانرا نیز ہم در آنان داخل میکنیم کہ مخاطب ما ہستند

المصدقین او المکذبین- وما نقول فیهم شیئًا الا بعد ان یرینا الله وهو اعلم

تا از زمرۂ مصدقان شوند یا از مکذبان- و ما در حق ایشان چیزے نمی گوئیم- مگر آنچہ خدا تعالیٰ بر ما ظاہر کند- و او ہر چہ

بمافی صدور العلمین- بید اننا نجعلهما غرضًا لهٰذه المخاطبات وندعوهما للمباهلة

در سینہ ہائے مردم است خوب می داند- مگر این است کہ ما ہر دو را ہمچو برادران اوشان نشانۂ این مخاطبات می سازیم-

او رؤیة الآیة او للمناضلة فی عربی مبین-

و ایشانرا برائے مباہلہ یا برائے دیدن آیات یا برائے مقابلہ انشاء عربی می خوانیم-

فیاحسرة علی وهن آراء علمائنا الجهلاء- ان هم الا کالعجماء- ولا یدرون مناهج

بر راہ صواب رفتیم و ہیچ غلطی نکردیم- پس بر سستی رائے علماء ما کہ در حقیقت جاہل اند حسرتہاست- ایشان

تحقیق الاشیاء- وما کانوا متدبرین- کثرت البدعات وعم البلاء- وکل طرف

مثل چارپایہ ہستند- و طریقہ تحقیق اشیاء را نمی دانند و متدبر نیستند- و بدعتہا و بلاہا بسیار شدہ اند- و در

فتنة صماء- والعلماء السفهاء- فارحم عبادک یا ارحم الراحمین-

ہر طرف فتنہ خطرناک است- و علماء این سفیہان ہستند- پس خدایا بر بندگان خود رحم کن-

واما سبب هٰذه الخطاء الازحل- فاعلم انهم قوم رغبوا فی فضالة

و سبب این خطا کہ دور از حقیقت است این است کہ این مردم در فضلہ خوردہ دیگران رغبت کردہ اند

المآکل- وما جاهدوا لتجدید المنهل- وما حبسوا انفسهم علی معارک التحقیقات-

و خود برائے تازہ کردن چشمہ کوشش ننمودند و نفسہائے خود را در معرکہائے تحقیقات ضبط نکردند- بلکہ ہمچو طبیعتہائے غرق جہالت

بل رضوا کالطبائع خرقاء بالتقلیدات- واطلقوا جرد الامعان والاتبات- کالمتغافلین

بہ تقلید راضی شدند- و اسپان فکر و ثبوت بہم رسانیدن را از دست خود چون لاپروایان

واماّ الاٰخرون الذین سمّوا انفسھم مولویین۔ مع کونھم من الغاوین

مگر آن دیگر مردمان کہ باوجود جاہل بودن نام خود مولوی نہادہ اند ۔

الجاھلین فنُنزّہ الکتاب عن ذکرھم ولا ننجس الصحیفۃ من کثرۃ ذکر الخبیثین

پس ما کتاب را از ذکر اوشان پاک می داریم واین رسالہ را از کثرت ذکر خبیثان نجس نخواہیم کرد

من غیر ضرورۃ وانھم من الجاھلین المعلّمین۔ الذین یقلدون اکابرھم ولیسوا

وایشان آن جاہلان ہستند کہ در شرارتہا تعلیم دادہ شدہ اند ۔ ومقلد اکابر خود ہستند واز

من المتدبرین۔ فایّھا الشیخ انی اعلم انک رئیس ھٰذہ الثمانیۃ۔ وکمثل امام

تدبیر کنندگان نیستند۔ پس اے شیخ من می دانم کہ تو رئیس این ہشت کس ہستی ۔ واین گروہ باغی را مثل

غیر مبالین۔ واناّ اذا فحصنا حق الفحص الدقیق۔ وبلّغنا الامر الی اقصی مراتب

رہا کردند ۔ وما چون بنظر دقیق تفحص کردیم۔ وکار را تا نہایت درجہ تحقیق رسانیدیم

التحقیق۔ فانکشف انّ الالسن کلھا ماخوذۃ من العربیۃ۔ ومستخرجۃ من

پس ظاہر شد کہ ہمہ زبانہا از عربی ماخوذ اند۔ واز خزائن این زبان

خزائن ھٰذہ اللھجۃ۔ والاٰن موجودۃ کالوجوہ الممسوخۃ المغیّرۃ الملوّحۃ

خارج شدہ اند۔ واکنون ہمچو روہائے تغیر یافتہ وسوختہ ومجروح ومضروب موجود اند۔

وکالمجروحین المضروبین۔ وقد بُدّل نظامھا۔ وغُیّر موضعھا ومقامھا۔

ونظام آن زبانہا مبدّل کردہ شد ۔ وموضع ومقام آنہارا

واُخرجت من جواھر منتظمۃ۔ وسلسلۃ ملتئمۃ۔ وتاھت کالمتفرقین۔

تغیر دادہ شد۔ واز جواہر منتظمہ وسلسلہ ہائے باہم پیوند یافتہ خارج کردہ شد۔ وہمچو تفرقہ یابان آوارہ شدند

فکان بعضھا الیوم علی رباوۃ۔ وبعض آخر فی وھد متکاءً علی ھراوۃ۔ والبعض

پس بعض آن گویا بر پشتہ استادہ است۔ وبعض در زمین پست بعصا تکیہ کردہ ۔ وبعض بچادر روئے

لتلك الفئة الباغية - وهم لك كالتلاميذ فی الغواية او كالمسحورين - فأتنی

امام قائم شدی - واین مردم ترا شل شاگردان در گمراہی ہستند یا ہمچو کسانے کہ برایشان جادو کردہ باشند - پس

بخيلك ورجلك - واجمع كل دجلك وانحت انواع الافتنان - وأتنی مع جموعك

با سواران خود و پیادگان خود نزدم بیا - و ہمہ دجل خود را و ہمہ قسم فتنہ را بتراش - و باجماعتہائے خود از

من اهل العدوان - وصُلْ علیّ كحبشی صَال علیٰ كعبة الرحمٰن -

اہل تجاوز نزدم بیا - و مثل آن حبشی بر من حملہ کن کہ بر کعبہ مکرمہ حملہ کردہ بود -

ثم شاهد قدرة الله الدّيان - فان اعرضتم وحسرتم - وواريتم الوجوه و فررتم

باز قدرت خدائے جزا دہندہ را ببین پس اگر شما اعراض کنید و درماندہ شوید - و رُوہا را بپوشانید و بگریزید -

لقُح وجهه برداء - ونكّر شخصه كغرماء - ومنها الفاظ كانها دُفنت وبوعدت

خود را پوشیدہ - و ہمچو قرضداران شکل خود نہفتہ - و بعض چنیں لفظ اند کہ گویا آنہا دفن کردہ شدند - و

من الاتراب - وهيل عليها الزوائد كهيل التراب - وانا نعرفها اليوم كرجال

از ہم زادان دور انداختہ شدند و بر آنہا ہمچو خاک زوائد انداختہ شدند - و ما امروز آن الفاظ را مانند انسان

تكلموا فی الاجداث - وبُعثوا بعد ما سُمع نعيهم بنوازل الانبثاث - او كالفِ

می شناسیم کہ کسانے شناختہ می شوند کہ در قبرہا گفتگو کنند و بعد زانکہ از حوادث پراگندگی خبر موت ایشان رسد

يفقد - ويسترجع له بعد مناحة تعقد - فخرجت الان كنعش الميت - او الغلام

باز از قبر بیرون آیند - یا مثل دوستے کہ مفقود الخبر باشد و بعد انعقاد مجلس ماتم بر وے انا للہ گفتہ شود پس اکنون

الفار من البيت او النسيب المهجور من الاقارب - او الابن الخائب الهارب -

آن لفظہا مثل لاش میت بیرون آمدہ اند - یا مثل آن غلام آمدہ اند کہ از خانہ گریختہ بود - یا مثل آن عزیز قریب النسب

فمنها الفاظ ما رأى انثلام حيّة - وتقفل كما سافر بسلامة وصحة - ومنها

کہ از اقارب خود جدا شدہ بود - یا مثل آن پسر کہ گمشدہ و گریختہ بود - پس ازاں لفظہا آن لفظ است کہ یک جہت نقصان

فتقع الحجة عليكم الى ابد الأبدين ـ ويعرف الذين يلقفون منك القول المجهول

پس حجت الٰہی برائے ہمیشہ بر شما خواہد افتاد ـ وآنانکہ از تو قول مجہول را می گیرند ـ و ہذیان باہم بافتہ

والهذيان المنقول ـ انك كنت من الكاذبين ـ فيبكون عليك كما يُبكٰى على

قبول مے کنند خواہند دانست کہ تو از دروغگویان ہستی ـ پس بر تو چنان خواہند گریست کہ بر زیان کاران

الخاسرين ـ ويسترجعون كما يسترجع للمصابين ـ فتمسى كالمخذولين ، فناجِ

می گریند ـ وإنّا لله خواہند گفت چنانکہ بر معیبت زدگان می گویند ـ پس ہمچو مخذولان صبح خواہی کرد ـ پس

نفسك فى القبول او الاعراض مِن قبل اَن تذبح كالعراض ـ وتلحق بالملومين ـ

دربارہ قبول یا کنارہ کردن با نفس خود مشورہ کن قبل ازانکہ ہمچو شتر کشتہ شوی ـ وبآنان ملحق شوی کہ مورد ملامت می باشند

مارأى اثر الاستلام ـ حتّٰى بلغ الى الاخترام ـ وبكت عليه ورثاءه كالنوادب ـ

رشد ـ وچنانکہ سفر کردہ بود بسلامت وصحت باز آمد ـ واز آنہا لفظے است کہ اثر سودن را بدید تا آنکہ تابیخ کندن نوبت

بعد ما كان كارباب المآدب ـ وصار كالجنائز بعد ما كان من اهل الجوائز ـ و

او رسید ـ ووارثان او مثل زنان ماتم کنندگان بر و گریستند ـ بعد ازانکہ ہمچو میزبانان بود کہ ضیافت می کنند ـ ومثل جنازہ باشد

ما هٰذا من الدعاوى التى لا دليل عليها ـ ولا من الامور التى

بعد ازانکہ از اہل بخشش بود ـ واین ازان دعوٰی ہا نیست کہ برو دلیلے نباشد ـ ونہ ازان امور است کہ حق نزد

لا يوجد الحق لديها ـ بل عندنا ذخيرة مِن هٰذه

آن یافتہ نمی شود ـ بلکہ نزد ما ازین نظیرہا ذخیرہ است

النظائر ـ ووجوه شافية للمرتاب الحائر ـ والذين مارسوا

وبرائے شک کنندہ حیران شوندہ وجوہ شافیہ موجود ہستند ـ وآنانکہ ممارست لغات

اللغات ونقّشوها ـ واطلعوا على عجائب العربيّة وشاهدوها ـ فاولٰئك

کردند وتفتیش لغات نمودند ـ وبر عجائبات عربیہ اطلاع یافتند ومشاہدہ کردند ـ پس این مردم

وقد سمعت ان الشريطة الاولى التي أحكمت للمناضلة۔ ووجبت لكل من

و تو شنیدۂ کہ آں شرط کہ برائے مباحثہ پختہ کردہ شدہ است۔ و برائے ہر مباحث واجب قرار داد

قام للمباحثة۔ هو ان ياتي مناضل بكتاب من مثل هٰذا الكتاب۔ النظم بعدة

شدہ۔ آں این ست کہ مقابلہ کنندہ کتابے مثل این کتاب بیارد۔ نظم بشمار نظم

يعلمون بعلم اليقين۔ ويستيقنون كعارف الحق المبين۔ ان العربية متفردة

بعلم یقین و معرفت کامل مے دانند۔ کہ زبان عربی در صفات خود

في صفاتها۔ وكاملة في مفرداتها۔ ومعجبة بحسن مركباتها۔ ولا يبلغها لسان

و مفردات خود کامل و متفرد است و باحسن مرکبات خود در عجیب اندازہ است۔ و ہیچ زبانے از زبانہائے

من السن الارضين۔ واما اليونانية والعبرانية والهندية وغيرها۔ فتجد اكثر

دنیا باو نمی رسد۔ مگر یونانی و عبرانی و ہندی و دیگر زبانہا۔ پس تو اکثر الفاظ آنہا از قبیل تراش و خراش

الفاظها من قبيل البرى والنحت۔ وشتان ما بينها وبين المفرد البحت۔ وذالك

خواہی یافت۔ و در مفرد خالص و ہیچو مرکبات بسیار فرق است۔ و این امر

يدل على ان تلك الالسنة۔ ليست من حضرة العزة۔ ولا من زمان بدء البرية۔ بل

دلالت می کند کہ این زبانہا از طرف خدا تعالیٰ نیستند۔ و نہ از ابتدائی پیدائش اند۔ بلکہ

تشهد الفراسة الصحيحة۔ ويفتي القلب والقريحة۔ انها نحتت عند هجوم

فراست صحیحہ و دل سلیم گواہی می دہند کہ این زبانہا بوقت هجوم تہا تراشیدہ

المفردات وصيغت عند فقدان المفردات۔ وسرقت مفرداتها من العربية

شدہ اند و بوقت فقدان مفردات از مرکبات کار گرفتہ اند۔ و مفردات را از عربی بطور دزدے

بانواع الخيانات۔ ففكر ان كنت من الطالبين۔

گرفتہ اند۔ پس فکر کن اگر طالب حق ہستی۔

النظم والنثر بحدة النثر مع تسوية التوشية والاختضاب - فان اتيتم بكتاب

ونثر شمارا نثر دہچنیں مدنگینی عبارت برابری را ملحوظ دارد - پس اگر شما ہیچو این کتاب

من مثل هٰذه الرسالة - وفعلتم ذالك الٰى شهرين لاراءة الفضل و

بیاوردید - وایں کار را تا دوماه بجا آوردید

وهٰذا امر ثبت بدلائل واضحة - وبراهين ساطعة - وعندنا

داین آن امرےست کہ بدلائل واضحہ وبراہین ساطعہ ثابت شدہ است - ونزدما از مفردات

ذخيرة عظيمة من مفردات انكليزية - وجرمنية - ولاطينية

انگریزی وجرمنی ولاطینی

وروسية - ويونانية - وهندية - وصينية - وفارسية - والسن اخرىٰ من

وروسی ویونانی وشاستری وچینی وفارسی ودیگر زبانہا ذخیرہ کلان است

ديار بعيدة وقريبة - وقد اثبتنا انها حرّفت من كلم عربية مطهرة - لو رئيتها

وثابت کردیم کہ آن ہمہ الفاظ از کلمات عربیہ مطہرہ تحریف کردہ شدہ اند - اگر تو آن الفاظ

لملئت نحوفا ورعبًا ولاقررت بصدق كلامنا كالتائبين الراجعين -

را بہ بینی بر تو خوف و رعب مستولی شود وبصدق کلام ما اقرار کنی وشل تائبان ورجوع کنندگان شوی -

وقلت سبحان الذى جعل العربيّة ام الالسنة - كما

وبگوئی کہ پاک آن ذات است کہ زبان عربی را مادر زبان ہا گردانید چنانچہ

جعل مكّة اُمّ القرٰى وجعل رسولنا اُمّيًا لهٰذه الاشارة -

مکہ را مادر تمام آبادی ہا کرد - ورسول ما را بہر ہمیں اشارہ اُمّی نام نہاد زبان عربی را

وجعلها خاتم السن العالمين - كما جعل رسولنا خاتم النبيّين - وجعل

برائے زبانہائے جہانیاں خاتم الالسنہ گردانید - چنانکہ رسول ما را خاتم الانبیاء گردانید وقرآن را

الجلالة۔ فاجیئکم کالمعتذرین التائبین۔ وان لم تقدروا فعلیکم ان تقروا

پس نزد شما ہمچو عذر آورندگان توبہ کنندگان خواہم آمد۔ واگر شما بر پیش کردن نظیر قادر نشوید پس بر شما

بانہ آیۃ من آیات الرحمٰن۔ لا من فعل الانسان۔ وما اشق علیکم بعد اقرارکم

لازم خواہد بود کہ اقرار کنند کہ این نشانے از نشانہائے خدا تعالےٰ است نہ از فعل انسان۔ و بعد اقرار کردن ہیچ بارے

القرآن امّ الکتب وجعلہ صحفا مطہرۃ فیہا کتب الاولین والآخرین۔

ام الکتب قرار داد وآنرا صحف مطہرہ کرد و در وے خلاصہ تمام کتب درج کرد۔

ثم سئل المعترض المذکور عن وجہ تسمیۃ بعض اسماء یحسبہا

باز معترض مذکور از وجہ تسمیہ بعض آن اسماء سوال کردہ است کہ آنہا را جامد می پندارد۔

جامدۃ۔ فاعلم انہا وکذالک اسماء اخری لیست جامدۃ حقیقۃ۔ بل ہو

پس بدان کہ نہ آن اسماء ونہ دیگر اسماء بوجہ حقیقت جامد ہستند۔ بلکہ این

ظن الذین ما تدبّروا حق التدبّر واتبعوا روایات مسموعۃ۔ وحرّموا علیٰ

ظن کسانے است کہ تدبر نکردند۔ چنانکہ حق تدبّر است و روایات مسموعہ را پیروی نمودند۔ واین امر بر

انفسہم ان یتعمقوا کالمحققین۔ الا یعلمون ان اللّٰہ علّم آدم الاسماء لیکملہ علما وحکمۃ

نفسہائے خود حرام گردانیدند کہ ہمچو محققان تعمق بجا آرند۔ آیا نمی دانند کہ خدا تعالیٰ آدم علیہ السلام را اسماء بیاموخت

فما ظنّہم اعلّمہ اسماءً امہملۃ۔ ایعزون الی اللّٰہ لغواً خالیاً عن المعنی المکنون

تا او را علم وحکمت بیاموزد۔ پس آیا گمان ایشان این است کہ خدا آدم را اسماء مہملہ وبے معنی بیاموخت

ویجعلونہ واضع لغو سبحانہ وتعالیٰ عما یظنون۔ الا یعلمون ان الغرض من

تعلیم الاسماء کان افادۃ۔ والمہمل لا یزید معرفۃ ولا بصیرۃ۔ ویعلم کل من لہ

آیا سوئے خدا لغوے را منسوب می کنند کہ از معنی مقصود خالی است۔ وخدا تعالیٰ را وضع کنندۂ لغو قرار می دہند۔

الا ان تصافونی مصدقین۔ ذالک خیر الطرق واحسن الانتظام۔ وفیه امن

بر شما نمی نہم مگر اینکه با من بحالت تصدیق دوستی کنید۔ این بہترین طریقه ہا و احسن انتظام است۔ و درین ہر دو

للفریقین من تکالیف السفر ومتاعب ترک المقام۔ وحرج آخر لابد منه

فریق را از تکالیف سفر و رنج ترک مقام امن است و دیگر حرجہا که مسافران را ضرور

حظ من الدهاء۔ ان عدم علم الاشیاء لا یدل علی عدم الاشیاء

خدا تعالیٰ ازین بدگمانی ہا پاک و بلند تر است۔ آیا نمی دانند که غرض از تعلیم اسماء افاده بود۔ و مہمل نه معرفت را

وانا لانعلم منافع کثیر من المخلوقات۔ مع انه لا یقال انها خالیة من

زیاده می کند و نه بصیرت را۔ و ہر شخصے که او را بہره از دانش است میداند که عدم علم شئ بر عدم شئے دلالت نمی کند و ما

النفع فی علم رب الکائنات۔ بل الاعتلاق بمثل هذه الاوهام۔ من سیر الجهلاء

بر منافع بسیارے از مخلوقات اطلاع نمی داریم باوجود اینکه این گفته نمی شود که در حقیقت آن اشیاء در علم خدا تعالیٰ خالی از نفع ہستند

السفهاء اللئام۔ فاتق الله ولا تعز المهملات الی منبع الحق والحکمة

بلکه مثل این وہم ہا آویختن سیرت جاہلان است۔ پس از خدا بترس و مہملات را سوئے آن ذات نسبت مکن که منبع حق و حکمت

فان الله ما علم آدم الا معانی الاسماء التی هی مفاتیح الاسرار المخزونة۔

است۔ زیرا که خدا تعالیٰ آدم علیه السلام را ہمان معانی اسماء تعلیم کرد که اسرار مخزونه را کلید بودند۔

ومن اجلی البدیهیات ان الشریعة الکبری الابدیة

و نیز این امر اجلی بدیہیات است که شریعت کبریٰ ابدیه که شریعت اسلام است

والملة المحیطة الکاملة۔ تقتضی ان تنزل بلسان

تقاضا می کنید که در زبانے نازل شود که اکمل الالسنه

تکون اکمل الالسنة واوسع الاوعیة۔ ولا سیما شریعة جاءت

باشد و ظرف او از ہمه ظرفہا وسیع تر باشد۔ خصوصاً آن شریعت که چنین

للمسافرين ثم ان اتفق بعده انکم ظننتم لی الظنون۔ وزعمتم انه الّفه الشامیون۔

پیش می آیند۔ باز اگر این امر پیش آمد کہ شما را بر من بدگمانی ہا پیدا شد وگمان کنید کہ این کتاب را شامیان تالیف کرده اند

او اعان علیه قوم آخرون۔ فاقبل ان تناضلونی بالمشافهة۔ بعد ان تقرّوا بانکم

یا قومے دیگر بران مدد کرده است۔ پس قبول خواہم کرد کہ بالمواجہہ با من معارضہ کنید۔ بعد زین

بکتاب فیه اعجاز البلاغة والفصاحة۔ وهو یطلب عبارات من مثله

کتابے آرد کہ از روئے بلاغت وفصاحت معجزه ہست۔ واز ہمہ زبانہا نظیر بلاغت می جوید۔

من جمیع الالسن وکافّة البریّة۔ فانت تعلم ان هذا الاعجاز تحتاج الی

پس تو میدانی کہ این اعجاز بسوئے کمال آن زبان محتاج ہست

کمال اللسان۔ ویقتضی ان یکون ظرفها وسیعاً کمثل قوی الانسان۔

کہ در وے این کتاب نازل شد۔ وی خواہد کہ ظرف آن زبان چنان وسیع باشد کہ ظرف قوتہائے انسان وسیع است

فان اللسان کوعاء لمتاع البیان۔ وکصدف لدرر العرفان۔ فلو فرضنا

چرا کہ زبان برائے متاع بیان مثل آوندی است۔ یا ہمچو صدف است برائے درہائے معرفت۔ پس اگر این فرض

ان لسانا اخری اکمل من العربیة۔ فلزمنا ان نقرّ انها اسبق منها فی

کنیم کہ زبانے دیگر از عربی اکمل است۔ پس ما را لازم خواہد بود کہ اقرار کنیم کہ آن زبان در میدانہائے بلاغت

میادین البلاغة۔ وانسب لحسن اداء المعارف الدینیة۔ فکان الله

از عربی سبقت ہا دارد۔ و برائے ادائے معارف دینیہ انسب واولیٰ ہمان زبان است۔ پس گویا خدا تعالیٰ

اخطاء فی ترکه ایّاه وانزاله القرآن فی هذه اللهجة الناقصة۔ فتب ایّها

خطا کرد کہ آن افضل زبان را ترک نمود۔ ودر عربی کہ ازان فروتر است قرآن شریف را نازل فرمود۔ پس اے

المسکین ولا تتّبع اهواء النفس الامارة۔ واتق غشاوة الجهل والعصبیة

مسکین توبہ کن۔ وہوا ونفس امارہ را پیرو مباش۔ واز پردهٔ جہل وتعصب کناره کن

عجزتم من نوع تلك المقابلة ـ ولكم ان تقولوا ان هٰذا انشاء الشاميين ـ ولا تبل لنا

اقرار کہ از مثل این مقابلہ عاجز آمدہ آید ـ وشمارا اجازت است کہ بگویید کہ این تالیف شامیان است ـ وما با شامیان

ولا ترفع راسك كالمجترئين ـ واما قولك ان لفظ التحت والتراب والميزاب اسماء جامدة

وہمچو بیباکان سر خود بلند مکن ـ مگر این قول تو کہ لفظ تحت وتراب ومیزاب الفاظ جامد ہستند

لا يثبت اشتقاقها من الكتاب ـ فهٰذا اخطأ منك ومن امثالك فسادًا نشأ من

کہ اشتقاق آنہا بکتاب ثابت نمی شود پس این خطاء تو واشال تست واین فسادے است کہ از قصور دانش ناقص

درايتكم الناقصة ـ لا من قصور شأن العربية المباركة الكاملة ـ ايها المسكين ان لفظ التحت

شما پیدا شدہ است ـ نہ قصور عربی کہ مبارک وکامل است ـ اے مسکین لفظ تحت در اصل طیبۃ

كان في الاصل طيبةً ـ ومعناه ما كان تحت القدم وحاذي الفوق جهة ـ ثم بدّل

بود ـ ومعنی او ہرچہ زیر قدم باشد ـ وفوق را محاذی افتادہ باشد ـ باز طا ورا بہ تا

الطاء بالتاء ـ والياء بالحاء ـ بكثرة الاستعمال ـ ونظائره كثيرة وشهد عليه كثير من الرجال

بدل کردہ شد ویاء را بہ حاء از کثرت استعمال ـ ونظیر ہائے این بسیار اند وبران گواہی مردان این لغت است

ولو كنت من الغافلين ـ ثم ليس لفظ التحت جامدًا كما هو زعمك من الجهالة ـ بل تصاريفه

اگرچہ تو از غافلان باشی ـ باز لفظ تحت جامد نیست چنانکہ از نادانی زعم تست ـ بلکہ در کتابہائے قوم

موجود في كتب القوم واهل هٰذه الصناعة ـ وفي الحديث لا تقوم الساعة حتى تظهر

واہل این صناعت تصریف آن موجود است ـ ودر حدیث است کہ قیامت برپا نخواہد شد تا وقتیکہ

التحوت ـ اي قوم اراذل لا يؤبه لهم يكون لهم الحكم والجبروت ـ ويكونون من المكرمين

تحوت پیدا نشوند ـ کسانیکہ حقیر بودند ـ ومردم ایشانرا چیزے نمی دانستند ـ حکومت ومرتبہ ایشانرا مسلم خواہد شد

واما التراب فاعلم ان هٰذا اللفظ ماخوذ من لفظ الترب ـ وترب الشيء الذي خلق مع ذالك

مگر تراب پس بدان کہ این لفظ از لفظ ترب ماخوذ است ـ وترب شیٔ نزد عرب چیزے ست کہ ہمراہ آن چیز پیدا

بالشامیین۔ او تقولوا ان ھٰذا مِن علماء اٰخرین۔ ولاطاقة لنا بھم انھم من الادباء

مقابلہ توانیم کرد۔ یا این بگوئید کہ این تالیف دیگر مولویان است و ما طاقت مقابلہ اوشان نداریم۔ زیراکہ اوشان

الشی عند اھل العرب۔ وقال ثعلب ترب الشیٔ مثلہ وماشابہ شیئا فی الحسن والبھاء

شود۔ وثعلب گفتہ کہ ترب چیزے آن چیزے باشد کہ بخوبی خود باو مشابہت دارد۔

فعلی ھٰذین المعنیین سُمّی التراب ترابا لکونھا فی خلقتھا ترب السماء۔ فان الارض خلقت

پس برین معنی زمین ترب آسمان است۔ چراکہ زمین در ابتداء زمانہ ہمراہ آسمانہا پیدا کردہ شدہ۔

مع السماء۔ فی ابتداء الزمان۔ وتشابھا فی انواع صنع اللّٰہ المنان۔ وکذالک خلق

و در انواع صنع خدا تعالیٰ باہم مشابہت می دارند۔ ہمچنین خدا تعالیٰ ہفت آسمان

اللّٰہ سبع سمٰوٰت منورۃ من الشمس والقمر والنجوم۔ وخلق کمثلھن سبع ارضین

پیدا کرد و آن ہر ہفت را با فتاب و ماہ و ستارہ ہا روشن کرد۔ و مثل آسمانہا ہفت زمین پیدا نمود۔

منورۃ من الرسل والانبیاء وورثاءھم من اھل العلوم۔ ولعل لفظ سبع ارضین کان

و در و پیغمبران و وارثان پیغمبران بیافرید۔ و شاید از لفظ ہفت زمین اشارہ سوئے

اشارۃ الی عدۃ الاقالیم۔ واللّٰہ اعلم بما اراد من ھٰذا التقسیم۔ وھو یعلم ما فی الطین

ہفت اقلیم باشد۔ و خدا خوب می داند کہ ازین تقسیم مراد چیست۔ و خدا تعالیٰ ہرچہ در جہانیان است

وقال ابن بُزرج کل ما یصلح فھو متروب بعد الاصلاحات۔ فالارض تراب لما اصلحھا اللّٰہ

میداند و ابن بزرج فرمودہ است کہ ہر چیزکہ اصلاح کردہ شود آنرا متروب گویند پس زمین تراب است چراکہ خدا تعالیٰ

بالعمارات۔ والفلاحات فخذ من ھذین المعنیین ما ھو عندک محبوب واترک سیر المستعجلین

برائے آبادیہا و کشاورزی ہا اصلاح آن فرمودہ است۔ پس ازین ہر دو معنے ہر معنی کہ ترا پسند افتد اختیار کن و سیر تہائے شتابکاران

واما لفظ المیزاب۔ فلو فکرت فیہ کاولی الالباب۔ لکنت من المتندمین۔ ایھا المحروم

ترک فرما۔ مگر لفظ میزاب۔ پس اگر در و ہمچو دانشمندان فکر کنی۔ البتہ شرمندہ شوی۔ اے آنکہ از خواہہائے

الکاملین۔ او تقولوا انہ من المولوی الحکیم نور الدین۔ فما لنا ان نناضل

ازادیبان کامل ہستند۔ یا بگوئید کہ ایں تالیف مولوی حکیم نور الدین صاحب است۔ پس ما طاقت نداریم کہ

بھذا الفاضل الاجلّ انا من الجاھلین الامییّن۔ وانی بعدٗ ساجید قبلاً مشافہا

بایں فاضل بزرگ مقابلہ کنیم چراکہ ما از جاہلان وامیان ہستیم۔ ومن بعد ایں اقرار عنقریب روبروئے شما فی البدیہہ

من موائد الادب۔ اعلم ان ھٰذا اللفظ مشتق من لفظ الازب۔ یقال ازب الماء۔

ادب محروی۔ بدانکہ ایں لفظ از لفظ ازب مشتق است۔ اہل عرب می گویند ازب الماء

ای جرٰی۔ فارجع یا خادع النوکٰی۔ الٰی لسان العرب او کتب اخرٰی۔ ولا تھلک

یعنی جاری شد آب پس برائے تسکین خود اے فریب دہندہ احمقان لسان العرب یا دیگر کتب را بہ بین۔ ونفس خود را در

نفسک فی غیابۃ جب الجاھلین۔ وانی ترکتُ بعض الفاظک المحرفۃ خوفا من الاطنابؔ

تک چاہ جاہلان ہلاک مکن۔ ومن بعض الفاظ کہ تو تحریف کردی از خوف طول کلام ترک کردم

لا من الاستصعابؔ۔ بل ھی اظھر اشتقاقا عند اولی الالبابؔ۔ ففکر کطلاب الحق والصوابؔ۔ وما

نہ از وجہ مشکلے۔ بلکہ آن الفاظ نزد خردمندان بیّن الاشتقاق اند۔ وہمچو طالبان حق وصواب فکر کن۔ و

اظن ان تفکر کالعاقلین۔ فسلام علیکم لا نبتغی الجاھلین۔ الست ھو الرجل الذی قرء

گمان نمی کنم کہ تو ہمچو عقلمندان فکر کنی پس سلام بر شما ما با جاہلان مکالمہ نمی خواہیم۔ آیا تو ہمان نیستی کہ بر وقت ذکر بحث توفّی

عند ذکر بحث التوفّی توفّی ما ضمنتَ استشھادا۔ وما علم فرق التفعل والتفعیل

شعر توفّی ما ضمنت بر شہادت دعوی خود خواندہ بود۔ وایں ندانست کہ آن تفعل وایں تفعیل است۔ بہ سبب

غباوۃ وعنادًا۔ فھٰذا علمکم وفھمکم وفضلکم۔ ثم بھٰذا العقل کبرکم وزھوکم وبخلکم وتکفیرکم

غباوت وعناد کہ داشت۔ پس ایں علم وفہم شماست وفضل شما۔ باز بدیں عقل کبر و ناز و بخل وتکفیر وتحقیر است۔

وتحقیرکم۔ فنعوذ باللہ الحفیظ المعین۔ من شر الخائنین الجاھلین المفترین۔ منہ

پس ما پناہ خدائے نگہدارندہ مددکنندہ از شر خائنان وجاہلان ومفتریان می گیریم۔ منہ

واحسب هٰذا الامر تاذنها - فتعرفوننی بعد حین - ان الذین یکونون للّٰہ فیکون اللّٰہ لهم

سخنان باوقت خواہم گفت - واین امر را چیزے اندک می شمارم - پس تا وقت قلیل مرا خواہید شناخت - آنانکہ برائے خدا می شوند

الا ان اولیاء اللّٰہ هم الغالبون فی مآل الامر علی المخالفین - کتب اللّٰہ لاغلبن

خدا برائے شان می شود - ہوشیار باشید کہ اولیاء خدا را خاصہ است کہ در انجام کار ہمان گروہ غالب می شوند - خدا از قدیم نوشتہ است

انا ورسلی ان اللّٰہ لا یخزی عبادہ المامورین -

کہ من و فرستادگان من غالب خواہیم گشت - خدا تعالیٰ بندگان مامور خود را رسوا نمی کند -

هٰذا شرط بینی وبینکم - فسنوا انفسکم - ثم انتم تعلمون ان فضیلة

این شرط در من و شما ست - پس نفسہائے خود را آمادہ کنید - باز شما میدانید کہ فضیلت علماء

العلماء باللسان العربیة - وهی المفتاح لفتح اسرار العلوم الدینیة - وهی مدار

بزبان عربی است - و این زبان برائے کشودن رازہائے علوم دینیہ کلید است - و این زبان فہم

فهم المعارف الفرقانیة - والذی لیس من نحاریر الادباء - ولا کمثل نوابغ الشعراء -

معارف قرآنیہ را مدار است - و آنکہ از ماہران علم ادب نیست و نہ مانند شاعران نابغہ

فلا یمکن ان یکون من فحول الفقهاء - والراسخین فی الشریعة الغراء - او من

پس او را ممکن نیست کہ از فقہاء نر باشد و در شریعت روشن رسوخ داشتہ باشد یا از جملہ

العارفین الفقراء - بل هو کالانعام - وواحد من العوام - والجاهلین -

فقراء عارف باشد بلکہ او مثل چارپایان و یکے از عوام است

واما الرجل الذی یقدر علی کلام غض طری فی هٰذہ اللهجة - ویسلك

مگر آن مردے کہ بر کلام تازہ و تر درین زبان قادر است

عند نطقه مسالك الفصاحة والبلاغة - ویعلم فروق المفردات - وخواص

و در وقت نطق بر راہہائے فصاحت و بلاغت می رود - و فرقہائے مفردات و کیفیت جملہ ہائے مرکبہ

التالیفات - وکوائف الجمل المرکبة - فهو الذی جعله اللّٰہ رحیب الباع - خصیب

خوب می داند و از خواص تالیف کلمات بخوبی آگاہ است - او آن شخص است کہ خدا تعالیٰ او را درین خزینہ ہائے علمی

المرباع - فی هٰذہ الخزائن العلمیة - ومن ادعی انه من الواصلین والفقراء العرفاء

فراخ دست و بسیار مالدار گردانیدہ و ہر کہ دعویٰ کرد کہ او از واصلان و فقراء عارفین است -

ولیس من عارفی هٰذہ اللسان کالادباء - ففقرہ لیس فقر سید الکونین - بل هو سواد

و حالانکہ از شناسندگان این زبان نیست پس فقر او فقر سید الکونین صلی اللّٰہ علیہ وسلم نیست - بلکہ آن

الوجه فی الدارین - ولا تعجب بهٰذا البیان - ولا تغضب قبل العرفان - فان الذی یدعی

سیاہ روئی در ہر دو جہان است و برین بیان ہیچ تعجب مکن - و قبل از شناختن غضب مکن - چرا کہ شخصے کہ دعویٰ

محبة الفرقان - کیف یصدأ ذهنه فی هٰذہ اللسان - وکیف تقام مع دعاوی المحبة

محبت فرقان می کند چگونہ ذہن او درین زبان زنگ خوردہ تواند شد و با وجود دعویٰ محبت و شوق دل چگونہ در تحصیل

وشوق الجنان - وکیف یمکن ان لا یتجلی لقلبه لطف الرحمٰن - ولا یعلمه اللّٰہ لسان نبیه

این زبان کوتاہی خواہد کرد - و چگونہ ممکن است کہ لطف رحمٰن دل او را روشن نہ کند - و زبان پیغمبر خود

بالامتنان ۔ ثم انها معیار لحبّ الرسول والفرقان ۔ فان الذی احب العربیة
از راہ انعام او را نیا موزد ۔ باز این زبان معیار محبت رسول و فرقان است ۔ چرا کہ آن شخص کہ عربی را دوست داشت
فبحب الرسولؐ والفرقان احبها ۔ ومن ابغضها فببغض الرسول والفرقان ابغضها ۔ فان
پس بوجہ محبت رسولؐ و فرقان دوست داشت ۔ و آنکہ با عربی بغض داشت پس بوجہ بغض او با رسول و فرقان بغض داشت ۔ چرا کہ
المحبّین یعرفون بالعلامات ۔ وادنیٰ درجة الحب ان تحثك لمضاهاتها حتى توثر طرق المحبوب
محبان بعلامتہا شناختہ می شوند ۔ وادنیٰ درجہ محبت این است کہ ترا بر مشابہت آمادہ کند ۔ تا بحدیکہ راہ ہائے محبوب ترا
وتجعلها من المحبوبات ۔ ومن لم یعرف هذا الذوق فانه من الکافرین فی مشرب العاشقین ومن
محبوب شوند ۔ و ہر کہ این ذوق را نشناسد پس او در مشرب عاشقان از کافران است ۔ و ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را
احب الفرقان وسیّدنا خاتم الانبیاء ۔ کما هو شرط المحبة والوفاء ۔ فما اظن ان یبقی فی العربیة
و قرآن شریف را دوست دارد ۔ چنانکہ شرط دوستی و وفاداری است ۔ پس گمان نمی کنم کہ در عربی مثل جاہل بماند
کالجهلاء ۔ بل یقوده حبه الی اعلیٰ مراتب الکمال ۔ ویسبق کل سابق فی المقال ۔ ویصیر
بلکہ محبت او او را بسوئے بلند ترین مرتبہ کمال خواہد کشید ۔ و در سخن ہر سبقت کنندہ را سبقت خواہد کرد ۔ و نطق
نطقه کالدرة البیضاء ۔ ویضمخ کلامه بطیب عجیب ویودع انواع الصفاء ۔ ففکر کالمحبّین
او مثل درّ تابان خواہد شد ۔ و کلام او بخوشبوئے عجیب معطر کردہ خواہد شد و انواع صفائی دادہ خواہد شد ۔ پس بیچو دوست دارندگان فکر کن
ولولا الحب لما اعطیتها ۔ فمن الحب لقیتها ۔ فهذا آیة حبی من ارحم الراحمین ۔
و اگر محبت نبودے من علم این زبان حاصل نکردے ۔ پس محبت بود کہ مرا دیدار این کنانید ۔ پس از خدا تعالیٰ این نشان
والحمد لله علیٰ ما اعطیٰ وهو خیر المنعمین ۔
محبت من است پس شکر خدائے کہ مرا این زبان عطا کردہ او از ہمہ منعمان بہتر است ۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم

عِلمی مِنَ الرحمٰن ذی الآلاءِ
علم من از خدا تعالیٰ است کہ خداوند نعمتہا ست
بالله حُزتُ الفضلَ لا بدهاءِ
و بذریعہ خدا فضیلت را جمع کردم نہ بذریعہ عقل

کیفَ الوصول الی مَدارج شکره
چگونہ تا مدارج شکر او توانیم رسید
نثنی علیه ولیس حول ثناءِ
تعریف او می کنیم و نتوانیم کرد

الله مولانا وکافل امرنا
خدا مولائے ما و متکفل امر ما ست
فی هذه الدنیا وبعد فناءِ
چہ درین دنیا و چہ در آخرت

لولا عنایته بزمن تطلّبی
اگر عنایت او در زمانہ پیابی جستن من نبودے
کادت تعفّینی سیول بکائی
نزدیک بود کہ سیل ہائے گریہ مرا نابود کردندے

بشریٰ لنا انا وجدنا مؤنسًا
ما را خوشخبری باد کہ ما مونسے یافتیم
ربًّا رحیمًا کاشف الغمّاءِ
کہ ربّ رحیم دور کنندہ غمہا ست

اُعطیتُ من الفٍ معارف لبّها
از دوستی من معارف دادہ شدہ ام
اُنزلتُ من حِبٍّ بدار ضیاءِ
واز محبوبے در جائے روشن فرود آمدہ ام

اتتلوا ضیاء الحق عند وضوحه ... لسنا بمتباع الدجی ببراء
ما روشنی حق را بعد ظهور او پیروی مے کنیم ... و تاریکی را بعد طلوع او نتوانیم خرید

نفسی نأت عن کل ما هو مظلم ... فانخت عند منوری وجنائی
نفس من از همه تاریکی ها دور شد ... و ناقهٔ خود را بر آستانهٔ آنکس خوابانیدم که روشنی بخشندهٔ من است

غلبت علی نفسی محبة وجهه ... حتی رمیت النفس بالالقاء
بر نفس من محبت او غالب شد ... تا آنکه نفس را از میان افگندم

لما رئیت النفس سدت مهجتی ... القیتها کالمیت فی البیداء
چون دیدم که نفس من سد راه من است ... پس او را همچو مرده در بیابانے انداختم

الله کهف الارض والخضراء ... رب رحیم ملجاء الاشیاء
خدا پناه زمین و آسمان است ... خدائے رحیم جائے پناه چیزها

بر عطوف مأمن الغرماء ... ذو رحمة وتبرع وعطاء
نیکی کننده مهربان جائے امن مصیبت زدگان ... صاحب رحمت و احسان و بخشش

احد قدیم قائم بوجوده ... لم یتخذ ولدا و لا الشرکاء
یکے است قدیم است و قائم بالذات است ... نه پسرے گرفت نه شریکے دارد

وله التفرد فی المحامد کلها ... وله علاء فوق کل علاء
و اورا در تمام صفات یگانگی است ... و اورا بلندی بر هر بلندی است

العاقلون بعالمین یرونه ... والعارفون به رأوا اشیاء
عقلمندان بذریعه مصنوعات اورا می بینند ... و عارفان بذریعه او مصنوعات را مشاهده می نمایند

هذا هو المعبود حقا للوری ... فرد وحید مبدء الاضواء
همیں معبود حق برائے مخلوقات است ... فرد است یگانه و ابتدائے همه نورها از وست

هذا هو الحب الذی آثرته ... رب الوری عین الهدی مولائی
همیں محبوب است که اورا اختیار کرده ام ... رب مخلوقات چشمهٔ هدایت مولائے من

هاجت غمامة حبه فکانها ... رکب علی عسبورة الحدواء
ابر محبت او برانگیخت پس گویا آن ابر ... بر ناقهٔ باد شمال سواران هستند

ندعوه فی وقت الکروب تضرعا ... نرضی به فی شدة ورخاء
در وقت بیقراری ها اورا مے خوانیم ... و در نرمی و سختی با او خوشنود هستیم

هوجاء الفته اثارت عثرتی ... فغدی جنانی صولة الهوجاء
باد گرد الفت او خاک مرا برانگیخت ... پس دل من بر حملهٔ آن باد گرد قربان شد

اعطی فما بقیت امانی بعده ... غمرت ایادی الفیض وجه رجائی
مرا چندان داد که آرزوئے دیگر نماند ... دست ہائے فیض او روئے امید مرا پوشیده

انا غمسنا من عنایة ربنا ... فی النور بعد تمزق الاهواء
ما از عنایت رب خود ... در نور غوطه داده شدیم و هواها چون پاره پاره شد

ان المحبة خمرت فی مھجتی
محبت در جان من خمیر کردہ شد
واری الوداد یلوح فی اھبائی
دمی بینم کہ دوستی در دل من درخشید

انی شربت کؤس موت للھدی
من برائے ہدایت کاسہ ہائے موت نوشیدم
فوجدت بعد الموت عین بقاء
پس بعد از موت چشمہ بقا یافتم

انی اذبت من الوداد و نارہ
من از آتش محبت گداختہ شدہ ام
فاری الغروب تسیل من اھرائی
پس اشکہا را می بینم کہ از گداز تن من روان شدہ اند

الدمع یجری کالسیول صبابۃ
اشک مثل سیل ہا از شوق روان است
والقلب یشوی من خیال لقاء
و دل از خیال دیدار بریان مے شود

داری الوداد انار باطن باطنی
دی بینم کہ دوستی باطن باطن مرا روشن کردہ است
واری التعشق لاح فی سیمائی
و عشق در سیمای من ظاہر شدہ است

الخلق یبغون اللذاذۃ فی الھوی
مردم لذات در ہوا و ہوس می جویند
ووجدتھا فی حرقۃ وصلاء
و من لذت را در سوزش و سوختن یافتم

اللہ مقصد مھجتی واریدہ
خدا مقصود جان من است و من او را
فی کل رشح القلم والاملاء
بہر قطرہ قلم و املاء می خواہم

یا ایھا الناس اشربوا من قربتی
اے مردمان از مشک من بنوشید
قد ملاء من نور المفیض سقائی
کہ از نور فیاض حقیقی مشک من پر است

قوم اطاعونی بصدق طویۃ
قومے است کہ از صدق مرا اطاعت کردند
والاٰخرون تکبروا لغطاء
و قومے دیگر است کہ از پردہ نفس تکبر ورزیدند

حسدوا فسبوا حاسدین ولم یزل
حسد کردند پس دشنام دادند و ہمیشہ چنیں است
حسدت لئام کل ذی نعماء
کہ لئیمان خداوندان نعمت را حسد می کنند

من انکر الحق المبین فانہ
ہر کہ از حق ظاہر انکار کند او سگے است نہ انسان
کلب وعقب الکلب سرب ضراء
و پس آن سگ سگ بچگان ہستند کہ پیروی او می کنند

آذوا وسبونی وقالوا کافر
مرا ایذا دادند و سقط گفتند و گفتند کہ کافرے است
فالیوم نقضی دینھم برباء
پس امروز ما قرض ایشان بچیزے زیادہ ادا می کنیم

واللہ نحن المسلمون بفضلہ
و بخدا کہ ما از فضل او مسلمانان ہستیم
لکن نزی جھل علی العلماء
لیکن بر علماء جہالت حملہ کردہ است

نختار آثار النبی وامرہ
ما آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم را اختیار مے کنیم
نقفوا کتاب اللہ لا الآراء
و پیروی کتاب اللہ مے کنیم نہ پیروی رائے دیگر

انا براء فی مناھج دینہ
ما در دین او و راہ دین او از ہر ملحدے
من کل زندیق عدو دھاء
بیزاریم کہ دشمن عقل است

انا نطیع محمدا خیر الوری
ما محمد صلے اللہ علیہ وسلم را پیروی می کنیم
نور المھیمن دافع الظلماء
کہ نور خدا و دافع ظلمات است

انحن من قوم النصاریٰ اکفر
آیا چہ ما از نصاریٰ کافرتر ہستیم

ویل لکم ولھذہ الآراءِ
ویل خدا بر شما و بر رائے ہائے شما

یا شیخ ارض الخبث ارض بطالۃ
اے شیخ زمین پلید زمین بطالہ

کفّرتنی بالبغض والشحناءِ
مرا از روئے کینہ وبغض کافر قرار دادی

آذیتنی فاخش العواقب بعدہٗ
مرا آزار رسانیدی پس از انجام بد خود بترس مباش

والنار قد تبدو من الایراءِ
و سنت الٰہی است کہ آتش از افروختن مے افروزد

تبت یداك تبعت کل مفاسد
و ہر دو دست تو ہلاک شود تو فسادہا را پیروی کردی

زلّت بك القدمان فی الانحاءِ
و بچو ناگویی قدمہائے تو لغزیدند

اودیٰ شبابك والنوائب اخرفت
جوانی تو ہلاک شد و حوادث ترا قریب بہ پیر شدن کرد

فالوقت وقت العجز لا الخیلاءِ
پس وقت تو وقت عجز است نہ وقت تکبر و ناز

تبغی تباری والدوائر من ھوی
تو ہلاکت من و گردشہا برمن از ہوائے نفس خود میخواہی

فعلیك یسقط حجر کل بلاءِ
پس بر تو سنگ ہر بلا مے افتد

انی من المولیٰ فکیف اُتبّرُ
من از جانب خدا ہستم پس چگونہ ہلاک شوم

فاخش الغیور ولا تمت بجفاءِ
پس از غیرت آں غیور بترس و بظلم خود موت را اختیار مکن

افتضربن علی الصفات زجاجۃ
آیا بر سنگ شیشہ را می زنی

لا تنتحروا اطلب طریق بقاءِ
خودکشی مکن و طریق باقی ماندن بجو

اترك سبیل شرارۃ وخباثۃ
راہ شرارت و خباثت را بگذار

ھوّن علیك ولا تمت بعناءِ
بر حال خود نرمی کن و از رنج ممیر

تب ایھا الغالی وتاتی ساعۃ
اے غلو کنندہ توبہ کن و ساعتے می آید

تمسی تعض یمینك الشلاءِ
کہ دست راست خود را کہ خشک شدہ است خواہی گزند

یا لیت ما ولدت کمثلك حامل
کاش مادرے پسرے ہمچو تو نزادے

خفاش ظلمات عدوّ ضیاءِ
کہ خفاش تاریکی و دشمن روشنی است

تسعی لتاخذنی الحکومۃ مجرمًا
تو کوشش میکنی کہ حکومت مرا ہمچو مجرمے بگیرد

ویل لکل مزوّر وشاءِ
بر ہر دروغ آرائندہ تمام وا ویلا ست

لو کنت اعطیت الولاء لعفتہ
اگر حکومت مرا دہندی ہر آئینہ کراہت کردمی

مالی ودنیاکم کفان کسائی
مرا بدنیا و شما چہ تعلق است مرا گلیم خود کافی است

متنا بموت لا یراہ عدونا
ما بمرگے بمردیم کہ دشمن ما حقیقت آں نمی داند

بعدت جنازتنا من الاحیاءِ
جنازہ ما از زندگان دور افتادہ است

تغری بقول مفتری وتغرض
بقول دروغ بافتہ حکام را می انگیزی

حکامنا الظانین کالجھلاءِ
و حکام کسانے ہستند کہ ہمچو جاہلان بدگمان ہستند

یا ایھا الاعمیٰ اتنکر قادرًا
اے کور آیا تو وجود خدا را تسلیم نمی کنی

یحمی احبتہ من الایواءِ
کہ محبان خود را خود نزد خود جا دادہ نگہ می دارد

انسيت كيف حما القدير كليمه

آیا فراموش کردی که چگونه خدا موسیٰ علیه السلام را نگاه داشت

نحو السماء وامرها لا تنتظرن

چشم تو سوئے آسمان و حکم آسمان نیست

غرتك اقوال بغير بصيرة

چند اقوال بغیر بصیرت ترا مغرور کرد

اضلت عزيك فى قليب ضلالة

گروه خود را در چاه ضلالت افگندی

جاوزت بالتكفير من حد التقى

در کافر قرار دادن از حد تقویٰ درگذشتی

كمل بجنبك كل كيد تقصد

همه مکرے که بیداری بکمال رسان

تاتيك آياتى فتعرف وجهها

نشانهائے من ترا خواهند رسید پس آنها را خواهی شناخت

انى كتبت الكتب مثل خوارق

من کتابها مثل خوارق نوشته ام

ان كنت تقدر يا خصيم كقدرتى

اے خصومت کننده اگر ترا قدرت مثل قدرت من است

ما كنت ترضى ان تسمى جاهلا

تو آن نبودی که بجهل خود راضی گشتی

قد قلت للسفهاء ان كتابه

تو سفیهان را گفتی که کتاب او

ما قلت كالادباء قل لى بعد ما

بگو تو مثل ادیبان چه گفتی

قد قلت انى باسل متوغل

تو می گفتی که من دلاور و در علم توغل را دارم

اليوم منى قد هربت كارنب

امروز از من همچو خرگوشے بگریختی

فكر اما هذا لتخوف آية

فکر کن آیا این نشان خدا تعالے نیست

كيف النضال وانت تهرب خشية

تو چگونه با من معارضه توانی کرد و از خود می گریزی

او ما سمعت مآل شمس حوا

یا انجام کار آن مرد که آفتاب مطلع حوا است شنیدی

فى الارض دست عينك الكمياء

بلکه چشم نابینائے تو در زمین فرو رفته

سترت عليك حقيقة الانباء

حقیقت خبرها بر تو پوشیده اند

افهذه من سيرة الصلحاء

آیا همین سیرت نیکان است

اشققت قلبى اورئيت خفائى

آیا دل مرا بشگافتی یا حال پنهانی مرا دیدی

والله يكفى العبد للاسماء

و بنده را برائے پناه دادن الله کافی است

فاصبر ولا تترك طريق حياء

پس صبر کن و طریق حیا را از دست مده

النظر عندك ما يصوب كمائى

آیا نظر تو چیزے است که همچو آب من بارد

فاكتب كمثلى قاعدا بحذائى

پس بمقابله من نشسته بنویس

فالآن كيف قعدت كالكناء

پس اکنون ترا این چه شد که همچو زن از لهذه زبان نشسته

عفص يهيج القئ من اضغاء

بد مزه است از شنیدن قے می آید

ظهرت عليك رسائلى كقضاء

بعد ازانکه رسائل من ترسے آرنده معلوم شدند

سميتنى صيدا من الخيلاء

و نام من شکار نهاده بودی

خوفا من الاخزاء والاعراء

از این خوف که رسوا خواهی شد و برهنه خواهی شد

رعبا من الرحمن للادهاء

که بر تو رعب انداخت تا ترا آگاه کند

انظر الى ذل من استعلاء

این پاداش تکبر و ناز کردن است

ان المهیمن لا یحب تکبرا ... من خلقه الضعفاء ودد فناء

خدا تعالیٰ از آفریدگان خود که ضعیف و کرم نیستی ... ہستند تکبر پسند نمی کند

عفرت من سهم اصابك فاجئا ... اصبحت كالاموات فى الجهراء

از تیره دنماک غلطا تیره شدی که ناگاه ترا رسید ... دد بیابان ہمچو مردگان صبح کردی

الان این فررت یا ابن تصلف ... قد کنت تحسبنا من الجهلاء

اکنون اے پسر لاف ها کجا گریختم ... و تو ما را از جہلاء پنداشتی

یا من اهاج الفتن قم لنضالنا ... کنا نعدك نوجة الحثواء

اے آنکه فتنه ها انگیخت برائے پیکار ما برخیز ... ما ترا گردباد جائے غبار می پنداشتیم

نطقی کمولی الاسرة جنة ... تولی کقنو النخل فی الخلفاء

نطق من مثل آن بافے است که پرداختی او با دامن دوم یادگر باشد ... و سخن من چون خوشه نخل است که در زمین نرم باشد

مزقت لکن لا بضرب هراوة ... بل بالسیوف الجاریات کماء

تو پاره پاره کرده شدی مگر نه بضرب عصا ... بلکه به شمشیرها که ہمچو آب روان بودند

ان کنت تحسدنی فانی باسل ... اصلی فواد الحاسد الخطاء

اگر تو با من حسد می کنی پس من مردے دلاورم ... دل حاسدان خطاکاران را مے سوزم

کذبتنی کفرتنی حقرتنی ... واردت ان تطعننی کعفاء

تو مرا دروغگو قرار دادی تو مرا کافر گفتی تو تحقیر من کردی ... و خواستی که مرا بخاک بیامیزی

هذا ارادتك القديمة من هوى ... والله کهفی مهلك الاعداء

این قدیم اراده تو در دل تو مانده ... و خدا پناه من و ہلاک کننده دشمنان است

انی لشر الناس ان لم یاتنی ... نصر من الرحمٰن للاعلاء

من بدترین مخلوقاتم اگر مدد خدا مرا نه رسد ... از خدائے که رحمٰن و بلند کننده است

ما کان امری فی یدیك وانه ... رب قدیر حافظ الضعفاء

ہیچ امر در دست تو نیست ... و خدائے من رب قدیر است که نگہدارنده کمزوران است

الکبر قد القاك فی درك اللظی ... ان التکبر ردا الاشیاء

این تکبر است که ترا در جہنم انداخت ... بلاشبه تکبر از ہمه چیزها ردی تر است

خف قهر رب ذی الجلال الی متی ... تقفو هواك وتنزون کظباء

از قہر خدائے بزرگ بترس و تا کجا ... خواہش خود را پیروی خواہی کرد و ہمچو آہوان خواہی جست

تبغی زوالی والمهیمن حافظی ... عادیت ربا قادرا بمرائی

تو زوال من می خواہی و خدا نگہبان من است ... از دشمنی من خدا را دشمن گرفتی

ان المقرب لا یضاع بفتنة ... والاجر یکتب عند کل بلاء

ہر که مقرب حق باشد به ہیچ فتنه برباد نمی شود ... و نزد ہر بلا برائے او اجر می نویسند

ما خاب من خاف المهیمن ربه ... ان المهیمن طالب الطلباء

ہر که از خدا بترسد ہرگز زیان نمی بمد آرد ... بیقین بدان که خدا جوینده جویندگان است

هل تطمع الدنیا مذلة صادق
آیا دنیا این طمع می دارد کہ صادقے ذلیل گردد
هیهات ذاك تخیل السفهاء
این کجا ممکن است بلکہ این خیال سادہ لوحان است

ان العواقب للذی هو صالح
انجام بکار برائے نیکوکاران است
والکرة الاولی لاهل جفاء
و غلبہ اول برائے ظالمان است

شهدت علیه نصیم سنة ربنا
برین دعوی آن سنت خدا گواہ است
فی الانبیاء و زمرة الصلحاء
کہ در انبیاء و نیکان انبیاء ماندہ

مت بالتغیظ واللظی یا حاسدی
اے حاسد من بغضب و نائرہ آتش بمیر
انا نموت بعزة قعساء
کہ ما با عزت پایدار خواہیم مرد

انا نری کل العلی من ربنا
ما ہمہ بلندی ہا از خدائے خود مے بینیم
والخلق یاتینا لبغی ضیاء
و مردم برائے طلب روشنی نزد ما خواہند آمد

هم یذکرونك لاعنین وذکرنا
ایشان ترا بلعنت یاد خواہند کرد
فی الصالحات یعد بعد فناء
و ذکر خیر ما از جملہ نیکی ہا شمار کردہ خواہد شد

هل تهدمن القصر قصر الهنا
آیا تو محل خدا مسمار خواہی کرد
هل تحرقن ما صنعه بنائی
آیا تو چیزے را خواہی سوخت کہ ساختۂ بانی من است

یرجون عثرة جدنا حسداؤنا
حاسدان می خواہند کہ بخت ما بسرور افتد
ونذوق نعماء اعلی نعماء
حالانکہ ما نعمتہا بر نعمتہا می چشیم

لا تحسبن امری کامر غمة
امر مرا امر مشتبہ مدان
جاءت بك الآیات مثل ذکاء
و ہمچو آفتاب ترا نشانہا رسیدہ اند

جاءت خیار الناس شوقا بعدما
مردمان نیک نزدم آمدند
شموا ریاح المسك من تلقائی
بعد زانکہ خوشبوئے مشک از جانب من شمیدند

طاروا الی بالفة وارادة
سوئے من بالفت و ارادت پرواز کردند
کالطیر اذ یاوی الی الدفواء
مثل آن پرندہ کہ سوئے درخت بزرگ پناہ می گیرد

لفظت الی بلادنا اکبادها
دیار ما جگر گوشہ ہائے خود سوئے ما افگندند
ما بقی الا افضلة الفضلاء
و بجز آن مردم دیگرے نماند کہ فاضلان را ہمچو فضلہ اند

او من رجال الله اخفی سرهم
یا آن مردانے کہ ہنوز راز ایشان پوشیدہ داشتہ اند
یاتوننی من بعد کالشهداء
ایشان بعد ازین مثل گواہان خواہند آمد

ظهرت من الرحمن آیات الهدی
از خدا تعالیٰ نشانہا ظاہر شدند
سجدت لها امم من العرفاء
و عارفان بمشاہدہ آن خدا را سجدہ کردند

اما اللئام فینکرون شقاوة
مگر لئیمان از بدبختی انکار می کنند
لا یهتدون بهذه الاضواء
بایں روشنی ہا ہدایت نے پذیرند

هم یاکلون الجیف مثل کلابنا
اوشان ہمچو سگ ہائے ما مردار می خورند
هم یشرهون کانسر الصحراء
اوشان حریص مردار ہمچو کرگس بیابان اند

خشوا ولا تخشی الرجال شجاعة	فی نائبات الدهر والهیجاء
هرگز ترسانیده اند و مردان بهادر را نمی ترسند	اگرچه حوادث باشند یا جائے پیکار
لما رأیت کمال لطف مهیمنی	ذهب البلاء فما احس بلائی
هرگاه کمال لطف خدائے خود دیدم	بلا رفت پس بوجود بلا، هیچ احساس نکردم
ما خاب مثلی مومن بل خصمنا	قد خاب بالتکفیر والافتاء
مثل من شخصے هرگز خائب و خاسر نمی گردد بلکه دشمنے	که برائے تکفیر فتویٰ طیار کرد خائب و خاسر خواهد شد
الغمر یبدی ناجذیه تغیظا	انظر الی ذی لوثة عجماء
جاهلے دندان خود را از دشمنی آشکارا مے کند	سوئے این غبی که مثل چارپایه است نگه کن
قد اسخط المولی لیرضی غیره	والله کان احق للارضاء
برائے رضائے اغیار خدا را ناراض کرد	و خدا برائے راضی کردن احق و اولیٰ بود
کسرت ظروف علومهم کزجاجة	فتطایروا کتطایر الوقعاء
من ظروف علوم ایشان را همچو شیشه شکسته ام	پس همچو غبارے که برخیزد پرواز کردند
قد کفروا من قال انی مسلم	لمقالة ابن بطالة وعواء
آن کسے را کافر قرار دادند که میگوید که من مسلمانم	این همه از سخن بطالوی عوعو کننده است
خوف المهیمن ما أری فی قلبهم	فارت عیون تمرد وإباء
خوف خدا در دل ایشان نمی بینم	چشمهائے سرکشے در جوش اند
قد کنت آمل انهم یخشونه	فالیوم قد مالوا الی الاهواء
من امیدی داشتم که ایشان از و خواهند ترسید	پس امروز سوئے هوا و هوس میل کردند
نضوا الثیاب ثیاب تقوی کلهم	ما بقی الا لبسة الاغواء
همه جامه هائے پرهیزگاری را از خود برکشیدند	و هیچ جامه بجز جامه اغواء نزد شان نماند
هل من عفیف زاهد فی حزبهم	او صالح یخشی زمان جزاء
آیا هیچ پرهیزگاری زاهدے در گروه ایشان موجود است	یا نیکوکاری موجود است که از روز پاداش می ترسد
والله ما ادری تقیا خائفا	فی فرقة قاموا لهدم بنائی
بخدا که من هیچ پرهیزگارے خائفے درین فرقه نمی بینم	که برائے هدم بنیان من برخاسته اند
ما ان أری غیر العمائم واللحی	او انفا زاغت من الخیلاء
من بجز عمامه ها و ریش ها نمی بینم	یا بینی ها می بینم که از تکبر کج شده اند
لا ضیر ان ردوا کلامی نخوة	فسیفعلن فی آخرین ندائی
هیچ مضائقه نیست اگر کلام مرا از تکبر خود رد کردند	عنقریب این کلام در دلهائے دیگران اثر خواهد کرد
لا تنظرن عجبا الی افتاءهم	غسق تلا غسقا بنقع عماء
سوئے فتویٰ هائے ایشان نگه مکن	احمقی احمقے را در گرد و غبار کوری پیروی کرد
قد صار شیطان رجیم حبهم	یمسی ویضحی بینهم للقاء
شیطان رانده محبوب شان شده است	برائے ملاقات شان شام می آید و صبح می آید

اعمی قلوب الحاسدین شرورهم
دل حاسداں را شرارت ایشاں کور کرد
اعوی بواطنهم لباس ریاء
د جامهٔ ریاء باطن ایشاں را برهنه نمود

اُذوا فی سبیل المهیمن لانری
مرا ایذاء دادند و در راه خدا
شیئاً الذلنا من الایذاء
هیچ چیزے لذیذ تر از اذیت مرا نیست

ماان اُری اثقالهم بجدیدة
بارهائے ایشاں نزد من باز نو نیست
انی طلیح السفر والاعباء
من فرسوده سفر و فرسوده بارها هستم

نفسی کعسبرة فاحنق صلبها
نفس من مثل ناقه است پس کمر آن ناقه
من حمل ایذاء الوری وجفاء
از ایذاءها و جفاها لاغر شده است

هذا ورب الصادقین لاجتنی
بچنیں اصول دارم کہ قسم بخدائے راستبازاں
نعم الجنی من نخلة الایلاء
کہ ہمیشہ من از درخت نعمتہا میوہ می چینم

ان اللئام یحقرون وذمهم
لئیماں تحقیر من بمذمت خود می کنند
ما زادنی الا مقام سناء
گر خدائے من مرا بلندی ها داد

زمع الاناس یحملقون کثعلب
مردان سفله بر من ہمچو روباه حمله می کنند
یؤذوننی بتحوب ومواء
واز آواز روباه و آواز گربه مرا ایذاء می دهند

والله لیس طریقهم نهج الهدی
بخدا ایں راه شاں راه ہدایت نیست
بل منیة نشأت من الاهواء
بلکہ آرزوئے نفسانی است کہ از ہوا و ہوس پیدا شده است

اعرضت عن هذا بانهم بتصامم
من از زبان ایشاں دانسته خود را بہرہ کرده کناره کردم
وحسبت ان الشر تحت مراء
و دانستم کہ زیر مجادله شر است

حسبوا تفضلهم لاجل تصبری
ایشاں بباعث صبر کردن من خویشتن را غالب دانستند
فعلوا کمثل الدخ من اغضائی
پس تکبر بمانند دخان دود از چشم خوابیدن من بلند شدند

مابقی فیهم عفة وزهادة
در ایشاں ہیچ عفت و پرہیزگاری نمانده است
لا ذرة من عیشة نخشاء
و نہ یک ذرہ زندگی مجاہدانہ

قعدوا علی راس الموائد من هوی
بر سر خوانہا از ہوا و ہوس نشستند
فروا من الباساء والضراء
و از سختیہا و گزندہا گریختند

جمعوا من الاوباش حزب اراذل
چند کمینه از اوباش جمع شدند
فکانهم کالخثی للاحماء
پس گویا اوشاں سرگین خشک برائے گرم کردن است

لما کتبت الکتب عند غلوهم
ہرگاه کتابہا بروقت غلوّ ایشاں نوشتم
ببلاغة وعذوبة وصفاء
وہم آں کتابہا بلاغت و عذوبت و صفا پُر بودند

قالوا قرأنا لیس قولا جیدا
گفتند خواندیم سخنے خوب نیست
او قول عاربة من الادباء
یا قول کسے است کہ از گروه برگزیده عرب و لوبیاں است

عرب اقام ببیته متسترا
یک عرب بطور پوشیده در خانه او قیام کرده است
املی الکتاب ببکرة ومساء
ہماں عرب کتاب را صبح و شام نوشته

اُنظر الی اقوالهم وتناقض	سلب العناد اصابة الآراء
سخنهائے ایشان بہ بین وتناقض را بہ بین	عنادے کہ میدارند رائے صائب را سلب کرد
طورًا الی عرب عزوه وتارة	قالوا کلام فاسد الاملاء
وقتے کلام مرا منسوبے عرب منسوب کردند	ووقت دیگر گفتند کہ این کلام خراب املاء دارد
هذا من الرحمٰن یا حزب العدا	لا فعل شامی ولا بر فقائی
این املاء از خدا تعالی است اے گروه دشمنان	نہ کار شامی است و نہ کار رفیقان من
اعلی المهیمن شاننا وعلومنا	نبنی منازلنا علی الجوزاء
خدا تعالی شان ما را و علوم ما را بلند کرد	ما منازل خود را بر جوزا بنا می کنیم
نعلوا مقام المولویة بعده	وتستروا فی غیهب الخوقاء
بعد زین مقام مولویت را خالی کنید	و در تاریکی جاے پوشیده شوید
قد حُدّدت کالمرهفات قریحتی	ففهمت ما لا فهمه اعدائی
ہمچو شمشیرہائے تیز طبیعت من تیز کرده شد	پس آن چیزہا فہمیدم کہ دشمنان نہ فہمیدند
هذا کتابی حاز کل بلاغة	بهر العقول بنضرة وبهاء
این کتاب من ہر نوع بلاغت جمع کرده است	دانش ہا را بتازگی و خوبی حیران کند
الله اعطانی حدائق علمه	لولا العنایة کنت کالسفهاء
خدا تعالی مرا باغہائے علم خود عطا فرمود	اگر عنایت الٰہی نبودے من ہمچو بے خردان بودے
انی دعوت الله ربًا محسنا	فأری عیون العلم بعد دعائی
من از خدائے خود خواستم کہ ربّ محسن است	پس چشمہ ہائے علم بعد از دعا مرا نمود
ان المهیمن لا یعز بنخوة	ان رمت درجات فکن کعفاء
بہ تحقیق خدا متکبر را عزت نمی دہد	اگر درجہ ہا می خواہی ہمچو خاک شو
والله قد فرطت فی امری هوی	وابیت کالمستعجل الخطاء
بخدا کہ در امر من از روئے ہوا و ہوس تقصیر کردی	و مثل جلد باز خطا کننده انکار کردی
الحر لا یستعجلن بل انه	یرنو بامعان وکشف غطاء
آنکہ آزاد از تعصبہا است او جلدی نمی کند	بلکہ بغور دل می بنگرد و از میان پرده می برآرد
یخشی الکرام دعاء اهل کرامة	رحما علی الازواج والابناء
نیک مردان از دعائے اہل کرامت می ترسند	در زنان و پسران خود از ین خوف رحم می کنند
عندی دعاء خاطف کصواعق	فحذار ثم حذار من ارجائی
نزد من دعائے است کہ ہمچو صاعقہ می جہد	پس از کناره ہائے من دور باش دور باش
والله انی لا ارید امامة	هذا خیالک من طریق خطاء
بخدا من ہیچ پیشوائی را نمی خواہم	این خیال تو از خطاست
انا نرید الله راحة روحنا	لا سوددًا ورِیاسة وعلاء
ما خدا را می خواہیم کہ آرام روح ماست	و ریاست و بلندی را نمی خواہیم

انا توکلنا علی خلاقنا
ما بر خدائے خود توکل کردیم
معطی الجزیل وواهب النعماء
کہ بخشندہ نعمتہا و عطا کنندہ است

من کان للرحمٰن کان مکرما
ہر کہ خدا را باشد بزرگی مے یابد
لازال اهل المجد والآلاء
ہمیشہ در بزرگی و نعمتہا می ماند

ان العدا یؤذوننی بخباثة
دشمنان از راه خباثت مرا ایذا می دہند
یؤذون بالبهتان قلب براء
از روئے بہتان دل بری را می آزارند

هم یذعرون بصیحة ونعدهم
ایشان مے ترسانند
فی زمر موتی لا من الاحیاء
ما ایشان را از گروه مردگان می شماریم نہ از زندگان

کیف التخوف بعد قرب مشجع
بعد قرب دلیر کنندہ چگونہ بترسیم
من هذه الاصوات والضوضاء
چگونہ ازیں آوازہا و شور آوازہا خوف پیدا شود

یسعی الخبیث لیطفئن انوارنا
پلیدے کوشش می کند کہ تا نور ما بمیراند
والشمس لا یخفی من الاخفاء
و آفتاب از پوشیده کردن پوشیده نمی شود

ان المهیمن قد اتم نواله
خدا تعالی بر من بخشش خود بکمال رسانیده است
فضلا علی فصرت من نحلاء
از روئے فضل۔ پس من از بخشندگان شدم

نعطی العلوم لدفع متربة الوری
ما برائے دفع درویشی مردم مال علم می بخشیم
طالت ایادینا علی الفقراء
دست بخشش ما بر فقیران دراز است

ان شئت لیست ارضنا ببعیدة
اگر تو چیزے بخواہی زمین ما
من ارضك المنحوسة الصیداء
از زمین منحوس تو دور نیست

صعب علیك زمان سئل محاسب
بر تو آں ساعت بسیار سخت است کہ پرسیده خواہی شد
ان مت یا خصمی علی الشحناء
اگر تو بر ہمیں کینہ بمردی اے دشمن من

ما جئت من غیر الضرورة عابثا
من بے ضرورت ہمچو بازی کنندگان نیامدم
قد جئت مثل المزن فی الرمضاء
من مثل باران آمدم کہ بر زمین سوختہ ببارد

عین جرت لعطاش قوم اضجروا
برائے تنگ دلاں کہ سخت تشنہ بودند چشمہ جاری شد
او ماء نقع طافح لظماء
یا آب بسیار صافی برائے تشنگان

انی بافضال المهیمن صادق
من بفضل خدا صادقم
قد جئت عند ضرورة ووباء
بوقت ضرورت و وبا آمدم

ثم اللئام یکذبون بخبثهم
باز لئیمان از خباثت ایشاں تکذیب می کنند
لا یقبلون جوائزی وعطائی
و عطاہائے مرا قبول نمی کنند

کلم اللئام اسنة مذروبة
سخنہائے لئیماں نیزہ ہائے تیز ہستند
وصدورهم کالحرة الرجلاء
و سینہ ہائے اوشان مثل زمین بے نبات خشک افتاده

من حارب الصدیق حارب ربه
ہر کہ با صدیق جنگ کرد با خدا جنگ کرد
ونبیه وطوائف الصلحاء
و با پیغمبر خدا جنگ کرد و با تمام صلحاء جنگ کرد

والله لا أدري وجوه كشاحة
بخدا من وجه دشمنی ایشان هیچ نمی یابم
من غير ان البخل فار كماء
بجز اینکه بخل اوشان مانند آب جوش کرده است

ما كنت احسب انهم يعادوني
من گمان نمی کردم که اوشان باعث عداوت من
يذرون حكم شريعة غراء
حکم شریعت غرا را خواهند گذاشت

عاديتهم لله حين تلاعبوا
ایشان را دشمن گرفتیم چون با دین
بالدين متوالين من غلواء
بازی کردند و از تجاوز حمله کردند

ربيت من در النبي وعينه
من از شیر نبی علیه السلام بهره یافتم و از چشمه او سیراب شدم
اعطيت نورا من سراج حراء
من از آن آفتاب نور گرفتم که از غار حرا طلوع کرده بود

الشمس ام والهلال سليلها
آفتاب مادر است و هلال پسر او
ينمو وينشأ من ضياء ذكاء
آن پسر از روشنی آفتاب نشو و نما می یابد

اني طلعت كمثل بدر فانظروا
من مانند بدر طلوع کردم پس بتامل به بینید
لا خير فيمن كان كالكمهاء
در آن شخص هیچ خیر نیست که چون زنان کور مادرزاد باشد

يارب ايدنا بفضلك وانتقم
ای خدای ما تایید ما کن و از آن شخص انتقام بگیر
ممن يدع الحق كالغثاء
که حق را چون خس و خاشاک دفع کردن می خواهد

يارب قومي غلسوا بجهالة
ای رب من قوم من از جهالت بتاریکی می روند
فارحم وانزلهم بدار ضياء
پس رحم کن و اوشان را در خانه روشنی فرود آر

يا لائمي ان العواقب للتقي
ای ملامت کننده من انجام کار برائے پرہیزگاران است
فاربا مآل الامر كالعقلاء
پس همچو دانشمندان مآل کار را منتظر باش

الله ايدني وصافى رحمة
خدا مرا تائید کرد و از روئے رحمت مرا دوست گرفت
وامدني بالنعم والآلاء
و مرا با گوناگون نعمت ها مدد داد

فخرجت من وهد الضلالة والشقا
پس من از مذاق مغاک گمراهی بیرون آمدم
ودخلت دار الرشد والادراء
و در خانه رشد و آگاهیدن داخل شدم

والله ان الناس سقط كلهم
بخدا که مردم همه ردی و بیکار اند
الا الذي اعطاه نعم لقاء
مگر آن شخص که خدا تعالی اورا نعمت لقا بخشد

ان الذي اروى المهيمن قلبه
آن شخص که خدا تعالی دل اورا از معارف سیراب کرد
تأتيه افواج كمثل ظماء
نزد او فوج ها مثل تشنگان می آیند

رب السماء يعزه بعناية
خدائے آسمان اورا از عنایت عزت می دهد
تعنوا له اعناق اهل دهاء
و برائے او گردنهائے عقلمندان خمیده می شوند

الارض تجعل مثل غلمان له
زمین همچو غلامان برائے او کرده می شود
تأتي له الافلاك كالخدماء
و آسمانها برائے او همچو خادمان می آیند

من ذا الذي يخزي عزيز جنابه
آن کیست که عزیز جناب الهی را ذلیل کند
الارض لا تفني شموس سماء
زمین آفتاب هائے آسمان را نابود نتواند کرد

الخلق دود کلهم الا الذی — زکّاه فضل الله من اهواء

همه مردم کرمان هستند — مگر آنکه خدا تعالی اورا از هوا و هوس نجات داد

فانهض له ان کنت تعرف قدره — واسبق ببذل النفس والاعداء

پس برائے او برخیز اگر قدر او می دانی — واز همه مردم در بذل نفس و دشمنان سبقت کن

ان کنت تقصد ذله فتحقر — وستخسئن کالکلب یوم جزاء

اگر تو ذلت او می خواهی پس خود ذلیل خواهی شد — و همچو سگ در روز جزا رانده خواهی شد

غلبت علیک شقاوة فتحقر — من کان عند الله من کرماء

بر تو بدبختی غالب آمده است — ازیں سبب تو تحقیر شخصے میکنی که نزدیک خدا تعالی از بزرگان و بخشندگان ست

صعب علیک سراجنا وضیاءنا — تمشی کمشی اللص فی اللیلاء

بر تو چراغ ما و روشنی ما بسیار گران آمد — همچو دزدان در شب تاریک می گردی

تهذی وایم الله مالک حیلة — یوم النشور وعند وقت قضاء

بیهوده گوئی میکنی و بخدا ترا هیچ حیله نیست — و هیچ عذرے در روز فیصله نیست

برق من المولی نریک ومیضه — فاصبر کصبر العاقل الرناء

ایں از خدا تعالی روشنی است و درخشیدن آن ترا خواهیم نمود — پس همچو عاقلان دور اندیش صبر کن

واری تغیظکم یفور کلجة — موج کموج البحر او هو جاء

و می بینم که غضب شما همچو دریا در جوش است — و موج آن مثل موج دریا یا همچو باد سخت است

والله یکفی من کماة نضالنا — جلد من الفتیان للاعداء

بخدا از بهادران ما — دشمنان را یک جوان کافی ست

انا علی وقت النوائب نصبر — نزجی الزمان بشدة ورخاء

ما در وقت حوادث صبر می کنیم — و زمانه را به تنگی و فراخی می گذرانیم

فتن الزمان ولدن عند ظهورکم — والسیل لا یخلوا من الغثاء

از ظاهر شدن شما فتنه ها ظاهر شده اند — و هیچ سیلابے از خس و خاشاک خالی نمی باشد

عفنا لقاءکم ولا استکره — لوحل بیتی عاسل البیداء

ما از ملاقات شما کراهت مے داریم — و هیچ کراهت نداریم اگر گرگ دشتی بخانه ما در آید

الیوم انصحکم وکیف نصاحتی — قوم اضاعوا الدین للشحناء

امروز شما را نصیحت می کنم و نصیحت من — آں قوم را چه فائده بخشد که از کینه دین را ضائع کرده اند

قلنا تعالوا للنضال وناضلوا — فتکنسوا کالظبی فی الاخلاء

ما گفتیم که برائے مقابله بیائید و در عربی مباحثه کنید — پس همچو آهوان در جای های خالی پوشیده شدند

لا یبصرون ولا یرون حقیقة — وتهالکوا فی بخلهم ورئاء

نه مے بینند و نه حقیقت را دریافت می کنند — و در بخل و ریاء بمردند

هل فی جماعتهم بصیر ینظر — نحوی کمثل مبصر رناء

آیا در جماعت اوشاں بینندۀ است که می بیند — مثل مبصر غور کننده بہ بیند

ماناضلوني ثم قالوا جاهل
با من مقابله نکردند باز گفتند که جاهل است

انظر الی ایذاءهم وجفاء
ایذاء ایشان ببین و جفاء ایشان ببین

دعوی الکماة یلوح عند تقابل
دعوی بهادران وقت مقابله ظاهر می گردد

حد الظباة ینیر فی الهیجاء
تیزی شمشیر در جنگ روشن مے شود

رجل ببطن بطالة بطالة
در شهر بٹاله کہ از بطالت پُر است

تغلی عداوته کرعد طخاء
مردے است کہ دشمنی او ہمچو رعد ابر در جوش است

لا یحضر المضمار من خوف عرا
از خوف کہ می دارد بمیدان نمے آید

یهذی کنسوان بحجب خفاء
و ہمچو زنان در پرده ژاژ می خاید

قد آثر الدنیا وجیفة دشتها
دنیا و مردار آنرا اختیار کرده است

والموت خیر من حیاة غطاء
و مردن از زندگی پرده بسیار نکوتر است

یا صید اسیافی الی ما تأبز
اے شکار شمشیر ہائے من تا بکے جست خواہی کرد

لا تنجینک سیرة الاطلاء
ترا سیرت بچگان آہو نجات نخواہد داد

نجست ارض بطالة منحوسة
تو زمین بٹاله را پلید کردی

ارض مخربة من الحرباء
از وجود یک حربا تمام زمین از حربا پُر است

انی أریدک فی النضال کصائد
من ترا در روز مناضله مثل شکار جوینده می خواہم

لا یرکنن احد الی ازراء
پس باید کہ ہیچکس ترا پناه ندہد

صدر القناة ینوش صدرک ضربة
سر نیزه ترا پاره پاره خواہد کرد

ویریک مر الی بحار دماء
و نیزه در کننده من ترا دریائے خون خواہد نمود

عاشت الیک النفس من کلماتنا
جان تو از گفتار من بلب رسید

خوفا فکیف الحال عند مرائی
پس در وقت پیکار حال تو چه خواہد شد

أعطیت لسنا کاللقوح مرویا
من مثل ناقه بسیار شمشیر زبان داده شده اند

وفصیلها تأثیرها ببهاء
و بچه آن ناقه تاثیر سخن من است

ان شئت کد کل المکائد حاسدا
اگر بخواہی ہر مکرے کہ داری از روئے حسد بکن

البدر لا یخسو ابلغی ضراء
خوب یاد دار کہ از شور سگ بیگانی نقصان ماہتاب نیست

کذبت صدیقا وجرت تعمدا
تو صدیقے را بہ دروغے منسوب کردی

ولئن سطا فیریک قمر عفاء
و اگر آن صدیق بر تو حمله کند ترا مغاک خاک خواہد نمود

ما شم انفی مرغما فی مشهد
بینی من در ہیچ جنگے ذلت ندیده است

واثرت نقع الموت فی الاعداء
و در دشمنان از موت غبار انگیخته ام

والله اخطأتم لنکبة بختکم
بخدا شما از بدبختی طالع خود سخت خطا کرده آید

باریتم ابن کریهة فجاء
کہ با آن شخص جنگ شروع کرده آید کہ فرزند جنگ ناگاه کشنده است

انی بحقدک کل یوم ارفع
من بکینه تو ہر روز مراتب بلندے یابم

انی علی الشحناء والبغضاء
و از کینه و بغض شما بخت من در نشو و نما ست

نلنا ثریّا السماء وسمکه ❊ لنردّ ایمانًا الی الغبراء

ما تا ثریا آسمان رسیده ایم ❊ تا ایمان را سوئے زمین فرود آریم

انظر الی الفتن التی نیرانها ❊ تجری دموعا بل عیون دماء

آن فتنه ہا را بہ بین کہ آتشہائے آن فتنه ❊ اشک ہا جاری می کند بلکہ چشمہ ہائے خون می برآرد

فأقامنی الرحمٰن عند دخانها ❊ لفلاح مدلجین فی اللیلاء

پس خدا تعالیٰ مرا بوقت دخان آن فتنہ ہا قائم کرد ❊ تا آن را کہ در شب می روند نجات بخشد

وقد اقتضت زفرات مرضٰی مقدمی ❊ فحضرت حمّالا کؤوس شفاء

و نعرہ ہائے مریضان آمدن مرا تقاضا کرد ❊ پس من با جامہائے شفا نزد شان حاضر شدم

لما أُتیت القوم سبّوا کالعدا ❊ وتخیّروا سُبُل الشقا بإباء

ہرگاہ آمدم قوم مرا دشنامہا دادند ❊ و از راہ انکار طریق شقاوت را اختیار کردند

قالوا کذوب کیذبان کذبة ❊ بل کافر ومزوّر ومرائی

گفتند کہ این شخص کاذب و کذاب است ❊ بلکہ کافر و دروغ آرایندہ و ریاکار است

من مخبر عن ذلّتی ومصیبتی ❊ مولای ختم الرسل بحر عطاء

آن کیست کہ این ذلت من و مصیبت من ❊ مولائے ما رسانید کہ خاتم الانبیاء و دریائے بخششہا است

یا طیّب الاخلاق والاسماء ❊ أفأنت تبعدنا من الآلاء

اے پاک اخلاق و پاک نام ہا ❊ آیا تو ما را از نعمتہائے خود ردّ مے کنی

انت الذی شغف الجنان محبّة ❊ انت الذی کالروح فی حوبائی

تو آن ہستی کہ محبت او در قعر دل من فرو رفتہ است ❊ تو آن ہستی کہ در تن من مانند جان است

انت الذی قد جذب قلبی نحوه ❊ انت الذی قد قام للاصباء

تو آن ہستی کہ سوئے او دل من کشیدہ شدہ است ❊ تو آن ہستی کہ برائے دلبرے من ایستاد

انت الذی بودادہ وبحبّه ❊ اُیّدت بالالهام والالقاء

تو آن ہستی کہ ببرکت محبت او و دوستی او ❊ از الہام و القاء الٰہی تائید یافتم

انت الذی اعطی الشریعة والهُدٰی ❊ نجّٰی رقاب الناس من اعباء

تو آن ہستی کہ شریعت و ہدایت را بما رسانید ❊ و گردنہائے مردم را از بارگران نجات داد

هیهات کیف نفرّ منک کمفسد ❊ روحی فدتک بلوعة ووفاء

این کی ممکن است کہ ما ہمچو مفسدے از تو بگریزیم ❊ جان من بسوزش عشق و وفا بر تو قربان است

آمنتُ بالقرآن صحف الٰهنا ❊ وبکل ما اُخبرتَ من أنباء

من بقرآن شریف ایمان آوردم کہ کتاب خدائے است ❊ و با آن ہمہ خبرہا ایمان آوردم کہ تو خبر دادی

یا سیدی یا موئل الضعفاء ❊ جئناک مظلومین من جهلاء

اے سردار من اے جائے بازگشت ضعیفان ❊ ما بجناب تو از جاہلان رسیدیم

ان المحبة لا تُضاع وتشتری ❊ انا نحبک یا ذکاء سخاء

محبت ضائع کردہ نمی شود و کریمان آن را می خرند ❊ ما با تو اے آفتاب سخاوت محبت می داریم

یاشمسنا انظر رحمة وتحننا
اے آفتابے ما سوئے من برحمت بنگر
یسعی الیک الخلق للارکاء
مردم سوئے تو برائے پناہ گرفتن مے دوند

انت الذی ھو عین کل سعادة
تو آن استی کہ چشمہ ہر سعادت است
تھوی الیک قلوب اھل صفاء
سوئے تو دلہائے اہل صفا مائل ہستند

انت الذی ھو مبدء الانوار
تو آن ہستی کہ مبدء نورہاست
نورت وجہ المدن والبیداء
تو روئے شہرہا و بیابان ہا روشن کردی

انی اری فی وجھک المتھلل
می بینم در روئے روشن تو
شانا یفوق شئون وجہ ذکاء
شانے مے بینم کہ بر شان آفتاب فوقیت ہا دارد

شمس الھدی طلعت لنا من مکة
آفتاب ہدایت از مکہ برما طلوع کرد
عین الندی نبعت لنا بحراء
چشمۂ بخشش از غار حرا برائے ما بجوشید

ضاھت ایاة الشمس بعض ضیاءہ
روشنی آفتاب ببعض روشنیہائے او مے ماند
فاذا رئیت فھاج منہ بکائی
پس چوں دیدم بے اختیار مرا گریہ آمد

نسعی کفتیان بدین محمد
ما ہمچو مردان در دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوشش می کنیم
لسنا کرجل فاقد الاعضاء
ما مثل آن شخصے نیستم کہ بے دست و پا باشد

اعلی المھیمن ھممنا فی دینہ
خدا تعالی در دین خود ہمتہائے ما را بلند کردہ است
نبنی منازلنا علی الجوزاء
منزلہائے خود را بر جوزا بنا مے نہیم

انا جعلنا کالسیوف فندمغ
ما ہمچو شمشیرہا گردانیدہ شدہ ایم
راس اللئام وھامة الاعداء
پس سر لئیمان را و دشمنان را مے کوبیم

ومن اللئام اری رجیلا فاسقا
و از لئیمان مردکے بدکار را مے بینم
غولا لعینا نطفة السفھاء
کہ شیطان ملعون از نطفۂ سفیہان است

شکس خبیث مفسد ومزور
بدگو خبیث مفسد دروغ آرایندہ است
نحس یسمی السعد فی الجھلاء
و منحوس است و نام او جاہلان سعد اللہ نہادہ اند

ما فارق الکفر الذی ھو ارثہ
کفرے کہ وراثت او بود ازاں علیحدہ نشدہ است
ضاھا اباہ وامہ بعماء
و در کوری مادر و پدر خود را مشابہ است

قد کان من دود الھنود وزرعھم
این شخص از کرمان ہنود و تخم ایشان بود
من عبدة الاصنام کالاٰباء
و مثل پدر و جد خود از بت پرستان بود

فالاٰن قد غلبت علیہ شقاوة
پس اکنون ہمان شقاوت بروئے غلبہ کرد
کانت مبیدة امہ العمیاء
کہ مادر کور او را ہلاک کردہ بود

انی اراہ مکذبا ومکفرا
من او را می بینم کہ او تکذیب من میکند و مرا کافر میگوید
ومحقرا بالسب والازراء
و با تحقیر کردن و دشنام دادن بہتانہا مے بندد

یؤذی فما نشکو وما نتاسف
آزار می دہد مگر ما نہ شکایت میکنیم و نہ افسوس میکنیم
کلب فیغلی قلبہ لعواء
زیرا کہ او سگے است پس دل او برائے عوعو کردن مے جوشد

كحل العناد جفونه بعجاجة	فالآن من يحميه من اقذاء
دشمنی پلک ہائے اورا بغبار کینہ سرمہ سا کردہ است	پس اکنوں کیست کہ چشمہائے اورا از غبار بپرہاند
يالاعوى ان المهيمن ينظر	خف قهر رب قادر مولائى
اے ملامت کنندہ من خدا تعالےٰ مے بیند	از قہر مولائے من کہ قادر است خوف کن
الحق لا يصلىٰ بنار خديعة	انى من الخفاش خسر ذكاء
راستی بآتش مکر سوختہ نمی شود	از نفرت شپرہ ہیچ نقصان آفتاب نیست
انى اراك تميس بالخيلاء	أنسيت يوم الطعنة النجلاء
من می بینم کہ بناز و تکبر خراماں مے روی	آیا آں روز را فراموش کردی کہ زخم فراخ خواہد کرد
لا تتبع اهواء نفسك شقوة	يلقيك حب النفس فى الخوقاء
ہوائے نفس خود را از شقاوت پیروی مکن	ترا محبت نفس در چاہ خواہد انداخت
فرس خبيث خف ذرى صهواته	خف ان تزلك عدو ذى عدواء
نفس تو اسپ پلید است از بلندی پشت او بترس	ازیں بترس کہ دویدن ناہموار او ترا بر زمین افگند
ان السموم لشر ما فى العالم	ومن السموم عداوة الصلحاء
در دنیا زہرہا بدترین چیزے است	واز زہرہا بدتر عداوت صالحان است
اذيتنى خبثا فلست بصادق	ان لم تمت بالخزى يا ابن بغاء
مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیم	اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری
الله يخزى حزبكم ويعزنى	حتى يجئ الناس تحت لوائى
خدا تعالیٰ گروہ شما را رسوا خواہد کرد و مرا عزت خواہد داد	تا بحدیکہ مردم زیر لوائے من خواہند آمد
يا ربنا افتح بيننا بكرامة	يا من يرى قلبى ولب لحائى
اے خدائے ما در ما بکرامت خود فیصلہ کن	اے آنکہ دل مرا و مغز و پوست مرا می بینی
يا من ارى ابوابه مفتوحة	للسائلين فلا ترد دعائى
اے آنکہ در ہائے او را	برائے سائلان کشادہ می بینم دعائے مرا رد مکن

امین

اليوم قضينا ما كان علينا من التبليغات. وعصمنا نفسا من مأثم ترك الواجبات. و
امروز ہرچہ بر ما از تبلیغ فرض بود ادا کردیم۔ ونفس خود را از گناہ ترک واجب محفوظ داشتیم۔ و دقت
حان ان نصرف الوجه عن هذه المباحثات - الا ما ينفى لبس السائلين والسائلات - وازمعنا ان
آمد کہ ما ازیں مباحثات رو بگردانیم۔ مگر آنچہ شبہ سائلاں رد کند وقصد کردیم کہ
لا نخاطب العلماء بعد هذه التوضيحات - ولو سبونا كما ارادوا من قبل من العادات - وما غلظنا عليهم
بعد ایں توضیحات علماء را مخاطب نکنیم۔ اگرچہ دشنام ہا دہند چنانچہ پیش ازیں ہمیں عادات خود نمودہ اند۔ وما
الا للتنبيهات - انما الاعمال بالنيات - فالآن نودعهم بدموع جارية من الحسرات - وعيون غريقة
بر ایشاں درشتی کہ کردیم محض برائے آگاہانیدن کردیم۔ واعمال نزد خدا تعالیٰ وابستہ بہ نیت ہا ہستند پس اکنوں ایشاں را باشکہائے جاری
فى سيل العبرات - وهذه منا خاتمة المخاطبات - تمت
از حسرتہا وداع می کنیم و با چشمہائے غرق آب رخصت می نمائیم پس امروز ایں رسالہ از ما خاتمہ مخاطبات است۔ فقط

مولوی نیاز احمد قصبہ کھاریاں + خلیفہ محی الدین. بادلی گجرات + مولوی نیض احمد. ڈوگہ. مولوی عبد الدین ملکی۔ مولوی آغا خان سوداگر

قابل توجہ گورنمنٹ ہند

انا قرأنا فی جریدۃ سول ملٹری انه یشکومنا فی حضرۃ الدولۃ البرطانیۃ - ویظن کانّا اعداء هذه الدولۃ المبارکۃ - وینبه الدولۃ علی سوء نیاتنا وشر عواقبنا ویحثّها علی ان تضیق علینا الحرّیۃ التی شملت طوائف الاقوام علی اختلاف مذاهبهم - وتباین مشاربهم - وهذه هی الشیء الذی یثنی به علی الدولۃ بخصوصیتها ومزیّتها علی دول اخری اعنی انها اعطت نسبۃ المساوات کل مذهب فی نظر القانون - وما خصّ احدًا لیکون محل الظنون - وهذا امر لا نری نظیرہ فی زمن الاولین -

وقد کتبنا غیر مرۃ انا نحن من خدام مصالح الدولۃ - وخادمیه من کمال الصدق والامانۃ وامتلاءت قلوبنا شکرًا - وصدورنا اخلاصًا - بما رئینا منها من انواع الاحسان - والمنۃ والامتنان - وانا لسنا من قوم یعمون ولی النعمۃ - ویخفون فی قلوبهم امور الغش والخیانۃ - ویثیرون الفتن من خبث القریحۃ - بل نحن بفضل الله نشکر الدولۃ علی منّها - وندعو الله ان ینجینا بها من شر الدنیا و فتنتها - وقد نجونا بها من البلایا والمحن - وانواع الخسران والفتن - ونعیش بالامن والعافیۃ تحت ظلّها الظلیل - وحفظنا من آفات الاشرار بعدله الجمیل - انها انارت سبلنا - وسدت خللنا - وانا نری فی لیالیها امنًا ما رئینا فی نهار قبل هذه الدولۃ - فما جزاء هذا الاحسان الّا الشکر بخلوص النیۃ - و شکرهم شیء قد ملأ به روحنا - وجناننا وضمیرنا ولساننا - ولسنا کافری نعم المنعمین - ولنا علی هذا الدعوی براهین ساطعۃ - ودلائل قاطعۃ - وهی انا لا نثنی علی الدولۃ من هذا الیوم فقط بل فی هذا نفدت اعمارنا - وذابت عظامنا - وعلیه توفّت کبارنا - وکانوا عند الدولۃ من المکرمین وطالما قمنا للحمایۃ بخلوص القلب والمهجۃ واشعنا الکتب فی حمایۃ اغراض الدولۃ الی بلاد الشام والروم وغیرها من الدیار البعیدۃ - وهذا امر لن تجد الدولۃ نظیرها فی غیرنا من المخلصین - فلا نعبأ بمفتریات جریدۃ - ولا نخشی تحریرا نامل مفسدۃ - ویا اسفا علی الذی یخوّف الدولۃ من غوائل عواقبنا - ویرغبها فی تعاقبنا - الم یفکر اننا ذریۃ آباء انفدوا اعمارهم فی خدمات هذه الدولۃ افنسیت الدولۃ مساعیهم بهذه السرعۃ - لم لا تمنع الدولۃ اولئک الطغاۃ المفسدین عن نشر مثل تلک الاکاذیب - واشاعۃ هذا البهتان العجیب - فانها سم زعاف للذین لا یعرفون الحقیقۃ - ولا یفتشون الاصلیۃ - فکاد ان یصدقوها کالمخدوعین - انه یبکی علی حرّیتنا ولا یری حرّیته التی تصول

على الصادقين - ويجعل المخلصين من المفسدين - اليس بواجب على اهل الجرايد ان لا يتبعوا كلما بلغتهم من الحاسدين من اهل الغرض والنقمة - اليس عليهم ان يكتبوا بالصداقة و سلامة الطوية - انهم خارجون من حدود القانون وهم من المعفوين -

يا اهل الجرايد والمكائد أتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم - أهذا خير لكم بل شر لكم - لو كنتم تعلمون - أتجعل الدولة المخلصين كالمفسدين - او يخفى عليه ما تكتمون في انفسكم كالمنافقين - قد جربت الدولة عواقب ابائنا - ورأت مرارًا ما هو في وعاءنا - وقد بلغنا تحت تجاربها الوستين - فان سعد ما قبل ذالك الى نحو خمسين سنة من طريق الخلوص - وآثرنا طرقًا فاسدة كاللصوص - فالدولة ان تظن كما تظن كالمجربين العارفين - فان القليل يقاس على الكثير والصغير على الكبير - وكذالك جرت عادة المتفرسين - والا فاتقوا الله واستحيوا ولا تجترؤا ان كنتم صالحين - ووالله انا نحن براء من تلك التهمة - وما لنا ولهذه المعصية - وتنزه النظام السابقة ذيلنا عن مثل هذه البهتانات - والتهم والخرافات - وكيف وانا لا ننسى الى ان نموت نعم هذه الدولة - ولا منن هذه الحكومة - وقد اوصينا من كتاب الله بشكر المحسنين -

وهي آيات واحاديث لا يسع المقام سردها الآن وقد كتبنا من قبل وابسطنا فيه البيان - فلينظر من كان من الشائقين - وانا رئينا من هذه الدولة انواع الراحة - وحفظت بها دماءنا واعراضنا واموالنا من انواع المصيبة - توارد بها علينا من نعم لا نستطيع ان ندخلها تحت الحصر والاحصاء - فندعو لهذه الدولة طول العمر والبقاء - واي عاقل يسب المحسن وينسى نعمه ولا يذكر المنن - نعوذ بالله من سوء الفهم ووضع الرأي في غير محله - وقولنا هذا رد على جريدة سول واما الذي يزعم ان حماية الكفار كيف يجوز فقد رددنا وساوسه غير مرة - واثبتنا الامر بكثير من ادلة واثبتنا ان النبي صلى الله عليه وسلم وضع هذا الاساس - وقال ما شكر الله من لا يشكر الناس - فهذا اصول محكم لا يرده الا الفاسق ولا يقبله الا الصالح ولو بعد اللتيا واللتي واما نحن فهذا مذهبنا ونشكر المحسن ولا نرى اختلاف المذاهب يصعب علينا خلاف ذالك ونختار عليه الموت - ومن اجل ذالك قد اشعنا رأينا هذا في بلاد الاسلام الى ما وسع لنا وامكن وان في هذا دليل قاطع على اخلاصنا ولكن للذين لا يخلون - فحاصل الكلام انا مترهون من تلك التهم - ولنا شواهد لا ترد شهادتها ولا تشك في صحتها - و نتوكل على الله - لا حول ولا قوة الا بالله - وهو احكم الحاكمين +

ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ عربی کے ختم ہونے کے بعد ایک صاحب نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ آپ کے دعویٰ کی تائید میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کونسے ایسے نشان ظاہر ہوئے ہیں جو ایک طالب حق ان پر غور کرنے سے یہ سمجھ سکے کہ یہ کاروبار انسان کا منصوبہ نہیں بلکہ اس خدا کی طرف سے ہے جو عین وقت پر اسلام کی تائید کیلئے اپنے بندوں کو بھیجتا اور ان کا سچا ہونا اپنے خاص نشانوں کے ذریعہ ثابت کر دیتا ہے۔

سو واضح ہو کہ اگرچہ میں نے اس سوال کا جواب کئی مرتبہ اس سے پہلے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے لیکن اب پھر اُن متفرق باتوں کو حق کے طالبوں کے فائدہ کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر کے لکھ دیتا ہوں۔ شاید وہ وقت پہنچ گیا ہو کہ لوگ میری باتوں میں غور کریں۔ پس غور سے سُنو کہ عقلمندوں اور سوچنے والوں کے لئے میرے دعوے کیساتھ اس قدر نشان موجود ہیں کہ اگر وہ انصاف سے کام لیں تو ان کے تسلّی پانے کیلئے نہایت کافی وشافی ذخیرہ خوارق موجود ہے ہاں اگر کوئی اس شخص کی طرح جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مینہ کے بارے میں معجزہ استجابت دُعا دیکھ کر یعنی کئی برسوں کے امساک باراں کے بعد مینہ برستا ہوا مشاہدہ کر کے پھر کہدیا تھا کہ یہ کوئی معجزہ نہیں۔ اتفاقاً بادل آیا اور مینہ برس گیا۔ انکار سے باز نہ آوے تو ایسے شخص کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ ایسے لوگ ہمارے سیّد ومولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ آسمانی نشان دیکھتے رہے پھر یہی کہتے رہے۔ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ[1] جو شخص سچے دل سے خدا کا نشان دیکھنا چاہتا ہے اس کو چاہئیے کہ سب سے پہلے اس نشان پر نظر کرے کہ اس عاجز کا ظاہر ہونا عین اس وقت میں ہے جس وقت کا ذکر ہمارے سیّد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے آپ فرمایا ہے یعنی صدی کا سر پھر آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ **صلیب کے غلبہ کے وقت** ایک شخص پیدا ہوگا جو صلیب کو توڑیگا۔ ایسے شخص کا نام آنحضرت نے مسیح ابن مریم رکھا ہے۔

اب سوچو کہ صلیب کا غلبہ تو انتہا تک پہنچ گیا اور نصاریٰ ٹڈیوں کی طرح دنیا پر محیط ہوگئے اور پادریوں کو اپنے شیطانی اغوا میں وہ کامیابی ہوئی جس کی کوئی نظیر نہیں اور صدی میں سے بھی تیرہ برس گذر گئے تو کیا ابتک صلیب کا توڑنے والا ظاہر نہ ہوا۔ یا نعوذ باللہ پیشگوئی خطا گئی یا علماء مخالفین کی یہ خواہش ہے کہ اور سَو برس **تک** پادری لوگ اسلام کو پیروں کے نیچے کچلتے رہیں۔ جب تک کہ نئی صدی آوے اور

[1] الانبیاء : ۶

آسمان سے اُن کا فرضی مسیح نازل ہو۔ پھر اس صدی پر بھی کیا امید ہے شاید وہ بھی خطا جائے غرض اب یہ نازک وقت اور صدی کا سر چاہتا تھا کہ صلیب کا توڑنے والا پیدا ہو اور خنزیروں کو جن میں خنزیعنے فساد کا جوش ہے دلائل بیّنہ کے ساتھ قتل کرے۔ سو وہ ظاہر ہو گیا جس کو قبول کرنا ہو کرے۔

پھر دوسرا نشان یہ ہے کہ اُس گذشتہ زمانہ میں جس کو ستّرہ برس گذر گئے۔ یعنی اُس زمانہ میں جبکہ یہ عاجز گوشۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا اور کوئی نہ جانتا تھا کہ کون ہے اور نہ کوئی آتا تھا اُس وقت اِس موجودہ زمانہ کی خبر دی گئی ہے جس میں ہر ایک طرف سے رجوع خلائق ہوا اور ایک دنیا میں شہرت ہوئی چنانچہ براہین احمدیہ میں ستّرہ برس کا الہام اسبارہ میں چھپا ہوا یہ ہے انت منّی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان اَن تُعان و تعرف بین النّاس۔ یأتون من کلّ فجٍ عمیق۔ یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مشہور کیا جائے گا۔ اور لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئینگے۔

اب دیکھو کیا یہ نشان نہیں کہ اس پیشگوئی کے مطابق اب خدا تعالےٰ نے لاکھوں انسانوں میں اور ہندوستان کے کناروں تک اس عاجز کو مشہور کر دیا ہے اور ایسا ہی وہ لوگ جو ملنے کیلئے اس وقت تک آئے اُن کی تعداد ساٹھ ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہو گی۔ کیا ایک عقلمند کو یہ پیشگوئی تعجب میں نہیں ڈالتی جو ایسے زمانہ میں ظاہر فرمائی گئی تھی جبکہ اس کا مفہوم بالکل قیاس سے بعید معلوم ہوتا تھا۔

پھر ایک اور پیشگوئی سوچنے والوں کے لئے نشان ہے جس کا ذکر براہین حصہ سوم کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے جس کو پندرہ برس کا عرصہ گذر گیا ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ اس عاجز کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ ہوگا اور تجھ کو ایک واقعہ میں وہ کاذب ٹھہرائیں گے اور بالآخر خدا تیری سچائی ظاہر کرے گا۔ اس پیشگوئی کی عبارت یہ ہے۔ ولن ترضٰی عنک الیھود ولا النّصارٰی ۔ و خرقوا لہ بنین و بناتٍ بغیر علم۔ قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَد۔ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن ۔ الفتنۃ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔ یعنی یہود اور نصاریٰ تیرے پر خوش نہیں ہونگے جب تک تو ان کے مذہب کا پیرو نہ ہو۔ یعنی ان کا خوش ہونا محال ہے ان لوگوں نے یعنی نصاریٰ نے خدا کیلئے بیٹے بیٹیاں بنا رکھی ہیں حالانکہ خدا وہ ہے جس کے کوئی بیٹا نہیں اور نہ وہ کسی کا بیٹا نہ اُس کا

کوئی ہمسر اور عیسائی تیرے ساتھ ایک مکر کریں گے اور خدا بھی ان کے ساتھ مکر کریگا خدا کی مکر سر اسر نیک اور بہتر اور دوسروں کے مکر پر غالب ہے۔ اس وقت عیسائیوں کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا۔ پس چاہیئے کہ تو رسولوں اور نبیوں کی طرح صبر کرے اس وقت تو یہ دعا کر کہ اے میرے رب میرا صدق ظاہر کر دے۔

اب ذرہ آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صریح اور صاف طور پر آتھم کے قصہ کی خبر دے رہی ہے جس میں عیسائیوں نے یہ مکر کیا کہ حقیقت کو چھپایا۔ پیشگوئی میں رجوع الی الحق کی شرط تھی جس سے آتھم نے فائدہ اُٹھایا کیونکہ وہ اخیر دن تک پیشگوئی سے ڈرتا رہا۔ یہانتک کہ مارے ڈر کے دیوانہ کی طرح ہوگیا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے پیشگوئی کے وعدہ کے موافق اس کی موت میں تاخیر ڈالدی عیسائی خوب جانتے تھے کہ وہ پیشگوئی کے خوف سے نیم جان ہوگیا۔ اس نے قسم نہ کھائی نہ اس نے حملہ کے الزاموں کو ثابت کیا مگر تب بھی پادریوں نے شرارت پر کمر باندھی۔ اور امرتسر اور بہت سے دوسرے شہروں میں نہایت شوخی سے ناچتے پھرے کہ ہماری فتح ہوئی اور اُن کے نہایت پلید اور بدذات لوگوں نے گالیاں نکالیں اور سخت بدزبانی کی۔ غرض جیساکہ پندرہ برس پہلے خدا تعالیٰ فرماچکا تھا۔ کہ عیسائی فتنہ برپا کرینگے۔ ایسا ہی ہوا اور یہودی صفت مولوی اور اُن کے چیلے اُن کے ساتھ ہوگئے۔ آخر جیساکہ خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں اشارہ فرمایا تھا کہ قُل رَبِّ ادخِلنِی مُدخَلَ صِدقٍ۔ ایسا ہی اس عاجز کا صدق ظاہر ہوگیا اور آتھم جیساکہ الہام میں بار بار ظاہر کیا گیا تھا۔ اپنی بیباکی کے بعد اخیری اشتہار سے سات مہینے تک فوت ہوگیا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیسا عظیم الشان نشان ہے۔ اور یہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں۔ {۱} ایک یہ کہ عیسائیوں کے فتنہ کی پندرہ برس پہلے خبر دی گئی۔ {۲} دوسرے یہ کہ آخر وہ فتنہ برپا ہو کر اس پیشگوئی کے مطابق اور نیز دوسری پیشگوئی کے مطابق آتھم مرگیا اور صدق ظاہر ہوا اگر ان دونوں پیشگوئیوں کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان قدرت نظر کے سامنے آجائے گی * اور اس میں ایک اور عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی اس کی پوری

* **حاشیہ**۔ ایک مُردہ پرست فتح مسیح نام نے فتحگڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپورہ سے پھر اپنی پہلی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے۔ جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لے کر یہ ذکر بھی درمیان میں لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ سو ہم اس پیشگوئی کے پورا

ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخری زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا۔ عیسائی کہینگے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہینگے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اس وقت عیسائیوں کیلئے شیطان آواز دیگا کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کے لئے آسمان سے آواز آئیگی کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے سو یاد رہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتھم کی قصہ کے متعلق ہے کیونکہ زمین کے شیطانوں نے آتھم کے مقدمہ میں عیسائیوں کا ساتھ کیا اور یہ کہا کہ عیسائی فتح پا گئے چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخباروں والے انہیں شیطانوں میں سے تھے جنہوں نے حق اور سچائی اور دین کا پاس نہ کیا اور آسمان کی آواز جو خدا تعالیٰ کا پاک الہام تھا جو اس عاجز پر نازل ہوا۔ اس الہام نے بار بار گواہی دی کہ اسلام کی فتح ہے۔ آخر زمین کے شیطانوں نے شکست کھائی اور آسمان کی آواز کی سچائی ثابت ہوئی۔ یہ ایسی کھلی سچائی ہے جو کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا یہ کیسی نابینائی تھی کہ پلید دل لوگوں نے شرطی پیشگوئی کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں

حاشیہ

ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں اور اب بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی بنیاد نہ آج سے بلکہ پندرہ برس پہلے سے ڈالی گئی تھی جس کا مفصل ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں موجود ہے۔ سو ایسے انتظام کے ساتھ پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔

یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مُردہ خدا ہے۔ اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہموزن ثابت ہوجائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے **ایسی ایسی** پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مُردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے۔ اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں

یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق بیباکی کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کریگا

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفہ خواں کو یہی کہنا پڑتا تھا۔ کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں بنا بنایا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر ہتھیار بھی خریدے۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

ضمیمہ انجام آتھم

مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

حاشیہ

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس اُستاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انھیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اُن کو حرامکار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اُٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرحمٰن علّم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اُس وعدہ کو ایسے طور سے

نقل مطابق اصل

کی اولاد بنیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ نکلا**۔ کیونکہ آجکل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو۔ تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہینگے کہ یہاں سے اُٹھ اور وہ اُٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے **بھلا** ایک پادری صرف بات سے ایک **الٹی جوتی کو سیدھا کرکے تو دکھلائے**۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپکے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپکا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

پورا کیا کہ اب کسی کو معارف قرآنی میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر

آپ وہی حضرت ہیں جنہوں نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ ابھی یہ تمام لوگ زندہ ہوں گے کہ میں پھر واپس آجاؤں گا۔ حالانکہ نہ صرف وہ لوگ بلکہ انیس۱۹ نسلیں ان کے بعد بھی انیس۱۹ صدیوں میں مر چکیں۔ مگر آپ اب تک تشریف نہ لائے۔ خود تو وفات پاچکے مگر اس جھوٹی پیشگوئی کا کلنک اب تک پادریوں کی پیشانی پر باقی ہے سو عیسائیوں کی یہ حماقت ہے کہ ایسی پیشگوئیوں پر تو ایمان لاویں۔ مگر آتھم کی پیشگوئی کی نسبت جو صاف اور صریح طور پر پوری ہوگئی اب تک انہیں شک ہو۔ سوچنا چاہیئے کہ یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی پندرہ سال پہلے خبر دی گئی ہے۔ اور جو اپنی شرط کے موافق اور اپنے آخری الہاموں کے موافق پوری ہوگئی۔ اس سے انکار کرنا کیا صریح خباثت ہے یا نہیں۔ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ ایک مخفی امر کی پندرہ سال پہلے خبر دے اور پھر شرط کے موافق نہ خلاف شرط پیشگوئی کو انجام تک پہنچا دے۔

یہ مُردہ پرست لوگ کیسے جاہل اور خبیث طینت ہیں کہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔ فتح مسیح کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آتھم تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر میں داخل ہو چکا ہے۔ اب یہ کالک کا ٹیکہ عیسائیوں کی پیشانی سے کسی طرح اُتر نہیں سکتا۔ اگر وہ قسم کھا لیتا اور پھر ایک برس تک نہ مرتا تو عیسائیوں کو اس کی زندگی مفید ہوتی۔ مگر اس نے نہ قسم کھائی نہ نالش کی نہ اپنے جھوٹے تین الزاموں کا ثبوت دیا۔ پس اس نے اپنی عملی کارروائیوں سے ثابت کر دیا کہ وہ ضرور ڈرتا رہا۔ پھر جب بیباکی کی طرف رُخ کیا تو حسب منشاء الہام الٰہی آخری اشتہار سے سات مہینے تک داخل جہنم ہو گیا۔ اور جیسا کہ خدا کے پاک الہام نے خبر دی تھی ویسا ہی ہوا۔ پس کیا ایسی پیشگوئی جو ایسی صراحت کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی جس کا تمام نقشہ خدائے عالم الغیب نے پندرہ برس پہلے اپنے پاک الہام کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا تھا وہ جھوٹ ٹھہر سکتی ہے۔ بلکہ وہی لعنتی فرقہ جھوٹا ہے جو ایسے کھُلے کھُلے نشان کی تکذیب کرتا ہے۔

بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا* کہ اُن کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

* اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کر لیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو کریں گے ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سنیں گے۔

میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے مگر اُن کے لئے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔

اور ایک نشان خدا کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ میرے دعویٰ سے تیس[۳۰] برس پہلے ایک بندہ صالح نے میری نسبت پیشگوئی کی اور اس پیشگوئی میں میرا نام اور میرے گاؤں کا نام لیکر کہا۔ کہ وہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریگا اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا اور مولوی لوگ جہالت اور حماقت سے اس کا انکار کریں گے چنانچہ اُس نے اس تمام پیشگوئی سے کریم بخش نام ایک نیک بخت مسلمان کو جو لودیانہ کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والا تھا اطلاع دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود لدھیانہ میں آئیگا اور نصیحت کی کہ مولویوں کے شور کی کچھ پروانہ کرنا کہ مولوی اس مخالفت میں جھوٹے ہوں گے۔ چنانچہ جب میں اس دعویٰ کے بعد لدھیانہ میں گیا تو کریم بخش میرے پاس آیا۔ اور صدہا لوگوں کے روبرو بار بار یہ گواہی دی چنانچہ اس کی طرف سے ایک رسالہ بھی شائع ہو چکا سو یہ بھی ایک نشان الٰہی ہے۔

اور منجملہ نشانوں کے ایک نشان خسوف وکسوف رمضان میں ہے۔ کیونکہ دارقطنی میں صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود کی تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشان ہوگا کہ رمضان میں چاند

کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مُردار اور خبیث فرقہ نے جو مُردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ نادان پادریوں کو چاہیئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں۔ ورنہ نامعلوم۔ خدا کی غیرت کیا کیا اُن کو دکھلائے گی۔ اور ہم اس جگہ فتح مسیح کی سفارش کرتے ہیں۔ کہ بزرگ پادری

اور سورج کو گرہن لگے گا چنانچہ وہ گرہن لگ گیا۔ اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مجھ سے پہلے کوئی اور بھی ایسا مدعی گذرا ہے جس کے دعویٰ کے وقت میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا ہو سو یہ ایک بڑا بھاری نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ظاہر کیا۔ دارقطنی کی حدیث میں کوئی اغلاق نہیں۔ جس طرح پر خسوف کسوف ظہور میں آیا وہ سراسر حدیث کے الفاظ کے موافق ہے چنانچہ میں نے اسی خسوف کسوف رمضان کی نسبت عربی میں ایک رسالہ لکھا ہے اس میں اس حدیث کی مفصّل شرح کر دی گئی ہے اور یہ کہنا کہ اس حدیث میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کیا ہے۔ یہ قول سراسر حماقت ہے۔ کیونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر پوری ہو گئی۔ پس جبکہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا۔ تو اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ ایسے لوگ چارپائے ہیں نہ آدمی جن کے دل میں بعد قیام دلائل صحت پھر بھی شبہ رہ جاتا ہے فرض کیا کہ محدثین کی طرز تحقیق میں اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ رہ گیا تھا۔ مگر دوسرے پہلو سے وہ شبہ رفع ہو گیا۔ محدثین نے اس بات کا ٹھیکہ نہیں لیا کہ جو حدیث اُن کی نظر میں قاعدہ تنقید رُواۃ کی رُو سے کچھ ضعف رکھتی ہو۔ وہ ضعف کسی دوسرے طریق سے دُور نہ ہو سکے۔ اس حدیث کو تو کسی شخص نے وضعی قرار نہیں دیا اور اہل سنت اور شیعہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف محدثین کا فتویٰ قطعی طور پر کسی حدیث کے صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ یہانتک ممکن ہے کہ ایک حدیث کو محدثین نے وضعی قرار دیا ہو اور اس حدیث کی پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہو جائے اور اس طرح پر اُس حدیث کی صحت کھُل جائے ہمیں اصل غرض تحقیق صحت سے ہے نہ محدثین کے قواعد سے۔

پس یہ نہایت بے ایمانی اور بد دیانتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی اور پہلو سے کسی حدیث کو ظاہر کر دے اور اطمینان بخش ثبوت دیدے تب بھی ان ظنون فاسدہ کو نہ چھوڑیں کہ فلاں شخص نے فلاں راوی کی نسبت یہ شکوک پیش کئے تھے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ معتبر راویوں کے بیان سے

ضرور اُس کو اس خطرناک خدمات پادریانہ منصب سے علیحدہ کر دیں۔ اور اس کو اس نوکری سے موقوف کر دینا سراسر اُس پر احسان ہے۔ ورنہ معلوم نہیں کہ اس گندی پلید زبان کا انجام کیا ہوگا۔ منہ

کسی کی موت ثابت ہو اور پھر وہ شخص جو مُردہ قرار دیا گیا ہے حاضر ہو جائے اور اس کے حاضر ہونے پر بھی اُس کی زندگی پر اعتبار نہ کریں اور یہ کہیں کہ راوی بہت معتبر ہیں ہم اس کو زندہ نہیں مان سکتے۔ ایسا ہی ان بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل ابتک نزدیک نہیں آئی۔

اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہوا کیوں ٹھہرایا اس میں کیا بھید ہے سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے۔ اور کفر کے فتوے لکھیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سُنے اور اس کو کافر اور بے ایمان کہیں اور اگر ممکن ہو تو اس کے قتل کرنے کی تدبیر کریں۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کی طرح ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی دُور ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے آسمان کے اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلوں کی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی ہے۔ گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے اور پھر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کی حالت میں اُن کو کر دیا آسمان نے اس کی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جن کو پہلی کتابوں کے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اس نُور پر قائم نہ رہے اور اُن کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ سو اس وقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے اُنہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہو گئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آجتک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں اور رمضان میں کسوف خسوف ہونا اس بات کی طرف

اشارہ تھا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مہدی موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کی طرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے سو اُس کے زمانہ میں علماء کا اُس سے مُنہ پھیرنا اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہونا ہے اگر کسی کو ایسی خواب آئے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہوا تو اس کی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اُس کی مخالفت کرینگے اور سب اور توہین اور تکفیر سے پیش آوینگے۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اس لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اُس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھینگے بلکہ کافر اور بیدین کہیں گے سو یہ نام پہلے سے بطور ردّ ب اور دفع کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمّت کرنیوالوں کے ردّ کے لئے **محمّد** رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کریں گے مگر وہ **محمّد** ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمّم۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا کیونکہ انھوں نے علم اور معرفت کی روشنی پا کر پھر اُس شخص سے عمداً منہ پھیرا جس کو قبول کرنا چاہئیے تھا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکھا گیا تھا کہ ابتدا میں مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائیگا۔ سو انہوں نے مجھے کافر قرار دے کر اس نوشتہ کو پورا کر دیا۔ اور دوسرا حصہ آسمان میں پورا ہوا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ مہدی کو اسی طرح حدیث میں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرایا گیا جس طرح حدیث میں عیسائیوں کو آل عیسیٰ ٹھہرایا گیا۔

اب نشان مانگنے والے سوچیں کہ کیا یہ خسوف کسوف نشان نہیں ہے۔ کیا خسوف و کسوف ظاہر نہیں کرتا کہ مہدی موعود پیدا ہو گیا۔ اور وہ وہی ہے جس کی تکذیب کی گئی جس کو کافر ٹھہرایا گیا کیونکہ **نشان اسی کی تصدیق کیلئے ہوتا ہے جس کو قبول نہ کیا جائے** افسوس ہمارے نادان علماء اور مغرور فقراء نہیں سوچتے کہ آثار اور احادیث میں مہدی موعود کی یہی نشانی تھی۔ کہ پہلے

اُس کو بڑے زور شور سے کافر ٹھہرایا جائے گا اور پھر اُس کی تصدیق کے لئے آسمان پر رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ سو نہایت صفائی سے یہ نشانی پوری ہو گئی۔ کیا وہ لوگ ابتک متقی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں جو اس قدر کھلا کھلا نشان ظاہر ہونے پر بھی حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کے دلوں میں خدا تعالے کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کیسے اُن کے دلوں پر قفل ہیں جنہوں نے ایک ذرہ تصدیق سے کام نہ لیا۔

اور منجملہ آسمانی نشان کے ایک نشان میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت ہے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ پیشگوئی میں صاف لفظوں میں لکھا گیا تھا کہ وہ اپنی دختر کے روز نکاح سے تین برس تک فوت ہو جائیگا چنانچہ روز نکاح سے ابھی چھ مہینے نہیں گذرے تھے۔ کہ وہ بمقام ہوشیار پور فوت ہو گیا۔ اب سوچو کیا یہ نشان نہیں ہے۔ کیا یہ علم غیب بجز خدا کے اور کسی کو بھی حاصل ہے مگر اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو اس کے داماد کی موت ہے وہ الہامی شرط کی وجہ سے دوسرے وقت پر جا پڑا اور داماد اس کا الہامی شرط سے اسی طرح متمتع ہوا جیسا کہ آتھم ہوا۔ کیونکہ احمد بیگ کی موت کے بعد اُس کے وارثوں میں سخت مصیبت برپا ہوئی۔ سو ضرور تھا کہ وہ الہامی شرط سے فائدہ اُٹھاتے۔ اور اگر کوئی بھی شرط نہ ہوتی تاہم وعید سنت اللہ یہی تھی جیسا کہ یونس کے دنوں میں ہوا۔ پس اس کا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اور اُن کے توبہ اور رجوع کے باعث سے اس وقت فوت نہ ہوا۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ خدا کا وعدہ ہرگز ٹل نہیں سکتا۔ غرض احمد بیگ کی موت بھی خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔

اسی طرح بہت امور غیبیہ ہیں جو ظہور میں آئے۔ چنانچہ پنڈت دیانند کی موت کی خبر قبل از وقت دینا۔ دلیپ سنگھ کے اپنے ارادہ سیر ہندوستان میں ناکام رہنے کی خبر قبل از وقت دینا۔ مہر علی ہوشیار پوری کی مصیبت کی خبر قبل از وقت دینا۔ یہ ایسے امور ہیں جو صدہا آدمی اس پر گواہ ہیں۔ اور تین ہزار کے قریب وہ اخبار غیب ہیں جن پر وقتاً فوقتاً صحبت میں رہنے والے اطلاع پاتے گئے جن میں سے بہت اب تک موجود ہیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو کسی مدت معقول تک میری صحبت میں رہا ہے ضرور اس نے کوئی نشان بھی دیکھا ہے۔ ایسا کوئی نہیں

جو ایک مدت تک میرے پاس رہا ہو اور پھر اُس نے کوئی نشان نہ دیکھا ہو اور نہ کوئی خبر غیب سُنی ہو
میاں عبدالرحیم یا عبدالواحد پسران مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جو اس وقت مجھ کو کافر ٹھہراتے
ہیں اور سخت مخالف ہیں ذرہ اُن کو قسم دیکر پوچھئے کہ کیا مقام ہوشیارپور میں جس کو گیارہ برس گذر گئے میں نے یہ الہام
نہیں سنایا تھا ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰے عقبک یعنی اے عورت (عورت سے
مراد احمد بیگ ہوشیارپوری کی بیوی کی والدہ ہے) توبہ کر توبہ کر کہ تیری دختر اور دختر دختر پر بلا نازل
ہونیوالی ہے۔ سو ایک بلا تو نازل ہو گئی کہ احمد بیگ فوت ہو گیا۔ اور بنت البنت کی بلا باقی ہے جس کو
خدا تعالیٰ نہیں چھوڑیگا جب تک پورا نہ کرے۔ مگر چونکہ اس الہام میں توبی کا لفظ توبہ کی شرط کو ظاہر کر رہا
تھا۔ اور اس شرط کو احمد بیگ کی موت کے بعد اس کے وارثوں نے پورا کر دیا اور وہ بہت ڈرے اور
اپنے داماد کے لئے دُعا اور رجوع میں لگ گئے اس لئے احمد بیگ کے داماد کی موت میں سنت اللہ
کے موافق تاخیر ہو گئی کیونکہ وہ خوف جو احمد بیگ کی موت نے اُن کے دلوں میں بٹھا دیا وہی توبہ کا باعث
ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ تجربہ انسان کے دل پر بڑا قوی اثر ڈالتا ہے اور اس کے دل کو خوف سے بھر دیتا ہے
سو احمد بیگ کی موت کے بعد ان کا حال ایسا ہی ہوا۔

اسی طرح شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہیئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس
شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا اُس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سُناؤ
میں نے ایک تازہ الہام جو انہیں دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دُوسری جُز پر دلالت کرتا تھا
اُس کو سُنایا۔ اور وہ یہ تھا کہ بِکْرٌ وَثَیِّبٌ یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہو گی اور پھر
بعدہ ایک بیوہ سے میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو مجھے اس کا
وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اُس کو الہام سُنایا تھا اور احمد بیگ کے قصہ کا ابھی نام نشان
نہ تھا اور نہ ابھی اس دوسری شادی کا کچھ ذکر تھا۔ پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا جس کا
ایک حصہ اُس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیّب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لیگا۔

پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ

خدا تین کو چار کریگا۔ اُس وقت اِن تین لڑکوں کا جو اَب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اُس کا پورا ہوگیا یعنے خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اوّل افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں۔ ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اُس کے آنے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ **محمود** جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا۔ جو رسالہ کی طرح کئی ورقوں کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔ اور **بشیر** جو درمیانی لڑکا ہے اُس کی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور **شریف** جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اس کے تولّد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔

پھر ایک اور پیشگوئی ہے جو ابھی ظہور میں آئی ہے یعنی وہ جلسہ مذاہب جو لاہور میں ہوا تھا۔ اس کی نسبت مجھے پہلے سے خبر دی گئی کہ وہ مضمون جو میری طرف سے پڑھا جائے گا وہ سب مضمونوں پر غالب رہے گا چنانچہ میں نے قبل از وقت اس بارے میں اشتہار دیدیا جو حاشیہ میں لکھا جاتا ہے

نقل اشتہار مطابق اصل

هو

سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری

جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص

اور اس الہام کے موافق میرے اُس مضمون کی جلسہ مذاہب میں ایسی قبولیت ظاہر ہوئی کہ مخالفوں نے

اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں۔ جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور ربّ العالمین کی کتاب ہے۔ اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں سُنے گا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا۔ اور ایک نیا نور اس میں چمک اُٹھے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک **جامع تفسیر** اس کے ہاتھ آجائے گی۔ یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے منزّہ ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے کہ تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور اس نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے **الہام** سے مطلع فرمایا ہے۔ کہ یہ وہ مضمون ہے جو **سب پر غالب آئے گا**۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سُنیں۔ شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور **ہرگز** قادر نہیں ہوں گے کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے **ارادہ فرمایا ہے**۔ کہ اُس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے **عالم کشف** میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو ارد گرد پھیل گیا۔ اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ **اللہ اکبر خربت خیبر**۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے۔ اور انسان کو خدا

٭ سوامی شوگن چندر صاحب نے اپنے اشتہار میں مسلمانوں اور عیسائی صاحبان اور آریہ صاحبوں کو قسم دی تھی کہ ان کے نامی علماء اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ضرور بیان فرماویں۔ سو ہم سوامی صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم اس بزرگ قسم کی عزت کیلئے آپ کی منشاء کو پورا کرنے کیلئے تیار ہو گئے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہمارا مضمون آپ کے جلسہ میں پڑھا جائیگا۔ اسلام وہ مذہب ہے جو خدا کا نام درمیان آنے سے سچے

بھی اقرار کیا ہے کہ وہ مضمون سب سے اوّل رہا ہے۔ اور یہ اشتہار الہامی محمد حسین بٹالوی اور احمد اللہ اور ثناء اللہ مولویان امرتسری اور عیسائیوں کو بھی قبل از وقت بھیجا گیا تھا۔

اب بتلاویں کیا یہ خدا کا نشان نہیں ہے کہ خدا نے مجھے پہلے سے خبر دی کہ سب پر تیرا ہی مضمون غالب رہے گا۔ پس وہ مضمون جس عظمت کی نگاہ سے سُنا گیا۔ اور جس تعظیم سے شہر لاہور میں اس کی دھوم مچ گئی۔ کیا محمد حسین اس سے بے خبر ہے یا ثناء اللہ اس واقعہ سے ناواقف ہے۔ پس یہ بے ایمانی کیسی ہے۔ جو صریح نشانوں

کی جگہ دی گئی۔ یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھُل جائے گا۔ اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی۔ جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا۔ اور مجھے یہ الہام ہوا۔

اِنَّ اللّٰہ معک ان اللّٰہ یقوم اینما قمتَ

یعنی خدا تیرے ساتھ ہے خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے۔ جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔

اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں۔ کہ اپنا اپنا حرج بھی کرکے ان معارف کے سُننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آ دیں۔ کہ اُن کی عقل اور ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہوں گے۔ کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء

مسلمان کو کامل اطاعت کی ہدایت فرماتا ہے۔ لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ آپ کے بھائی آریوں اور پادری صاحبوں کو ان کے پرمیشر یا یسوع کی عزت کا کس قدر پاس ہے۔ اور وہ ایسے عظیم الشان قدوس کے نام پر حاضر ہونے کے لئے مستعد ہیں یا نہیں۔ منہ

سے انکار کرتے ہیں۔ کیا اس قدر اخبارِ غیب ✤ کوئی خود بخود تراش سکتا ہے۔ اور کیا یہ ایک کذّاب کی نشانی ہے۔ کہ اس طور سے خدا اُس کی تائید کرے اور ایسے عام جلسوں میں جھوٹے دجّال کو عزت

✤ **حاشیہ** دنیا میں بہت نادان اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ وہ اس اعلام غیب کو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو اس کی طرف سے ہوتا ہے بنظر توہین اور تحقیر دیکھتے ہیں۔ بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مُرغ الہام کے معارف کو سُنتے ہی جلد بول اٹھتے ہیں کہ یہ کچھ حقیقت نہیں۔ یہ تو ہمارے ادنیٰ مریدوں کو بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ یہ ابتدائی حالات کا ایک ناقص مرتبہ ہے جس سے آگے گذر جانا چاہیئے۔ اور ہم نے اپنی دستگیری سے مُریدوں کو اُوپر کی طرف کھینچنا ہے۔ یہ کچھ نہیں۔ ہیچ ہے۔

لیکن جاننا چاہیئے کہ یہ سب شیاطین الانس ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کے نور کو بجھا دیں۔ یہ تو سچ ہے کہ کبھی سچی خواب ادنیٰ مومن یا کافر کو بھی آجاتی ہے۔ اور کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ الہام کے رنگ میں ہر ایک مومن کے دل میں القاء ہو سکتا ہے بلکہ کبھی ایک فاسق بھی تنبیہہ یا ترغیب کے طور پر پا سکتا ہے۔ مگر وہ امر جس کو یہ عاجز پیش کرتا ہے یعنی **مکالمات الٰہیہ** وہ بغیر خاص اور برگزیدہ بندوں کے کسی کو عطا نہیں کیا جاتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ادنےٰ مشارکت سے کوئی شخص اس لقب کا مستحق نہیں ہو سکتا جو حضرت احدیت کے فضل سے اکمل اور اتم فرد کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا کے کمالات کی طرف نظر کر کے دیکھو۔ کیا کسی دیوار پر ایک اینٹ لگانے سے کوئی شخص کامل معماروں میں شمار ہو سکتا ہے یا ایک دوا بتلانے سے ڈاکٹر کہلا سکتا ہے۔ یا عربی یا انگریزی کا ایک لفظ سیکھنے سے اس زبان کا امام تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یوں تو چوہڑوں چماروں اور فاسقوں کو بھی خدا کے پاک نبیوں سے خواب دیکھنے میں مشارکت ہے۔ مگر کیا اس ایک ذرہ سی مشارکت سے تمام فاسق انبیاء کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ شمار کئے جائیں گے۔

یہ جہلاء کی غلطیاں ہیں کہ جو قلّت تدبّر سے اُن کے نفوس امّارہ پر محیط ہو رہی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ناتمام صوفیوں بلکہ فاسقوں اور فاجروں اور کافروں سے بھی خدا تعالیٰ کی یہ سنّت جاری ہے کہ کبھی وہ سچّی خوابیں دیکھتے ہیں۔ بعض وقت کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ بطور الہام بھی سُن لیتے ہیں۔ بعض وقت کشفی طور پر کسی مُردہ کو دیکھ لیتے یا کشفِ قبور کے رنگ میں کسی رُوح سے ملاقات کر لیتے ہیں۔ مگر وہ ایسے ناتمام نظاروں سے کسی کمال کے وارث نہیں کہلا سکتے۔ اور خدا تعالیٰ ان بدکاروں یا ناتمام فقیروں کو اس لئے رُؤیا یا کشف یا

دے اور محمد حسین جیسے راستباز کو اگر وہ راستباز ہے ذلیل اور رُوسیاہ کرے۔ کیا یہ خدا کا فعل تھا یا

بقیہ حاشیہ

الہام کا مزہ چکھا تا ہے کہ تا وہ یقین کر لیں کہ یہ قوت تخمی طور پر ہر ایک میں موجود ہے۔ اور ہر ایک کے لئے ترقی کی راہ کھُلی ہے خدا نے کسی کو روکنا نہیں چاہا۔ سو یہ نمایش جو نا تمام فقراء یا فاسقوں اور فاجروں کو ہوتی ہے۔ یہ صرف اسی غرض کے لئے ہے کہ تا ان کی ہمتیں مضبوط ہوں۔ اور اُن کا شوق بڑھے اور آگے قدم رکھنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس نمایش میں بہت سی اضغاث احلام بھی داخل ہو جاتی ہیں۔

غرض کمال کی یہ علامت نہیں۔ ہاں صحت استعداد کی کسی قدر علامت ہے۔ اور میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفّر یا مکذّب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الٰہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض یاوہ گو اور ژاژخا ہیں۔

اور مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرح اس شخص کو جو فنافی اللہ ہے اپنے کامل مکالمہ کا شرف بخشے۔ اس مکالمہ میں وہ بندہ جو کلیم اللہ ہو خدا سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے۔ وہ سوال کرتا ہے خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ گو ایسا سوال جواب پچاسؔ دفعہ واقعہ ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ سے تینؔ نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔ **اوّل**۔ اُن کی اکثر دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔ **دوم** اس کو خدا تعالیٰ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔ **سوم**۔ اس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔ پس جو شخص اس عاجز کا مکذّب ہو کر پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ہنر مجھ میں پایا جاتا ہے میں اس کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ان تینوں باتوں میں میرے ساتھ مقابلہ کرے اور فریقین میں قرآن شریف کے کسی مقام کی سات آیتیں تفسیر کیلئے بالاتفاق منظور ہو کر اُن کی تفسیر دونوں فریق لکھیں یعنے فریق مخالف اپنے الہام سے اس کے معارف لکھے اور میں اپنے الہام سے لکھوں اور چند ایسے الہام قبل از وقت وہ پیش کرے جن میں قبولیت دعا کی بشارت ہو۔ اور وہ دعا فوق الطاقت ہو۔ ایسا ہی میں بھی پیش کروں اور چند امور غیبیہ جو آنیوالے زمانہ سے متعلق ہیں۔ وہ قبل از وقت ظاہر کرے اور ایسا ہی میں بھی ظاہر کروں اور دونوں فریق کے یہ بیان اشتہارات کے ذریعہ سے شائع ہو جائیں تب ہر ایک کا صدق کذب کھُل جائیگا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے مکذّبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے خدا ان کو نہ قرآن کا نور دکھلائیگا نہ بالمقابل دُعا کی استجابت جو اعلام قبل از وقت کے ساتھ ہو اور نہ امور غیبیہ پر اطلاع دیگا لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ[1] پس اب میں نے یہ اشتہار دیدیا ہے

جو شخص اس کے بعد سیدھے طریق سے میرے ساتھ مقابلہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آوے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ۔ منہ

[1] الجنّ: ۲۷-۲۸

انسان کا منصوبہ۔

ماسوا اس کے میں دوبارہ حق کے طالبوں کے لئے عام اعلان دیتا ہوں کہ اگر وہ اب بھی نہیں مجھے تو نئے سرے اپنی تسلی کر لیں۔ اور یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سے چھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔

اوّل۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہیگا۔ تو وہ ذلیل ہوگا میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی کے مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے تو میں کاذب ہوں۔ **دوم**۔ اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو۔ تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی رُوبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں اُن کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر میں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔ **سوم**۔ اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے میرے پاس رہے۔ اگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں گا۔ **چہارم**۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض نامی مخالف اشتہار دے دیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو تو ہم توبہ کرینگے اور مصدق ہو جائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ پیشگوئی ہو یا اور تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔ **پنجم**۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کر لیں۔* پس اگر

* **حاشیہ**۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مباہلہ کی دعوت پر اطلاع پاکر اپنے خط میں مولوی عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا ذکر کیا ہے شاید اس ذکر سے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس مباہلہ سے عبدالحق پر کوئی بلا نازل نہ ہوئی اور نہ اس طرف کوئی نیک اثر ہوا۔ سو میں اس کو اور اس کے رفیقوں کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ اول تو یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اس مباہلہ کے بعد عبدالحق کو کوئی

مباہلہ کے بعد میری بد دُعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا۔ کہ میں جھوٹا ہوں

واقعی ذلّت نہ پہنچی یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔

بقیہ حاشیہ

ماسوا اس کے وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددُعا کروں اور نہ مَیں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ مَیں نے کبھی عبدالحق پر بددُعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو ہرگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن اب نااہل مولویوں کا ظلم انتہا سے گزر گیا۔ اس لئے اب میں آسمانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک مکفّر سے مباہلہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شبہات پیدا نہ ہوں مَیں نے یہ لازمی شرط ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں کم سے کم دس آدمی ان میں سے مباہلہ کی درخواست کریں تا خدا کی مدد صفائی سے ثابت ہو۔ اور کسی تاویل کی گنجائش نہ رہے اور تا کوئی بعد میں یہ نہ کہے کہ مقابل پر صرف ایک آدمی تھا۔ سو اتفاقاً اس پر کوئی مصیبت آ گئی۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ گذشتہ مباہلہ میں عبدالحق کو فتح ہوئی۔ کیونکہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی اس میں آتھم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس وقت یہ الہام ظاہر کیا گیا تھا کہ آتھم ضرور میعاد کے اندر مرے گا اور کس اشتہار یا کتاب میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتھم کی نسبت موت کا حکم ہے دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مُردار خور مولویو۔ اور گندی روحو۔ تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو۔ تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیونکر چھپا سکتے ہو۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اس پیشگوئی میں اپنی شرط کا لحاظ رکھتا۔ اے ایمان اور انصاف سے دُور بھاگنے والو سچ کہو کیا اس پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جس پر قدم مارنا آتھم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا۔ سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔

آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام چمکوں کے ساتھ پوری ہو گئی۔ اب اس پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو بلکہ یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظہور میں آئیں۔

(۱) اوّل وہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے۔ جس نے آج سے پندرہ برس

یہ طریق فیصلہ ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے

بقیہ حاشیہ

پہلے صاف لفظوں میں یہ ظاہر کیا تھا کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اور یہودی صفت
لوگ اُن کے ساتھ ملیں گے اور وہ حق کو چھپانے کے لئے بڑا مکر کریں گے۔ اور بہت ایذا دیں گے
آخر صدق ظاہر ہو جائے گا۔ سو وہی صدق تھا جس کی تائید میں پندرہ برس پہلے یہ پیشگوئی کی گئی۔
پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو پیشگوئی سننے کے بعد ایک مجرم کی طرح لرزاں
ہراساں بنا دیا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا۔ جس نے آتھم کو تین جھوٹے بہتانوں
کے بنانے کے لئے مجبور کیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو قسم
کھانے سے روکا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا۔ جس نے آتھم کو اس ایذا اُٹھانے کے
بعد نالش کرنے کی جرأت سے ڈرا دیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس سے آتھم آخری الہام
کے موافق آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر کے
گڑھے میں جا پڑا۔

آتھم کی پیشگوئی کو اگر اس پیشگوئی کے ساتھ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ
کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی۔ اکٹھا کر کے پڑھا جائے تو یہ ایک ایسا اعجاز نمایاں ہے۔ جس سے
بڑے بڑے کافروں کے دل نرم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی نظر
آتی ہے۔ مگر ان مولویوں کو کس سے تشبیہ دوں۔ وہ اُس بیوقوف اندھے سے مشابہت رکھتے ہیں
کہ جو آفتاب کے وجود سے منکر ہو گیا تھا۔ اور بڑے زور سے وعظ کرتا تھا کہ آفتاب کے وجود
پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ تب آفتاب نے اس کو کہا کہ اے مادر زاد اندھے میں کونسی دلیل تجھ کو
بتلاؤں کہ تا تو میرے وجود کا قائل ہو جائے۔ سو بہتر ہے کہ تو خدا سے دعا کیا کرتا وہ تجھے
آنکھیں بخشے پھر جب تو سوجاکھا ہو جائے گا تو بآسانی مجھے دیکھ لے گا۔

یہ غضب کی بات ہے کہ جس واقعہ کی خبر خدا نے پندرہ برس پہلے دے دی اور اُسی
طور پر وہ واقعہ ظہور میں آیا۔ اور اپنی شرط کے موافق پورا ہوا۔ اور پھر دوسرے الہام کے موافق
جو اُسی زمانہ میں شائع ہو چکا۔ آتھم آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر قبر میں جا پہنچا اور سب
مراتب پیشگوئی کے پورے ہو گئے۔ اور اس جھگڑے کے متعلق جو ہم میں اور عیسائیوں میں نہایت
زور سے برپا ہوا۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی۔
یہ سب کچھ ہوا مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی اس

دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء

بقیہ حاشیہ

آفتاب ظہور حق سے منکر ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو عبدالحق کے مباہلہ کا ذکر کرکے پھر مجملاً یہ اشارہ کیا ہے کہ آثار نصرت الٰہی بعد مباہلہ عبدالحق کی طرف تھے۔ یہ ایک عظیم الشان سچائی کا خون کیا ہے اور اس قدر ایک گندہ جھوٹ بولا ہے جس سے ایک مومن کا بدن کانپ جاتا ہے۔

افسوس یہ لوگ مولوی کہلانے کا تو بہت شوق رکھتے ہیں۔ مگر تقویٰ اور دیانت سے ایسے دُور ہیں کہ جیسے مشرق سے مغرب۔ اگر ان کلمات سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیوں نے پیشگوئی کی میعاد کے بعد امرتسر میں بہت شور مچایا تھا۔ اور ناپاک فرقہ نصرانیوں کا طوائف کی طرح کوچوں اور بازاروں میں ناچتے پھرتے تھے۔ اور اس عاجز کو سب پادری اور اُن کے ہم سرشت مولوی اور پلید طبع بعض اخباروں والے گالیاں دیتے تھے اور طرح طرح کی بدزبانی کرتے تھے یہ گویا عبدالحق کے مباہلہ کا اثر تھا۔ تو میں مولوی ثناء اللہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر ایک جوش اور بدزبانی جس کی واقعات صحیحہ پر بنا نہ ہو اور محض اپنی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی ہو۔ اہل حق کی عزت کو اُس سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ کسی مخالف کی اس سے فتح سمجھی جاسکتی ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کی یہ جھوٹی خوشی اخیر پر اُن کے لئے ایک لعنت سے بھرا ہوا عذاب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ جن لوگوں نے ہمارے سید و مولےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا اور بہت سی بے ادبیوں اور شوخیوں کے ساتھ پیش آئے یا فرعون نے جو کئی مرتبہ حضرت موسیٰ کو اپنے دربار سے دھکے دے کر باہر کر دیا۔ اور ان کا نام کافر رکھا اور اپنی دانست میں بہت بے عزتی کی ایسا ہی جب حضرت مسیح نے یہودیوں کو ایلیا کے نزول کے بارے میں اُن کے خیال کے موافق تسلّی بخش جواب نہ دیا۔ تو یہودیوں نے مسیح پر بہت ٹھٹھا مارا اور ان کا نام ملحد رکھا گیا۔ اور اکثر لوگوں نے اُن کو مارا اور اُن کے مُنہ پر تھوکا اور کوڑے بھی لگے اور اپنے خیال میں بڑی بے عزتی کی۔ لیکن درحقیقت یہ سب جھوٹی خوشیاں تھیں اور واقعات صحیحہ پر اُن کی بنیاد نہ تھی۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ان بے ادبیوں سے اُن پاک نبیوں کی کوئی واقعی بے عزتی ہوگئی۔ یا کوئی واقعی فتح اُن کے مخالفوں کو میسر آئی۔ مثلاً دیکھو کہ اس زمانہ میں نجاست خوار پادری ہمارے سید و مولیٰ فخر المرسلین خاتم النبیین سید الاوّلین والآخرین کی کیسی بے ادبیاں کر رہے ہیں۔ ہزاروں گالیاں نکالتے ہیں جھوٹے بہتان لگاتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ ڈاکو۔ راہزن۔ زانی اپنی شیطانی سیرت سے نام رکھتے

کی دسش تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کر دیا

بقیہ حاشیہ

ہیں۔ جیسا کہ ابھی ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح نام متعین فتح گڑھ نے اسی قسم کی آنجناب کی نسبت بے ادبیاں کیں۔ مگر کیا ان بدکاروں نجاست خواروں کی بے ادبیوں سے جو زندہ خدا کو چھوڑ کر ایک ناچیز مُردہ کی پُوجا میں لگ گئے ہیں۔ اس آفتاب ہدایت کی شان میں کچھ فرق آگیا ہے نہیں۔ بلکہ یہ تمام زیادتیاں انھیں پر حسرتیں ہیں۔

پس اسی طرح اگر اندھے پادریوں نے یا ایک چشم مولویوں نے آتھم کے مقدمہ کی حقیقت کو اچھی طرح نہ سمجھا اور بدزبانی کی تو اس **غلط فہمی** کی واقعی ذلت انھیں کو پہنچی اور اس خطا کی سیاہی انھیں کے مُنہ پر لگی اور سچائی کے چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی۔ چنانچہ صدہا آدمیوں نے بعد اس کے رو رو کے توبہ کی کہ ہم غلطی پر تھے۔ غرض کسی جھوٹی خوشی سے کسی پر سچا الزام نہیں آسکتا اور نہ جھوٹے الزام سے کوئی واقعی دھبہ کسی کی عزت کو لگ سکتا ہے۔ اور نہ اس سے کسی کی واقعی فتح سمجھی جا سکتی ہے۔ بلکہ وہ انجام کے لحاظ سے ان لوگوں پر لعنت کا داغ ہے جنہوں نے ایسی جھوٹی خوشی کی۔

پس آتھم کی نسبت جس قدر پلیدوں اور نابکاروں نے خوشیاں کیں۔ اب وہی خوشیاں ندامت اور حسرت کا رنگ پکڑ گئیں۔

اب ڈھونڈو آتھم کہاں ہے۔ کیا پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق وہ قبر میں داخل نہیں ہوا۔ کیا وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا

اے اندھو! میں کب تک تمہیں بار بار بتلاؤں گا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اپنی شرط کے موافق اپنے پاک الہام کو پورا کرتا۔ آتھم تو اسی وقت مر گیا تھا جبکہ میری طرف سے چار ہزار کے انعام کے ساتھ متواتر اس پر حجت پوری ہوئی اور وہ سر نہ اُٹھا سکا۔ پھر خدا نے اس کو نہ چھوڑا جب تک قابض ارواح کے اس کو سپرد نہ کر دیا۔

پیشگوئی ہر ایک پہلو سے کھُل گئی۔ اب بھی اگر جہنم کو اختیار کرتا ہے۔ تو میں عمداً گرنے والے کو پکڑ نہیں سکتا۔ یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ ان سب پر پوری اطلاع پا کر ایک متقی کا بدن کانپ جاتا ہے اور پھر وہ خدا سے شرم کرتا ہے۔ کہ ایسی کھُلی کھُلی پیشگوئی سے انکار کرے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر اس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اُس کو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اوّل چاہیئے۔ کہ وہ

ان تمام واقعات سے اطلاع پا دے تا اس کی بے خبری اس کی شفیع نہ ہو۔ پھر بعد اس کے قسم کھا دے کہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور جھوٹی ہے۔ پھر اگر وہ ایک سال تک اس قسم کے وبال سے تباہ نہ ہوجائے اور کوئی فوق العادت مصیبت اس پر نہ پڑے تو دیکھو کہ میں سب کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ اس صورت میں میں اقرار کروں گا کہ ہاں میں جھوٹا ہوں۔ اگر عبدالحق اس بات پر اصرار کرتا ہے تو وہی قسم کھا دے اور اگر محمد حسین بٹالوی اس خیال پر زور دے رہا ہے تو وہی میدان میں آوے۔ اور اگر مولوی احمداللہ امرتسری یا ثناءاللہ امرتسری ایسا ہی سمجھ رہا ہے۔ تو انہیں پر فرض ہے کہ قسم کھانے سے اپنا تقوٰی دکھلاویں اور یقیناً یاد رکھو کہ اگر اُن میں سے کسی نے قسم کھائی کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی۔ تو خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ رُوسیاہ کرے گا۔ اور لعنت کی موت سے اس کو ہلاک کرے گا کیونکہ اس نے سچائی کو چھپانا چاہا۔ جو دین اسلام کے لئے خدا کے حکم اور ارادہ سے زمین پر ظاہر ہوئی۔

مگر کیا یہ لوگ قسم کھا لیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مُردار کھا رہے ہیں۔

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگرچہ عبدالحق کے مباہلہ میں اس طرف سے کسی بددُعا کا ارادہ نہ کیا گیا۔ مگر جو صادق کے سامنے مباہلہ کے لئے آیا ہو۔ کسی قدر تو بعد مباہلہ ایسے امور کا پایا جانا چاہیئے جن پر غور کرنے سے اس کی ذلت اور نامرادی پائی جائے اور اپنی عزت دکھلائی دے۔

سو جاننا چاہیئے کہ وہ امور بہ تفصیل ذیل ہیں جو بحکم العاقبۃ للمتقین[1] ہماری عزت کے موجب ہوئے۔ **اوّل**۔ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ وہ اپنے واقعی معنوں کے رُو سے پُوری ہوگئی۔ اور اُس دن وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی۔ آتھم اصل منشاء الہام کے مطابق مرگیا۔ اور تمام مخالفوں کا مُنہ کالا ہوا۔ اور اُن کی تمام جھوٹی خوشیاں خاک میں مل گئیں۔ اس پیشگوئی کے واقعات پر اطلاع پاکر صدہا دلوں کا کفر ٹوٹا اور ہزاروں خط اس کی تصدیق کے لئے پہنچے۔ اور مخالفوں اور مکذبوں پر وہ لعنت پڑی جو اَب دم نہیں مار سکتے۔ **دوسرا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ اُن عربی رسالوں کا مجموعہ ہے جو مخالف مولویوں اور پادریوں کے ذلیل کرنے کے لئے لکھا

[1] هود : ۵۰

میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں اور یا اشتہار شائع کرکے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی

گیا تھا اور انھیں میں سے یہ عربی مکتوب ہے جو اب نکلا۔ کیا عبدالحق اور کیا اس کے دوسرے بھائی ان رسائل کے مقابل پر مرگئے اور کچھ بھی لکھ نہ سکے اور دنیا نے یہ فیصلہ کردیا کہ عربی دانی کی عزت اسی شخص یعنی اس راقم کے لئے مسلم ہے جس کو کافر ٹھہرایا گیا ہے اور یہ سب مولوی جاہل ہیں۔

اب سوچو کہ یہ عزت کی تعریفیں مجھ کو کس وقت ملیں۔ کیا مباہلہ کے بعد یا اُس کے پہلے۔ سو یہ ایک مباہلہ کا اثر تھا کہ خدا نے ظاہر کیا۔ اسی وقت میں خدا نے شیخ محمد حسین بطالوی کا وہ الزام کہ اس شخص کو عربی میں ایک صیغہ نہیں آتا میرے سر پر سے اُتارا۔ اور محمد حسین اور دوسرے مخالفین کی جہالت کو ظاہر کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

تیسرا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ قبولیت ہے جو مباہلہ کے بعد دنیا میں کھُل گئی۔ مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ شاید تین چار سو آدمی ہوں گے۔ اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جان فشاں ہیں۔ اور جس طرح اچھی زمین کی کھیتی جلد جلد نشو و نما پکڑتی اور بڑھتی جاتی ہے ایسا ہی فوق العادت طور پر اس جماعت کی ترقی ہو رہی ہے۔ نیک روحیں اس طرف دوڑتی چلی آتی ہیں۔ اور خدا زمین کو ہماری طرف کھینچتا چلا آتا ہے۔ مباہلہ کے بعد ہی ایک ایسی عجیب قبولیت پھیلی ہے کہ اس کو دیکھ کر ایک رقت پیدا ہوتی ہے۔ ایک دو اینٹ سے اب ایک محل تیار ہو گیا ہے۔ اور ایک دو قطرہ سے اب ایک نہر معلوم ہوتی ہے۔ ذرہ آنکھیں کھولو اور پنجاب اور ہندوستان میں پھرو۔ اب اکثر جگہ ہماری جماعتیں پاؤ گے۔ فرشتے کام کر رہے ہیں اور دلوں میں نور ڈال رہے۔ سو دیکھو مباہلہ کے بعد کیسی عزت ہم کو ملی۔ سچ کہو کیا یہ خدا کا فعل ہے یا انسان کا۔

چوتھا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا۔ رمضان میں خسوف کسوف ہے۔ کتب حدیث میں صدہا برسوں سے یہ لکھا ہوا چلا آتا تھا کہ مہدی کی تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ اور آجتک کسی نے نہیں لکھا کہ پہلے اس سے کوئی ایسا مہدویت کا مدعی ظاہر ہوا تھا جس کو خدا نے یہ عزت دی ہو کہ اُس کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہو گیا ہو۔ سو خدا نے مباہلہ کے بعد یہ عزت بھی میرے نصیب کی۔

اے اندھو! اب سوچو کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت کس کو ملی۔ عبدالحق تو میری ذلت کے لئے دعائیں کرتا تھا۔ یہ کیا واقعہ پیش آیا کہ آسمان بھی مجھے عزت دینے کے لئے جُھکا۔

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کر لیں۔ **ششم**۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزّت دی۔ آسمان نے عزّت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزّت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پاکر تمام مخالفوں کو کیا عبدالحق کا گروہ اور کیا بٹالوی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مُہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزّت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزّت اور عبدالحق کی ذلّت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالےٰ سے الہام پاکر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالےٰ مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیئے۔ کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلّت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزّت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہو گئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

انجام آتھم

اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کرلیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ

ہوں یعنی یہ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے وہ علم قرآن اور علم زبان محض اعجاز کے طور پر بخشا کہ اس کے مقابل پر صرف عبدالحق کیا بلکہ کل مخالفوں کی ذلت ہوئی۔ ہر ایک خاص و عام کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ لوگ صرف نام کے مولوی ہیں گویا یہ لوگ مر گئے۔ عبدالحق کے مباہلہ کی نحوست نے اس کے اور رفیقوں کو بھی ڈبویا۔

اور جسمانی نعمتیں جو مباہلہ کے بعد میرے پر وارد ہوئیں۔ وہ مالی فتوحات ہیں۔ جو اس درویش خانہ کے لئے خدا تعالےٰ نے کھول دیں۔ مباہلہ کے روز سے آج تک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا۔ جو اس سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا۔ جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم سے لیلے۔ اور رجوع خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپیہ ماہواری کا خرچ ہوتا تھا۔ اب اوسط خرچ کبھی پانچسو کبھی چھ سو ماہواری تک ہو گیا اور خدا نے ایسے مخلص اور جان فشان ارادتمند ہماری خدمت میں لگا دیئے کہ جو اپنے مال کو اس راہ میں خرچ کرنا اپنی سعادت دیکھتے ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان کے حبی فی اللہ **حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا صاحب** تاجر مدراس ہیں۔ جو اس رسالہ کے لکھنے کے وقت بھی اس جگہ موجود ہیں۔ اور مدراس سے دُور دراز سفر کر کے میرے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سیٹھ صاحب موصوف مباہلہ کے اثر کا ایک اول نمونہ ہیں۔ جنہوں نے کئی ہزار روپیہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں محض للہ لگا دیا ہے۔ اور برابر ایسی سرگرمی سے خدمت کر رہے ہیں کہ جب تک انسان یقین سے نہ بھر جائے اس قدر خدمت نہیں کر سکتا۔ وہ ہمارے درویش خانہ کے مصارف کے اول درجہ کے خادم ہیں اور آجتک یکمشت رقوم کثیرہ اس راہ میں دیتے رہے ہیں۔ علاوہ اس کے میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے ایک سو روپیہ ماہواری اعانت کے طور پر اپنے ذمہ واجب کر رکھا ہے۔ مباہلہ کے بعد ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے اور پہنچ رہی ہے میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اس درجہ کی محبت دلوں میں ڈال دی۔ یہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب وہی ہیں جو آتھم کو قسم دینے کے وقت اس بات کے لئے تیار تھے۔ کہ اگر آتھم قسم پر روپیہ طلب کرے تو اپنے پاس سے دس ہزار روپیہ تک اس کے پاس جمع کرا دیں۔

ایسا ہی مباہلہ کے بعد حبی فی اللہ **شیخ رحمت اللہ صاحب** نے مالی اعانت سے بہت سا بوجھ ہمارے درویش خانہ کا اُٹھایا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سیٹھ صاحب موصوف

بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں

بقیہ حاشیہ

سے بعد نمبر دوم پر شیخ صاحب ہیں۔ جو محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف اس راہ میں دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہوں گے۔ اور ہر ایک طور سے وہ خدمت میں حاضر ہیں۔ اور اپنی طاقت اور وسعت سے زیادہ خدمت میں سرگرم ہیں۔

ایسا ہی بعض میرے مخلص دوستوں نے مباہلہ کے بعد اُس درویش خانہ کے کثرت مصارف کو دیکھ کر اپنی تھوڑی تھوڑی تنخواہوں میں سے اس کے لئے حصہ مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ میرے مخلص دوست **منشی رستم علی صاحب** کورٹ انسپکٹر گورداسپورہ تنخواہ میں سے تیسرا حصہ یعنی بیس ۲۰ روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔

ہماری عزیز **جماعت حیدرآباد** کی یعنی **مولوی سید مردان علی** صاحب اور **مولوی سید ظہور علی صاحب** اور **مولوی عبدالحمید** صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ میں سے دیتے ہیں۔ اور اسی طرح مفتی محمد صادق صاحب بھیروی اور منشی روڑا صاحب کپورتھلہ اور ان کے رفیق اور ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب چکراتہ اور ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب قصور۔ اور سیّد ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر۔ اور حکیم فضل الدین صاحب بھیروی* اور خلیفہ نوردین صاحب جموں✤ سب دل و جان اس راہ میں مصروف ہیں۔ ایسا ہی ہماری مخلص اور محب **جماعت سیالکوٹ** یہ تمام محبین اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں مصروف ہیں۔ اسی طرح محبی انوارحسین صاحب رئیس شاہ آباد بدل و جان خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

ایسا ہی ہمارے دلی محب **مولوی محمد احسن صاحب** امروہی جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں۔ اور صاحبزادہ پیرجی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔ اور میاں عبداللہ صاحب سنوری۔ اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی۔ اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی۔ اور منشی چودھری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپورہ۔ اور منشی جلال الدین صاحب یلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیرالدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن

* حکیم صاحب مال اور جان سے اس راہ میں ایسے مصروف ہیں کہ گویا محو ہیں۔ ✤ اور خلیفہ نور دین صاحب علاوہ دائمی اعانت کے ابھی پانسو روپیہ نقد بطور امداد دے چکے ہیں۔ منہ

کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں پس اگر ان سات سال

بقیہ حاشیہ

سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اُس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔ ✤

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اُس نے ہمیں اُن تکالیف سے بچایا۔ جن میں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد لا شریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرا متکفل رہا۔ مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں مَیں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

آٹھواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا۔ کتاب **ست بچن** کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالےٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو **تین سو برس** سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ میری یہ کتاب سولہ لاکھ سکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں **باوا نانک صاحب** کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے **صالح** آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ **حج** بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قبور پر اعتکاف بھی کرتے رہے۔ جنم ساکھیوں میں آپ کے وصایا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے۔ اور بنفس نفیس خود بانگ بھی دیا کرتے تھے آخری شادی آپ کی ایک نیکبخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بدل مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی بھاری یادگار وہ **چولہ** ہے جس پر کلمہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے یادگار کے طور پر گرنتھ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی۔ صرف اس چولہ کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر جلی قلم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ**۔ یعنی سب دین جھوٹے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ تیار ہوئی۔ یہ وہ عطیہ ربانی ہے جو **مجھ کو ہی** عطا کیا گیا۔ اور خدا نے **اس تبلیغ** کا ثواب **مجھ کو ہی** عطا فرمایا۔

نواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

✤ ہمارے دلی محب صاحبزادہ افتخار احمد خلف رشید حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم لدھیانوی کے ... سے ... صاحبزادہ ... صاحب موصوف اپنے وطن سے گویا ہجرت کر کے معہ اپنے تمام عیال اور اپنے بھائی میاں منظور محمد کے میرے پاس ہیں اور ہر یک خدمت میں حاضر ہیں گویا اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر رہے ہیں۔ منہ

میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے

عرصہ میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض قادیان پہنچ کر اور بعض نے بذریعہ خط توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو ٹھہرایا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضامندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنیوالوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نو عمر دوست جیسا کہ **خواجہ کمال الدین بی۔ اے** بڑی سرگرمی سے دین کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ اُن کے چہرہ پر نیک بختی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دین کے لئے سچا جوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے نو عمر دوست میرزا یعقوب بیگ و میرزا ایوب بیگ جوان صالح ہیں۔ بارہا میں نے اُن کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

یقینی علامت نشانہ

غرض یہ سب اس راہ میں فدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محب مخلص **میرزا خدا بخش صاحب** اس راہ میں وہ صدق رکھتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے مخلص دوست **منشی زین الدین محمد ابراہیم** صاحب انجنیر بمبئی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تمام بمبئی میں اُن کا کوئی نظیر بھی ہے۔ ہمارے مخلص اور محبت و اخلاص میں محو **مولوی حکیم نوردین صاحب** کا ذکر کرنا اس جگہ ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو پامال کر کے میرے پاس اُن فقراء کے رنگ میں آبیٹھے ہیں جیسا کہ اخص صحابہ رضی اللہ عنہم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیئے کہ اس باغ کی ترقی اور سرسبزی عبدالحق کے مباہلہ کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری **امرتسر** کی مخلص جماعت۔ ہماری **لاہور** کی مخلص جماعت۔ ہماری **سیالکوٹ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **کپورتھلہ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **ہندوستان** کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک با فراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لیگا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسا اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ اُن کے چہروں پر اُن کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کیلئے تیار کر رہا ہے

دسواں امر جو عبدالحق کے مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جلسہ مذاہب لاہور

ہاتھ سے ادیانِ باطلہ کا مرجانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے

بقیہ حاشیہ

ہے اس جلسہ کے بارے میں مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں جس رنگ اور نورانیت کی قبولیت میرے مضمون کے پڑھنے میں پیدا ہوئی۔ اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھے اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں۔ بہت سی گواہیاں اس بات پر سُن چکے ہو کہ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا۔ کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہوگئے تھے۔ ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا۔ کہ گویا ایک دستِ غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے۔ سب لوگ بے اختیار بول اُٹھے تھے کہ اگر یہ مضمون نہ ہوتا تو آج بباعث محمد حسین وغیرہ کے اسلام کو سُبکی اُٹھانی پڑتی۔ ہر ایک پکارتا تھا کہ آج اسلام کی فتح ہوئی۔ مگر سوچو کہ کیا یہ فتح ایک دجّال کے مضمون سے ہوئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کافر کے بیان میں یہ حلاوت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی۔ وہ جو مومن کہلاتے تھے اور آٹھ ہزار مسلمان کو کافر کہتے تھے جیسے محمد حسین بٹالوی خدا نے اس جلسہ میں کیوں ان کو ذلیل کیا۔ کیا یہ وہی الہام نہیں "کہ میں تیری اہانت کرنیوالوں کی اہانت کروں گا" اس جلسہ اعظم میں ایسے شخص کو کیوں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے۔ کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

پھر علاوہ اس عزت کے جو مضمون کی خوبی کی وجہ سے عطا ہوئی۔ اسی روز وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کے بارے میں پہلے سے شائع کی گئی تھی۔ یعنی یہ کہ

یہی مضمون سب مضمونوں پر غالب آئیگا

اور وہ اشتہارات تمام مخالفوں کی طرف جلسہ سے پہلے روانہ کئے گئے تھے۔ شیخ محمد حسین بطالوی اور مولوی احمد اللہ اور ثناء اللہ وغیرہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے سو اس روز وہ الہام بھی پورا ہوا اور شہر لاہور میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے معزز رکن حبّی فی اللہ **مولوی عبدالکریم صاحب** سیالکوٹی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں اُن کو رُوح القدس مدد دے رہا تھا۔

سو یہ عزتیں اور قبولیتیں ہم کو مباہلہ کے بعد ملیں۔ اب کوئی مولوی ہمیں سمجھا دے

صاحب خود تشریف نہیں لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد منشی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ ۲۷ تاریخ کو یہ لیکچر ساڑھے تین گھنٹہ تک ہوتا رہا اور عوام الناس نے نہایت ہی خوشی اور توجہ سے اس کو سنا لیکن ابھی صرف ایک سوال ختم ہوا۔ مولوی عبدالکریم نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی کا بھی سنا دونگا۔ اسلئے اگزیکٹو کمیٹی اور پریسیڈنٹ نے یہ تجویز کر

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

حاشیہ

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اُس کو پہنائی گئی۔ صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدبختی سے وہ دعوے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا ✦

یہ **دس** برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیھم ان یتدبّروا ویفکّروا فی ھٰذہ العشرۃ الکاملۃ۔

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفّر مکذّب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اُس کو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو ردّ کیا۔ اس سے بڑھ کر اُس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اُس روز **بددُعا نہیں کی**۔ کیونکہ وہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بددُعا کروں گا**۔ سو چاہیئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم **دس** ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بُلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ **مشقت** مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدّین من حرج۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص **اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے**۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دُعا اُس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دُعا

اے خدائے علیم و خبیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

✦ عبدالحق غزنوی نے ۲۳ شعبان ۱۳۱۴ھ کو اس لعنت کی سیاہی کو دھونے کیلئے جو اس کے مُنہ پر جم گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب ضمیمہ میں کامل طور پر آچکا ہے صرف دو باتیں قابل ذکر ہیں اوّل یہ کہ وہ عربی میں مقابلہ کرنے کیلئے اپنے تئیں تیار ظاہر کرتا ہے۔ بہت خوب۔ یہی نشان دیکھ لے ....

ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا

بقیہ حاشیہ

جس کا نام غلام احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مفتری اور کافر جانتا
ہوں اور یہ تمام الہام اُس کے جو میں نے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس
اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہیں۔ تیری طرف
سے نہیں ہیں۔ پس اے خدائے قادر اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اصرار میں سچا
ہوں اور اس کا یہ دعویٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں
بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے تو اس اُمّتِ مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو
ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں اور اگر یہ
مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی مُنہ کی پاک باتیں
ہیں تو مجھ پر جو میں اس کو کافر اور کذّاب سمجھتا ہوں دُکھ اور ذلّت سے بھرا ہوا
عذاب آج کے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنے والے کی طرف سے بغیر کسی تغیر تبدّل کے آئیگا۔ تو ایک شخص کو کہا جائیگا
کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت میں پڑھے تب اس کے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہے گی اور ایسا ہی سمجھا
جائیگا کہ گویا بالمواجہ مباہلہ ہوا۔ ایسا ہی میری طرف سے اس اشتہار آنے کے بعد اس مضمون کی تحریر مباہلہ چھپے گی۔
کہ میں وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے گئے ہیں اس اپنی تحریر میں درج کرونگا۔
اور یہ دعا بعد اُس کے لکھوں گا۔ کہ اے خدائے قادر و علیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعویٰ **مسیح موعود**
ہونے کا اپنی طرف سے بنالیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ بلکہ میرا
افترا ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے
یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہے۔
اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار
مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجھ کو کاذب جانتا ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں نہایت
دُکھ کی مار میں مُبتلا کر۔ آمین۔ اور جب یہ اشتہار اس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہنچے تو چاہیئے
کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔

یہ تجویز مباہلہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو پچاس کوس سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں۔
لیکن اگر پچاس کوس کے اندر ہوں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی اور ثناء اللہ امرتسری اور احمد اللہ

اور رنگ نہ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کروں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہو چکی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن اور حدیث سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر یک تلبیس اور تزویر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک رد عوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزار ہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھُل گئے۔ اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ ہاں عین مباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کرے گا میں سمجھوں گا۔ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہرا دیں۔ وہ

بقیہ حاشیہ

امرتسری اور عبدالحق غزنوی اور میاں عبدالجبار غزنوی تو اُن کے لئے یہ طریق احسن ہے۔ کہ وہ بالمواجہ مباہلہ کریں۔ آدھی مسافت میں طے کروں اور آدھی وہ طے کریں۔ اور ایک درمیانی جگہ میں مباہلہ ہو جائے۔ یہ ہماری آخری اتمام حجت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص ظلم کو نہیں چھوڑے گا۔ تو اس پر خدا تعالےٰ کی حجت پوری ہو گئی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ منہ

ایک جماعت مباہلین کی ہو۔صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ فقل تعالو میں تعالوا کے لفظ کو بصیغہ جمع بیان فرمایا ہے۔سو اُس نے اس جمع کے صیغہ سے اپنے نبی کے مقابل پر ایک جماعت مکذبین کو مباہلہ کیلئے بُلایا ہے نہ شخص واحد کو۔بلکہ من حاجك کے لفظ سے جھگڑنے والے کو ایک شخص واحد قرار دے کر پھر مطالبہ جماعت کا کیا ہے۔اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی جھگڑنے سے باز نہ آوے اور دلائل پیش کردہ سے تسلی نہ پکڑے تو اس کو کہدو کہ ایک جماعت بن کر مباہلہ کیلئے آویں۔سو اسی بنا پر ہم نے جماعت کی قید لگا دی ہے جس میں یہ صریح فائدہ ہے کہ جو امر خارق عادت بطور عذاب مکذبین پر نازل ہو وہ مشتبہ نہیں رہے گا۔مگر صرف ایک شخص میں مشتبہ رہنے کا احتمال ہے۔

اس جگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی مخالف مباہلہ کیلئے تیار ہو جائے اور اس کے اشتہار آبھی چھپ جاویں تو ہر ایک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اسی کے ساتھ شامل ہو کر مباہلہ کرلے۔اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کی جاویگی۔اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں سمجھا جاوے گا چاہیئے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے اور اس کے موافق کاربند ہو۔

بالآخر ہم اس جگہ نقل خط میاں غلام فرید صاحب پیر نواب بہاولپور جو ایک صالح اور متقی مرد مشائخ پنجاب میں سے ہیں۔اس غرض سے درج کرتے ہیں کہ تا دوسرے مشائخ مدعوین بھی کم سے کم اُن کے نمونہ پر چلیں۔اور اگر زیادہ توفیق یاری نکرے۔تو البتہ اُن کے خیال سے کم نہ رہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس قدر بھی اس عاجز کی تصدیق کریگا جیسا کہ میاں غلام فرید صاحب نے اپنے خط کے ذریعہ سے کی اُس کا بھی خدا اُن لوگوں میں حشر کریگا جنہوں نے سچائی کو رد کرنا نہیں چاہا۔دل کا ایک ذرہ تقویٰ بھی انسان کو خدا تعالیٰ کے غضب سے بچا لیتا ہے۔میں نہیں چاہتا کہ ایک بُت کی طرح میری پوجا کی جائے میں صرف اس خدا کا جلال چاہتا ہوں جس کی طرف سے میں مامور ہوں۔جو شخص مجھے بیعزتی سے دیکھتا ہے وہ اُس خدا کو بیعزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو

قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ انسان میں اس سے زیادہ کوئی خوبی نہیں کہ تقویٰ کی راہ کو اختیار کر کے مامور من اللہ کی لڑائی سے پرہیز کرے اور اس شخص کی جلدی سے تکذیب نہ کرے جو کہتا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں اور محض تجدید دین کے لئے صدی کے سر پر بھیجا گیا ہوں۔ ایک متقی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس چودھویں صدی کے سر پر جس میں ہزاروں حملے اسلام پر ہوئے ایک ایسے مجدد کی ضرورت تھی کہ اسلام کی حقیقت ثابت کرے۔ ہاں اس مجدد کا نام اس لئے مسیح ابن مریم رکھا گیا کہ وہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے اور خدا اس وقت چاہتا ہے کہ جیسا کہ مسیح کو پہلے زمانہ میں یہودیوں کی صلیب سے نجات دی تھی اب عیسائیوں کی صلیب سے بھی اس کو نجات دے۔ چونکہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنانے کے لئے بہت کچھ افترا کیا ہے۔ اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ مسیح کے نام پر ہی ایک شخص کو مامور کر کے اس افترا کو نیست و نابود کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب۔

قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ مسیح وفات پا کر آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لہذا اس کا نزول بروزی ہے نہ کہ حقیقی اور آیت فلما توفیتنی میں صریح ظاہر کیا گیا ہے کہ واقعہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقوع میں آگیا۔ کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بگڑینگے نہ کہ اُن کی زندگی میں۔ پس اگر فرض کر لیں کہ ابتک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ عیسائی بھی ابتک نہیں بگڑے۔ اور یہ صریح باطل ہے بلکہ آیت تو بتلاتی ہے کہ عیسائی صرف مسیح کی زندگی تک حق پر قائم رہے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں کے عہد میں ہی خرابی شروع ہو گئی تھی۔ اگر حواریوں کا زمانہ بھی ایسا ہوتا کہ اس زمانہ میں بھی عیسائی حق پر قائم ہوتے تو خدا تعالےٰ اس آیت میں صرف مسیح کی زندگی کی قید نہ لگاتا بلکہ حواریوں کی زندگی کی بھی قید لگا دیتا پس اس جگہ سے ایک نہایت عمدہ نکتہ عیسائیت کے زمانہ فساد کا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ درحقیقت حواریوں کے زمانہ میں ہی عیسائی مذہب میں شرک کی تخم ریزی ہو گئی تھی۔ ایک شریر یہودی پولوس نام جو یونانی زبان سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا جس کا ذکر مثنوی رومی میں بھی ہے حواریوں میں آملا اور ظاہر کیا۔ کہ میں نے عالم کشف میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اس شخص نے عیسائی مذہب میں بہت فساد ڈالا آخر

نتیجہ یہ ہوا کہ ایک فرقہ عیسائیوں کا تو توحید پر قائم رہا اور ایک خبیث فرقہ اُس کے اغوا سے مُردہ پرست ہوگیا۔ جس کی ذریات ہمارے ملک میں بھی پیدا ہوگئی ہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں مشرک فرقہ اور موحد فرقہ کے درمیان بڑا مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ کا بانی مبانی قیصر روم تھا۔ بہت سی تحقیق اور تہذیب کے ساتھ بادشاہ کے رُوبرو یہ مُباحثہ طے ہوا۔ اور انجام یہ ہوا کہ فرقہ موحد غالب آیا۔ اُسی روز سے قیصر روم نے جو عیسائی تھا توحید کے مذہب کو اختیار کر لیا۔ اور برابر چھٹی صدی تک ہر ایک قیصر موحد عیسائی ہوتا رہا۔ غرض جیسا کہ آیت کا مفہوم ہے۔ عیسائیوں میں فساد اور بگاڑ حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا۔

اور صحیح بخاری میں صاف لفظوں میں لکھا گیا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود اسی امت میں سے ہو گا۔ سو یہ امر سراسر تقویٰ کے خلاف ہے کہ اللہ اور رسول کے بیان سے سرکش رہیں۔ دیکھو یہی علماء کیسے شوق سے چودھویں صدی کے منتظر تھے۔ اور تمام دل بول اٹھے تھے کہ اسی صدی کے سر پر مہدی اور مسیح پیدا ہو گا۔ بہت سے صلحاء اور اولیاء کے کشف اس بات پر قطع کر چکے تھے کہ مہدی اور مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی ہے۔ اب اُن کے دلوں کو کیا ہو گیا۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین[1] مگر ضرور تھا۔ کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجّال رکھتے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا۔ کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ ان ہزاروں میں سے یہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیزگاری کا نور دکھلایا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء[2] خدا ان کو اجر بخشے اور عاقبت بالخیر کرے۔ آمین۔ اب جبتک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی میاں صاحب موصوف کا ذکر بالخیر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائے گا۔ یہ زمانہ گذر جائے گا۔ اور دوسرا زمانہ آئے گا۔ اور خدا اس زمانے کے لوگوں کو آنکھیں دیگا اور وہ اُن لوگوں کے حق میں دُعا خیر کریں گے جنھوں نے مجھے پاکر میرا ساتھ دیا ہے۔ سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت گذر جائیگا۔ اور ہر ایک غافل اور منکر اور مکذب وہ حسرتیں ساتھ لے جائے گا جس کا تدارک

[1] البقرۃ: ۹۰ [2] الحدید: ۲۲

پھر اُس کے ہاتھ میں نہیں ہوگا۔ اب میاں غلام فرید صاحب کا خط ذیل میں حسب وعدہ مذکور لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

مِن فقیر باب اللہ غلام فرید سجادہ نشین الیٰ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب الارباب۔ وَالصلوٰۃ علیٰ رسولہ الشفیع بیوم الحساب۔ وعلیٰ آلہ وَالاصحاب والسلام علیکم وعلیٰ مَن اجتھد واصاب۔ امّا بَعد فقد ارسلت الیّ الکتاب۔ وبہ دعوت الی المُباھلۃ وطالبت بالجواب۔ وانی وان کنت عدیم الفرصۃ ولکن رایت جزءہ من حُسن الخطاب۔ وسوق العتاب۔ اعلم یا اعزالاحباب۔ انّی من بدو حالک واقف علیٰ مقام تعظیمک لنیل الثواب۔ وما جرت علیٰ لسانی کلمۃ فی حقک الا بالتبجیل ورعایۃ الآداب۔ والآن اطلع لک بانّی معترف بصلاح حالک بلا ارتیاب۔ وموقن بانک من عباد اللہ الصالحین وفی سعیک المشکور مثاب۔ واُوتیت الفضل من الملک الوھّاب۔ ولک ان تسئل من اللہ تعالیٰ خیر عاقبتی وادعو لکم حُسن مآب۔ ولولا خوف الاطناب۔ لازددت فی الخطاب۔ وَالسلام علیٰ من سلک سبیل الصواب۔ فقط ۲۷ رجب ۱۳۱۴ھ مقام چاچڑاں

(مہر)

ترجمہ اس کا یہ ہے تمام تعریفیں اُس خدا کیلئے ہیں جو رب الارباب ہے۔ اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اس کی آل اور اصحاب پر۔ اور تم پر سلام اور ہر یک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنیوالا ہو۔ اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کیلئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کی ایک جُز کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے سوائے ہر یک حبیب سے عزیز تر تجھے معلوم ہو کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں۔ تا مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ اور اب میں مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے۔ اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملیگا اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دُعا کر اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دُعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا۔ والسلام علی من سلک سبیل الصواب۔ منمقام اچھا چڑاں

ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا

چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہو گی جس میں اس کے تین سو تیرہ [۳۱۳] اصحاب کا نام درج ہو گا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہو گئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پہلے اس سے اس اُمت مرحومہ میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ جو مہدویت کا مدعی ہوتا اور اُس کے وقت میں چھاپہ خانہ بھی ہوتا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں تین سو تیرہ نام لکھے ہوئے ہوتے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ کام انسان کے اختیار میں ہوتا تو اس سے پہلے کئی جھوٹے اپنے تئیں اس کا مصداق بنا سکتے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں میں ایسی فوق العادت شرطیں ہوتی ہیں کہ کوئی جھوٹا ان سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اور اس کو وہ سامان اور اسباب عطا نہیں کئے جاتے جو سچے کو عطا کئے جاتے ہیں۔

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ " در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی

از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ
یصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ
وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ
باسمائھم وبلادھم وخلالھم یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلیگا جس کا نام کدعہ ہے یہ نام دراصل قادیان کے
نام کو معرب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کریگا۔ اور دور دور سے اس کے دوست جمع کریگا جن کا شمار اہل بدر
کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ [۳۱۳] ہونگے اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔

اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا۔ کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس
چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں لیکن میں پہلے اس سے بھی **آئینہ کمالات اسلام** میں تین سو تیرہ [۳۱۳] نام
درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجت کیلئے تین سو تیرہ [۳۱۳] نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر یک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے
ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق و صفا رکھتے ہیں
اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) منشی جلال الدین صاحب پنشنر سابق میر منشی رجمنٹ نمبر ۱۲ موضع بلانی کھاریاں ضلع گوجرات
(۲) مولوی حافظ فضل دین صاحب 〃
(۳) میاں محمد دین پٹواری بلانی 〃
(۴) قاضی یوسف علی نعمانی معہ اہلبیت تشام حصار
(۵) میرزا امین بیگ صاحب معہ اہل بیت بہاوجی جیپور
(۶) مولوی قطب الدین صاحب بدوملی سیالکوٹ
(۷) منشی روڑا صاحب . . . کپورتھلہ
(۸) میاں محمد خاں صاحب . . . 〃
(۹) منشی ظفر احمد صاحب . . . 〃
(۱۰) منشی عبد الرحمن صاحب . . . 〃
(۱۱) منشی فیاض علی صاحب . . . 〃
(۱۲) مولوی عبد الکریم صاحب . سیالکوٹ
(۱۳) سید حامد شاہ صاحب 〃
(۱۴) منشی وزیر الدین صاحب کانگڑہ
(۱۵) منشی گوہر علی صاحب جالندھر

۱۶۔ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی رہتاس۔ جہلم
۱۷۔ میاں نبی بخش صاحب رفوگر۔ امرتسر
۱۸۔ میاں عبد الخالق صاحب 〃
۱۹۔ میاں قطب الدین صاحب مس گر 〃
۲۰۔ مولوی ابو الحمید صاحب حیدرآباد دکن
۲۱۔ مولوی حاجی حافظ حکیم نور دین صاحب معہ ہر دو زوجہ۔ بھیرہ۔ ضلع شاہ پور
۲۲۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ ضلع مرادآباد
۲۳۔ مولوی حاجی حافظ حکیم فضل دین صاحب معہ ہر دو زوجہ بھیرہ
۲۴۔ صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی قادیانی سابق سرساوی معہ اہلبیت
۲۵۔ سید ناصر نواب صاحب دہلوی۔ حال قادیانی
۲۶۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانوی معہ اہلبیت
۲۷۔ صاحبزادہ منظور محمد صاحب معہ اہلبیت 〃
۲۸۔ حافظ حاجی مولوی احمد اللہ خان معہ اہلبیت 〃
۲۹۔ سیٹھ عبد الرحمن صاحب حاجی اللہ رکھا معہ اہلبیت مدراس

۳۰۔ میاں جمال الدین سیکھواں گورداسپور معہ اہلبیت
۳۱۔ میاں خیر الدین 〃 〃
۳۲۔ میاں امام الدین 〃 〃
۳۳۔ میاں عبد العزیز پٹواری 〃 〃
۳۴۔ منشی گلاب دین۔ رہتاس۔ جہلم
۳۵۔ قاضی ضیاء الدین صاحب۔ قاضی کوٹی
۳۶۔ میاں عبد اللہ صاحب پٹواری۔ سنوری
۳۷۔ شیخ عبد الرحیم صاحب نو مسلم سابق لیس دفعدار رسالہ نمبر ۱۲ چھاؤنی سیالکوٹ
۳۸۔ مولوی مبارک علی صاحب امام 〃
۳۹۔ میرزا نیاز بیگ صاحب کلانوری
۴۰۔ میرزا یعقوب بیگ صاحب 〃
۴۱۔ میرزا ایوب بیگ صاحب معہ اہلبیت 〃
۴۲۔ میرزا خدا بخش صاحب۔ جھنگ
۴۳۔ سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ
۴۴۔ سید محمد عسکری خان صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ الہ آباد

۴۵ مرزا محمد یوسف بیگ صاحب سامانہ ریاست پٹیالہ
۴۶ شیخ شہاب الدین صاحب ..... لودیانہ
۴۷ شہزادہ عبدالمجید صاحب ..... "
۴۸ منشی حمید الدین صاحب ..... "
۴۹ میاں کرم الٰہی صاحب ..... "
۵۰ قاضی زین العابدین صاحب خانپور سرہند
۵۱ مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار ... پشاور
۵۲ محمد انوار حسین خانصاحب شاہ آباد۔ ہردوئی
۵۳ شیخ فضل الٰہی صاحب ... فیض اللہ چک
۵۴ میاں عبدالعزیز صاحب ... دہلی
۵۵ مولوی محمد سعید صاحب ... شامی طرابلسی
۵۶ مولوی حبیب شاہ صاحب ... خوشاب
۵۷ حاجی احمد صاحب ... بخارا
۵۸ حافظ نور محمد صاحب - فیض اللہ چک
۵۹ شیخ نور احمد صاحب ... امرتسر
۶۰ مولوی جمال الدین صاحب ... سید والہ
۶۱ میاں عبداللہ صاحب ... ٹھٹھہ شیر کا
۶۲ میاں اسمٰعیل صاحب ... سرساوہ
۶۳ میاں عبدالعزیز صاحب نومسلم - قادیان
۶۴ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے مع اہلبیت لاہور
۶۵ مفتی محمد صادق صاحب بھیرہ - ضلع شاہپور
۶۶ شیر محمد خان صاحب بکھر "
۶۷ منشی محمد افضل صاحب لاہور حال ممباسہ
۶۸ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب گوڑیانی ملازم "
۶۹ میاں کریم الدین صاحب مدرس قلعہ سوبھا سنگھ
۷۰ سید محمد اسمٰعیل دہلوی طالب علم حال قادیان
۷۱ بابو تاج الدین صاحب اکونٹنٹ ... لاہور
۷۲ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر ... لاہور
۷۳ شیخ نبی بخش صاحب ... "
۷۴ منشی معراج الدین صاحب "
۷۵ شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہان پوری
۷۶ منشی چوہدری نبی بخش صاحب مع اہلبیت - بٹالہ

۷۷ میاں محمد اکبر صاحب ..... بٹالہ
۷۸ شیخ مولا بخش صاحب ... ڈنگہ گجرات
۷۹ سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ سیالکوٹ
۸۰ میاں محمد جان صاحب ..... وزیرآباد
۸۱ میاں شادی خان صاحب ... سیالکوٹ
۸۲ میاں محمد نواب خانصاحب تحصیلدار ... جہلم
۸۳ میاں عبداللہ خانصاحب برادر نواب خانصاحب "
۸۴ مولوی برہان الدین صاحب "
۸۵ شیخ غلام نبی صاحب ..... راولپنڈی
۸۶ بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک۔ چھاؤنی انبالہ
۸۷ منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر۔ لدھیانہ
۸۸ منشی عبدالحق صاحب کرانچی والہ "
۸۹ حافظ فضل احمد صاحب ..... لاہور
۹۰ قاضی امیر حسین صاحب ..... بھیرہ
۹۱ مولوی حسن علی صاحب مرحوم۔ بھاگلپور
۹۲ مولوی فیض احمد صاحب لنگیاں والی۔ گوجرانوالہ
۹۳ سید محمود شاہ صاحب مرحوم۔ سیالکوٹ
۹۴ مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور آسام
۹۵ رحمٰن شاہ صاحب ناگپور ضلع چاندہ - دردڑہ
۹۶ میاں جان محمد صاحب مرحوم - قادیان
۹۷ منشی فتح محمد مع اہلبیت بزدار لیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
۹۸ شیخ محمد صاحب ..... ٹکی
۹۹ حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم۔ لودیانہ
۱۰۰ منشی پیر بخش صاحب مرحوم ... جالندھر
۱۰۱ شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم قادیان
۱۰۲ حاجی عصمت اللہ صاحب ... لودیانہ
۱۰۳ میاں پیر بخش صاحب .... "
۱۰۴ منشی ابراہیم صاحب .... "
۱۰۵ منشی قمر الدین صاحب .... "
۱۰۶ حاجی محمد امیر خان صاحب ... سہارنپور
۱۰۷ حاجی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم .. لودیانہ
۱۰۸ قاضی خواجہ علی صاحب ... "

۱۰۹ منشی تاج محمد خان صاحب .... لودیانہ
۱۱۰ سید محمد ضیاء الحق صاحب ... روپڑ
۱۱۱ شیخ محمد عبدالرحمٰن صاحب عرف شعبان ... کابلی
۱۱۲ خلیفہ رجب دین صاحب تاجر ... لاہور
۱۱۳ پیرجی خدا بخش صاحب مرحوم .. ڈیرہ دون
۱۱۴ حافظ مولوی محمد یعقوب خانصاحب "
۱۱۵ شیخ چراغ علی نمبردار ... تھہ غلام نبی
۱۱۶ محمد اسحٰق غلام کبریا صاحب فرزند رشید
مولوی محمد احسن صاحب امروہی
۱۱۷ احمد حسن صاحب فرزند رشید مولوی
محمد احسن صاحب امروہی
۱۱۸ سیٹھ احمد صاحب عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا
تاجر ...... مدراس
۱۱۹ سیٹھ صالح محمد صاحب حاجی اللہ رکھا تاجر "
۱۲۰ سیٹھ ابراہیم صاحب صالح محمد حاجی اللہ رکھا "
۱۲۱ سیٹھ عبدالحمید صاحب حاجی ایوب حاجی اللہ رکھا "
۱۲۲ حاجی مہدی صاحب عربی بغدادی نزیل "
۱۲۳ سیٹھ محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا "
۱۲۴ مولوی سلطان محمود صاحب میلاپور "
۱۲۵ حکیم محمد سعید صاحب " "
۱۲۶ منشی قادر علی صاحب " "
۱۲۷ منشی غلام دستگیر صاحب " "
۱۲۸ منشی سراج الدین صاحب ترمل کہیڑی "
۱۲۹ قاضی غلام مرتضیٰ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
مظفر گڈھ حال پنشنر
۱۳۰ مولوی عبدالقادر خانصاحب جمالپور - لودیانہ
۱۳۱ مولوی عبدالقادر صاحب خاص "
۱۳۲ مولوی رحیم اللہ صاحب مرحوم لاہور
۱۳۳ مولوی غلام حسین صاحب "
۱۳۴ مولوی غلام نبی صاحب مرحوم خوشاب شاہ پور
۱۲۵ مولوی محمد حسین صاحب علاقہ ریاست کپورتھلہ
۱۳۶ مولوی شہاب الدین صاحب غزنوی - کابلی

۱۲۷۔ مولوی سید محمد تفضل حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ۔ علیگڈھ ضلع فرخ آباد
۱۲۸۔ منشی صادق حسین صاحب مختار۔۔ اٹاوہ
۱۲۹۔ شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی۔ جہلم
۱۳۰۔ میاں عبد العلی موضع عبد الرحمٰن ضلع شاہ پور
۱۳۱۔ منشی نصیر الدین صاحب لونی حال حیدرآباد
۱۳۲۔ قاضی محمد یوسف صاحب۔ قاضی کوٹ۔ گوجرانوالہ
۱۳۳۔ قاضی فضل الدین صاحب " "
۱۳۴۔ قاضی سراج الدین صاحب " "
۱۳۵۔ قاضی عبد الرحیم صاحب فرزند رشید قاضی ضیاء الدین صاحب کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ
۱۳۶۔ شیخ کرم الٰہی صاحب کلارک ریلوے۔۔۔ پٹیالہ
۱۳۷۔ میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم۔ سامانہ۔ پٹیالہ
۱۳۸۔ میرزا ابراہیم بیگ صاحب مرحوم " "
۱۳۹۔ میاں غلام محمد طالب علم جہلم۔ لاہور
۱۴۰۔ مولوی محمد فضل صاحب چنگا۔ گوجرخاں
۱۴۱۔ ماسٹر قادر بخش صاحب۔۔۔ لودیانہ
۱۴۲۔ منشی الٰہ بخش صاحب۔۔۔ "
۱۴۳۔ حاجی ملا نظام الدین صاحب "
۱۴۴۔ عطاء الٰہی غوث گڈھ۔۔۔ پٹیالہ
۱۴۵۔ مولوی نور محمد صاحب مانگٹ "
۱۴۶۔ مولوی کریم اللہ صاحب۔۔۔ امرتسر
۱۴۷۔ سید عبد الہادی صاحب سولن۔ شملہ
۱۴۸۔ مولوی محمد عبد اللہ خان صاحب۔ پٹیالہ
۱۴۹۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب۔۔۔ "
۱۶۰۔ ڈاکٹر نور محمد خان صاحب۔ قصور ضلع لاہور
۱۶۱۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور حال چکراتہ
۱۶۲۔ غلام محی الدین خان صاحب فرزند ڈاکٹر نور محمد خان صاحب
۱۶۳۔ مولوی صفدر حسین صاحب۔ حیدرآباد دکن
۱۶۴۔ خلیفہ نور دین صاحب۔۔۔ جموں
۱۶۵۔ میاں اللہ دتا صاحب۔۔۔ "
۱۶۶۔ منشی عزیز الدین صاحب۔۔۔ کانگڑہ

۱۶۷۔ سید مہدی حسین صاحب علاقہ پٹیالہ
۱۶۸۔ مولوی حکیم نور محمد صاحب۔ موکل
۱۶۹۔ حافظ محمد بخش مرحوم۔ کوٹ قاضی
۱۷۰۔ چوہدری شرف الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر۔ جہلم
۱۷۱۔ میاں رحیم بخش صاحب۔۔۔ امرتسر
۱۷۲۔ مولوی محمد افضل صاحب کملہ۔۔۔ گجرات
۱۷۳۔ میاں اسمٰعیل صاحب۔۔۔ امرتسری
۱۷۴۔ مولوی غلام جیلانی صاحب۔ گھڑونواں جالندھر
۱۷۵۔ منشی امانت خان صاحب۔ نادون۔ کانگڑہ
۱۷۶۔ قاری محمد صاحب۔۔۔ جہلم
۱۷۷۔ میاں کرم داد معہ اہلبیت۔۔۔ قادیان
۱۷۸۔ حافظ نور احمد۔۔۔ لودیانہ
۱۷۹۔ میاں کرم الٰہی صاحب۔۔۔ لاہور
۱۸۰۔ میاں عبد الصمد صاحب۔۔۔ نارووال
۱۸۱۔ میاں غلام حسین معہ اہلیہ۔ رہتاس
۱۸۲۔ میاں نظام الدین صاحب۔۔۔ جہلم
۱۸۳۔ میاں محمد صاحب۔۔۔ جہلم
۱۸۴۔ میاں علی محمد صاحب۔۔۔ "
۱۸۵۔ میاں عباس خاں۔ کہوہار۔ گجرات
۱۸۶۔ میاں قطب الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر۔ جہلم
۱۸۷۔ میاں اللہ دتا خان صاحب اڈیالہ۔ "
۱۸۸۔ محمد حیات صاحب۔ چک جانی۔ "
۱۸۹۔ مخدوم مولوی محمد صدیق صاحب۔ بھیرہ
۱۹۰۔ عبد المغنی صاحب فرزند رشید مولوی برہان الدین صاحب جہلمی
۱۹۱۔ قاضی چراغ دین۔ کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ
۱۹۲۔ میاں فضل الدین صاحب قاضی کوٹ
۱۹۳۔ میاں علم الدین صاحب کوٹلہ فقیر۔ جہلم
۱۹۴۔ قاضی میر محمد صاحب۔ کوٹ کھلیان
۱۹۵۔ میاں اللہ دتا صاحب۔۔۔ نت۔ گوجرانوالہ
۱۹۶۔ میاں سلطان محمد صاحب۔۔۔ "
۱۹۷۔ مولوی خان ملک صاحب کھیوال

۱۹۸۔ میاں الٰہ بخش صاحب علاقہ بند۔۔ امرتسر
۱۹۹۔ مولوی عنایت اللہ مدرس مانانوالہ
۲۰۰۔ منشی میراں بخش صاحب گوجرانوالہ
۲۰۱۔ مولوی احمد جان صاحب مدرس "
۲۰۲۔ مولوی حافظ احمد دین چک سکندر گجرات
۲۰۳۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب کھیوال۔ جہلم
۲۰۴۔ میاں مہر دین صاحب۔۔۔ لالہ موسیٰ
۲۰۵۔ میاں ابراہیم صاحب پنڈوری۔ جہلم
۲۰۶۔ سید محمود شاہ صاحب فتح پور۔ گجرات
۲۰۷۔ محمد جو صاحب۔۔۔ امرتسر
۲۰۸۔ منشی شاہ دین صاحب۔ دینا۔ جہلم
۲۰۹۔ منشی روشن دین صاحب۔ ڈنڈوٹ۔ "
۲۱۰۔ حکیم فضل الٰہی صاحب۔۔۔ لاہور
۲۱۱۔ شیخ عبد اللہ دیوانچند صاحب کمپونڈر "
۲۱۲۔ منشی محمد علی صاحب "
۲۱۳۔ منشی امام الدین صاحب کلرک "
۲۱۴۔ منشی عبد الرحمٰن صاحب " "
۲۱۵۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے لاہور حال جموں
۲۱۶۔ منشی مولا بخش صاحب کلرک۔۔۔ لاہور
۲۱۷۔ شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی۔ پٹیالہ
۲۱۸۔ عالم شاہ صاحب کھاریاں۔ گجرات
۲۱۹۔ مولوی شیر محمد صاحب ہوجن۔ شاہپور
۲۲۰۔ میاں محمد اسحٰق صاحب اوورسیر بھیرہ حال ممباسہ
۲۲۱۔ میرزا اکبر بیگ صاحب۔۔۔ کلانور
۲۲۲۔ مولوی محمد یوسف صاحب۔۔۔ سنور
۲۲۳۔ میاں عبد الصمد صاحب۔۔۔ سنور
۲۲۴۔ منشی عطا محمد صاحب، سیالکوٹ
۲۲۵۔ شیخ مولا بخش صاحب "
۲۲۶۔ سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ڈنگہ
۲۲۷۔ منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور
۲۲۸۔ سید احمد علی شاہ صاحب سیالکوٹ

۲۲۹۔ ماسٹر غلام محمد صاحب — سیالکوٹ
۲۳۰۔ حکیم محمد دین صاحب۔۔۔۔ — ״
۲۳۱۔ میاں غلام محی الدین صاحب — ״
۲۳۲۔ میاں عبد العزیز صاحب — ״
۲۳۳۔ منشی محمد دین صاحب — ״
۲۳۴۔ منشی عبد المجید صاحب ۔اوجلہ۔ گورداسپور
۲۳۵۔ میاں خدا بخش صاحب بٹالہ — ״
۲۳۶۔ منشی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پور۔ کپورتھلہ
۲۳۷۔ محمد حسین صاحب کنگھیاں والی۔ — گوجرانوالہ
۲۳۸۔ منشی زین الدین محمد ابراہیم۔ انجنیئر۔ بمبئی
۲۳۹۔ سید فضل شاہ صاحب — لاہور
۲۴۰۔ سید ناصر شاہ صاحب اورسیر۔ اوڑی کشمیر
۲۴۱۔ منشی عطا محمد صاحب چنیوٹ جھنگ
۲۴۲۔ شیخ نور احمد صاحب جالندھر حال ممباسہ
۲۴۳۔ منشی سرفراز خان صاحب۔ جھنگ
۲۴۴۔ مولوی سید محمد رضوی صاحب۔ حیدرآباد
۲۴۵۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب معہ اہلیہ۔ بھیرہ
۲۴۶۔ حافظ محمد سعید صاحب بھیرہ۔ حال لندن
۲۴۷۔ مستری قطب الدین صاحب — بھیرہ
۲۴۸۔ مستری عبد الکریم صاحب — ״
۲۴۹۔ مستری غلام الٰہی صاحب — ״
۲۵۰۔ میاں عالم دین صاحب — ״
۲۵۱۔ میاں محمد شفیع صاحب — ״
۲۵۲۔ میاں نجم الدین صاحب — ״
۲۵۳۔ میاں خادم حسین صاحب — ״
۲۵۴۔ بابو غلام رسول صاحب — ״
۲۵۵۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم — ״
۲۵۶۔ مولوی سردار محمد صاحب — لون میانی
۲۵۷۔ مولوی دوست محمد صاحب — ״
۲۵۸۔ مولوی حافظ محمد صاحب بھیرہ۔ حال کشمیر
۲۵۹۔ مولوی شیخ قادر بخش صاحب۔ احمدآباد
۲۶۰۔ منشی اللہ داد صاحب کلرک چھاؤنی شاہپور

۲۶۱۔ میاں حاجی وریام — خوشاب
۲۶۲۔ حافظ مولوی فضل دین صاحب — ״
۲۶۳۔ سید دلدار علی صاحب۔ بلہور۔ کانپور
۲۶۴۔ سید رمضان علی صاحب ״ — ״
۲۶۵۔ سید جیون علی صاحب پلول حال الہ آباد
۲۶۶۔ سید فرزند حسین صاحب چاندپور۔ ״
۲۶۷۔ سید اہتمام علی صاحب موہرونڈا۔ ״
۲۶۸۔ حاجی نجف علی صاحب۔ کٹرہ محلہ الہ آباد
۲۶۹۔ شیخ گلاب صاحب ״ — ״
۲۷۰۔ شیخ خدا بخش صاحب ״ — ״
۲۷۱۔ حکیم محمد حسین صاحب — لاہور
۲۷۲۔ میاں عطا محمد صاحب — سیالکوٹ
۲۷۳۔ میاں محمد دین صاحب — جموں
۲۷۴۔ میاں محمد حسن صاحب عطار — لدھیانہ
۲۷۵۔ سید نیاز علی صاحب۔ بدایون حال رامپور
۲۷۶۔ ڈاکٹر عبد الشکور صاحب۔۔۔ سرسہ
۲۷۷۔ شیخ حافظ الدین صاحب بی اے جہاویاں
۲۷۸۔ میاں عبد السبحان — لاہور
۲۷۹۔ میاں شہامت خاں — نادون
۲۸۰۔ مولوی عبد الحکیم صاحب دھاروار علاقہ بمبئی
۲۸۱۔ قاضی عبد اللہ صاحب — کوٹ قاضی
۲۸۲۔ عبد الرحمٰن صاحب پٹواری — سنوری
۲۸۳۔ برکت علی صاحب مرحوم۔ تقہ غلام نبی
۲۸۴۔ شہاب الدین صاحب — ״
۲۸۵۔ صاحب دین صاحب تہال۔ گجرات
۲۸۶۔ مولوی غلام حسن مرحوم — دینا نگر
۲۸۷۔ نواب دین صاحب مدرس — ״
۲۸۸۔ احمد دین صاحب — منارہ
۲۸۹۔ عبد اللہ صاحب قرآنی — لاہور
۲۹۰۔ کرم الٰہی صاحب کمپازیٹر — ״
۲۹۱۔ سید محمد آفندی — ترکی
۲۹۲۔ عثمان عرب صاحب — طائف شریف

۲۹۳۔ عبد الکریم صاحب مرحوم — چمارو
۲۹۴۔ عبد الوہاب صاحب — بغدادی
۲۹۵۔ میاں کریم بخش صاحب مرحوم مغفور
جمال پور ضلع لدھیانہ
۲۹۶۔ عبد العزیز صاحب عرف عزیز الدین ناسنگ
۲۹۷۔ حافظ غلام محی الدین صاحب بھیرہ حال قادیان
۲۹۸۔ محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے
۲۹۹۔ احمد دین صاحب چک۔ کھاریاں
۳۰۰۔ محمد امین کتاب فروش — جہلم
۳۰۱۔ مولوی محمود حسن خانصاحب مدرس ملازم پٹیالہ
۳۰۲۔ محمد رحیم الدین — حبیب والہ
۳۰۳۔ شیخ حرمت علی صاحب کراری الہ آباد
۳۰۴۔ میاں نور محمد صاحب غوث گڈھ — پٹیالہ
۳۰۵۔ مستری اسلام احمد صاحب — بھیرہ
۳۰۶۔ حسینی خاں صاحب — الہ آباد
۳۰۷۔ قاضی رضی الدین صاحب — اکبرآباد
۳۰۸۔ سعد اللہ خانصاحب — الہ آباد
۳۰۹۔ مولوی عبد الحق صاحب ولد مولوی
فضل حق صاحب مدرس سامانہ پٹیالہ
۳۱۰۔ مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم
محافظ دفتر پولس۔ — جہلم
۳۱۱۔ رجب علی صاحب پنشنر ساکن
جھونسی کہنہ ضلع الہ آباد
۳۱۲۔ ڈاکٹر سید منصب علی صاحب
پنشنر۔ الہ آباد
۳۱۳۔ میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ
پولس۔ جہلم

اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اسی پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں **کدعہ** کا لفظ بھی ہے جو صریح **قادیان** کے نام کو بتلا رہا ہے پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیان میں پیدا ہوگا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی جس میں تین سو تیرہ[۳۱۳] اس کے دوستوں کے نام درج ہونگے۔ سو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں ان کتابوں میں جو اس زمانہ سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں اپنے گاؤں قادیان کا نام لکھ دیتا۔ اور نہ میں نے چھاپہ کی کل نکالی ہے تا یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اس غرض سے مطبع کو اس زمانہ میں ایجاد کیا ہے۔ اور نہ تین سو تیرہ مخلص اصحاب کا پیدا کرنا میرے اختیار میں تھا بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ تا وہ اپنے رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا کرے۔

مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر سخت افسوس ہے۔ کہ **وہ نہیں چاہتے** کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ آتھم کی نسبت کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی الہامی شرط کے موافق اوّل آتھم سودائیوں کی طرح ڈرتا پھرا۔ اور بباعث شدت خوف شرط سے فائدہ اٹھایا۔ آخر بیباکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کے قطعی الہام کے موافق واصل جہنم ہوا۔ اور یہی پیشگوئی تھی جس کی براہین احمدیہ کے صفحہ[۲۴۱] میں بھی اب سے سترہ[۱۷] برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔ عبد الحق اور عبد الجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی اور جیسا کہ عیسائیوں نے اسلام پر حملہ کیا۔ انہوں نے بھی اسلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان اسلام کی تائید میں تھا۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پروا نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ اگر یہ لوگ آتھم کے بارے میں کوئی سچی نکتہ چینی کرتے تو ہمیں کچھ افسوس نہ تھا مگر ان لوگوں نے تو اُس سچائی پر تھوکا جو آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ عبد الحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بد ذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں مُنہ کالا ہوا۔ اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جیئے گا۔ کیا تیرے لئے ایک دن موت کا مقرر نہیں۔

ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیھم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجّال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دارقطنی میں مروی ہیں یہ ہیں:" ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السّمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ الخ۔ یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادّعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اُس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات۔ اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اُس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس ۲۸ تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اُس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **اس غرض سے نہیں تھا** کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔ اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔ بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اُس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیئے تھا۔ کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے۔ جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے۔ اور اُس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رُخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگیگا۔ اور پندرہ تاریخ کو سُورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولاقوۃ۔ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے۔ اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

کہ حدیث میں چاند گرہن میں **قمر** کا لفظ آیا ہے۔ پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا۔ بلکہ **ہلال** کا لفظ آتا۔ کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ پس ایک ایماندار کے لئے یہ ایک بدیہی قرینہ ہے کہ اس جگہ پہلی رات سے مہینہ کی پہلی رات مراد نہیں۔ بلکہ چاند گرہن کی پہلی رات مراد ہے۔ اگر مہینہ کی پہلی رات مراد ہوتی تو اس جگہ ہلال کا لفظ چاہیئے تھا نہ قمر کا۔ گویا یوں عبارت چاہیئے تھی کہ ینکسف الھلال لاوّل لیلۃ۔ سو اب سوچنا چاہیئے کہ یہ لوگ اس علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں۔

اور یہ خیال کہ اس حدیث میں جو یہ فقرہ ہے کہ لم تکونا منذ خلق السّمٰوٰت والارض اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ خسوف و کسوف بطور خارق ہوگا نہ ایسا خسوف کسوف جو منجّمین کے نزدیک معلوم و معروف ہے۔ یہ وہم بھی اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبّر سے بالکل بے نصیب اور بے بہرہ ہیں۔ یہودیوں کے لئے خدا نے اُس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ خالی گدھے ہیں۔ یہ اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو۔ ہر یک عقلمند جس کو ذرہ انسانی عقل میں سے حصہ ہو سمجھ سکتا ہے کہ اس جگہ لم تکونا کا لفظ اٰیتان سے متعلق ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ دونوں نشان بجز مہدی کے پہلے اس سے اور کسی کو عطا نہیں کئے گئے۔ پس اس جگہ یہ کہاں سے سمجھا گیا کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہوگا بھلا اس میں وہ کونسا لفظ ہے جس سے خارق عادت سمجھا جائے۔ اور جبکہ مطلوب صرف یہ بات تھی کہ ان **تاریخوں میں** کسوف خسوف **رمضان** میں ہونا کسی کے لئے اتفاق نہیں ہوا۔ صرف مہدی موعود کے لئے اتفاق ہوگا تو پھر کیا حاجت تھی کہ خدا تعالےٰ اپنے قدیم نظام کے برخلاف چاند گرہن پہلی رات میں جبکہ خود چاند کالعدم ہوتا ہے کرتا۔ خدا نے قدیم سے چاند گرہن کے لئے ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ اور سورج گرہن کے لئے ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ تاریخیں مقرر کر رکھی ہیں۔ سو پیشگوئی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام اس روز ٹوٹ جائیگا۔ جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے نہ انسان۔ پیشگوئی کے لفظ صاف ہیں جن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ لم تکونا کے لفظ سے صرف یہ مطلب ہے۔ کہ مہدی موعود کو ایک عزت دی جائیگی۔ اور اس

نشان کو اُس کے لئے خاص کر دیا جائے سو پیشگوئی کا بھی مفہوم یہی ہے کہ یہ نشان کسی دوسرے مدعی کو نہیں دیا گیا خواہ صادق ہو یا کاذب۔ صرف مہدی موعود کو دیا گیا ہے۔ اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں۔ اس سے بیشک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔ ورنہ میری عداوت کے لئے اس قدر عظیم الشان معجزہ سے انکار نہ کریں۔

اے اسلام کے عار مولویو! ذرہ آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے۔ جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس حدیث میں کسوف خسوف کو بے نظیر نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ اس نسبت کو بے نظیر ٹھہرایا گیا ہے جو مہدی کے ساتھ اس کو واقع ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ اس طور کا خسوف کسوف جو اپنی تاریخوں اور مہینے کے لحاظ سے مہدی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ تعلق اس کا پہلے اس سے کبھی کسی دوسرے کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور تفسیر اس قول کی اس طرح پر ہے کہ ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا لاحد منذ خلق السمٰوٰت والارض۔ پس اس جگہ غرض تو یہ ہے کہ یہ دو نشان اس خصوصیت کے ساتھ مہدی کو دیئے گئے ہیں پہلے اس سے کسی کو نہیں دیئے گئے اور لم تکونا کا لفظ اٰیتین کی تشریح کرتا ہے کہ وہ مہدی کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں۔ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کرنا منظور نہیں بلکہ اس عبارت میں دونوں نشانوں کی مہدی کے ساتھ تخصیص منظور ہے۔ نہ یہ کہ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کی جائے۔ اور اگر نرالی حالت بیان کرنا منظور ہوتا۔ تو عبارت یوں چاہیئے تھی۔ کہ ینکسف القمر والشمس علیٰ نہجٍ ما انکسفا منذ خلق السمٰوٰت والارض یعنی ایسے طور سے چاند اور سورج کا گرہن ہو گا۔ کہ پہلے اس سے جب سے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہیں۔ ایسا خسوف کسوف کبھی نہیں ہوا۔ اب میں نے خوب تشریح کر کے اصل معنوں کو ننگا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے گا۔ تو وہ پاگل کہلائے گا۔

اور اگرچہ پیشگوئی کے لفظوں سے یہ بات ہرگز نہیں نکلتی کہ خسوف کسوف کوئی نرالی طور پر ہو گا مگر خدا تعالیٰ نے ان مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے اس خسوف کسوف میں بھی ایک امر خارق عادت رکھا ہے۔ چنانچہ مارچ ۱۸۹۴ء پایونیر اور سول ملٹری گزٹ

نے اقرار کیا ہے کہ یہ خسوف و کسوف جو ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کو ہوگا۔ یہ ایک ایسا عجیب ہے کہ پہلے اس سے اس شکل اور صورت پر کبھی نہیں ہوا" دیکھو کفار گواہی دیتے ہیں کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہے اور مولوی اعتراض کر رہے ہیں۔ !!!

چو کافر شناسا تر از مولویست ۔۔۔۔۔ بریں مولویت بباید گریست

پھر ایک اور اعتراض سادہ لوح عبد الحق کا یہ ہے کہ "محدثین نے دار قطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کی ہے اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔" لیکن اس احمق کو سمجھنا چاہیئے کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اس کی پیشگوئی پوری ہو گئی پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے اُن کی حماقت ظاہر ہوئی راویوں کی تنقید اور اُن کا جرح ایک ظنی امر ہے۔ اور ایک پیشگوئی کا پورا ہو جانا اور اس کا صدق مشاہدہ میں آجانا یقینی امر ہے اور ظن یقین کو اُٹھا نہیں سکتا۔ رؤیت روایت پر مقدم ہے مثلاً ایک بڑے معتبر راوی نے ایک جگہ بیان کیا کہ عبد الحق غزنوی فوت ہو گیا ہے پھر اتنے میں تم خود اُس مجلس میں حاضر ہو گئے۔ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ اُن مجلس والوں کو جن کے پاس ایک معتبر روایت تمہاری موت کی پہنچ چکی تھی۔ کیا کرنا چاہیئے ؟ کیا تمہارا جنازہ پڑھا جائے یا زندہ دیکھکر روایتوں کو رد کیا جائے۔ اے کسی جنگل کے وحشی! خبر معاینہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ کیا تو نے لیس الخبر کالمعاینة کبھی نہیں سُنا۔ آثار اور احادیث جو آحاد ہیں وہ مفید ظن ہے اور معاینہ مفید یقین ہے۔ پس کیا ظن یقین کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ فرض کیا کہ اس حدیث میں کوئی راوی کذاب ہے مفتری ہے شیعہ ہے۔ مگر جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تو اس طریق سے حدیث کی صحت پر شہادت پیدا ہو گئی۔ کسی کا کاذب ہونا قطعی طور پر اس کی روایت کو رد نہیں کر سکتا۔ کبھی کاذب بھی سچ بول سکتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے ساری عمر جھوٹ نہ بولا ہو۔ تو کیا یقینی طور پر اُن کی گواہی کو رد سکتے ہیں۔ پس ذرہ شرم کرو اور اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھو کہ تم نے اس حدیث کے دو راویوں عمرو اور جابر جعفی کو جھوٹا ٹھہرایا مگر اُن کا جھوٹ ثابت نہیں کسی نے اُن کے جھوٹ کا شرعی ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ اُن کی یہ روایت کسوف خسوف سچی نکلی۔ مگر تمہارا گندہ جھوٹ ایسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ تم عند الشرع سخت سزا کے لائق ٹھہر گئے اور وہ جھوٹ یہ ہے کہ تم نے حقیقت کو چھپانے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو باطل ٹھہرانے کی نیت سے گرہن کی تاریخوں کو بدل ڈالا سُورج چاند کا گرہن جس کی نسبت پیشگوئی ہے تمام

ہندو مسلمان عیسائی جانتے ہیں اور **اخباروں** اور **جنتریوں** میں مندرج ہے کہ وہ اس طرح پر واقع ہوا۔ کہ چاند گرہن تیرہ [۱۳] رمضان کو ہوا۔ اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو۔ جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ **نور الحق** میں اسی وقت چھاپ دیا تھا۔ مگر تم نے حق کو چھپانے کیلئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا کہ اپنے اس اشتہار میں جس کا عنوان صیانۃ الاناس عن شر الوسواس الخناس ہے چاند گرہن کی تاریخ بجائے تیرہ [۱۳] رمضان کے چودہ [۱۴] رمضان لکھ دی اور سورج گرہن کی تاریخ بجائے اٹھائیس [۲۸] رمضان کے انتیس [۲۹] رمضان لکھ دی۔ پس اے بدذات خبیث دشمن اللہ رسول کے تو نے یہ یہودیانہ تحریف اسی لئے کی کہ تا یہ عظیم الشان معجزہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر مخفی رہے۔ جابر اور عمرو بن شمر کا جھوٹ تو ہرگز ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ سچ ثابت ہوا۔ مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔ جابر اور عمرو کا سچا ہونا کسوف خسوف سے ثابت ہوگیا۔ اور رؤیت نے روایت کے ضعف کو دُور کر دیا۔ اب جو شخص ان بزرگوں کو جھوٹا کہے جن کے طفیل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دُنیا پر کھلا وہ بدذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے۔

اور پھر یہ ایک وسوسہ عبد الحق غزنوی نے پیش کیا ہے کہ خسوف کسوف کے بارے میں جو اقوال ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اُن کے بعد مہدی کا ظہور ہو مگر میرزا قادیانی کے دعویٰ اور خروج کا یہ چوتھا سال ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ بھی اس نابکار کی تزویر اور تلبیس ہے پیشگوئی کے صاف لفظ یہ ہیں کہ ان لمھدینا آیتین یعنی ہمارے مہدی کے مصدق مؤید دو نشان ہیں۔ پس یہ لام جو انتفاع کے لئے آیا ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ خسوف کسوف سے پہلے مہدی کا ظہور ضروری ہے اور نشان کسوف خسوف اس کے خروج کے بعد ہوا ہے اور اس کی تصدیق کیلئے ظاہر کیا گیا ہے اور نشانوں کے ظاہر کرنے کیلئے سنت اللہ بھی یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعویٰ کی تصدیق کیلئے ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے وقت ہی ہوتے ہیں جبکہ اس مدعی کی تکذیب سرگرمی سے کیجائے۔ اور جو قبل از وقت بعض علامات ظاہر ہوتی ہیں ان کا نام نشان نہیں بلکہ اُن کا نام ارہاص ہے آیت جس کا ترجمہ نشان ہے اصل میں ایواء سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں پناہ دینا۔ سو آیت کے لفظ کا عین محل وہ ہے جب ایک مامور من اللہ کی تکذیب کی جائے اُس کو جھوٹا ٹھہرایا جائے تب اس وقت اس بیکس کو خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں لانے کیلئے جو کچھ خارق عادت امر ظاہر کرتا ہے اس امر کا نام آیت یعنی نشان ہے۔ اس تحقیقات سے ثابت ہے کہ نشان کے لئے ضروری ہے کہ تکذیب کے بعد ظاہر ہو گویا اُس کے سچے ہونے پر ایک نشانی لگا دیگی۔ لیکن یہ نشانی اس وقت نفع دیگی کہ جب تکذیب کے وقت ظاہر ہو اور قبل وجود مدعی جو کچھ ظاہر ہو وہ امر مشتبہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک اس کو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ اس کا مصداق فلاں شخص ہے دوسرا نہیں۔ لیکن اگر نشان کے وقت میں دو مدعی ہوں

تو نشان کا مصداق وہ ہوگا جس نے کھُلے طور پر زور سے اپنے دعویٰ کا اظہار کیا ہے اور جس کی تکذیب بڑی سرگرمی اور زور شور سے ہوئی ہے صادق کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اس کی تکذیب بڑے زور شور سے ہوتی ہے دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں منکرین نے ایک قیامت برپا کردی تھی۔ اور مسیلمہ کذاب کو چُپکے ہی قبول کرلیا تھا۔ صادق اوائل میں ستایا جاتا اور دُکھ دیا جاتا ہے مگر آخر فتح پاتا ہے۔ کاذب پہلے قبول کیا جاتا ہے۔ مگر آخر ذلیل ہوتا ہے۔ اور یہی سنّت اللہ ہے۔ کہ جب ایک شخص مدّعی پیدا ہو پھر اگر وہ سچا ہے تو اس کی تائید کے لئے نشان پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ مدّعی کا ابھی نام نشان نہو اور نشان پہلے ظاہر کیا جائے اور ایسے نشان پر کوئی نفع بھی مترتب نہیں ہوسکتا کیونکہ ممکن ہے کہ نشانوں کو دیکھ کر دعویٰ کرنے والے بہت نکل آویں۔ یہ بھی خیال کرنا چاہئیے۔ کہ اب خسوف کسوف کو تیسرا سال جاتا ہے بھلا بتاؤ کونسا دوسرا مہدی پیدا ہوگیا۔ جو تمہارے نزدیک سچا ہے۔ ماسوا اس کے خسوف کسوف کا نشان ایک غضب اور انذار کا نشان ہے جو اُن لوگوں کیلئے ظاہر ہونا چاہیئے جو تکذیب میں سرگرم ہوں اور اُن کی عقلوں پر ضلالت کا گرہن لگ گیا ہو۔ پھر جبکہ ابھی مہدی کا وجود ہی نہیں تو اس کا مکذب کون ہوگا جس کے ڈرانے کیلئے یہ انذاری نشان ظاہر ہوا۔ کیا عقل قبول کرسکتی ہے کہ غضب کا نشان تو ظاہر ہوجائے مگر جس کے لئے غضب کیا گیا ہے ابھی وہ موجود نہ ہو۔

یہ بھی سمجھو کہ ہر ایک نشان میں ایک سِرّ ہوا کرتا ہے۔ سو ہم بیان کرچکے ہیں کہ خسوف کسوف میں یہی سِرّ تھا کہ تا علماء کی ظلمانی حالت کا نقشہ جو بوجہ تکذیب اُن میں پیدا ہوگئی۔ آسمان پر ظاہر کیا جائے آسمان کا خسوف کسوف علماء کے خسوف کسوف کے لئے بطور ظِلّ اور اثر کے تھا۔ اور پہلے خبر دی گئی تھی۔ کہ عُلماء اُس مہدی موعود کی تکذیب اور تکفیر کریں گے۔ اور وہ لوگ تمام دنیا سے بدتر ہوں گے۔ سو ضرور تھا کہ ایسا ہی ظہور میں آتا۔ سو علماء نے اُس زور شور سے تکذیب اور تکفیر کی کہ جو احادیث اور آثار میں پہلے سے لکھا گیا تھا۔ وہ سب پورا کیا۔ اور اس طرح پر ان کی ایمانی روشنی مسلوب ہوئی۔ اور اُن کے دلوں پر انکار کی ظلمت کا خسوف کسوف لگ گیا۔ اور پھر اس خسوف کسوف پر گواہی پیش کرنے کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ پس اسی وجہ سے یہ دونوں خسوف کسوف انذار کے نشان ہیں۔ اور ہر ایک کسوف خسوف سے انذار ہی مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ حدیثوں* میں اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے آیا ہے کہ ہر ایک کسوف یا خسوف کے وقت نماز پڑھو۔ استغفار میں مشغول ہو اور صدقہ دو۔

* نوٹ چنانچہ بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۲ سطر ۲۰ میں ہے۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یخوّف بھما عبادہ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما نرسل بالآیات الا تخویفا۔ منہ

اور انذاری نشانوں کے لئے ضروری ہے کہ اوّل کسی قسم کی معصیت زمین کے باشندوں سے صادر ہو۔ سو اس خسوف کے پہلے جو معصیت ظہور میں آئی تھی وہ یہی تھی کہ علماء نے اس عاجز کی تکفیر اور تکذیب نہایت اصرار سے کی اور اُن کے دل کسوف خسوف کے رنگ میں ہو گئے۔ پس چونکہ آسمان زمین کے واقعات کے لئے آئینہ عکس نما کا حکم رکھتا ہے اس لئے یہ کسوف خسوف عکس کے طور پر آسمان پر ہو گیا۔ ہمیشہ کسوف خسوف زمینی لوگوں کی ظلمانی حالت کا شاہد ہوتا ہے۔ مگر دونوں گرہن کا رمضان میں جمع ہونا علماء کی تکذیب اور تکفیر اور دلی تاریکی کی ایک تصویر دکھلائی گئی۔ حق یہی ہے اگر چاہو تو قبول کرو۔

ان مولویوں نے اس بات پر کمر باندھی ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہے خدا کے نشانوں کی تکذیب کریں۔ جاہلوں کو جو خود مُردے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں نے دھوکے دے دیکر خراب کر دیا ہے۔ جس طرح یہ لوگ اپنی حماقت سے اس پیشگوئی کو بطور تکذیب پیش کرتے ہیں جو آتھم کے متعلق ہے۔ اسی طرح وہ دوسری پیشگوئی کو بھی پیش کرتے ہیں جو احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق تھی۔ مگر افسوس کہ وہ اپنی ناانصافی سے ذرہ اس بات کو نہیں سوچتے کہ اس پیشگوئی کا ایک جزو نہایت صفائی سے میعاد کے اندر پورا ہو چکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے۔ پس ضرور تھا کہ جن لوگوں کو ایسا غم اور ایسی مصیبت پہنچی وہ توبہ اور خوف سے اس لائق ہو جاتے کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں تاخیر ڈال دیتا۔ یسعیاہ نبی کی پیشگوئی جو قطعی طور پر بتلاتی تھی کہ اسرائیل کا بادشاہ پندرہ دن میں مر جائے گا۔ وہ پیشگوئی اس بادشاہ کے تضرع کے سبب سے پندرہ سال کے ساتھ خدا نے بدل دی۔ یہ قصہ ہماری حدیثوں میں ہی نہیں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں بھی ابتک موجود ہے۔ جس سے دُنیا میں کسی اہل کتاب کو انکار نہیں۔ یونہ نبی کی کتاب+ بھی اب تک بائبل کے ساتھ شامل ہے۔ جس میں یونس کی قطعی پیشگوئی کا قوم کی توبہ استغفار پر ٹل جانا صاف اور صریح لفظوں میں لکھا ہے۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ احمد بیگ کی موت ایسا دردناک ماتم تھا جس سے گھر ویران ہو گیا۔ وہ چھوٹے چھوٹے چار بچے اور ایک بیوہ چھوڑ کر مر گیا۔ اور اس کی موت کے بعد جس غم اور مصیبت میں وہ سب پڑ گئے اس کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ کیا ایسی مصیبت کی موت اور پھر سراسر پیشگوئی کے مطابق طبعاً یہ تاثیر نہیں

+ باب۳ آیت ۴ دیکھو

رکھتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا۔ اور اس طرح ہراساں ہوکر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ چشم دید تجربہ اس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔ سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا کہ گویا وہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر ڈالتا۔ جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔ ✻

سو چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائے گی**۔ اور ذلت کے سیاہ داغ اُن کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوٗروں کی طرح کر دیں گے۔ سُنو! اور یاد رکھو کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو اُن کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیئے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور رُوسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا۔ جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اُس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لے لیکر روتے تھے اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد عورت کانپ اُٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں۔ چنانچہ وہ لوگ اُس دن تک غم اور خوف میں تھے۔ جبتک اُن کے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر گئی۔ پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنّت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو توبی توبی

✻ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد له۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کریگا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو اُن کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ منہ۔

اِنّ البلاءعلیٰ عقبکِ ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا۔اس میں صریح شرط توبہ کی موجود تھی۔ اور الہام کذّبوا بِاٰیٰتنا اس شرط کی طرف ایما کر رہا تھا۔پس جبکہ بغیر کسی شرط کے یونس کی قوم کا عذاب ٹل گیا۔توشرطی پیشگوئی میں ایسے خوف کے وقت میں کیوں تاخیر ظہور میں نہ آتی۔یہ اعتراض کیسی بے ایمانی ہے جو تعصب کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔میں نے نبیوں کے حوالے بیان کر دیئے۔حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔مگر یہ نابکار قوم ابھی تک حیا اور شرم کی طرف رُخ نہیں کرتی۔

یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جُز پوری نہ ہوئی تو میں ہر یک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔اسے احمقو!یہ انسان کا افترا نہیں۔یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔اس لئے تمہیں یہ ابتلا پیش آیا۔

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جو **اِسوقت** میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے۔جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے۔

یاآدم اسکن انت وزوجك الجنّة۔ یامریم اسکن انت وزوجك الجنّة۔

یااحمد اسکن انت وزوجك الجنّة۔ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔پہلا نام آدم۔یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔اس وقت **پہلی** زوجہ کا ذکر فرمایا۔پھر **دوسری** زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلا پیش آئے۔جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدظنیوں کا ابتلا پیش آیا اور **تیسری** زوجہ جس کی **انتظار** ہے۔اُس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔جس کا بھید **اِسوقت** خدا تعالےٰ نے مجھ پر کھول دیا۔غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔

براہین میں ایسے اسرار بہت ہیں جو اب کھلتے جاتے ہیں۔ مثلاً براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۷ میں یہ پیشگوئی ہے۔ کِتَابُ الْوَلِیّ ذُوالفقار علیّ۔ اس پیشگوئی کی تشریح وہ الہام خوب کرتا ہے۔ جو جلسہ مذاہب کے اشتہار میں درج کیا گیا ہے۔ یعنی اللّٰہ اکبر خربت خیبر۔ خیبر کے فتح کرنیوالے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور اُن کا ہتھیار ذوالفقار تھی۔ سو یہ الہام بتلاتا ہے کہ اس عاجز کو ذوالفقار کی جگہ وہ معارف دیئے گئے ہیں جو کتابوں میں لکھے جاتے ہیں۔ اور خیبر سے مراد مسلمان صورت مولویوں کی قلعہ بندی ہے جو دراصل یہودی السیرت ہیں۔ اب اُن کا قلعہ خراب ہو جائے گا۔ چنانچہ جلسہ مذاہب میں ان لوگوں کی خوب بیعزتی ہوئی ✱ چنانچہ انگریزی اخباروں نے بھی آزادی کے ساتھ اس کی شہادت دی۔

ایسا ہی براہین احمدیہ میں احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق کی پیشگوئی کی نسبت صفحہ ۵۱۰ اور صفحہ ۵۱۱ میں اور صفحہ ۵۱۵ میں پہلے سے خبر موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ وان لم یعصمک الناس فیعصمک اللّٰہ

✱**حاشیہ**۔ سول ملٹری گزٹ اور آبزرور نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ یہی مضمون تمام مضامین پر غالب رہا۔ اور ان اخباروں نے اس کی اعجازی قوت کو اس حد تک مان لیا ہے کہ گویا اس تقریر نے تمام حاضرین پر ایک مسمریزم کا عمل کر دیا۔ اور تمام طبیعتیں اس کی طرف کھینچی گئی ہیں۔ اور آبزرور میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس مضمون کا انگریزی میں ترجمہ کر کے یورپ اور امریکہ میں پھیلائیں تا انہیں حقیقی اسلام کی خبر ہو۔ اور بیدار مغز لوگوں نے اس مضمون کو صرف عالی درجہ کا مضمون نہیں سمجھا بلکہ اُس کے اعجاز کے قائل ہو گئے چنانچہ آج چودہ جنوری ۱۸۹۷ء کو سیالکوٹ محلہ اماری سے ایک کارڈ مرسلہ اللہ دتا صاحب میرے پاس پہنچا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ مضمون جو آپ کی طرف سے لاہور میں پڑھا گیا تھا وہ ایک معجزہ کے رنگ میں تھا اس لئے میں اس خوشی کے شکریہ میں سو روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں کہ اس سے اسلام کی فتح ہوئی۔ خدا تعالےٰ میاں اللہ دتا صاحب کو اس خوشی کے عوض میں بہت سی ذاتی خوشیاں بھی دکھلاوے جو اسلام کی فتح سے خوش ہے خدا اُس سے خوش ہے۔ اب کیا اس اعجاز صریح کو جس سے سچے مسلمانوں نے یہ خوشیاں ظاہر کیں کوئی چھپا سکتا ہے۔ پس عبد الحق کو سوچنا چاہیئے کہ مباہلہ کے یہ اثر ہوتے ہیں۔ نہ یہ کہ متوفی بھائی کی ایک بیوہ اور بوڑھی عورت پر قبضہ کر کے اس کو مباہلہ کی فتحیابی کی دلیل ٹھہرا دے۔ اور بزرگ بھائی کی موت یاد نہ آوے۔ **لعنت ہے** ایسی خوشی پر۔ شیخ محمد حسین بطالوی بھی سوچیں! کہ کیا کبھی ان کا مضمون بھی اعجاز تصور ہو کر ہزاروں آدمیوں نے اس پر گواہی دی ہے کیا کبھی اعجازی مبارکبادی میں دو پیسہ بھی ان کو انعام ملے ہیں۔ منہ۔

من عندہٖ یعصمک اللّٰہ من عندہٖ وان لم یعصمک الناس۔ واذ یمکر بک الذی کفر۔ اوقد لی یا ھامان۔ لعلی اطلع الٰی الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا۔ وما اصابک فمن اللّٰہ۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ الا انھا فتنۃ من اللّٰہ لیحب حبًّا جمًّا۔ حبًّا من اللّٰہ العزیز الاکرم۔ عطاءً غیر مجذوذ۔ شاتان تذبحان۔ وکل من علیھا فان۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰے کل شیئٍ قدیر۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ فبرّاہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا۔

ترجمہ یعنی خدا تجھے بچائیگا۔ اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تجھے بچائیگا۔ اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ وہ زمانہ یاد کر کہ جب ایک شخص تجھ سے مکر کرے گا۔ اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ فتنہ انگیزی کی آگ بھڑکا۔ اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بطالوی ہے اور ہامان سے مراد نو مسلم سعد اللہ ہے اور پھر فرمایا کہ وہ کہیگا کہ میں اس کے خدا کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں یعنی باخدا ہونے کا دعویٰ سراسر کذب ہے کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ فرعون ہلاک ہو گیا۔ اور دونوں ہاتھ اُس کے ہلاک ہو گئے یعنی یہ شخص ذلیل کیا جائیگا✱ اور ہاتھ جو کسب معاش کا ذریعہ ہیں۔ نکمّے ہو جائیں گے۔

✱ حاشیہ۔ محمد حسین بطالوی کی ذلت کا یہ بھی موجب ہے کہ اس نے ایک شیطانی پیشگوئی کی تھی کہ میں اس شخص کو یعنے اس عاجز کو ذلیل کر دوں گا۔ اور لوگوں کو رجوع سے بند کر دوں گا۔ مگر اُس کے برعکس ظہور میں آیا۔ اُس کی پیشگوئی کے وقت شاید سو کے قریب بھی ہماری جماعت نہیں تھی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ ابھی قریب عرصہ میں الٰہ آباد میں ایک بھاری جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ جن کو ہمارے دلی دوست میرزا خدا بخش صاحب کے قیام الٰہ آباد سے بہت مدد ملی ہے۔ میرزا صاحب موصوف نے اس قدر اس سلسلہ کو اُس طرف پھیلایا ہے کہ گویا تمام مخالفین کی ناک کاٹ کر آئے ہیں۔ اس خوشی کے وقت میں اُن کی وہ سو روپیہ کی مدد بھی قابلِ قدر ہے جو انہوں نے ۵۰ ایک دفعہ اور ۵۰ روپیہ اب قادیان میں آکر اس سلسلہ کی تائید کے لئے دیئے ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ منہ

یعنے اُس پر فقر فاقہ کی مُصیبت نازل ہوگی۔ اور اپنے مقاصد میں ناکام رہے گا اور رُسوا ہو جائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے دعویٰ اسلام اور مولویت کے لائق نہیں تھا کہ تکفیر اور تکذیب پر جُرأت کرتا اور اس نازک مقدمہ میں چالاکی کے ساتھ دخل دیتا۔ ہاں یہ چاہیئے تھا کہ صحت نیّت اور خوف دل کے ساتھ اپنے شکوک رفع کراتا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے منصوبوں سے جو کچھ تجھے ضرر پہنچے گا۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جب یہ تکفیر اور تکذیب کریگا تو اُس وقت مُلک میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا۔ وہ فتنہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ تیرے خدا نے یہی چاہا تا وہ تجھ سے نہایت درجہ کی محبّت کرے کیونکہ ہر ایک اصطفاء ابتلاء کے بعد ہوتا ہے خدا کی محبت بڑے قدر کے لائق ہے کیونکہ وہ سب پر غالب اور سب سے زیادہ کریم ہے۔ پس جس سے وہ محبت کرے گا اس کی تمام امیدیں کامیابی کا انجام رکھتی ہیں۔ اور اُس کی یہ عطا غیر منقطع ہے۔ اس کے بعد یُوں ہوگا کہ دو بکریاں ذبح کی جائینگی پہلی بکری سے مراد میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اُس کا داماد ہے اور پھر فرمایا۔ کہ تم سُست مت ہو اور غم مت کرو کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئیگا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر یک چیز پر قادر ہے اور پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کُھلی کُھلی فتح دی ہے یعنی کُھلی کُھلی فتح دیگے تا کہ تیرا خدا تیرے اگلے پچھلے گُناہ بخشدے یعنی کامل عزت اور قبولیت عطا کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کا تمام گناہ بخشدینا اس محاورہ پر استعمال پاتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ پر راضی ہو جائے اور پھر فرمایا کہ خدا اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ وہ اُس کو اُن تمام الزاموں سے بَری کریگا جو اس پر لگائے جاتے ہیں۔ اور وہ بندہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

ان پیشگوئیوں میں علاوہ اور پیشگوئیوں کے جو اُن کے ضمن میں بیان کی گئیں دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیشگوئی احمد بیگ اور اُس کے داماد کی طرف اشارہ ہے جو آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے ایسا ہی محمد حسین کی تکفیر کا فتنہ جو صرف پانچ چار سال سے شائع ہوا ہے آج سے سترہ برس پہلے اُس فتنہ کی براہین میں خبر دی گئی ہے چنانچہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کیا انسان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ آئندہ واقعات کی خبر سالہا سال پہلے ایسی صفائی سے بیان کر سکے۔ بڑے عظیم الشان فتنے میری نسبت دو وقوع میں آئے ہیں۔ ایک پادریوں کا۔ ایک محمد حسین وغیرہ کی تکفیر کا سو ان دونوں فتنوں کی تصریح کیساتھ براہین احمدیہ میں سترہ برس پہلے آج کے دن سے خبریں موجود ہیں کیا دُنیا میں کوئی اور شخص موجود ہے جس کی تحریروں میں یہ عظیم الشان سلسلہ پیشگوئیوں کا پایا جائے یقیناً کوئی سخت بیحیا ہوگا جو اس فوق العادۃ سلسلہ سے انکار کرے اس جگہ الہام الٰہی بارش کیطرح برس رہا ہے آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں اب دیکھو کہ یہ شریر مولوی کہانتک اور کہانتک انکار کریں گے میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور ان کے سجادہ نشین اور اُن کے ملہم

اکٹھے ہو کر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا اُن سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے کہ بموجب آیۃ کریمہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی[1] میری فتح ہو۔ فمت یا عبد الشیطان الموسوم بعبد الحق۔ فان اللہ معزنی ومذلک ومکرمنی ومھینک وان اللہ لایحب الظالمین۔

کمال افسوس ہے جو میں نے سُنا ہے کہ اسلام کے بدنام کرنیوالے غزنوی گروہ جو امرتسر میں رہتے ہیں۔ لوگوں کو کہتے ہیں کہ ایک بدبخت محمد سعید دہلوی جو مرتد ہو گیا ہے اور اس کا بھائی کبیر جو اب دسمبر ۱۸۹۶ء میں بمقام کوٹلہ مالیر فوت ہو گیا ہے یہ دونوں واقعہ عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ہیں۔ اب مسلمانو! سوچو کہ یہ سیاہ دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ اے بدبخت مفتریو! خبیث محمد سعید یا اُس کے بھائی سے میری کوئی قرابت نہیں ان لوگوں کے ساتھ نہ ہمارا کوئی رشتہ ہے نہ اُن سے کچھ غرض تعلق ہے کیا عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ایک تیسرے گھر پر گرا جس کا ہم سے کچھ بھی تعلق نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد بہت ذلیل ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ان کو ایسے ایسے جھوٹے منصوبے تراشنے پڑے اگر عبد الحق کی رُوسیاہی کے دھونے کیلئے ایسے ہی جھوٹے منصوبے بنانے تھے تو دہلی کے غیر معروف دو لونڈوں کا ذکر بیفائدہ تھا ہماری دانست میں بہتر یہ تھا کہ آجکل جو بمبئی میں ہزارہا لوگ طاعون سے مر رہے ہیں اُس کو عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ٹھہرا کر اس مضمون کا اشتہار شائع کر دیتے کہ ”چونکہ منشی زین الدین محمد ابراہیم (جو نہایت درجہ مخلص اینجانب اور سلسلہ بیعت میں داخل ہیں) بمبئی میں رہتے ہیں لہذا مناسب تھا کہ مُباہلہ کا اثر اُسی شہر پر نہ کسی اور جگہ پڑتا“۔ نمعلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ ابتک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا۔ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد جس قدر خدا تعالیٰ نے ہمیں ترقی دی۔ ہماری قبولیت[1] زمین پر پھیلا دی۔ ہماری[2] جماعت کو ہزارہا تک پہنچایا۔ ہماری علمیت[3] کا لاکھوں کو قائل کر دیا۔ الہام[4] کیموافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہو گئے یعنی دوسری بیوی سے اور نہ صرف یہی[5] بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مریگا جبتک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سُن لے اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹالدے اور پھر خدا نے[6] پیشگوئی کے موافق آتھم کو فی النار کر کے پادریوں اور ہمارے[7] مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔ ہزارہا[8] روپیہ تک مالی فتوحات مجھ پر کیں اور جلسہ[9] مذاہب میں جو ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوا تھا ہماری تقریر کی وہ قبولیت ظاہر کی کہ انگریزی اخبار بول اُٹھے کہ ہاں یہی تقریر غالب رہی اس کو معجزہ سمجھ کر بعض جوانمرد مسلمانوں نے روپیہ بھیجا جیسا کہ میاں اللہ دتا صاحب سیالکوٹی نے کل ۵ جنوری ۱۸۹۷ء کو اسی خوشی سے سو[10] روپیہ بھیجدیا اور اس[11] روز ہماری وہ الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کی نسبت بذریعہ اشتہار شائع کیگئی تھی کہ یہ مضمون سب پر غالب آئیگا کیا اس عزت اور ان تمام الہاموں کے پُورا ہونے سے ابتک عبد الحق کا مُنہ کالا نہیں ہوا۔ کیا اب تک غزنویوں کی

[1] المجادلۃ : ۲۲

جماعت پر لعنت نہیں پڑی ۔بیشک خدا نے ان لوگوں کو ذلّت کی رُوسیاہی کے اندر غرق کر دیا ۔مُباہلہ کا کھُلا کھلا اثر اس کو کہتے ہیں۔ اور خدا کی تائید اس کا نام ہے اور تکلف سے جھُوٹ بولنا گوہ کھانا ہے ۔

ہم اس مضمون کے خاتمہ میں یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جن ناپاک طبع لوگوں نے تکفیر پر کمر باندھی ہے اُن کے مقابل پر ایسے لوگ بھی بہت ہیں جن کو عالم رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عاجز کی نسبت دریافت کیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ شخص درحقیقت منجانب اللہ ہے اور اپنے دعویٰ میں صادق ہے چنانچہ ایسے لوگوں کی بہت سی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں جس شخص کو اس تحقیق کا شوق ہے وہ ہم سے اس کا ثبوت لے سکتا ہے ۔

اور غزنوی افغانوں کی جماعت جو ناپاک خیالات اور تکذیب کی بلا میں گرفتار ہیں۔ اُن کے لئے اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کچھ حصّہ رکھتے ہیں اُن کے والد بزرگوار مولوی **عبداللہ صاحب کی شہادت** کافی ہے ہمارے پاس وہ گواہ موجود ہیں جو حلف سے بیان کرسکتے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے کشف کی رُو سے بتلایا تھا کہ ایک نور آسمان سے نازل ہوا۔ اور **قادیان** کی سمت میں اُترا ہے اور اُن کی اولاد اُس نور سے محروم رہ گئی۔ اس گواہی میں حافظ محمد یوسف صاحب **ضلعدار** بھی شریک ہیں۔ جو مولوی عبداللہ کے دوست اور محُسن بھی ہیں بلکہ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے ایک جلسہ میں قسم کھا کر کہا تھا کہ مولوی عبداللہ نے اُس نور کے ذکر کے وقت اس عاجز کا نام بھی لیا تھا کہ یہ نور اُن کے حصّہ میں آگیا اور میری اولاد بے نصیب اور بے بہرہ رہی **لہٰذا** مناسب ہے کہ عبدالحق غزنوی اور عبدالجبار جو اپنی شرارت اور خباثت سے تکفیر اور گالیوں پر زور دے رہے ہیں۔ اپنے فوت شدہ بزرگ کے کلمات کی تحقیق ضرور کرلیں۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کی وصیت کی نافرمانی کرکے اُن کے عاق بھی ٹھہر جائیں۔ اس بزرگ مولوی عبداللہ نے اپنی زندگی کے زمانہ میں میرے نام بھی دو خط بھیجے تھے اور اُن خطوں میں قرآنی آیتوں کے الہام کے ساتھ مجھے خوشخبری دی تھی کہ تم کفار پر غالب رہو گے۔ اور پھر وفات کے بعد میرے پر ظاہر کیا تھا۔ کہ میں آپ کے دعویٰ کا مصدق ہوں چنانچہ میں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انہوں نے میرے دعویٰ کو سُنکر تصدیق کی اور صاف لفظوں میں مجھے کہا کہ "جب میں دُنیا میں تھا تو میں امید رکھتا تھا کہ ایسا شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے ظاہر ہوگا" یہ اُن کے الفاظ ہیں۔ ولعنة اللہ علی الکاذبین ۔

اور اس وقت کے سجادہ نشینوں میں سے دو بزرگ اَور ہیں جنہوں نے اس عاجز کے مقام اور مرتبہ سے انکار نہیں کیا اور قبول کیا ہے۔ ایک تو میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے پیر نواب صاحب بہاولپور ہیں۔

جن کا خط عربی میں نے چھاپ دیا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ علم عربی میں ایک فاضل ہیں۔

اور دوسرے پیر صاحب العلم ہیں جو بلاد سندھ کے مشاہیر مشائخ میں سے ہیں جن کے مُرید ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور باوجود اس کے وہ علوم عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ اور علماء راسخین میں سے ہیں چنانچہ اُنہوں نے جو میری نسبت گواہی دی ہے وہ یہ ہے۔ "اِنّی رایتُ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم واستفسرتہ فی امرك وقلتُ بیّن لی یارسول اللّٰہِ اَھو کاذبٌ مفتری او صادق۔ فقال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم " انّہ صادق ومن عند اللّٰہ" فعرفت انك علیٰ حق مُّبین۔ وبعد ذٰلك لا نشك فی امرك ولا نرتاب فی شانك و نعمل کما تامر۔ فان امرتنا ان اذھبوا الی بلاد امریکہ فاتا نذھب الیھا وماتکون لنا خیرۃ فی امرنا وستجدنا ان شاء اللّٰہ من المطاوعین۔" یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا پس میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوگا اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کریں گے۔ پس اگر آپ یہ کہو کہ ہم امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے۔ اور ہم نے اپنے تئیں آپ کے حوالہ کر دیا ہے اور انشاء اللہ ہمیں فرمانبردار پاؤ گے۔

یہ وہ باتیں ہیں جو اُن کے خلیفہ عبد اللطیف مرحوم اور شیخ عبد اللہ عرب نے زبانی بھی مجھے سُنائیں اور اب بھی میرے دلی دوست سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا صاحب جب مدراس سے اُن کے پاس گئے تو انہیں بدستور مصدق پایا۔ بلکہ انہوں نے عام مجلس میں کھڑے ہو کر اور ہاتھ میں عصا لیکر تمام حاضرین کو بلند آواز سے سُنا دیا کہ میں اُن کو اپنے دعویٰ میں حق پر جانتا ہوں اور ایسا ہی مجھے کشف کی رُو سے معلوم ہوا ہے اور اُن کے صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ جب میرے والد صاحب تصدیق کرتے ہیں تو مجھے بھی انکار نہیں۔

اب عبد الحق غزنوی کو کچھ کھا کر مر جانا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کی لاکھوں انسانوں میں عزت ظاہر کر رہا ہے جس میں اس کی ذلت ہے۔ اس پلید کو سوچنا چاہیئے کہ مباہلہ کا یہ اثر ہوتا ہے یا یہ کہ بھائی مرا اور اس کی بوڑھی عورت پر قبضہ کیا اور پھر اس کو مباہلہ کا اثر ٹھہرایا۔

اور یاد رہے کہ صرف یہی نہیں کہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور پیر صاحب صاحب العلم سندھ والے مصدق ہیں اور صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جن کے بزرگوں کے ہندوستان میں ہزارہا مریدیں اس عاجز کی

بیعت میں معہ اپنے اہل بیت کے داخل ہو چکے ہیں۔ ایسا ہی حاجی **منشی احمد جان صاحب** لدھیانوی مرحوم اس عاجز کے اوّل درجہ کے معتقدین میں سے تھے اور ان کے تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں اور گھر کے لوگ غرض تمام کُنبہ اُن کا اس عاجز کی بیعت میں داخل ہو چکا ہے۔

بالآخر میں پھر ہر یک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے **نابینا علماء** بے خبر ہیں۔ وہ **مجھ کو** عطا کئے گئے ہیں **مجھے بھیجا گیا** ہے تا میں **ثابت** کروں کہ **ایک اسلام ہی ہے** جو زندہ مذہب ہے۔ اور وہ کرامات **مجھے** عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر یک مخالف کو دکھلا **سکتا ہوں۔ کہ**

قرآن شریف

اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رُو سے **معجزہ** ہے۔ **موسیٰ** کے معجزہ سے بڑھ کر اور **عیسیٰ** کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں۔ اور **بلند** آواز سے کہتا ہوں کہ **قرآن** اور **رسول کریم** صلی اللہ علیہ وسلم سے **سچی محبت** رکھنا اور **سچی تابعداری** اختیار کرنا انسان کو **صاحب کرامات** بنا دیتا ہے۞۔ اور اُسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ **چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔** میں دیکھ رہا ہوں

۞ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں اسلام میں کوئی اہل کرامت موجود نہیں وہ اندھا اور سیاہ دل ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے کہ کسی زمانہ میں اہل کرامت سے خالی نہیں رہا۔ اور اب تو اتمام حجت کے لئے کرامات کی نہایت ضرورت ہے اور وہ ضرورت خدا تعالےٰ کے فضل سے حسب المراد پوری ہوگئی ہے کوئی شخص نہیں کہ کرامت نمائی میں اسلام کے مقابل ٹھہر سکے۔ منہ

کہ بجز **اسلام** تمام مذہب **مُردے** اُن کے خُدا **مُردے** اور خود وہ تمام پیرو **مُردے** ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ **زندہ تعلق** ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو! تمہیں **مُردہ پرستی** میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذت؟!!! **آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے**۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ **وہ اسلام کے ساتھ ہے**۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا **طور** ہے جہاں خُدا بول رہا ہے۔ **وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ** کلام کرتا تھا۔ اور پھر چُپ ہوگیا۔ **آج وہ**

ایک مسلمان

کے دل میں **کلام کر رہا ہے**۔ کیا تم میں سے **کسی کو شوق نہیں**؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔ **تمہارے ہاتھ میں** کیا ہے؟! کیا ایک **مُردہ کفن میں لپیٹا ہوا**۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک **مُشت خاک**۔ کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ **ذرہ آؤ! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ**۔ اور اُس سڑے گلے مُردہ کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں کہ **چالیس دن** نہیں گذریں گے۔ کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں آزماتے۔ **اور پھر انکار** کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں

جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔

اومیرے مخالف مولویو! اگر تم میں شک ہو تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو۔ اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ۔ **میں اتمام حُجت کر چکا۔** اب جب تک تم اِس حجت کو نہ توڑلو۔ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان **بارش کی طرح** برس رہے ہیں۔ **کیا تم میں سے کوئی نہیں** ۔جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے۔ **کیا ایک بھی نہیں۔**

"دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

والسلام علیٰ مَن اتبع الھدےٰ

۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء

ت